

# ان من الشعر لحكمة وان من البيان لسحرا

خاتموں اور عجاظ بیانی کا چشم و چراغ ناز و انداز مجاز و حقیقت کا سنبھاراغ  
دکنی خیالات کا پھولا پہلا چین موسوم بہ

جایزہ کون  
تحفہ دکن  
۱۸۹۷ء  
۱۳۱۷ھ

دیوان الطرماک  
پندرہ جلدیں  
پندرہ جلدیں

نتیجہ فکر و شہسپا فصیح القصص الیضہ البلیغ افصح الحکام طاب الشفا جناب ثوابہ  
احمد حسین حسنا مامل آغا فی البوالعالم فی سیولہ بن دہانہ ضلع ننگر پارہ  
شاگرد شیعہ حضرت جوصفی مرحوم و مغفور علیہ السلام کا تصنیف جہاد اللہ علیہ

مطبع عبادہ اگرہ پریس با تمام قاعدہ لجان صوفی چھپا

ضرب المثل رہے گا محبت میں میرا نام  
آئیں گے میرے بعد فقط نوحہ خوان عشق

( حافظ محمد ولایت اللہ )

\*\*\*\*\*



**PDF By : Mirkeen Mazhar Ali Khan**

**Cell NO : 00966590510687**

**Facebook Group «خاکِ حکم» Link:**

<https://www.facebook.com/groups/1752899681599082/>





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سخن آفرین نے سخن میں وہ اثر دیا کہ ساری خدائی کارنگ۔ اسی سے پہوٹ نکلا۔ بات اگرچہ  
بات ہے مگر سب کچھ اسی کے ہاتھ ہے کہ بات ہی آفرینہ کائنات ہے۔ یہ کافر جملہ  
نہیں غلو نہیں۔ مبالغہ نہیں۔ وہ ہر کی بلند پروازی نہیں۔ شاعرانہ تعلی نہیں۔ ذرا ٹھہرا بھی نہ آج  
سوچو سچو کہ خالقِ کل مخلوقات نے جس وقت تک اپنی پاک زبان سے لفظ کن نہ کہا اور جب  
تک قدرت میں بسی ہوئی حکمت میں ڈھنی ہوئی زمر نہ کن کی صحت بخش ہوا۔ لاکھوں شوخیوں  
کے ساتھ جسکی ہر ہر شوخی سے آفرینش کی روح پھونکنے والے کر ڈرون کر شے ٹپک رہے  
تھے۔ اٹلا کر نہ چلی۔ اُداس بے رونق نیستی کا رشتہ بھرا دل پامال ہوا۔ اور ہونا چاہی  
ہستی کا منہ مارے خوشی کے لال لال ہوا۔ اس بات یقین دل کو گدگد رہا ہے کہ نواسے  
کن کے ساتھ ہی صدائے فیکون بلند ہوئی اور اس صدائے لہرائی ہوئی میری بھی آواز تھی۔ میں



ازل کا ہمسکڑ ہون مجھے بالکل یاد نہیں کہ میں نے کن کی آواز موزوں سنی یا ناموزوں۔ اگر  
 ناظرین اجازت دیں تو اپنی خطا انگیز فیضانِ آمیز خلقت سے آستینیں چڑھا کر دو دو باتیں کرتا  
 ہوں۔ ہائیں اتنی بے ادبی۔ جیکم اور ایسی باتیں۔ کیا اسوقت فرشتوں کا سایہ دیوانہ بنارہا ہو  
 دنیا میں لاکھوں آدمی سایہ جنِ دہری کے قائل ہیں مگر فرشتوں کا سایہ کبھی نہیں سنا تھا۔  
 (بڑے غور کے بعد) ہاں ہاں اب سمجھا۔ یہ گلہ شدہ نازک خیالی کی ایک رنگین پٹھری ہے  
 جسکو اُن فرشتوں کا سایہ معطر کر رہا ہے جو خلقتِ آدم کے وقت اسد میان پر اعتراض کر بیٹھے  
 اور یوں کھا کہ اس خاکی کے سر پر خلافت کا نورانی تاج رکھ کر نورانیوں کو بچانہ دکھا۔ ہم بعد  
 تیرے سب سے جلیل ہیں ہیکو سب میں ذلیل نہ کر۔ اس مٹی کی مورت کے سامنے ہمارے روشن سر و نکو  
 جھکنے نہ دے۔ معترض قانونِ قدرت سے ناواقف اور اسرارِ الہی کے ضابطوں سے بیخبر  
 تھے کچھ لحاظ نہ رکھ کر پائی کی تجویز بجالا رہی۔ اب غضب کا سامنا ہے۔ ہاے کیا کہوں  
 کہ اس وقت مجھے کیا خیال آیا۔ اُسنگ بہر ادل تڑان سے ٹوٹ گیا۔ ہمت کے پانوں جھکی  
 ثابت قدمی کا نغانِ عرش پر چبٹا کاڑنے والا تھا۔ دفعتاً تہترانے لگے۔ ایک چبچ مار کر ہاے  
 میں گرا۔ اسوقت کوئی اسد والا ہے کہ مجھکو سینہال سکے۔ یا حقیقت محمدی الممدودہ  
 تیری ہی رحمت بہری ذات ہے کن کے سر پر بھی جبکا ہاتھ ہے۔ اب تو ہی سینہالے تو  
 سینہلوں کا در نہ بھلے ہوئے انداز سے اوند ہے منہم اس طرح کرونگا کہ صدائے صور اسرافیل  
 قیامت کو ساتھ لیکر میری نقل و متن ہاتھ دیکر اوٹھائی ہی تو اٹھنا معلوم اسے ناظرین ہائیکیں یہ ساری  
 شوخی میری نافہمی کی تھی جو آفرینش کے چلبے میں کانپتے ہوئے ہاتھوں سے چٹکیان لینے کو  
 چلی تھی۔ راز کبریائی نے انکبین نکال کر وہ ڈانٹ بتائی کہ شوخی کی ساری شیخی کر کری ہو گئی۔ اگر  
 اسوقت سببِ آفرینش موجودات۔ باعثِ ایجاد مخلوقات لولاک لما خلقت الانلاک  
 کی شان دکھانے والا ما عرفناک حق معرفتک کی بانسری بجانے والا میرا ہاتھ  
 پکڑ کر نہ کھینچ لیتا اور اپنی رحمت پھری عربی کلی نہ اُڑا دیتا تو میں کین کا نہ رہتا۔ **قطع**



نفع پہنچا سب کو تیری ذات سے  
تیرے صدقے سے تیری خیرات سے

یا محمد رحمتہ للعالمین  
ہو گئے محتاج محشر میں غنی

ماہل تو لہر رفت گوئی خدا کا نام لے۔ بس درود شریف پڑھ اللہ حاصل علی سیدنا  
محمد و علی آل محمد و اصحاب محمد و ازواج محمد و بارک وسلم ہاں اب اصل مطلب  
تو سنا کچھ بیان تو کر کہ صدائے کن موزون تھی یا نا موزون۔ اے پوچھنے والو ذرا اٹھو۔ مجھے  
دم لینے دو۔ پسینہ پوچھنے دو دل سے ابھی گہرا ہٹ نہیں گئی۔ دیکھو کس طرح اچھل رہا ہے  
عرق انفصال کی ننھی ننھی بوذین ہاتھ پر چمک رہی ہیں۔ رنگ فاق ہے مگر سنبھالے ہوئے  
ہوں (چند منٹ کے بعد) اتنی کیا کروں ہو لاہو اسبق یاد نہیں آتا۔ کوئی پیارا ہاتھ غیب کا پردہ  
بھی نہیں اٹھاتا مجبور ہو کر ظن المومنین خیرا کا وظیفہ دل ہی دلی میں پکڑ کر اپنی ہی عقل  
سے دھکتا ہوں کہ جب صدائے کن وہاں قدرت سے نکلی موزون تھی یا نا موزون۔ یہ سوال  
سنگر عقل بھی چلا تاتی ہی۔ بات بات پر کفر کا فتویٰ لکھنے والے علماء کے خوف سے گھبراتی ہی۔ خدا  
جانے پھر کیا خیال آیا جو مکرپکار اٹھی کہ صدائے کن موزون تھی۔ دلیل پھر کہ نا موزون آواز سے  
موزون آواز میں اثر کا زیادہ ہونا قرین قیاس ہے اور قابل تسلیم۔ مگر یہ نہیں معلوم کہ وزن کس قسب  
کا تھا اسکا انداز کیسے تھا۔ اگرچہ کلام مجید میں بعض آیتیں مطابق قاعدہ عروض موزون ہیں مگر سخن  
شناس سخن آفرین کو شاعر کا خطاب نہیں دیتے۔ جانکر پہچانکر چھوڑ دیتی کرتے ہیں اور بے ادبی سمجھتے  
ہیں بلکہ شعر کی تعریف کے کلام قدیم اتنی کو گودہ موزون ہو چکا جہاں بٹ کر علیہ ذکر دیتے ہیں۔ ہم بھی  
مجبوراً سخن آفرین کی ذات سے شاعری کی صفت کو علیہ سمجھ کر دور سے سلام کرتے ہیں اور اُسی کے  
خلیفہ کے ہاتھ پر جسکی یہ تعریف ہے خلق آدم علی صورۃ الرحمن۔ بوسہ دیکر شاعری سیکھتے ہیں  
اگر کسی پہلے خلیفۃ السدی نے شعر لکھا ہے بقول صاحب یہ

طبع موزون حجتِ فرزندِ آدم بود

انکا اول شعر گفت آدم صفی السد بود

مولوی جیامی قدس سرہ السامی کچھ اور ہی ارشاد فرماتے ہیں



شاعری رمزیت از پیغمبری جاہلانہش کفر خوانند از خری

مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کا طنطنہ کچھ ادبی ہے ۵

پیش و پس قلب صف کبریا پیش شد آمدہ پیش انبیا

قتائل

## التماس بجناب سخن شناس

کس بشنو دیا نشو دمن گفتگو یہ میگم۔ کوئی سنے یا نہ سنے کوئی مانے یا نہ مانے جو کچھ میرے دل میں ہے جو کچھ میرے دماغ میں ہے کالی کالی روشنائی کے ذلیہ سے سفید سفید کاغذ پر سخن کی بیلون میں لفظوں کے بوٹوں میں بھر دیتا ہوں۔ اچھے برے کے سمجھنے والے۔ کوٹے کمرے کے پر کتنے والے سخن شناس علم دوست نوجوانانِ دکن اسپر چمکتا ہوا خوشبودار دغن لگا کر اپنے دماغوں کے نازک نازک مہین مہین پردوں میں رکھ چھوڑیں اور ایک مدت تک مخالفہ دماغ فقیر

کے سوال و جواب رد و قبیح معقول و نامعقول اعتراضات کو سنجیدہ نگاہی سے دیکھتے رہیں اور اس امر کی کوشش کرتے رہیں کہ نتیجہ تقریف کے قابل کتنی بخش پیدا ہو۔ زبان حیدر آباد کی سنہری کرسی بھی ہندوستان کے عالی شان دربار میں اس صف میں جگہ پائے جہاں دہلی دکن کی مظلہ مذہب کرسیاں اپنی چمکے دامن ہوا کو طلائی درق بناتی ہیں۔ اردو و شاہجہان انجمنی کے زمانے میں پڑا عنصرون کے میل جول سے جنکے نام۔ ہندی۔ فارسی۔ عربی۔ ترکی۔ ہین۔ ایسی پیاری صورت لیکر شکر میں پیدا ہوئی کہ لاکھوں دل ٹوٹ پوٹ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ اسکی حسن کی وہ دہوم بھی کہ شاہی حکومت نے لشکری قوت سے چین کو قلعہ میں داخل کر لیا۔ اگرچہ یہ آفتاب ہند تاب برج شاہی میں چپ گیا مگر اسکی آڑی تر چھی سی ہی کرین پھوٹ لکھن۔ کوہ ہمالیہ سے اس کماری تک مختلف رنگوں کا چمکتا ہوا ایسا خوبصورت جال بچھایا کہ لاکھوں مرغ سخن سنے

۵ بعض محققین یہ کہتے ہیں کہ جلال الدین اکبر ہی کے زمانے میں اردو کا تخم اپنی نشوونما کی قوت شہی میں لیے ہو یہ موجود تھا۔ شاہجہان کے زمانے تک پھول پھلکے اچھا خاصا شجر بن گیا۔



پنسکر پھر پڑانے لگے اور کج تک پھر پڑا رہے ہیں صیاد اور دوشکار زبان حال سے بھی کہنے لگا کہ جو کوئی میری بولی سیکھے گا قید سے رہائی پائے گا۔ ان اسیروں میں لکھنوا ایسا مرغ زیرک تھا کہ بات میں سے بات نکال لی اور اصل مطلب کو لے اڑا۔ ایک مدت تک صیاد کی بیٹی بیٹی بائیں سسکے پھر کتار ہار اور خود بھی چڑگتا رہا۔ آہستہ آہستہ جب اسکی بولی میں صیاد کی بولی کا مزا آیا اور خود گرفتار کرنے والا مزے مزے کی باتیں سنکر مسکرا مسکرا کے داد دینے لگا تو اسنے بھی پروں کو جنبش دی۔ اگلا عہد و پیمان یاد دلا کر قید سے رہائی پائی چمن آزادی کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اکائی آزاد کیا ہوا کہ ہندوستان جنت نشان کی اونچی پہو لون بہری ڈالی پر ٹیکر ایسی ایسی زمزمہ بنجیاں کیں کہ تمام ہندوستان چھڑک اٹھا۔

خوش نوا یانِ دہلی کو رشک آیا۔ نکتہ چینی پر کمر بن باندہ میں۔ اعتراض کرنے کو آستینیں چڑھائیں لکھنوکب دہنے والا تختہ ختم ٹھوک کلا بکلا مقابلہ کرنے لگا۔ تذکرہ و تانیث کا اختلافی جوہر رکھنے والی تلواریں کینچ گئیں اور نئے نئے محاوروں کی گن گن کر تو پیرن دننا دننا چلنے لگیں اس زمانے میں اودھ کا شاہی ستارہ چمک رہا تھا اور اس کا نورانی اثر اہل لکھنوکو ہمتیں بڑھا رہا تھا۔ اہل دہلی مجبور ہو گئے لوہا مان گئے۔ حریفین کے ہماروں نے کچھ سوچ سمجھ کر صلح کر لی۔ جسکے قبضہ میں جتنا لٹاک آیا باقی رہا۔ شاہباش لکھنوکو کیا کناع این کار از تو آید و مردان چنیں کنند جب تک تو نے اپنے نام کا خطبہ نہیں پڑھایا اسکے نہیں چلایا و مہین لیا۔ تیری فوج کے ہمارا افسروں کا معزز خطاب جسکے سینوں پر فتح بندی کے تمغے چمکے ہیں جنگی تلواروں کی تمام ہندوستان میں دھاک ہے نہ اٹار آف اٹھ یا ہے۔ نہ کے۔ سی۔ وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ الشعر اذ تللیذ الرحمن ہے۔ جب تک شاعر دن کے دل و دماغ خون نہیں ہوئے۔ فصاحت و بلاغت کی کچی کلیاں رنگین ہو کر نہیں کلیں۔ شاعری ہی نے اردو کے قالب میں روح بھونکی۔ شاعروں ہی نے اس شاہ طناز کو روز یورپنا کر آراستہ کیا۔ خدا ان نازک خیال عالی دماغوں کو شاعری کے سوا سواے اور کمال بھی عطا کرے تا شاعری ہی ذریعہ معاش نہ ٹھہرے اور دوسرے اہل ہنر انکو خوشامی سائل کا



خطاب نہ دیں۔ یہ حضرات امرائے سخن ناشناس کے درباروں میں قصیدے بے لکیر نہ  
 دوڑیں۔ میں نے بھی اس راہ میں چند روز قدم فرسائی مگر ایک دو ٹوکریں کہا کر سنبھل گیا  
 جی تو چاہتا ہے یہاں کچھ آپ بیتی لکھوں اور دو سکرپٹ فنون کو مبتہہ کروں مگر ملکی چہرہ دی  
 اجازت نہیں دیتی۔ کسی عالیشان امیر کی پیشانی پر کلنگ کا میکا لگانا بے نفسی کج خلقی نہیں  
 ہے تو اور کیا ہے۔ افسوس نسیم خیال کا خوشبو آمیز جھونکا کمان سے کمان چلا گیا میں کیا لکھ  
 رہا تھا۔ کیا لکھنے لگا۔ دکن کے علم دوست نوجوانوں کو چھوڑ کر بہت دور نکل آیا مگر شاہ بہرہ عا سکر  
 مسکرا کر کلکپیوں سے انہیں کو دیکھ رہا ہے اور اپنی سیریلی آواز سے یہی کہہ رہا ہے کہ تم بھی حضرت  
 قدر قدرت فلک شوکت ظل اسد میر محبوب علی بادشاہ نظام الملک آصف جاہ  
 خلد اسد ملکہ کے سایہ عروج آگین میں حیدر آباد کی زبان کو دہلی و لکھنؤ کی زبان سے ملا دو۔ دکنی  
 کو اردو بنا دو۔ جس طرح اہل لکھنؤ نے ایک حد تک اہل دہلی کی تقلید کی اسی طرح تم بھی فصحاے دہلی و  
 لکھنؤ کی تقلید کرو اور ایسے ایسے پُراثر نغے سناؤ کہ تمام ملک ہندو جبکہ رنے لگے۔ اہل دہلی و  
 لکھنؤ بھی کیلجے پکڑ کر لوٹ جائیں اور ایک دن ایسا آئے کہ بادشاہ سخن دان سخن بیخ تملکو صلوات  
 مالا مال کر دے پھر ہمالیہ کی شمالی چوٹی سے ہندوستان کے جنوبی راس تک تمہارا ہی پیر یا  
 اُڑتا ہوا نظر آئے گا۔ تمہارے عزت افزائنام کی توہین جا بجا قلعوں پر دغینگی تمہارے ملک کا  
 نیا سکہ نکلتا ہوا جو طرف چلیگا۔ دکن کے رہنے والو شاید تم نہیں جانتے کہ اردو شاعری کا باوا  
 آدم کون تھا اور وہ کھان پیدا ہوا اسنو مجھ سے سنبھلنا چاہیے۔ آسمان و زمین نے دکن کی خاک سے  
 حضرت ولی دکنی اسد قدہ کو پیدا کیا تو فرشتگان آسمان سخن کو بیکھ حکم دیا کہ بخشش گاہ یمنی  
 سے اردو نظم کا نیا بیش بہا خلعت لیکر دکن جائیں اور ولی دکنی کو پہنا کر سارے ہند میں پھریں  
 اور یہ مذاکرہ دین کہ اردو شاعری کا باوا آدم یہی ہے۔

اے نوجوانانِ دکن غور کرو کہ نظم اردو کمان سے نکلی اور اسکی نسل کمان پھیلی۔ زمانے کی رفتار  
 لے اگر تفریر نے ایک آدھ سخن سچ کا ہاتھ پکڑ کر ترقی کے زیشہ پر چڑھا دیا ہو تو اسکو انکا لکھنا چاہیے۔



بابا کی تفرقہ انداز ہے اسکی چالون کو نظر میں رکھ کر انصاف سے کہو کہ ہندوستان کی شاعری دکن ہی  
 کی شاعری کا خوبصورت سچہ ہے یا نہیں۔ اگر تم جاہل و کابل نہوتے جو فخر کہ دہلی دکن کو حاصل  
 ہے وہ تمکو حاصل ہوتا۔ جو دولت کہ ہند میں لٹ رہی ہے وہ تمہاری ٹھوکروں میں ہوتی۔ اگر  
 میراث پدری تمہارے ہاتھ آتی تمام شعراے ہند تمہارے ہی دست نگر ہوتے اور تمہارے ہی  
 کلام کو ڈھونڈو ڈھونڈ کر سب میں کرتے افسوس زمانے نے ایسا پلٹا کھلایا کہ سب کچھ عکس ہو گیا  
 تم میٹھی نیند سو تھی ہر اب بھی جاگو۔ انگلیں کھولو۔ دیکھو وہ گرد آ رہی ہے۔ وہ در کی آواز آ رہی  
 ہے وہ قافلہ یوسف کو لیے ہوئے چلا جا رہا ہے کیا غصہ ہے کہ تم قدم نہیں بڑھاتے۔ بسا یو اٹھو  
 کمر بن باند ہو۔ دوڑو۔ چھپو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ قافلہ سے یوسف کو چھین لو۔ یہ ممکن ہی نہیں  
 کہ وہ تین سو برس سے اسکی حفاظت کر رہا ہے اور اسکے حسن روز افزون سے اپنی انگلیں سینک  
 رہا ہے۔ تم بھی اُسین علم و لیاقت سے خلق و مروت سے جا کر ملو اور حصہ لو اُسین جو شریف ہونگو  
 وہ تمکو بزرگ۔ یادہ تمکو راجہ بنے۔ ساتھ رکھینگے جس منزل پر اُترینگے اپنے برابر بٹھائے۔  
 تم ہی اُن کو عزت کی نگاہوں سے دیکھو غور نہ کرو اگر بات میں بات پیدا ہو اور کچھ بحث چڑ جائے  
 تو نہایت نرمی سے سمجھا کر جواب دو۔ وہ غصہ کی آگ سے گرم ہو جائیں تو تم ہی لال نہو جاؤ کہ گرم  
 لو ہے کو گرم لو ہا نہیں توڑتا بلکہ سرد لو ہا ہی توڑتا ہے اگر کوئی بد خلق۔ کینہ باز۔ نافرمان۔ حاسد  
 تیور بد لکڑا ستین چڑھائے تو تم مسکرا کر ٹال دو۔ کہ رفتہ رفتہ خود زمانہ اُسکو سمجھا دے گا۔ ایک  
 لائق تذکرہ نگار دہلوی کے قلم سے بے ساختہ چند سطریں جو کھلی حیرت بعض اہل ہند کا طعن آمیز  
 مٹھ بند کرنے کے لیے اور اہل دکن کی ہمتیں بڑھانے کے لیے کافی ہیں۔ تذکرہ آب حیات میں  
 جناب آزاد دہلوی شاگرد جناب ذوق مرحوم دہلوی ولی دکنی کے مقدس سر پر ولایت کا تلج  
 رکھ کر قلم اُردو میں تخت شاہی پر بٹھا کر سچے موتی کا بڑا قیمتی ہار جو الفاظ و معانی کی آب و تاب دکھاتا  
 ہوا آب حیات کے صفحوں میں چمک چمک کر جان ڈال رہا ہے۔ بڑے ادب سے نذر دے  
 رہے ہیں۔ اور اس امر کا صاف صاف اقرار کر رہے ہیں کہ شعر و شاعری میں دلی نے دکن ہی



فیض پایا ہے۔ اگر کسی کو شک آئے۔ جناب آزاد دہلوی کی عبارت جسکی نقل ذیل میں درج کیجاتی ہے آنکھیں کھول کر پڑھو وہو ہذا۔

”شاعر قدرت کے دیوان میں ایک سے ایک مضمون نیا ہے مگر یہ لطیفہ بھی کچھ کم نہیں کہ شاعر کا چراغ تو دکن میں روشن ہوا رستارے اسکے دلی کے آفتق سے طلوع ہوا کرین اُس عہد کی حالت اور بہا ساز بان کو خیال کرتا ہوں تو سوچتا رہتا ہوں کہ یہ صاحب اس زبان اُردو یعنی ملی کی انتہائی ہندی میں ایک صنعت کا نمونہ دے گیا اور اپنے پیچھے آنے والوں کے واسطے ایک نئی سڑک کی داغ بیل ڈالتا گیا۔ کیا اُسے معلوم تھا کہ اس طرح یہ سڑک ہموار ہوگی۔ اسپر دکانیں تعمیر ہونگی۔ لائٹوں کی روشنی ہوگی۔ اہل سلیقہ دکاندار جو ہر فرشتی کرینگے اور اردو کی معنی اُس کا خطاب ہوگا“ اے شعراے دکن دیکھو کہ اُردو کس کے فیض بہرے اُردو کی معنی آئی۔ کیا تمہاری رگون میں غیرت کا خون نہیں ہے کیا تمہارے خون میں عزت کا جوش نہیں ہے۔ کب تک خاموش رہو گے متفق ہو کر کوشش کرو اور اپنے دل و دماغ کا جو ہر دکھاؤ۔ مجھے تمہارے حوصلوں سے تمہاری اُمتوں سے تمہاری روز افزون لیاقتوں سے امید ہے کہ تم بھی ایک دن حیدر آباد و دکن کی قیہ تقلید سے اُسی طرح آزاد کرو گے جس طرح غیرت مند عالی ہمت اہل لکھنؤ نے لکھنؤ کو آزاد کر لیا۔

اے سخن سخنجان دکن کیا ایک حد تک اُردو کی تقلید مشکل ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم مستعد تو ہو کر دیکھو۔ شوق چاہیے۔ ہمت چاہیے۔ اتفاق چاہیے ۵

بھرکارے کہ ہمت بستہ گردو	اگر خارے بود گلہ ستہ گردو
توجہ اگر ہو تو اُردو ہے کیا چین	کہ را بخدا آدمی جانتا ہے
خاک پاے سخنورانِ فاضل احمد حسین مائل ایک حد تک فصحاء و ہلی و لکھنؤ کی تقلید کر کے	
نظیر دیدار تحفہ دکن اُن آنکھوں کے سامنے پیش کرتا ہے جو نظرونِ نظرون میں عیب و ہنر	
۱۰ مائل ایک حد تک مقلد ہے مگر لکیر کا فقیہ نہیں۔	



تول لیتی ہیں۔ سیکڑوں نکتہ چین نگاہیں جو اپنا فرض منصبی ادا کرنے کو کاغذوں پر دوڑ دوڑ کرے  
 تنک تنک کر گڑھی تہین رشک و حسد کے سہارے سے سنبھل سنبھل کر اٹھنے والی ہیں ان کو بچکا  
 رہنے دینا اچھا نہیں۔ میں نے کہا لاؤ کوئی ایسا مشغلہ پیدا کروں کہ بہت سے قمری اور شمسی  
 دورے اسی میں گزر جائیں۔ کچھ گمان ہے کچھ یقین ہے کہ ہزاروں بڑی نگاہوں سے  
 دیکھیں گے۔ بعض اہل حسد و یکہ دیکھ کر جلیں گے۔ اعتراض کرنے والے اعتراض کریں گے مگر علم  
 دوست انصاف پسند سخن شناس پکاراٹھیں گے کہ دعویٰ با دلیل ہے مائل کی تقلید کچھ ایجاد سے  
 کم نہیں۔ تحفہ دکن کا ورق ورق دیکھ کر زبان سے اقرار کرنا یا دل ہی دل میں قایل ہونا تو  
 اور بات ہے آج تک ایک دو اخباروں میں دو چار گلہ ستون میں دس بیس غزلین جو چھپیں  
 سیکڑوں دل و دماغ اثر پذیر ہوئے ہندو دکن کے چند نصف مزاج سخن شناسوں نے جن معزز  
 خطابات سے کہ مائل کو مخاطب کیا ہے۔ اگرچہ اذ قلم ہوں تو ایک صفحہ بہر جائے مگر بیان ان کا  
 لکھنا میں پسند نہیں کرتا۔ ہاں بعض حضرات نے جو اور طرح سے مخاطب کیا ہے مسکراتا ہوا اسکا اظہار  
 کرتا ہوں۔ کسی صاحب نے یون مہربانی کی ہے کہ ”تم دکنی ہو اردو دانی کا دعویٰ نہ کرو۔ ہمارے  
 استاد کا کلام لا جواب ہے تم جو ابی غزلین نہ لکھو، کسی کو مفرمانے یون کر مفرمانی کی ہے ابے او  
 حیدر آبادی پہلے جسے مقابلہ کر پھر ہمارے استاد کے کلام کا جواب لکھو، ایسی حسد بہری تحریر کا جواب  
 کسی استاد کے اس شعر میں کوٹ کوٹ کر بہر دیا گیا ہے سمجھنے والے سمجھ لیں ۷

کوئی معشوق ہے اس پر دھڑنگاری میں

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہو سنگاری میں

اگر معترض ہندی ہے ہوا کرے۔ مجھے تو اس بات کا فخر ہے کہ میں دکنی ہوں اور اردو شاعری  
 کا با و آدم بھی دکنی ہی تھا۔ ہاں ہندو لکھویں میں بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں۔ اسکے  
 دو سبب ہیں عام اور خاص پہلا سبب تو یہ کہ وہاں اکثر اہل کمال پیدا ہوئے۔ ہر اہل کمال  
 کی عزت کرنی واجب ہے دوسرا خاص سبب یہ کہ میرا استاد فخر ہندوستان خواجہ آتش  
 کے گہرانے کا چراغ مولانا وحید کا نام روشن کرنے والا حضرت شہید کی آنکھوں کا تارا

ہندو ہی سے رونق بخش دکن ہوا تھا جسکا اوقادنی دکنی شاگرد عند لیبان ہندوستان کے برابر زمرہ منجی کرتا ہے۔ جسکا نام نامی لینے سے پہلے گلاب کے ٹکلی کرنے کو جی چاہتا ہے افسوس میں کچھ حق شاگردی ادا نہ کر سکا کہ رشک سلمان سادھی استاد حضرت محمد سر فراز علی وصفی اعلیٰ اسد مقامہ فی اعلیٰ علیین تین ہی برس میں مجھے طاق کر کے جنت کو سدا رہے اتنی قلیل مدت میں مجھ سے کج مزاجان کو ایسے ایسے نکتے بتائے اور وہ وہ باتیں سکھائیں جو دس بار ابرس میں بھی دوسرے با کمال نہیں سکھا سکتے۔ اس بیان کو ناظرین مبالغہ نہ سمجھیں دوسرے ماہر ان فن کی شاگردی و استادی کے زمانہ پر نظر ڈالیں اور اندازہ کریں تو معلوم ہو جائیگا کہ ایسا استاد جیسے معرکہ آرا شاگردوں کو قلیل عرصہ میں تیار کیا۔ آج تک نہ کسی کو ملا ہے نہ لیکھا شاگرد کی زبان قلم اپنے استاد کی تعریف میں عمر بھر بھی چلے تو ارباب معانی کے ہاتھوں سے اسکو بھی صلہ ملے گا۔ (ادبی ملتا بھی چاہیے) کہ ایک دن کی بھی تعلیم کا حق ادا نہیں کیا۔ عوام ہی کہیں گے اسے بھی اسنے جو کچھ لکھا ہے قابل اعتبار نہیں۔ شاگرد اپنے استاد کی تعریف نہ کرے گا تو کیا مذمت کر لگا۔ ہاں یہ دیکھو کہ زمانے کے سخن شناس کیا کہتے ہیں۔ پھر ان سخن شناسوں میں کسی استاد مسلم الثبوت کو منتخب کر کے غور کرو کہ وہ حضرت وصفی مرحوم کی شاعری کو کن نگاہوں سے دیکھتا ہے اسکے ساتھ یہ ہی خیال رہے کہ وہ تعریف موندہ دیکھنے کی نحو۔ حالت زندگی میں اگر کوئی کسی کی تعریف کرے تو زیادہ قابل اعتبار نہیں سمجھی تعریف تو وہی ہے جو مرنے کے بعد بیگانوں کی زبانوں سے نکلے جو امین گو نجی پھرے۔ کانوں کے پردوں پر لہر کر دماغوں میں پہنچ جائے اور دونوں میں اپنا گہر بنائے۔ مائل بھی اپنے استاد کی تعریف میں ایسا ہی معقول ثبوت پیش کرتا ہے ملاحظہ فرمائے۔ جناب مرزا قربان علی بیگ صاحب ساکب دہلوی مرحوم و مغفور سخن دان سخن فہم سخن شناس استاد مسلم الثبوت تھے جنکے سیکڑوں شاگرد اب بھی دکن میں موجود ہیں۔ میرے استاد مرحوم سے برسوں پہلے شہمی اور ہم زمی رہی۔ جب استاد کا انتقال ہوا تو جناب ساکب صاحب دلی خیالات



زبانِ قلم سے ٹپک پڑے قطعہ ذیل کلیات سالک مطبوعہ اکمل المطابع دہلی میں مرقوم ہے  
جسکا جی چاہے ملاحظہ فرمائیے۔

## تاریخ وفات عنایب چمنستان سخنوری محمد سرفراز علی وصفی

<p>اٹھ گیا دنیا سے یارب کو نسا روشن بیان کیون ٹپکتا ہے لہو اہل جہان کی آنکھ سے اس بزرگی پر تیرا اہل ہنر سے بھر سوک زینت افزای شبستان سخن ہی جب نہیں آج ویران ہو گئی اقصیٰ معنی گستری سنگر اربابِ عراق کے نالہ و فسیاد کو</p>	<p>فرط غم سے کیون نظر آنے لگا عالم سیاہ کیون ہوا جاتا ہے دل کا حال سینہ میں تباہ واہ واہ اے آسمان کیمنہ پرور واہ واہ کس طرح بیرون نقی ہر گوشہ میں پائیے نہ راہ آج بستان سخن میں ہے خزان کی پایگاہ آسمان فرش زمین سے مانگنے کو ہے پناہ</p>
--	---

دیکھ کر منہ اہل ماتم کا کھاسا لکے سال  
سرفراز ملک معنی وصفی مرحوم آہ  
۹۵ ۱۲ھ

اس وقت مرحوم و مغفور کی مقدس تصویر اور ایک خاص شفقت استادِ میسر سے دل و دماغ کو  
بے تازیانہ و بیدار انداز سے تعلیم دے رہی ہے کہ بے اختیار آنکھوں سے ماتمی آنسو  
ٹپک کر ڈاڑھی پر سے بہتے ہوئے قیص پر گر رہے ہیں۔ اے مرگ ناگمانی تیرا براہو کہ تو نے  
میرے شفیق استاد کو دم واپسین مجھ سے ایک دو باتیں کرنے کی ہمت نہ دی۔ اسی کا  
افس کیا کروں بڑا غم تو یہ ہے کہ خستہ کے پاک جنازے کو کا نہ مابھی دینے نہ پایا۔ مایہ جب  
خبر مرگ سنگر روتا ہوا دوڑا مرحوم کے اقربا کو ایک نئی قبر کے ارد گرد بے اختیار روتے دیکھا  
اگر شرع مانع نہ ہوتی تو مزار استاد کو میں ضرور سجدہ کرتا۔

بہ سخن فہم سے پوشیدہ نہیں کہ چوتھے ادیبانِ سخن شاعر کے لفظوں سے کیسے معنی ٹپک رہے ہیں اور  
سالک صاحب صاف صاف کس بات کا اقرار فرما رہے ہیں۔



اے ناظرین اگرچہ اس دنیا میں ایک دو فقر و تنگدستی پر کمین کمین خود ستائی کی  
 میلی نقاب بڑی ہوئی ہے مگر میرا مدعا خود ستائی میں کسی کی فرمایش اور کسی کے بیان کا اظہار  
 ہے۔ خود ستائی کس منہ سے کروں کہ بیچ ہوں بیچہ ان ہوں۔ بیچ میرا ہوں۔ میرا کلام  
 کلام بشر ہے۔ ہر بشر کے کلام میں کچھ نہ کچھ خطا ہونی چاہیے اور تو کیا کھون خود ستائی اُن  
 سمجھوڑوں کو مبارک جبکہ یہ دعویٰ ہے کہ ہمارا کلام غلطیوں سے پاک اور خطاؤں سے بری  
 ہے۔ شاید وہ اس قول کو ببولے ہوئے ہیں اَلانسان مرکب من الخطاء  
 والنیان من انسان ہوں میری رگ رگ میں خطائیں بھری ہوئی ہیں۔ خطا کی توجہ ہر انسانیت  
 دکھایا۔ غور کیا تو عزیزی ملی تمغہ پایا۔ اہمی اپنی کبریائی کا صدقہ مجھے غور نہ دے۔ اہمی تجھ سے  
 یہی التجا ہے کہ میرے کلام میں کچھ نہ کچھ غلطی رہ جائے کہ بڑے بڑے اُستادوں کا کلام غلطی  
 سے پاک نہیں پھر میرا کلام کیوں خطاؤں سے بری ہے۔ خاکسار

مائل







چمکا ہے کیون نور اسقدر - روشن ہیں جس سے بام دور - جسے فلانویں - جس سے نخل شمس و قمر  
 ہے کس کی آمد کا اثر - ہوتا ہے کون اب جلوہ گر - ہر گھر تپتی کا ہے گھر - ہر جا ہے ہوا کی نظر  
 ہر نخل قد حور ہے - ہر شمع برق طور ہے - شفاف ہر انگور ہے - بے می ہر اک مسرور ہے  
 جو شے قریب و دور ہے - آئینہ بلور ہے - پیلا ہوا اک نور ہے - زیر قدم بالائے سر  
 مستان چلتی ہے صبا - ہے موج می موج ہوا ہے بوی گل مستی فرا - ہے شمع گل محو ادا  
 قمری ہے سر گرم نوا زمین بلبلیں نغمہ سرا - بھولوں کی رنگین چو تبا - غنچوں کی شبنمیں ہے زر  
 کتنے ہیں شمع ویر ہیں - سب کا جدا ہے بانگین - کپڑوں کی ہوا فچھین - ہے نور و ہر دروزن  
 آگین ہیں غنچہ دہن - سینہ زقن شیر سخن - نازک بدن گل ہر ہن - شفاف تن آئینہ بر  
 منہ دیدہ کھنکھانے اس شوخ کا بچھین ہر کوئی ہوا - گل شمع گل سے گر پڑا - بلبیل ہوئی گل سے خفا  
 خورشید سے بگڑی دنیا - آئینہ سے روٹھی صفا - پتھر سے لعل بے ہوا - دریا سے مرجان و گہر  
 نظارہ آنکھوں سے نخل - آگین کمین جائیں نمل - ارمان جان میں جان گل - ہتے ہیں ہر کو متصل  
 سینہ سے جان مضمحل - نور آنکھ سے - عارض سے تل - رگ سے لہو قالے گل - پہنوں سے دل سے جگر



دیکھی جب تک وہ چار سو - اترے دون سے ماہر - بنکر قریب جنگ جو - کرتے ہیں ڈیر ہی گفتگو  
 سینہ سے رک کر آرزو - گوہر سے جھلک آبرو - بنی ہو کچھ آہو - شاخون سے گر کر برگ و بر  
 کفر اب نہ کیوں دیدم - رہت - بیکہ کیوں نہ مٹی میں ملے صورت نہ کیوں اسکی چھپر - اب کیوں اسکا کٹر  
 لوبہ بہت ڈر کے - آیا ہے رٹنے کے لیے - گردون ہلال و ہسک - باندے ہوئی تیغ و سپر  
 کیا کیا دکھاتے ہیں پیک - تار فلز پتلی ملک - سطح زمین سقف فلک جن ویری و مرد ملک  
 واقف نہ تھے ہم آج تک - اسے غیر حق چل تو سرک - حق کی تجلی کی جب تک - اتنی جواب سب کو نظر  
 باتو نہیں غلمان ہلکے دف - استاد وہ ہو کھف بصف - کتے ہیں آدم کا خلف - اک لعل جی باقی خذف  
 آتا ہے نور قرآن یکف - فخر رسولان سلف - جو لا مکان کے اُس طرف - تھا عرش عظم کے اُدھر  
 جب لا تعین لا ہوا - رنگ تعین جنگیا - اک غیب سے پردا اٹھا - نقشہ محمد کا کھنچا  
 جہر مصر ہو خدا - ہاں وہ مصور کون تھا - خود ہی احدا حمد بنا - کیوں غم نہ ہو مجد کو کس  
 یہ راز غیب الغیب تھا - خود سے جو خود پہنان رہا - ہو کتر جنتی اسکی جا - سرو ملن اسکی قبا  
 گلہ رنگت جو چہر سے اٹھا - بے ساختہ حسن خدا - آمینہ اسکا بگیا - خود ہی جو خود میں جلوہ گر  
 کیا رنگ ہے کیا ڈوبنا ہے - کیا شمع ہو کیا شگ ہے - کتنا یہ خوش آہنگ ہے - داؤد بھی دلتا ہے  
 عرش اسکا اک اورنگ ہے - جس سے سلیمان رنگ ہے - مٹی میں گویا رنگ ہے - پڑتے ہیں لو کلمہ حجر  
 پوشاک گلگون تن کی ہو - کیا باس پیرا ہن کی ہے - جو جو کلی دامن کی ہو - کچی کلی گلشن کی ہے  
 جو خاک ہر برزن کی ہو - افشان رخ روشن کی ہے - یثرب میں فہو یمن کی ہو - تابان یثرب قہر و باہر  
 معشوق کی آواز سے - عاشق کے سوز و ساز سے - ہر ہر محب کے راز سے - محبوب کے ہر ناز سے  
 ہر پیل جانناز سے - ہر شاد بطنناز سے - ہر شمع کے انداز سے - پیدا ہو قدرت کا اثر  
 اور اک نے دانائی سے - دانائی نے بینائی سے - بینائی نے بھائی سے - ہر جانی نے رسوائی سے  
 رسوائی نے سودائی سے - سودائی نے تنہائی سے - تنہائی نے یکتائی سے - یکجا ہو وحدت کا ہر  
 خود شد نے تنویر سے - تنویر نے تصویر سے - تصویر نے تاثیر سے - تاثیر نے تقریر سے



تقریر نے تحریر سے سحر پیر نے تدبیر سے - تدبیر نے تقدیر سے - پائی ہے نورانی سحر  
 حورین برائے آمنہ - پھنچی ہرین جاے آمنہ - لطف خدای آمنہ - حاجت روائی آمنہ  
 ہوشہ گدای آمنہ - آیا ہمای آمنہ - کسکو سوا ی آمنہ - رہنے دیا ایسا پس  
 ظاہر ہوا امی لقب - ظاہر ہوا اکل کا سبب - ظاہر ہوا عالی حسب - ظاہر ہوا اولیٰ حسب  
 ظاہر ہوا مہر طب - ظاہر ہوا مادہ حرب - ظاہر ہوا محبوب رب - وحدت طلب خیر البشر  
 پیدا ہوا شاہ شہان رونق وہ کون و مکان - زینت فرازی وہ جان - عقدہ کشائی کہنگار  
 سر نشان عین عیان فخر زمان طب اللسان - روح روان آرام جان - جبکہ ہر میرے ولین گہر  
 غیب آشیان پیدا ہوا - وحدت نشان پیدا ہوا - کثرت مکان پیدا ہوا - راحت رسان پیدا ہوا  
 شیرین بیان پیدا ہوا - شیرین زبان پیدا ہوا - شیرین دہان پیدا ہوا - پیدا ہوا رشک قمر  
 عاشق ہوئے سب مدلقا - عاشق ہوئے سب دلربا - عاشق ہوئے سب اقیلا - عاشق ہوئے سب <sup>اصفا</sup>  
 عاشق ہوئے سب دلایا - عاشق ہوئے سب انبیا - عاشق ہوا شود ہی خدا - دل دید یا منہ دیکھ کر  
 کیا چیز ہرین حور و پری - کیا ہرین تبار آفری - کیا مال زہرہ مشتری - اسکا خدا ہر مشتری  
 کوئی کرے کہ خود سری - عمر نے بصد عشوہ گری - کچھ کر کے فن دلبری - ینگے دل جان و جگر  
 کیا زگر گس مخمور ہو - جام می انگور ہو - کیا چہرہ مسرور ہے - جو حسن سے معمور ہے  
 کیا گردن پر نور ہے - اک کوزہ بلور ہے - قدر شک قدھر ہے - جس سے قیامت کو ہڑ  
 کیا فہم کیا ادراک ہو - کیا جامہ کیا پوشاک ہو - کیا چست کیا چالاک ہو - کیا شوق کیا سفاک ہو  
 کیا آنکھ ہو کیا ناک ہو - کیا شاد لو لاک ہو - دل پاک ہو منہ پاک ہو - بے عیب ہے یہ با ہنر  
 وہ گیسوی عزیز نشان - ہوشی امین کاد ہوان - موسیٰ کی آنکھیں ہمیں کسان - آئین نظار کو یہاں  
 اسکا بدن ہے مثل جان - کیا ہو لطافت کلابان - ایسا ہو وہ نازک میان پٹکا ادھر سے ہو ادھر  
 مہرگان دراز کوچ ادا - آنکھیں سیاہ و پر ضیا جنم دم دید خدا - مازع کا سہ لگا  
 ہو قاب قوسین اور کیا - ہاں غور سے دیکھو ذرا - جب دو کمان ہوں ایکجا - اک دایرہ آخر نظر



اس جادوئی میوہ ہے۔ یکسانی اس باغ خوب ہے۔ صاحب یہاں محبوب ہے۔ کاتب یہاں کاتب ہے۔  
 راغب یہاں مرغوب ہے۔ طالب یہاں مطلوب ہے۔ اس صاحب محبوب ہے۔ چاہو چاہو ہر دیکھو دیکھو  
 مارو مجھے رفتار سے۔ زندہ کرو گفتار سے۔ مین دور ہوں سرکار سے۔ مین دور ہوں دربار سے۔  
 محروم ہوں دیدار سے۔ شکوہ کروں کیا یار سے۔ بڑباؤ ای جان پیار سے۔ مائل پاک ترچہ نظر

### دیکھو

باغ مین خندہ گل۔ شاخ پر بلبل کا ہے گل۔ ست مین گل۔ پتے مین گل۔ آتی ہے آواز بہار  
 دلایا ہے۔ کیا رنگ ہے۔ ستانہ ہے۔ کیا رنگ ہے۔ گلشن مین عروساں ہی اغاز بہار  
 بال سنبل نے سنوارے۔ گلگون نے تھمتے مارے۔ کیے رنگس نے اشارے کریں آگے مین  
 واہ کیا خوب ہے مرغوب۔ ہے مطلوب۔ ہے محبوب۔ یہی عشوہ یہی غمزہ یہی ناز بہار  
 بریل و جنگ دون و نای کی۔ ہر پیر سے۔ ہر شاخ سے۔ ہر پھول سے۔ ہر پتے سے آتی ہے  
 عنید لبان چین۔ مرغ خوش الحان چین۔ زمزمہ سخاں چین۔ چہ پیڑ سے مین ساز بہار  
 کڑکیان کھوکھے فردوس کی۔ حورون نے جو دیکھا۔ تو کہا واہ۔ کہ دنیا مین تماشا عجیب  
 کو نہا باغ ہے۔ کس باغ کا یہ پھول ہے۔ کس پھول کی یہ بو ہے۔ جو ہے شہبہ ہر در بہار  
 مست مین مرغ سحر۔ جمومتی ہے شاخ شجر۔ ہکو نین کچھ بھی خبر۔ دھوم ہے کیسی ہے چھی  
 غنچے باغون مین جو چٹکے۔ تو صدا آئی صدا آئی۔ کہ اب کلتا ہے اب کلتا ہے۔ سب راہ بہار  
 لامکان سے۔ چمن فلد سے۔ افلاک سے۔ کرسی سے۔ سر عرش سے۔ ہاتھ سے۔ یہ آتی ہے ہند  
 یہ مہینا ہے۔ یہ تارخ۔ یہ دن ہے۔ یہ پیر ہے۔ یہ گہری ہے۔ یہ ساعت ہے۔ ہر اڑ بہار  
 آج ہوتا ہے میان۔ گنج نہان۔ شاہ شہان۔ جلوہ وہ کون و مکان۔ مہر جان۔ ماہ برج  
 نورب فخر عرب۔ عین خدائی کا سبب۔ احمد ہے یہ لقب صاحب اعجاز بہار  
 تو ہی بچوں ہے محمد۔ الف اللہ کا تراقد۔ تہ پاعرش کی سند۔ شب معراج بچی  
 تیری عظمت کی نہیں حد۔ تو احد سے بنا احمد۔ یہ کرشمہ ہے تیرا شاہر طراز بہار

ماںل خستہ جگر کو ہے جدائی میں حشر۔ رحم کی اب کیجے نظر بند سے بلواسے جلد  
ہر گلی کو ہے عین شرب کے ہون۔ وان ہی رہون۔ وان ہی مردن قبر میں آیا کرے آوارہما

### ترجیع بند

مری جان احمد مجتبیٰ۔ تراحن ازل سے ہر جلیل  
نہ تو ذات بخت میں چھپ سکا نہ صفت میں لکھو اجد  
تیری لامکان میں بند ہی ہوا۔ تواحد ہوا تواحد ہوا

کشف الدجی بجمالہ  
صلوا علیہ وآلہ

بلغ العلیٰ بکمالہ  
حسنٰت جمیع خصالہ

کہ زمین ہی کتنی ہر جان میں۔ کھلا رنگ مٹھ پہ چمن چمن  
تیرے گھر جو آئین شہ زمیں۔ تو سنا دے انکو یہی سخن

یہ بتا مجھے فلک کہن۔ تو بنا ہر شام کیوں کو دلہن  
تیری چال میں ہی پریا لکین۔ ذرا اور تن ذرا اور تن

کشف الدجی بجمالہ  
صلوا علیہ وآلہ

بلغ العلیٰ بکمالہ  
حسنٰت جمیع خصالہ

اُڑ ہے جبریل بزور پر۔ کہ براق لاسے زمین پر  
اٹھے نیند سے جو شہر بشر کھلا ہوں فرشتہ نے چھو کر

شب وصل وصل سے باخبر ہوا صحو خواب جو وہ قمر  
اُسے چھو کر وہ قریب در گئے خواب گہرین جیکاہی

کشف الدجی بجمالہ  
صلوا علیہ وآلہ

بلغ العلیٰ بکمالہ  
حسنٰت جمیع خصالہ

پڑ ہے آکے اسپہ شہ رُل۔ وہ اُڑا بصورت بوی گل  
تو جلو میں شہ کے فرشتے کل۔ تہا ہو ہو کی عوض غل

وہ براق چپ پڑی تھی صُل۔ جسے بے پئے تہا سرور صُل  
کیا اُس نے طے جو ہوا کپل تو فلک پہ بچنے لگے دُل

کشف الدجی بجمالہ  
صلوا علیہ وآلہ

بلغ العلیٰ بکمالہ  
حسنٰت جمیع خصالہ

سر دیا کی کچھ نہ رہی خبر گلین ڈوب نہ ہو وہ ادھر ادھر  
وہ گرین پکڑ کے دل و جگر۔ کہا کرتے کرتے پکار کر

کھلے مثل چشم جنان کے در۔ نکل آئین حورین برہنہ سر  
نہ پاک پر چوڑی نظر۔ تو عجب طلع کا ہوا ش



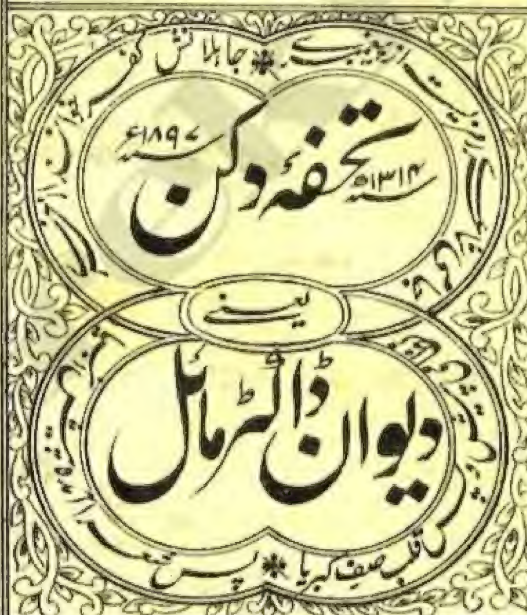
کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله	بلغ العلی بکماله حسنّت جمیع خصاله	وہ نگاہ حسین بنی ادا - وہ ادا ہو حسین نیافرزا ہیں شہید اسکے ب انبیا ہیں قاتل اسکے راہبیا
کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله	بلغ العلی بکماله حسنّت جمیع خصاله	
گیے جبرئیل و ہین پتہ تم کہ او بسے بڑے تہ کے قدم لیا عرش پر بھی نہ اس نے دم کھا عرشین نے تپ بہم	گیے سدرہ نگ جو شہ اسمع مع جہاد و دہد بہ دوشم چلا سکر کے وہ ذی ہم متعارف تو ککا دہم	
کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله	بلغ العلی بکماله حسنّت جمیع خصاله	
جو گئے قریب شد زمان - ہوا وصل صورت ہم و جان نہ دوئی وہاں نہ کوئی وہاں کہ ہوا شریک لک وہاں	ہوے جبکہ دخل لامکان نظر آیا خالق کشف کان یہ مثال ٹھیک نہیں بیان کہ چہ جسم و جانہیں دلی تھا	
کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله	بلغ العلی بکماله حسنّت جمیع خصاله	
مرے مگر تے تادیر لامکان کئی بچلین مین بیان وہاں کئی بڑوگر چہ مین در بیان وہ بڑ مین وہاں مین بڑ ہون بیان	یہ عجیب شبہ عجیب سامان کہ ہر شاد خالق انور جان میں نلک پر سعدی نکتہ دان جو زمین پر مانع خورشید	
کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله	بلغ العلی بکماله حسنّت جمیع خصاله	

یہ دیوان مولوی محمد عبدالواحد بن محمد عبدالعلی دہلوی  
بن روتلی کے مرط لومین کے ہے اکثر اوسمے عترت  
اور حور کی قابل دیدین۔



# ان من الشعر لحكمة وان من البيان لسحرا

خانوادہ اعجاز بیانی کا چشم چراغ ناز و انداز سجاد و خفیت کا سبب چراغ  
 و کئی خیالات کا بھولا پہلا چین ہو سوم



نئی پندرہویں فصیح افصحی بلغۃ افتخار الکمالک الشعر اجنبیہ و اکثر  
 احمد حسین ستامائل آغا علی ابوالعلائی سیول مرجع دواخانہ ضلع تلنگٹہ  
 شاکر دیشیہ نعت و صفی مرحوم و معفور ملازم سرکار آصف جاہ خلد اللہ ملکہ  
 مطبع مفیدم اگرہ دین ہستام محمد قادر علیخان فی چھپا



# مکملہ تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئی لالہ کاراز ہو لطف رقم میرا  
 ہوا تفسیر اس عظم انداز رقم میرا  
 وہ بندہ ہوں خدا کی راہ میں نکلا ہے دم میرا  
 حرم میں دیرین دل میں رگ گردن میں این میں  
 کما سب بجد تیرا جب چلا راہ حقیقت میں  
 فرشتے سجدہ کرتے ہیں تو جو حیرن پیار کرتی ہیں  
 کلمہ گر بید تو باغبان اذان ناقوس سے نکلے  
 زہے قسمت تر حکوم ہو کر سب کا حاکم ہوں

کے گماشت شہادت بنکے اٹھتا ہے قلم میرا  
 بجائے کیوں نہ کہوس راز دانی یہ قلم میرا  
 یحییٰ میں جو رنگھوں سے لگاتی ہے قدم میرا  
 خدا میرا خدا میرا صنم میرا صنم میرا  
 بنا لوح طاسم کنفکان نقش قدم میرا  
 مرے قالب میں کیسی شان سکایا جو دم میرا  
 اٹھے پردہ تو بیت اللہ بنے بیت احنم میرا  
 حلب میرا ارم میرا عبس میرا عجم میرا

لے سو وہ کی تمام بیاضون پر سنا لکھا ہوا ہے ہنسنے کمالاؤ اسکو بھی لکھیں یہ ضائع کیوں ہو کہ اس سے طبیعت کا  
 آنا چڑھاؤ معلوم ہوتا ہے ع سے مراد عمر حضرت ہے جو ہند نہ کہ اسکے کلیجے سے لگا ہوا ہے یہ بتا رہا ہے کہ  
 جب شاعر اس غزل کی فکر میں حضرت وہ تھا تو اسکی عمر کا کونسا برس اپنے دن پورے کر رہا تھا۔



<p>تیرے ہی راستے میں دل گرا تیری قسم میرا          تصور میں محمد ہی کے نکلے گا یہ دم میرا          اُسے تخت سلیمان کی طرح نقش قدم میرا          بھرون اتنا میں دم تیرا نکل ہی جائے دم میرا          ہوتا ج کیا نی - جام جم - تخت عجم میرا          نہان دو دو چلایا طور میں ہر پہنچ دو خم میرا          یہ سر میرا یہ تن میرا یہ دل میرا یہ دم میرا          عدم میں میری ہستی - میری ہستی میں عدم میرا</p>	<p>تیرے قربان جاؤں تو اٹھا دے ڈھونڈ کر مجھ کو          آہی تیری رحمت سے مجھے پورا بہرہ دے          دکھائے سیر ہر عالم - ہو اگر تیرے کوچے کی          سنا ہے تجھ پہ جو مڑنا ہے - وہ ہرگز نہیں مڑتا          لگی جب بہا گئے آتش پرستی حق پرستی سے          جلا کر اشتیاق دیدہ نے برہم کیا مجھ کو          زبے قسمت خوش طالع جہاں بچان تیری کام آئے          زمین مردہ نہیں زندہ فنا کیسی بقا کیسی</p>
---	---

۲	جو ہے معبود عالم کا وہ ہے مشوق مائل کا	۱۶
خدا تو جس کو سمجھا - ہے وہ اسے زاہد صنم میرا		

<p>ازل میں نور یکسانی ہو از رنگ - رقم میرا          گنہ ہوا اس طرح تیری گلی میں اسے صنم میرا          سلیمانی و جمشیدی - تری بخشش کو غنہ سے بہن          کچھ ایسی عاجزی سے میں خدا کے سامنے بیجا          مراد دل سنا نہ بنگر کر پکارے و جد آنے کا          گداؤں کو ترے فاقے میں بہتر سیر خوری سے          وہ ہوں منصور اسرافیل گویا دار میں میری          تجھے ہے نا صورت پر - مجھے ہے فقر سیرت پر          مرے آرام کا طالب - مری تکلیف پر راعب          بلا واجب تیرا آئے پھر کر جبکہ دم جایے          خودی میں بخودی ہے - بخودی میں ہی بخودی پہنا</p>	<p>کڑا تھا بکے حرف اول اللہ قلم میرا          کہ شمل لیکے خود ڈھونڈیں خضر نقش قدم میرا          جو چکے بخت میرا - تخت میرا جام جم میرا          بہت دل میں جلی - منہ دیکھ کر شمع حرم میرا          گرے گا جا کے بیت اللہ پر بیت اہنم میرا          مری ہی بد نمائی ہو جو بڑھ جائے شکم میرا          اناحق کا اٹھے غل صویرن آئے جو دم میرا          فزون ہے حسن گتیرا نہیں ہر عشق کم میرا          کرم وہ بھی کرم تیرا - ستم وہ بھی ستم میرا          مجھے اپنا نہ ہو کچھ غم مگر غم کو ہو غم میرا          حقیقت میں ہے راہ معرفت بچو چو غم میرا</p>
--	---

در جنت پہ کیہ غل جی سیرات آتی چہ دونہ کی  
 جنان کیا ہے بنان کیا ہے جہنم کیا جہنم کیا  
 لکھی مع لب احمد تو جان بخشو کو جان بخشی  
 نہو جب تک اشارہ تین نہ کچھ بلون نہ کچھ لکون

تہاری یاد میں کس دہم سے نکلا ہوی دم میرا  
 کرم تیرا کرم تیرا - ستم سید ستم میرا  
 سیجا آفرین ہے خاتمہ مریم شکم میرا  
 سیان تیرا دہن میرا زبان تیری قلم میرا

۳۳

نہ کروں اتراؤں میں جب خود بدولت یکسین مال  
 بھر دل تیرا ہے دل میرا بھر دم تیرا ہے دم میرا

۲۰

ہو سے غش و یکمک معجز بیان نور رقم میرا  
 اناحق کا مچاے کیوں نہ غل طرز رقم میرا  
 خدا کی جلوہ گدین ایک تصویر خیالی ہوں  
 رسول اللہ کا بیمار ہوں تاثیر تو دیکھو  
 قناعت کے مزے لون روز تھریٹ پر باند ہوں  
 مجھے مغفیر کتا ہے - مجھے مقہور کتا ہے  
 وہ ہوں آہو سو وحدت جو دوار دشت کثرت  
 ہوا میں تجھ میں جب ہانک - بنا ہر چیز کا مالک  
 اگر راہ خدا میں پیچو دانہ چو طرف دور و ان  
 تقدیر جادوئے تم ہی لامکان سے سانسے آؤ  
 نہو کیوں داغ دل کی قدر یارب عالم ہو میں  
 کردن کا فیصلہ تیری مدد سے حق و باطل کا  
 جو آنکھ میں بند ہوں یارب محمد ہی کا منہ دیکھو  
 شاہ شکر خفی جب سے تمیز کفر و دین چھوڑی  
 گناہوں کو مرے بلکہ فرشتے عمر بہ رویے

بھک کا غل دشت امین برق امین جو قلم میرا  
 تر نش کردار سے منصور کی تکلف قلم میرا  
 نہ تن میرا نہ جان میری نہ دل میرا نہ دم میرا  
 ہوئی پیدا رسولی رنگ جب لایا درم میرا  
 نکالے تانہ اپنے پانو باہر یہ شکم میرا  
 کرم کس کا کرم تیرا - ستم کس کا - ستم میرا  
 پسند آیا مرے صیاد کو انداز مر میرا  
 ملک میرے فلک میرے عرب میرا انجم میرا  
 نہ چھوڑے جادوہ دل کو کبھی نقش قدم میرا  
 بڑا پے میں تھیں کوڑھوٹہ بنے نکلا ہوی دم میرا  
 ترا چہ امر اس کے ترا کلمہ درم میرا  
 آہی محکمہ ہو بت کدہ سے تاحرم میرا  
 چلے سید ہادی نے کی طرف نکلے جو دم میرا  
 مری آنکھوں میں پھر تا ہے خدا تیرے صفحہ میرا  
 قیامت میں جو کہو لا تو علنا نہ تھا غم میرا



یہی ہیں کوششیں میری مروغین تجھے پہنچے  
 بندی بھی بلندی زینہ عشق حقیقی کی ۶  
 آہی میرا تیرے کم اگر ہوا حقون میں ہو  
 تیرے محبوب کا سایہ مرے محبوب کے سر پر

۴ توجہ حضرت آغا سے پاؤں نزع میں مائل  
 مرے مرشد کرین میری دیکھلے جو دم میرا ۱۳

نقد و وقت مرگ آیا یہ کس جان بخش عالم کا  
 کیا منکر کو قائل پاکی خلاق عالم کا  
 رقم ہو و وصف کیونکر باعث ایجاد عالم کا  
 نہ تو کوئی بھی پیدا نہ ہوتے گرتی پیدا  
 ہو تو چاہتے مجھے گدا کو بھی سلیمانی  
 آہی کرنے والے کو اگر تو آبر و بخشے  
 عبادت ہو تو ایسی ہو کہ پران خاک کے نخلین  
 ہوا خواہوں نے دھوکے سے قدم رکھا جو دوزخ  
 ہمارے امتی نے جب جلا یا تم باذنی سے  
 شاخوارن محمد ہوں زبان میں دے اشرار  
 حسین بس اشک ہم عشق نبی میں روکری لینگے  
 پشکر سیکڑوں بو سے یہ تعلین حضرت کے

۵ اسی شاہ دو عالم کا گدا ہوں میں بھی امی مائل  
 جھکا سر آستان پر جس کے ابراہیم ادہم کا ۲۵

۵ ہے ایک ہی رنگ نور طلوع و نور تغیر کا  
 خدا کو اسنے دیکھا جسے منہ دیکھا اسنے کا

ہے اک چھوٹا سا ذرہ شمس وہ بھی خاک مرقہ کا  
 نکل آیا تڑپ کر۔ دیکھتے ہی منہ محمدؐ کا  
 دید جینا۔ عصا جتنی کلمہ اللہ نازان تھے  
 جبین عرش اعظم فرش پا انداز ہے تیرا  
 خدا کی شان مشکاتی کا جوین ہی نرالا ہے  
 خزانے شش حبت میں جس قدر میں نظر آتا  
 جو قبل از حمد پہلا حرف اسم ذات کا آیا  
 تجھی کو سجدہ کرتا ہے مدینہ ہو کہ مکہ ہو  
 ہو جب آپ ہی اپنا تمنائی تماشا ہی  
 جو سب کی انتہا ٹھہری وہ تیری ابتدا ٹھہری  
 اڑتے اڑتے گرے وہ جال میں تیری ہی زلفوں کے  
 ملاپ ایسا تو ہو میں عاشق و معشوق کو حدیث  
 بتوں کو کر دیا کہ سے باہر آکے کہے میں  
 تبرک کی طرح بٹ جائے ٹکڑے ہو کے اس میں  
 بڑھتا لامکان اتر زمین پر آن واحد میں  
 امین اسکو کہتا قبل از رسالت کافرون نے بھی  
 لگا کر سر پر شہم مغفرت کو کر دیا روشن  
 بلایا ہمو تعلین تجھ کو عرش اعظم پر  
 رکھا نام اُسکا سورج آسمان نے لیکے داغ میں  
 خدا کے نام کا لفظ نبی کا خال عارض ہے  
 ثنا کیا ختم ہو تیری فقط ہین نورق اسمین

ہواک چھوٹا سا شمشیر کس کا پاک گنبد کا  
 احد کا دل نمایاں ہے نہیں کچھ میم احمد کا  
 الف تھا ایک نقطہ ایک کس کا تیری ابجد کا  
 رنگاؤں کس جگہ میں گاؤں تیری مسند کا  
 محمدؐ اُسکا عاشق ہے وہ عاشق ہے محمدؐ کا  
 اگر اُنسا کے دیکھیں ایک گوشہ تیری مسند کا  
 تصدق جاؤں میں پورا ہوا تب نام احمد کا  
 تو قبلہ اپنے کعبے کا تو کعبہ اپنے مہرب کا  
 تجھے پناہ جایا جا مہ نور مطلق نے مقید کا  
 بنا کھل انبیا کا علم مضمون تیری ابجد کا  
 کھلے بازو جو میرے طاہر روح مقید کا  
 احد کا چہرہ احمد میں احد میں چہرہ احمد کا  
 دکھایا نفع و نقصان یوں در آمد کا برآمد کا  
 غلاب کھنڈ ہے پھر چرخ اختر ترے گنبد کا  
 عجب اُس سحر عرفان میں تھا عالم جز کا مد کا  
 لڑکپن سے چلن سید ہا تھا اُس نخراب وجہ کا  
 اثر یہ ہے تیرے نور نظر کی خاک مشہد کا  
 مری جان یہ بھی اک انداز تیری خوشایہ کا  
 جہڑا جب گل کوئی وقت سحر اُس شمع مرقہ کا  
 خدا سے ایک درجہ کم ہے رتبہ آپ کے خدا کا  
 رسالہ اور کتنا ہے بڑا چرخ زہر جد کا



برائے خاک مقصد گر نہ شب چار یاری ہو  
یہ سب چالاکیان ہرین دست معشوق حقیقی کی

بنا ہے چار ہی حرفوں سے دیکھو لفظ مقصد کا  
تیرے دل کی طرح گم ہو گیا سایہ تیرے قد کا

قیامت میں قیامت کا مزاد بچانیکا مائل

۲۲

خدا کا بخشنا اور سرگرداں بننا محمد کا

۶

رسول پاک وہ پتلا ہے تو نور مجھ کا  
شعلہ محراب میں ٹوٹے ہوئے کچھ تاباں بار کو

حسین ایسا جو ہو تو روحانی ایسی ملتی ہے  
شب اسیری ملا تو حسین ادا دنی کے پردی میں

محمد رحمۃ اللعالمین تو ہے کہ محشر میں  
زمین سے آسمان تک نور اردوی مٹا ہی

دکھائیگا ہنر کیا کہمکشان و مہر تابان سے  
لگا آنے پسینہ حسن کی اتنی بڑی گرمی

زبے قسمت زبے طالع زبے تقدیر امت کی  
امید وصل میں کیا کیا تر بیتی ہرین پھر کتنی ہرین

چلے کبے سے بت۔ دوش نبی پر جب علی آئے  
کوئی پوچھے جو مجھ سے کیا اصف ظاہر میں اُمید ہی

بنے صغریٰ جو میری مصیبت کبریٰ تری رحمت  
کتاب پاک قدرت میں نہ یاض صبیح و صدمین

سیما بولتی تصویر ہے یہاں سے لعلین کی  
تراوہ نیند سے مشانہ اٹھنا لیکے انگریزی

لگا ہرین انبیاء کی چار جانب بنگین جہاں

کہ غفلت الا خضر نار بننا سایہ تیرے قد کا  
مہ کامل ہے اک چھوٹا سا بوٹا تیری منہ کا

خدا نے دل دیا اپنا جو منہ دیکھا محمد کا  
ازل میں دو ہوا اتنا دیر نہ نور مجھ کا

تیرے ہی ہاتھ میں گلہ تہ ہوگا سب کے مقصد کا  
بنا ہر فلک قبضہ مری تیغ بہت کا

فلک کیوں پھر رہا ہے ہاتھ میں بیکہ پھیڑی گدا  
خدا منہ پونچھتا ہے لیکے رومال اس ہی قد کا

وسیلہ ہے بہر دوسا ہے۔ سہارا ہے محمد کا  
شب معراج حورین دیکھ کر اندازا محراب کا

رسول اللہ کے کا نہ ہے پر تھا جواز۔ اللہ کے یہ کا  
نہ نکلتے گا زبان سے ہان کے بدے لفظاں کیا

قیامت میں نتیجہ ایک ہی ہو نیک کا بد کا  
خدا نے جاے بسم اللہ لکھا مصع ترے قد کا

خضر چلتا ہوا سایہ تیرے تاج زمر کا  
سیر عارض وہ لہر ناتری زلف معقد کا

دل ہر ہر دلی ایک ایک بوٹا تیری منہ کا

گیا تو لامکان تک پانون روشن غوث پر رکھ کر پھر ک جانا احاد کا دیکھ کر وہ نور کی صورت جو محشر میں شفاعت کے لیے توفیق کر باندھا حجاب اچھا ملا دنیا میں معشوق حقیقی کو	تری ہی زبان کا مذاہتر فرزند ارشد کا وہ دل بین چکیا لکینا نگاہ ناز احمد کا بڑی حسرت ہر نیک منہ تکنے لگا بکا خدا کے منہ کا پردا بنگیا سایہ ترے قد کا
---	---

۷	لیا ہر نے بوسہ اسنے امی مائل جو خود چوما لگا کر نعل لب رتبہ بڑا یا سنگ اسود کا	۱۷
---	---	----

کر گئی کام نگاہ بست پر فن کیسا کالی پوشاک میں چمکنا رخ روشن کیسا گدگداتی ہے کوئی محور تیرے کشتے کو شعلہ حسن جلا دے نہ مصور کو کھسین عُرس کیوں کرتے ہیں احباب کو سوچی کیا ہو وہ ترے پاس ہے تو ڈھونڈتے کعبے کو تبجا واہ کیا خوب مرے دل کو کملو نا سمجھے چل دیا ہاتھ سے دل۔ آنکھ سے جب آنکھ ملی تم سمجھتے ہی نہیں میرے اشارے کیا خوب روشنی اُسکی روپھلی تو سنہری اسکی چمک گیا ہمارے مرے دل میں نہایت کا انا لکے منصور انا محق جو سہوار چڑ ہے رو کے افلاس میں کس چیز سے ناکمین پوچھنا خوبصورت ہے جو سب میں وہ خدا ہے میرا سینے والے نے بھی کیا رنگ سے ہیں کپڑے	۱۷
--	----



تجھ کو دیکھا تو نگاہیں ہو مین چکنی چکنی ملدیا منہ پہ تیرے حسن نے رونغن کیسا

جہانگ کردیکھنے کیوں جاؤں وہاں ایسا

۱۶

دل میں سوراخ ہے دیوار کا روزن کیسا

۸

ملتا ہے مگر آپ کے قابل نہیں ملتا  
تم اور کہیں جاؤ وہاں دل نہیں ملتا  
جسمین مری یلی ہے وہ محل نہیں ملتا  
یہ کیا کہ مرے دل سے ترا دل نہیں ملتا  
وہ تجھ سے تو اسے جو رشتا نہیں ملتا  
نخوت سے جو اٹھ کر سر محفل نہیں ملتا  
تو بچہ یہ کھینکا کہ ترا دل نہیں ملتا  
اس سہی سے کیا آپ کو حاصل نہیں ملتا  
حیران ہے پوچھیں بھی کہ قاتل نہیں ملتا  
سویا رکھا اس سے گلے دل نہیں ملتا  
کتے ہیں فرشتے ترا قاتل نہیں ملتا  
ایسا کوئی اس شہر میں عامل نہیں ملتا  
پانی تو نہا نے لب متزل نہیں ملتا  
میرا دل مضطرب دل بس نہیں ملتا  
کیون شکل دکھاتا ہے تجھے دل نہیں ملتا

یہ کہتے ہیں کیا آپ ہمیں دل نہیں ملتا  
کیون غیر کے ساتھ آئے ہو مائل نہیں ملتا  
مجنون نے جولی سانس تو آواز سیدہ آئی  
تو مجھ سے ملا تیری نظر میری نظر سے  
داور کو سر حشر بہت غور سے دیکھا  
انسان کی صورت ہی پر اسان نہیں ملتا  
وہ وصل میں یہ کہتے ہیں سینہ سے دبا کر  
منظور نہیں مجھ کو ملاقات عدو کی  
کیا مار کے مجھ کو وہ چھپا دل میں کسی کے  
سب کو ہے خوشی عید کی غم ہے تو مجھ سے  
کیا داور محشر کے وہ دامن میں چھپا ہے  
غیر دن سے چڑائے اسے اور ہوس ملا ہے  
حورون سے پس دفن ہو کیا وصل کا موقع  
کیا اپنے رکھا ہے کھلیے دن چھپا کر  
کیا کہتے ہیں داور سے وہ محشر میں نہ تو

ملتا ہے وہ دل جسمین پھرت رہے ہیں مائل

۱۸

جس دل میں خدا رہتا ہے وہ دل نہیں ملتا

۹

جھلاتا ہے دل ناوشتی اس بیدین وایمان کا

۱۷

وہوان بکر نکلتا ہے عقیدہ ہر سلمان کا

کفِ شوق زلیخا بتگیا ہر صفحہ دیوان کا  
 یا ہے اس پری نے ہاتھ میں دل جڑ انسان کا  
 مبارک ہو نظارہ اسے زلیخا ماہ کنعان کا  
 اشارہ کس طرح ہو یا مہ پر آئے تو کیا حاصل  
 خجل ہیں دل ہی دل میں ذکر تک لائیں  
 گمان ہے دہائی انکی باتوں سے ہوا بطل  
 سنا ہے کج وہ پہلے پہل گھر سے نکلتے ہیں  
 اُڑا کر آنکھ شرمنا اشاروں کو سمجھ جاتا  
 عدو ہے دل مرا میں اس کا دشمن ہو نہیں سکتا  
 حنا کا بوجہ ہی اٹھتا نہیں ان گوروں باتوں سے  
 فدا اسپر سکائی کونجھ کو ایسی گفتگو جسے  
 تری تیغِ رد و دم نے گرتا وضع سے جب کا یا سر  
 کمان سے آرہے ہو کتے کہتی اتنا دمِ خصیت  
 سب محض عدد کو دیکھ حقہ جان لی میری  
 دل پر داغ کے آگے ارم کا ذکر تو یہ کر  
 ازل گزرا اب گزرا ہوا محشر کا دن پورا

گر بیانِ قلم میں چاک ہے پستکے دامان کا  
 خطوطِ دستِ مین یا نقشِ ہر مہرِ سلیمان کا  
 ترا سوراخِ دل روزِ بنیادِ یوارِ زندان کا  
 کہ میری ہی طرف رہتا جو منہ انکے نگہبان کا  
 ہم انکے جو پہنان کا وہ اپنے عشقِ پہنان کا  
 کلیہ گفتگو نے فضل کھولا گنجِ پہنان کا  
 خدا حافظ کہ پہلے فیصلہ ہو گا نگہبان کا  
 دمِ نظارہ جبکہ وہ کسی برگشتہ مژگان کا  
 غضب تو ہے یہی بید دوستی اس آفتِ حیا کا  
 بنا ہے دستِ نازکِ لال جو کہ نچو مر جان کا  
 مزاں میں نہیں کا ہے نہیں میں جو مزاں کا  
 توفارہ اٹھا تعظیم کو خونِ شہیدان کا  
 کہ بھجکے بد گمان کرتا ہے گوشہ پھٹکے دامان کا  
 لحد پر سائبان ہو گا دیوانِ ظالم کی قلیان کا  
 کہ اک برگِ خزان دیدہ ہے وہ میری گلستان کا  
 مگر بہلا پھر گشتہ نہ پایا روزِ حیران کا

چلو دروازہ تک مائل کہ دستک دیکھ ٹھہر ہے

۱۲۳

خریدار آپکے دل کا خریدار آپکی حبان کا

۱۰

ان میں پہلے جو لطف تھا نہ رہا  
 لامکان سے کہی جسدا نہ رہا  
 عشقِ بادی میں بھی مزا نہ رہا

تیسرے بوسوں میں اب مزا نہ رہا ۶۹  
 کب یہ دل حنائی خدا نہ رہا  
 ایک معشوق سیکڑن عاشق



لپٹا قاتل رگ گلو ہو کر  
 سارے گھر میں لٹا دیا شب ہجر  
 کہتے ہو ذبح کر کے شکوہ کر  
 بنگیا دل سمٹے پہلو میں  
 دار نے کی جو بیعت منصور  
 لیکے دل مسکرا کے گتے ہین  
 اٹھو جاؤ چلو جناب مسیح  
 غیر کے بھیس میں وہ آئے ہیں  
 عشق نے دل مرا پھوڑ لیا  
 لگ گئی آنکھ کو نظر کی  
 اسے نرا کتہ مدد نہ کر آنکی  
 ہو گئے وہ وصال کے خوگر  
 گھر ہے اسکا رگ گلو کے قریب  
 لین بلائیں ازل کے دن اتنی  
 حصے غیر دیکھے گھر - دروغ دروغ  
 شب کو قفل میں کیف یا ہو تھا  
 منہ سے منصور کے نکل ہی پڑا  
 نہ کیا تو نے میرے دل کو پسند  
 سر کٹا کر نماز عشق پڑ ہی

مثل خنجر کچا ہوا نہ رہا  
 دل بغل میں دبا ہوا نہ رہا  
 اب گلہ کیا کروں گلانا نہ رہا  
 درد اعضا میں جا بجا نہ رہا  
 اسکے لب پر وہی ترا نہ رہا  
 اب بھیر میرا ہے آپکا نہ رہا  
 درد دل قابل دوا نہ رہا  
 اب نظارے میں بھی مزا نہ رہا  
 ایک قطرہ بھی خون کا نہ رہا  
 اسین پہلے جو سحر تھا نہ رہا  
 دو قدم اب غریب خانہ رہا  
 شب اول جو خوف تھا نہ رہا  
 اپنے بندے سے وہ جدا نہ رہا  
 کہ اب میں بھی درد شا نہ رہا  
 دیوان میرا - بجا بجا نہ رہا  
 راگ شیشہ کا صوفیا نہ رہا  
 بہید تیرا چہیا ہوا نہ رہا  
 اب کچھ گنجیت کام کا نہ رہا  
 ہو کے دو محو یک دو گانا نہ رہا

قبر مائل پر روز محشر تک  
 ابر رحمت کا شامیا نہ رہا

ع

عشاق کا مجمع تری ڈولی کے قرین تھا  
 سرخم کیے گردن پہ مری خنجر کین تھا  
 پیغام زبانی سے مرادل نہوا خوش  
 تم قید مرے دل میں ہوزندانین تھے یوسف  
 اب دل مرے پہلو میں بنایا ہے خدائے  
 میت پہ مری آپکے دوا شک نہ چکے  
 ہنگام قناعت دل مردہ ہوا زندہ  
 کیا آلی تہین حورین ترے گہرات کو بہان  
 وان انکو یہی فکر کہ مر جائے کب میں جلد  
 اک سجدہ ازل میں جو کیا دل نے کھا بس  
 نہلایا رقیبوں نے اجازت جو تیری  
 کیا سامنے تم آئے تھے ہمنے نہیں دیکھا  
 شادی کا جو پیغام عزیزوں نے سنایا  
 نکلا یہ دل غیر شب وصل کہاں سے  
 وہ رویے جو لاشہ پہ کھاروح نے میری

اسپر بجز انبوء نظر بردہ نہیں تھا  
 کیون سجدہ نہ کرنا کوئی شہ رگ سے قرین تھا  
 قاصد کے بیان میں وہ لب دلہچہ نہیں تھا  
 ہاں فرق ہی ہے یہ گمان ہے وہ یقین تھا  
 پہلے یہہ سلیمان کی انگوٹھی کا نگین تھا  
 کیا کیا نہ گمان تھا مجھے کیا کیا نہ یقین تھا  
 مضمون تم اعجاز لب نان جوین تھا  
 کل خواب میں اُجڑا ہوا فردوس برین تھا  
 یان اور ہی کچھ د بیان دم باز پسین تھا  
 بت بکے بفل میں تو یہی دشمن دین تھا  
 مردہ بھی دم غسل مرا چین بچبین تھا  
 آنکھوں میں تمہاری کوئی آنجن تو نہیں تھا  
 گھبرا کے لگے رونے کہ دل اور کین تھا  
 ظالم گرہ بند قسبا میں تو نہیں تھا  
 کیون روتے ہو اسد کو منظور یہ نہیں تھا

۱۲

کس بت کو دیا دل پہ تو اسد کا حق اتنا  
 مائل کف صانع کے یہ خاتم کا نگین تھا

۱۹

مری رگ رگ میں ہو سکن کسی کا  
 ہمارے منہ پہ جو دامن کسی کا  
 وہ پہلی شب وہ ہول اپن کسی کا  
 مرے دامن میں ہو دامن کسی کا

ع

یہ میرا تن ہے پیرا ہن کسی کا  
 کفن اپنا ہو پیرا ہن کسی کا  
 وہ گستاخی مری وہ حیرت آنکی  
 خبر دار اسے جنوں ہو مجھ میں کوئی



ملا جب سے دل روشن کسی کا  
وہ گدرا یا ہوا جو بن کسی کا  
نہ وہ جوئے نہ وہ گلشن کسی کا  
ذرا دیکھو تو ہو لاپن کسی کا  
تن بے سر سر بے تن کسی کا  
کھلا ہے منہ تیرے مدفن کسی کا  
مہ نو ہے غم گردن کسی کا  
وہ ہے اکبر اہوا جو بن کسی کا  
جھکی گردن ہوا درشن کسی کا  
اسی چکر میں ہے دامن کسی کا  
کچھ استقبال کو جو بن کسی کا  
نظر میں ہے رخ روشن کسی کا  
پہا ہے منہ تیرے مدفن کسی کا  
ترے جو بن میں ہے جو بن کسی کا

نہیں جلتا چراغ اُنکے مکان میں  
وہ پیارا منہ وہ گوارنگ آہا  
کئے کیونکر پھر سادون کا مہینا  
سوال وصل کو وہ کھیل سمجھے  
اگر تم تم کھو تو ملے اُٹھے  
ہٹا کر سب کو یک بوسہ تو لیے  
جبر کا یا سر تو نکلا عید کا چاند  
دبا یے سے نہیں و بتا شب وصل  
مراقب ہو کے دیکھا اسکا جلوہ  
مراد دل ڈھونڈتا ہے تاج کی وقت  
شباب آتے ہی آگے بڑھ کر آیا  
جو دیکھوں آئینہ خود کو نہ دیکھوں  
مدینے کو چلین دو تو ننگا ہین  
نہان حسن خدا ہے تجھ میں اے بت

۱۲

قیامت تک رہیگا یاد مائل  
وہ نہنا پیر کر چتون کسی کا

۱۳

گرے جو دل تو اچھلتا ہوا حیرت گر لینا  
قیامت آئے تو اے جان نباؤ کر لینا  
مزنے کی چیر ہے آنکھوں کو بند کر لینا  
دکھے جو دل تو کیلجے پہ ہاتھ دھر لینا  
اگر نگاہ تھکے خنجر مکر لینا

مع

یہ دو شکار ہیں اے ناوک نظر لینا  
قریب وعدہ فردا جو ہو نکھر لینا  
یہ کہہ رہے ہیں تصور میں دیکھنے والے  
پتکے غیسے کہتے ہیں دیکھ کر مجھ کو  
یہ قتل عام کا موقع ہے دم نہ لے قاتل

ہنسی نہیں ہے حسینوں سے اُٹس کر لینا  
 بڑبا کے ہاتھ بچ سکتی ہوئی کمر لینا  
 تمام رات کا بد لادم سحر لینا  
 حضور بیچ کا تکیہ سر ہانے دھر لینا  
 ادا ہو حسین اُسی کو پسند کر لینا  
 پھر بیگنہ کا لہو ہے نہ ہاتھ بہر لینا  
 یہی ہے دُہن کہ ترے کان کا گھر لینا  
 ملے نہ گھر میں تو ہمایہ میں خیر لینا

نہ دن کو چین نہ راتوں کو نیند ہو کہ نہ پیاں  
 لگے جو چلتے وہ انگلیوں سے دل نے کھا  
 وہ ہنسکے کتے ہیں نیند آ رہی چرسونے دو  
 شب وصال یہ سہ سکنہ ری کیسی  
 میں اپنے دل کے صدق نظر سے کتا ہے  
 پکارتا ہے مرا دل سنبھلے قتل کرو  
 جنان سے جہاں کتنی ہے جو رگوں شوارپ کو  
 جو نامہ لیکے چلا نامہ بر تو دل نے کھا

۱۸

دکن میں بھی تو ہزاروں حسین ہیں مائل  
 جو سب میں شوخ ہو اُسکو پسند کر لینا

۱۴

جو اس میں ہو کوئی رخصتہ تو بند کر لینا  
 ملوں جو راہ میں دو بات بھیسے کر لینا  
 کمان کا قصد ہے بیٹھو تو پہر ستور لینا  
 پھر مشورہ ہے تیوں میں خد کا گھر لینا  
 ابھی ہے رات اُجالا جو ہو تو مر لینا  
 پڑے ہیں سامنے دو لون پسند کر لینا  
 کوئی مزاج جو پوچھے سلام کر لینا  
 تمام رات ہے جی بہر کے پیار کر لینا  
 اس آئینہ کے لیے ایک دل کا گھر لینا  
 جما ہی آتے ہی وہ منہ پہ ہاتھ دھر لینا  
 اسی کا نام ہے ہندی تو ہاتھ بہر لینا

۱۵

اگر ہو پردہ نشین سے دل کا گھر لینا  
 دل ایک بات میں اک بات میں جگر لینا  
 پرور ہے جو جو تم بال بال میں موتی  
 کمان چپاؤں اکھی میں خسانہ دل کو  
 نئی ادا سے وہ کرتے ہیں ذکر رخصت کا  
 نہ پوچھہ سے دل اچھا ہے یا جگر اچھا  
 ستو حسینوں کو لازم ہے آدمیت بھی  
 ابھی سے اے دل بیتاب کیوں تڑپتا ہو  
 کہاں شائبے جب انکا منہ چمکنے لگا  
 وہ نیم ستی وستی وہ سال صبح وصال  
 دکھانہ پیسے مجھ کو مراد دل پر خون پڑ



کسی نے جھوٹا ڈھائی نہو خبر لینا  
جو نیند لگے تو آنکھوں میں سہ بہر لینا  
کسی کے بند قبا کی گرہ کتر لینا  
شب وصال اسکو ہی زیر سر لینا  
جوان ہو کے سینوں کو پیار کر لینا  
وہ میری آہ - وہ تیرا سلام کر لینا

ہماری موت کا تم حال سکے خوش تو ہو رہو  
شب وصال یہ کہتی ہرین شوخیاں اُنکی  
ملا کے دونوں نگاہیں بنا کے یک قبیحی  
ہمارے ہاتھ کو تکیہ پر رشک آتا ہے  
پڑ ہے تھے عشق کے معنی ہی اگر کین بین  
وہ صبح وصل وہ رخصت کا وقت ماسے نہ پوچھ

۱۸

اگر خیال ہے مائل اڑھانے کا  
جہان وہ جائیں وہیں جا کے تم بھی گھر لینا

۱۵

موتیوں میں تو نے کا دل ملا  
مجھ کو تیرا تجھ کو بیسہ دل ملا  
جس جگہ ٹوکر لگی یک دل ملا  
مجھے وہ اٹھ کر سہ محفل ملا  
کس قدر گستاخ مجھ کو دل ملا  
آنکھ تو بسل سے لے قاتل ملا  
سوز دل کے ساتھ درد دل ملا  
تیرے ہی زلفوں سے تجھ کو دل ملا  
راہزن مجھ کو سہ منزل ملا  
ہاتا پائی ہو کے دل سے دل ملا  
اُن کا اترانا کہ مجھ کو دل ملا  
میری آنکھوں میں مراقبات ملا  
آنکھ سے آنکھ اور دل سے دل ملا

تجھ کو تختہ تیرے ہی قاتل ملا  
ملک حسن و عشق کا حاصل ملا  
کام آئی اسکی مغرورانہ چال  
کچھ تو سمجھا مجھ کو جو تعظیم دی  
کی خدا سے عاشقانہ گفتگو  
ہے دیت انداز شہر قطرتی  
کیا ملا مجھ کو تمہاری یاد میں  
میرا کیا احسان تیرے حسن پر  
نزع میں آیا ہے ابلیس لعین  
بڑ گئی الفت زبردستی کے بعد  
میرا چلانا کہ میں تو لٹ گیا  
جستجو نے لگی جب بعد قتل  
ہاتھ سے تو ہاتھ اے جان مل چکا

<p>بنہ کین آنکھیں تو وہ آیا نظر اس ادا سے وہ گلے ملکر گیا میں جو کہنے سے مدینہ کو چلا اور مجھ کو کیا ملا سہکار سے</p>	<p>لو اندھیرے میں مکمل ملا مجھ کو میرے دل کے اندر دل ملا جائے محل صاحب محل ملا تھوڑا تھوڑا سب کو درد دل ملا</p>
<p>۱۶</p>	<p>کھتے ہیں خلوت میں وہ لگ کر گلے جس پہ ہم مائل تھے وہ مائل ملا</p>
<p>جوری سے دو گھڑی جو نظارے ہوئے تو کیا بوسہ دہی کا لطف ملا حسن بڑھ گیا بے پردہ منہ دکھا کے مرے ہوش اُڑاؤ تم مجھ کو کڑھاکڑھاکے وہ مارینگے جان سے اے جان مقابلہ مرے ہاتھوں سے کب ہوا الفت کا لطف کیا جو بغل ہی نہ گرم ہو تائید دے دعائیں خدا ہے یہی دعا بوسہ بندے وہ مجھ کو تو میں اسکو دل ندون تم سو سو پھیل پھیل کے پہو لون کی سیج پر سینہ ملا کے سینہ سے دل میں جگہ کرو کب کہلنے پکڑ کے ہوا میں سے لائے وہ اے جان ہے تیری زلف پریشان کا حرج اور آنکھیں کھلی جی ہوں تو وہی سامنے رہے لاکھوں مڑے بلین مرے لیے اگر ملین یک بوسہ اور لونگ کا عرف منہ سے پوچھ کر</p>	<p>چلن تو بیچ میں ہے اشارے ہوئے تو کیا رخسار لال لال تمہارے ہوئے تو کیا پردے کی اڑ سے جو نظارے ہوئے تو کیا دلبر ہوئے تو کیا مرے پیارے ہوئے تو کیا جو بن ترے ابھر کے کرارے ہوئے تو کیا وہ دل میں رہنے والے ہمارے ہوئے تو کیا اونچے جو دو تون ہاتھ ہمارے ہوئے تو کیا اس گورے ہاتھ سے جو اشارے ہوئے تو کیا فرقت میں ہم جو گور کنا رہے ہوئے تو کیا پھرتے ہو جو بنوں کو اُبارے ہوئے تو کیا جگنو جو آہ دل کے شرارے ہوئے تو کیا حور و نکے بال ہرین جو سنوارے ہوئے تو کیا آنکھوں کو بند کر کے نظارے ہوئے تو کیا وہ گورے گال آنکھ کے تارے ہوئے تو کیا وہ آب آب شرم کے مارے ہوئے تو کیا</p>



۹	ماثل نہ ہو وصال تو کیا عشق کا مزا معتوق دور سے وہ ہمارے ہوئے تو کیا	۱۷
چمن گیا ڈیوڑھی میں تری دل مرا صبح کو نکلا وہی قسا تل مرا نام ہے فرست میں داخل مرا یار کے جوڑے میں رہے دل مرا بھاگ گیا مد مقابل مرا مول کوئی نے نہ سکا دل مرا خود مری لیلی ہے پھر محل مرا مال مرا۔ دین مرا۔ دل مرا	۱۸	لکٹ گیا تو شہ سر منزل مرا رات کو جس بت نے لیا دل مرا جانتے ہیں وہ مجھے میں کون ہوں پہول وہی ہے جو ہمیں سر چڑ ہے کھنے لگے جب ہوا سورج غروب چیز بہت چھوٹی ہے قیمت بڑی جسم بھی ہے جان کی صورت عزیز لوٹ لیا۔ چہین لیا۔ لے لیا
۲۷	شب جو ہوئی کئے لگے دلیں وہ آج کمان رہ گیا ماثل مرا	۱۸
خدا کے گھر پہ ہے پھر انگاہ سامری فن کا سہ محفل کلیجہاں رہا ہے دوست دشمن کا کہ ہے گھیرے ہوئے جو بن کو حلقہ برق این کا سہلکار آئینہ بنجا ہے جلوہ درشت این کا انگوٹھا پاؤں کا تیرے ہو گوشہ میسر دامن کا غضب کی شوقیان کرتا ہے قطرہ خون گردن کا یہ اٹھنا تیری چلن کا پھر چھیننا تیری چلن کا ہمارا ماتھو ہو اور خم تیری گوری سی گردن کا دکھا دو رقص میں تم فلسفی کو دور دامن کا	۱۹	ہمارے دل پہ ہے قبضہ کسی کا فکری چننا پھر مرناتیری گردن کا پھر پرناتیری چتون کا اڑھائے کیون نہ ہوش انگڑائی کیا نیا پر فن کا تجھ منظور ہو درشن چواپے روی روشن کا مزا ہو لیکہ خست میں جو اٹھوں تو نہ اٹھنے کی جوا چھلے تو شفیق ہو گر پڑے تو لعل بنجایے سہ بازار تڑپائیگا رستہ چلتے والوں کو ہمارا منٹھ ہو اور تیرے دہان تنگ کا بوسہ یہ کہیں سیارہ کی رفتار ہے وہ بھی تو چکرائے

وہ لاکھوں منتوں سے میرا کنا دیکھ تو جھکو  
 کرے گا قتل جھکو تیرا بعد وصل شرمانا  
 کچھ ایسے فتنے پیدا ہوں کہ مٹی بے قیامت ہی  
 ملا کر اپنے رخ سے جسکو حور آئینہ میں دیکھے  
 اٹھا کر گورے گورے ہاتھ انگریزی تہین لیتے  
 بیکھ گردش کر کے ہینکیگی جہنم میں کہ جنت میں  
 اتنی تیری ہر صنعت سے لاکھوں صنعتیں نکلن  
 مصور وہ مصور وصل کے نقشے میں جو کچھ  
 کچھ اس انداز سے کانا چھ سینہ میں رکھ کر  
 مراجلوہ رہیگا بتکہہ میں بعد مردن بھی  
 کسی کو تو اگر دیکھے تجھے میں ہی نظر آؤں  
 چہ پائے کیون نہ تو سب سے کہ ہے چوری کا گرا بیٹھا  
 نہ فکر میں تہین نہ دہند اتھا بہت بیکہ بندہ تھا  
 جملک دیکھی کچھ ایسی گر پڑیں اسپر مری نظریں  
 خفا ہوتے ہو کیوں جڑا کلاگر ماتا پائی میں  
 کلیجے سے لگا لیتا ہے اسکو وقت آرائش  
 زمین ٹاپوں سے اڑھ کر بٹکے کو سالہ نہ چلا لے

وہ لاکھوں شونیوں سے جہاں گئے اٹھنا تیری چوٹ  
 کلا کاٹے گا میرا خم تیری گوری سی گردن کا  
 قیامت میں کہلے گر کوئی گوشہ تیرے دامن کا  
 تمہاری بیچ کا وہ پھول ہو یا میرے مدفن کا  
 ہوا ہے جبے گشتہ ایک عالم دونوں جو بن کا  
 فلاخن ہے زمین اور زمین ہوں اک پتہ فلاخن کا  
 رہا خرمن کبف اک ایک دانہ تیرے خرمن کا  
 بکنا د و لون زلفون کا اُبھرا دونوں جو بن کا  
 بنے بلبیل کے دل میں چاک یار بگل کو دامن کا  
 بنے گارشتہ جان تار زنا رہن کا  
 رہے گونگٹ میں تیرے چاک ایجان میری دھن کا  
 وہ میرا خواب میں آنا وہ لٹا تیرے جو بن کا  
 جو بیچ پوچھو زمانہ سب سے اچھا تھا لڑکپن کا  
 ہو رستہ دوطرف سے بند دروازے کے روزن کا  
 یہ گوری پیٹہ پر ٹوٹیر گا بوسہ یکے گردن کا  
 تیرے دل سے تو زہا پدا آئینہ اچھا ہے آہن کا  
 کہ سحر سامی ہے نقش تیرے سحر تو سن کا

۳۴	مزا دیتا ہے مائل کو تیرا سینہ ترا چہرا یہ کچھ کا فرجوانی کا - وہ کچھ ہوئے لڑکپن کا	۱۹
پھر اسپر ہے قیامت خم تری گوری گردن کا جلادی گا مری نظر و نکو شعلہ رو سے روشن کا	۴۹	اک آفت ہو وہ بعد وصل جھکنا تیری خنوں کا مری آنکھوں کا دشمن ہو یہ اٹھنا تیری چلن کا



خدا کے سامنے دل چہنیتا ہو دوست دشمن کا  
 کلیم اللہ بنے جادو نگاہ سامری فن کا  
 وہ بوچھلو کے بارونکی وہ ٹھنڈی چھانوارونکی  
 قصہ جادو اک اک بال میں ٹکینے دلو  
 مرا لاشہ ہوا تھا دفن کے پاک ہاتھوں سے  
 کھرتیری لچک کر ہر قدم پر کیوں نہ سی ہی ہو  
 وہ تیرا قصہ آفت ہو وہ ٹھوکر ہر قیامت سے  
 لڑکپن وہ لڑکپن حسین آمد ہو جوانی کی  
 غضب ڈھاتی ہے لالی گوری گوری رنگ تیج  
 تعجب کیا جہر و کون سے اگر دست دعا کلین  
 وہ سبزی ہو دل کی آئے جنت اسکی سین  
 جو محویار ہو لیک وہ کتنا ہوا د وڑے  
 جو ہڑ کے حسن کا شعلہ نہ گہرا نہ شرمنا  
 نہوگی ایسی رونق حاجیوں کے کعبۃ المدین  
 خدایا سخن قرب کے تو بھی پھنسیا اسین  
 یہ وہمی قلعة تھی اگر توڑیں تو میں جانون  
 ازل میں کسکا جلوہ تھا اب میں کس کا جلوہ  
 جو تو مانے دکھا دوں آئینہ خاتے میں لیجا کر  
 ہتھوں سب یتلیان برق تجلی آتش رخ سے  
 وہ خنجر ہاتھ میں لین قتل کو یا اسکو پچکا میں  
 وہاں تنکا یہاں انکی نظر دونوں اک آفت میں

قیامت میں قیامت ہے اشارہ اسکی جنون کا  
 خدا سے بھی کرے باتیں اشارہ تیری جنون کا  
 وہ پھلی رات کا اٹھنا۔ وہ ٹسارے جو بن کا  
 جو کالی زلف میں ہو غم تیری گوری سی گردن کا  
 فرشتہ بنگیا پر دانہ میری شمع مدفن کا  
 کہ پیچھے بوجہ ہوڑے کا ہو۔ آگے بار جو بن کا  
 پہر اٹھنا ہاتھ کا پہر وہ چکنا گوری گردن کا  
 جوانی وہ جوانی خاتمہ بس لڑکپن کا  
 اثر بھی شوخیان کرتا ہے کیا کیا آکسیجن کا  
 ہو امین لیلا تجھ کو ترارا تیرے تو سن کا  
 خدا وندا پہلے پہلے یہ دانہ میرے خرمن کا  
 اذان ہو یا کوئی ناقوس چلاے برہمن کا  
 خدا کے ہاتھ ہے جلنا نہ جلنا تیری چلمن کا  
 نگاہوں سے عجب عالم ہے دروازے کے روزن کا  
 اتنی جال بھی کیا جال ہی گمے گردن کا  
 جو تو پون سے اڑا دین ایک نمین قلعة آہن کا  
 وہی گل میں وہی بوٹے وہی ہر رنگ گلشن کا  
 مرے ہاتھوں سے کچھ دیکر ابہرنا تیرے جو بن کا  
 وہی موسیٰ بنے جلنا جو دیکھے تیری چلمن کا  
 کرے جب کام خود نازک کلائی تیج آہن کا  
 وہ زیور نازک کے روزن کا ہے یہ دیکھے روزن کا



وہ گڑیوں کی عوض اب اور ہی کچھ کہیں کیسے  
 مراہر شعر مثل برق جب چمکا تو مینہ برسا  
 مٹین دنیا کی سب رسمیں مگر اک رسم رہا  
 قیامت میں خدا کو دیکھ کر پایا تو کیا پایا  
 وہ طائر ہون جو شوق دید میں نالہ کر دن شکو  
 سرتربت کو تم قم باذنی لیکے میرا نام  
 ہلایا مگر دو نکو حسن کے میری نگاہوں نے  
 کوئی ہتیار کیوں باندھے کوئی تلوار کیوں باندھی  
 یہ سینا ہے کہ شانِ دلبری بجھو دکھانا ہو  
 طلب کرتا ہے بوسہ وہ ہی کس سے عکسے پر

مٹیا رنگ سب کا فرجوانی نے لڑکپن کا  
 بنا بادل کا کنگڑا رنگ اڑکھ میرے دشمن کا  
 پسند آیا ہے سب کو گوہر ناتیرے جو بن کا  
 مزا۔ وہ بھی مزا کسا۔ اُسی کافر کے درشن کا  
 چراغ طوڑ خود جگنو بنے میرے نشیمن کا  
 پکارا گھگھاتا رہے بعد خود گنبد بھی مدفن کا  
 پہاڑ اگر تلسہ آنکھوں میں اُبھرتا دونوں جو بن کا  
 رہے ہسکتی نظر میں جب کہ جو ہر تیغ آہن کا  
 گرہ کی شکل میں ہر دل بکف رشتہ بھی سوز کا  
 جوانی میں تجھے یہ کہیل کیا سوچا لڑکپن کا

مجھے ہر سپہر شاعری کہتے ہیں سب مائل

۱۴

کہ سارے ہند میں ہر لمحہ سے روشن نام دکھن کا

۲۰

صورت میں ہوا نہیں کی خدا تو چھپا ہوا  
 آدم کی مشیت خاک میں ہو کچھ ملا ہوا  
 دامن ہو چاک چاک گیر بیان پھٹا ہوا  
 وہ ہنس پڑے بلند جو دست دعا ہوا  
 ہو جاے سر جندہ پہ سہرا بندہ ہوا  
 دل بھی پٹا ہوا ہے جگر بھی پٹا ہوا  
 کیوں ہو اُداس کام جو ہو تیکا تھا ہوا  
 چپ چاپ بیچ میں ہے مراد لڑا ہوا  
 ہر چیز میں ہے کون اتنی چھپا ہوا

جاتے ہیں کس کو دیکھنے موسیٰ کو کیا ہوا  
 جو دل میں ہمید تھا وہ زبان پر آنا ہوا  
 دیوانے کس دامن کے ہیں ہو نو نکو کیا ہوا  
 سمجھے یہ التجا ہے ہمارے وصال کی  
 کسکی برات جاتی ہو کوپے سے آپ کے  
 کیا نذر و نغریب ہوں غفل ہوں غفل  
 ہنس بول لگا لگا دو تہوری سی رات ہے  
 وہ ہرین اُدھر تو میں ہوں ادھر ہر ستر میں گر  
 درون پہ مہر مہر پہ نہ سے نثار ہیں



بٹیا جو دور وہ ہمہ تن شوخیان بنا  
مین نے پڑھی نماز وضو کر کے خون سے  
تن تنکے دیکھتا ہی شد کا پٹنکے وہ

آیا جو پاس سے قدم تک حیا ہوا  
دوہو کے گر پڑا تو دو گنا نہ ادا ہوا  
بو تا م کی جگہ ہے مراد ل لگا ہوا

۲۱

ماثل خدا سے مانگنے کی خوشین گئی

۱۷

پیدا ہماری قبر سے دست دعا ہوا

موسیٰ کو گلیا پیر بیٹھا تو کیا ہوا  
مین کیون وہاں گیا یہ مراحل کیا ہوا  
یوسہ لیا قیب کے آگے تو کیا ہوا  
شان خدا ہے یاں جو بت آیا خدا ہوا  
یوسف ادبر اداس زلیخا ادبر اداس  
ہو جائیں ہم جو دفن تو پھر اختیار ہے  
اگر تاسے پسپل پسپل کے عارض سچو پڑھا  
گردن دیکھی گئی یون ہی جھکی گئی جو مبدم  
بظن ہین اقربا کہ ہے دل کس کا تھمین  
کرتا ہون روز جا کے عدد کا طواف مین  
کھتے ہین عشق و حسن زلیخا کے کان مین  
جو بن ہین یا کہین سے چرالا یہ ہودو دل  
لوح ظلمت گن کے ہین اعصاب سے حروف  
شرما کے وقت وصل ہوے وہ عرق عرق  
تا شیر ہے گہ مین۔ گرہ اسکے ہاتھ مین  
کھیلو پٹیکے کے توڑ دور سے مین پھیکدو

وہ ایک داغ ہے مرد دل سے گر ہوا  
آنکھو مین اشک ہاتھ مین دل چڑھتا ہوا  
غصہ نہ کہا خفا نہ جو کچھ ہوا ہوا  
دل سے ہے لامکان کا ڈانٹا ملا ہوا  
دامن وہاں بھان ہے کلیجا پھٹا ہوا  
ہنستے ہو کیون ابھی تو ہی مردہ پڑا ہوا  
سرمہ نمین بھید دل ہے کسی کا پتا ہوا  
کیون سرنگون ہو کام جو دنیا کا تھا ہوا  
کتے ہین وہ کہ راستہ مین تھا پڑا ہوا  
تو جسکے دل مین ہے وہ مراد دعا ہوا  
کیون تجھے بہا گے جاتے ہین لور کھینکا  
ہی ایک ادھر تو ایک ادھر ہے چھپا ہوا  
اٹھائیں نقش بنکے جو تجھے جدا ہوا  
بستر پہ ہے پسینہ کا پتلا بنا ہوا  
کیا نا لہ عبد و تیرا بند قبا ہوا  
دل ہے مرا ازل سے کلمو تا بنا ہوا

ماثل کمان تھے رات کو بیڑے کمان چکے  
 چوٹھو نہ آپکے ہے جو لاکھ جا ہوا

کچھ نشان پڑ گئے رنگ اُڑ گیا رخسارون کا  
 وعظا سکر بھی دکھا دل نہ طلبگارون کا  
 خون رونا تو قیامت ہے وفادارون کا  
 عشق ادھر حسن اُدھر بھجپہ ہے دونوں کی نظر  
 رحمتِ حق سے تو پوچھو کہ ہے کسکی عاشق  
 بلبلاؤ آتش گل شاخ کو گر شمع بنا سے  
 می فروزون کی دکا نون میں نہیں می کا ستا  
 یک قدم بڑکے خضر پیچھے ہٹے چار قدم  
 چال دولہن کی چلی رحمتِ حق محشر میں  
 صاف ہر خون کے قطرے میں ہی صورت تیری  
 دو کرے پیکے یہاں۔ چار لڑے پیکے وہاں  
 کنگلے ایک دوسطرون میں ہزاروں کے گلے  
 دیکھ مشاطہ کہیں شانہ دلون میں نہ چھوے  
 ہاتھ تیرا نہ پڑا میرے گلے میں نہ سہی  
 دھوم قدرت کی پچھے حشر میں یارِ بیکیم  
 غصہ یک بات پہ آیا ہے مسیحا کو مرے  
 تیری تصویر پر کرتا ہے بلا میں لینے  
 دل میں آنکھوں سے چھنا۔ آنکھ میں نظروں سے چھنا  
 بوسہ دیکر جو وہ شرمین مہک جائے ہوا

اُن کا چہرہ اتمحل نہیں نظارون کا  
 بات گہر کی نہیں ہنگامہ ہی بازارون کا  
 مینہ برستا ہے گلی میں تیری انگارون کا  
 اک مرے سر پہ ہے احسان دوسر کارون کا  
 بیگنہ وہ ہیں۔ یہ مجمع ہے گنہگارون کا  
 نام گلزار میں گل گیر ہو منتسارون کا  
 یہ بھی چھوٹا سا علنا مہ ہے میخوارون کا  
 کو پچھ عشق میں کیا فرسش ہے انگارون کا  
 اسکا گونگٹ ہے علنا مہ گنہگارون کا  
 کوئی دل چپے کمرے دیکھے تیرے بیمارون کا  
 عبرت انگیز عجب حال ہے میخوارون کا  
 کیا قلم میں بھی تیرے کاٹ ہے تلوارون کا  
 بال بیکانہ زلفون کے گرفتارون کا  
 مجھپہ سایہ تو چڑے گا تری دیوارون کا  
 حورِ نجائے گنہ تیرے گنہگارون کا  
 آج اللہ نگہیان ہے بیمارون کا  
 رنگ اڑتا ہے جو یوسف کے خریدارون کا  
 یار کے حسن میں کیا میل تھا نظارون کا  
 رنگ بو ہو کے اڑے پہول سے رخسارون کا



۲۳۳	قدراک ایک منٹ کی ہے مجھے اے مائل جبکی قیمت نہیں وہ وقت ہے بیکاروں کا	۱۵
کیون شوق بڑھ گیا رمضان میں سنگار کا انکا وہ شوخیوں سے پڑکنا پلنگ پر حور آئے خلد سے تو ہٹاؤن کمان اُسے شیشون نے طرز زار ہائی رکوع و قیام کی کیون غش ہوئے کلیم تجلا سے طور پر بعد فنا بھی صاف نہیں دل رقیب سے کثرت کا رنگ شاہدِ وحدت کا ہے بناؤ نا قوس بنکے پوچھنے جاؤں اگر مزاج دو لہا کی یہ برات ہے رسمیں ادا کرو کیا کیا تڑپ تڑپ کے سرائیل گر پڑے سرمہ کے ساتھ پھیل کے کیا وہ بھی مٹ گیا کیا رات سے کسی کی نظر لگ گئی اُسے آنکھیں مری فقیہ ہوئیں شوق دید میں لوٹوں مزرے جو بازی شطرنج جیت لون	۴۶	
روزہ نہ ٹوٹ جاے کسی روزہ دار کا وہ چھاتیوں پہ لوٹنا پولوں کے ہار کا آراستہ ہو ایک تو کو نامزار کا کیا انہیں ہے لو کسی پر ہیز گار کا وہ اک چراغِ مقام سے دل کے مزار کا گنبد کھڑا ہوا ہے محد پر غبار کا وہ ایک ہی ہے نام ہے ہر وہ ہزار کا بت بھی کہیں گے شکر ہے پروردگار کا در پر جنازہ آیا ہے اک جان نثار کا دم آگیا جو صورت میں مجھ بقیہ رار کا کیون نام تک نہیں تیری آنکھوں میں پایا اچھا نہیں مزاج دل بقیہ رار کا تسمہ کمر میں ہے نگہ انتظار کا اس کھیل میں تو وعدہ ہے بوس و کنار کا	۴۷	
اسد مرغفور محمد سے شفیع مائل کو خوف کچھ نہیں روز شمار کا	۲۳۴	اور کچھ نہیں ۱۸ میں سے کچھ نہیں
تنگ ہو کر دل مرا تیرا دہن ہو جائیگا ملکے شب کو پہرہ دار وہ گلب دہن ہو جائیگا حسن اُسکا مجھ سے کہ تو فگن ہو جائیگا	۴۸	درد جو سینہ میں ہے لطیف سخن ہو جائیگا کچھ مزا اگر فراقِ روح و تن ہو جائے گا وصل میں روشن ہر اک عضو بدن ہو جائیگا



کل سر محفل لڑائی ہوگی حسن و عشق میں  
 وہ یہ کہ کدڑا تے ہین خاک میری لاش پر  
 پہول جائینگے خوشی سے آج میرے ہاتھ پانو  
 حشر کے بازار میں بے پردہ آئیں گے جو تو  
 کج کلاہی زیب دیتی ہے ذرا تنکر چلو  
 باہر آئینگے جو دونوں تاجبائینگے تمام  
 بحر وحدت میں ڈبو کر گرے جو طین د لکو ہم  
 سانو بے ہم ہین - نہیں شک - آپ کو بے ہین بجا  
 آپکی آنکھوں کے آگے سامری کیا چسپے  
 کچھ مزا آنے تو دوڑ دھڑلے کا جانے تو دو  
 گدگداتا ہے عدو - منہ تنک سے غنچے کی طرح  
 چوس کر تیری زبان پاؤنگا عمر بادان  
 باندہ رکھو گے اگر گیسو میں اپنے رات بہر  
 وہ مری فریاد سے مطلب سمجھ جائینگے کچھ

چاک میرا دل تھا راپس ہین ہو جائیگا  
 حور دہوئیگی اگر میلا کفن ہو جائیگا  
 گر لپٹ جاؤ گے تم دھرا بدن ہو جائیگا  
 رنگ یوسف اٹھ کے تیرا پس ہین ہو جائیگا  
 بانگین میں اور پیدا بانگین ہو جائیگا  
 راز خلوت کا چہ سراغ انجمن ہو جائیگا  
 ایک اک قطرے سے دریا موجزن ہو جائیگا  
 ہم جو چہو لینگے تو کیا میلا بدن ہو جائیگا  
 یہ کرین جادو تو گوسالہ ہین ہو جائیگا  
 اس طرح پٹے گا وہ جسے بدن ہو جائیگا  
 تمہارا رونہ تم ٹکڑے دہن ہو جائیگا  
 چشمہ آب بقا میرا دہن ہو جائیگا  
 خون دل کا سو کہہ شک ختن ہو جائیگا  
 نالہ منہ تک آکے انداز سخن ہو جائیگا

اور کچھ پڑھ مائل خوش فکر فرماتے ہین سب  
 لکھنؤ اب حیدر آباد دکن ہو جائیگا

۱۷

۲۵

آئینہ چاہتے یعقوب کی بینائی کا  
 دل ہر اک بند قبا میں ہے تماشائی کا  
 حال روشن ہی تیری انجمن آرائی کا  
 ہمنے دیکھا ہے تماشائی تیری انگڑائی کا  
 جو سزا ہے سے عوض ہے مری دانائی کا

مصر میں شوق ہے یوسف کو خود آرائی کا  
 چوریاں کرتا ہے جلوہ تیری رعنائی کا  
 دل عشاق چراغوں کے عوض جلتے ہین  
 بالہ ان ہاتھوں کا - یہ چاند سی پیاری صورت  
 ہے یہی جرم مرا - مین نہ ہوا دیوانہ



محو دیدار کے رستے میں اڑینگے پرزے  
کیا کر دگے جو تمہاری ہی تمنا نکلتے  
سہرم قتل نہ اٹھا قدم قاتل سے  
موت آئی جو خضر کو تو دو بارہ جیتے  
خاک اڑ ہائی تو بنا چسپنج بگولا اٹھکر  
حرم و دیر میں ہے دلیں ہے یا شہ رگین  
اُس نے کیا غیر کو بھیجا ہے عیادت کے لیے  
دو کلس نور کے اک چاند کے ہائے میں چھپے  
واہ حیرت میں نزاکت ہے نزاکت میں بہار  
دیکھو دیکھو یہ نہ بل کہائے۔ مکرنازک ہے  
اپنے ہی چہرہ کا اس میں نظر آتا ہے جو نور

آج دیکھینگے تماشا۔ وہ تماشا ئی کا  
توڑتے کیون ہو کہ یہ دل ہے تنہائی کا  
عمر گنتے ہی بڑا شوق حبسین سائی کا  
امتحان کرتے ہیں وہ اپنی سیجائی کا  
اک نشان ہے یہ فلک بادیہ پیائی کا  
آج مجھ کو ہے تجس کسی ہرجائی کا  
کس لیے غل ہے سرانے مرے موت آئی کا  
عکس پڑتا ہے کچن پر تیری انگڑائی کا  
رنگ بوہو کے اڑتا ہے تیرے تماشا ئی کا  
نیند سے اٹھتے ہی کیون قصہ ہو انگڑائی کا  
ہنستے ہیں دیکھ کے منہ اپنے تماشا ئی کا

۲۶

پوچھتا کیا ہے کہ میں کون جناب مائل

۲۳

وہ تو اک نام ہے اسی جان ترے حوالی کا

جلوہ آئینہ نما ہے تیری کیتائی کا  
مجھ میں یہ رنگ ہے کس شوغلی کیتائی کا  
اس طرح آؤ کہ جس طرح کسی پر دل آئے  
سہر محفل مری تعظیم کو قفے اٹھے  
گہس گیا سنگ دریا مرے سجدوں  
خیر ہو سیکرٹوں آئینہ دل تو ٹینگے  
نازک ناز ترے ناز پہ ہے ناز مجھے  
دل یہ کتنا ہے تڑپ۔ صبر یہ کتنا ہے ٹھہر

کس کو دیکھوں کہ یہ موقع ہے خود آرائی کا  
لامکان نام ہوا ہے مری تنہائی کا  
ڈرنہیں اس میں کسی طرح کی رسوائی کا  
ہے نیا ڈھنگ تیری انجمن آرائی کا  
جھگیا نقش مری ناصیہ فرسائی کا  
کیس وہ کہیلے۔ بیٹھے ہیں خود آرائی کا  
میری تنہائی ہے پر تو تیری کیتائی کا  
لطف ملتا ہے عیش کا نہ شکیبائی کا



حشر ہے۔ بھٹیڑ ہوا بجان ذرا پچکے جلو  
 دیرین ناکرنا تو جس حرم میں ہی اذان  
 جا بجا ڈھونڈتی پرتی ہے پھر اچھی صورت  
 نہ کیا سجدہ جو آدم کو تو سمجھا کیا خاک  
 اسی دل زار اس انداز سے تو آج تڑپ  
 مجھے شرم کے نہ آنکھوں پر رکھو دونوں ہاتھ  
 کیا ہوا چست جو ہو نیلے عوض سست ہوئے  
 حسن نے اگل دگادی جو اٹھی مٹھ کر نقاب  
 پردہ گن مین وہ خود کرتے ہرین خود کو سجدے  
 کشش حسن کو اسد سلامت رکے  
 ہاتھ دونوں جو اٹھے اور نمودار ہو سے  
 دل میں تم آکے مری جان کر خوب بناؤ  
 آپ ہی بیچتے ہرین آپ ہی لیتے ہرین وہ ہول  
 شوخیان کہتی ہرین جہم وہ اٹھاتے ہرین نقاب

ہاتھ جو بن کو نہ لگ جائے تماشائی کا  
 دونوں جلو نہیں ہے مضمون تیری کیائی کا  
 ڈھنگ سے میری نظر میں کسی ہر جالی کا  
 وہ صلہ تھا تیری برسوں کی حسین سائی کا  
 کہ ترے ضعف پہ دھوکا ہوتا ناگنی کا  
 نور عینا سے فزون ہوتا ہو بینائی کا  
 وصل کے بعد یہ کیوں قصہ ہوا نکلنے کا  
 سنج ہے تار نظر انکے تماشائی کا  
 نام مشہور کیوں میری حسین سائی کا  
 رنگ خود اڑ کے پٹتا ہے تماشائی کا  
 تیرے جو بن پہ ہی احسان تیری انگریزی کا  
 لطف ہے آئینہ خانے میں خود آرائی کا  
 قیمت اک ہاتھ میں دل کہیں سمجھائی کا  
 جیب میں دل لودل لیکے تماشائی کا

میرے لاشے کو تکلف سے اٹھانا مائل

۱۳۷

کشتہ ناز ہوں اک مجھ خود آرائی کا

۲۷

حضرت دل یہ تو کہئے جا کے فرمائینگے کیا  
 پیار کرنے کی سزا ہم اور کچھ پاؤینگے کیا  
 ہاں ناکامی کہ دشمن سے بھی لیتا ہوں صلاح  
 دوست میرے کس بہرے پر گئے ہرین انکے پاس  
 دوش تک برسوں کمر تک کل مقدم تک آج ہرین

مین نے مانا تم بلاؤ گے۔ وہ آجائینگے کیا  
 دل سے تو اترے نکلا ہونے ہی گرجائینگے کیا  
 پوچھتا ہوں غیر سے کہ وہ دم میں آجائینگے کیا  
 وہ تو خود سمجھے ہوئے ہرین آنکھ سمجھائینگے کیا  
 تیرے گے و تیرے قامت سے بھی بڑھ جائینگے کیا



آج باتوں سے عیان ہی کچھ بخودی کچھ بخودی  
 پوچھتے کیا ہیں کہ تیری اور کیا ہے آرزو  
 معرکہ پہلا ہے۔ قد چھوٹا ہے۔ نچے ہاتھ ہیں  
 ہچکیاں یوں بے سبب آتیں نہیں یادش بخیر  
 تم گلے ملکر جو کہتے ہو کہ اب حد سے نہ بڑھ  
 گھر کے دہندہ نہیں کہیں ہیں بزمِ دشمن میں کہیں  
 حسنِ کتا ہے نہیں ہم جو گرے بے بردگی

ہم تو کوئے بیاتے ہیں مطلب وہ باجائینگے کیا  
 بندہ پرور یہ تو کیے سنے شرمائینگے کیا  
 بھڑے جانا زون کی دیکھینگے تو گہرا کینگے کیا  
 صبح سے دل پوچھتا ہے آج وہ آئینگے کیا  
 ہاتھ تو گردن میں ہیں۔ ہم پانو پہلا کینگے کیا  
 انکو فرصت ہی نہیں آئینگے کیا جائینگے کیا  
 سٹھ دکھا کر حشر میں پھر آپ چھپ جائینگے کیا

۲۸

ایک فرنگن پر بہت مائل ہیں مائل اندون  
 ہند سے خفت بھی لندن کو چلے جائینگے کیا

۲۳

راضی پے وصال جو وہ فتنہ گر ہوا  
 پیری میں دل کو عشق بت سیمبر ہوا  
 آنکھوں میں سحر بات میں پیدا اثر ہوا  
 دل سے خفا خفا ہو۔ یہ عادی ہے خلاف  
 سینے میں میرے آگ لگا دی جو عشق نے  
 نشہ ہوا جو دور تو وہ آگے گو دین  
 اُس نے جو دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھ دے  
 سمجھا کے مجھ کو آنکھ مری پوچھنے لگا  
 چتون سے مل گیا دل گم گشتہ کا پتا  
 بیہوش کر کے مجھ کو لگاتے ہیں دلیں آگ  
 پہلو سے غیس کے وہ تڑپ کر محل پڑے  
 کہتے ہو کیوں دعا تیری محسوس آئیں گی

نالوں نے دی صدا کہ ہمارا اثر ہوا  
 سو کے ہوئے درخت میں پیدا اثر ہوا  
 جب وہ ہوئے جوان تو لوگوں کو ڈر ہوا  
 جبکہ حضور رات کو کس بات پر ہوا  
 دل کا مزار شد داغ جبکہ ہوا  
 اُترا جو سر سے جن تو پری کا گدھر ہوا  
 قسربان دل جبکہ پہ تو دل پر جبکہ ہوا  
 رویا جو میں تو یار کار و مال تر ہوا  
 کہتی ہے موہنی کہ فریب نظر ہوا  
 یہ وہ معاملہ ہے کہ جو طور پر ہوا  
 موقع پہ آج نالہ دل کا رگر ہوا  
 باب قبول کیا مرے دشمن کا گھر ہوا

پتلی ہوئی کمر تو دہن مختصر ہوا  
دل گر پڑا ترپ کے اشارہ اگر ہوا  
نالہ کیا جو میں نے تو اٹھا اٹھ ہوا  
کچھ بچکے رہ گیا سو دل نوحہ گر ہوا  
فرما دختہ زن جو تر از خم ہوا  
قدرت خدا کی آپکا بھی دل میں گہ ہوا  
سمجھے وہ آدمی رات جو وقت سحر ہوا  
اٹھا دہواں جو سکر تو دستار سر ہوا  
میرا ہی خون بہا مرا زادِ سفر ہوا  
اچھا ہوا جو منہم پہ ہجومِ نظر ہوا

اعضا تمام حسن کے سانچے میں ڈھلکے  
کرتی ہیں سحر نیم نگاہی کی شوخیان  
گہرا کے وہ لپٹ گئے رستے میں غیر سے  
بانٹا مرے خدا نے ازل میں بہو نکو عشق  
جھوٹی خبر پہ کیا تجھے آنے لگی ہنسی  
سینہ پہ ہاتھ رکھ کے مجھے دیکھ کر کہا  
آنکھوں میں نیند۔ نیند میں مستی وصال کی  
قسمت کا بیج و تاب مرے سوئے دل میں ہو  
میں لیچا لا ثواب شہادت کا قہر میں  
بے پردگی نے حسن کو پردے ہی میں رکھا

۱۳

ما مل تیری فغان میں قیامت کا ہے اثر  
ہا توں سے دل کو تھام کے وہ خجبر ہوا

۲۹

دیوارِ قہقہا لب زخمِ جگر ہوا  
کنے لگی دعا کہ فریب اثر ہوا  
کسکی نظر لگی ہے جو یوں بے خبر ہوا  
کل شکوہ لا مکان مرے نالوں کا گہ ہوا  
اچھا ہوا دہن جو بہت مختصر ہوا  
جو بن گئے اُہرنے تو انکو بھی ڈر ہوا  
انگڑائی یکے کتے ہیں وقتِ سحر ہوا  
تو پردہ پوششِ حسن ترا پردہ در ہوا  
مارے حجاب کے وہ پسینہ سے تر ہوا

بتیاب ہنستے ہنستے مرا خجیہ گر ہوا  
کروٹ بد لکے وہ جو ادھر سے ادھر ہوا  
جی میں یہ جو کہ پڑے دعا دل پہ دم کروں  
پہنچے خدا کے سامنے تاثیر مانگے  
گنجائش اُنکے منہ میں قسم کا نیکی نہیں  
سینہ پہ بوجھ پڑے نہر کجاے دم کہیں  
مارا ہے اُس کمان سے حسین نہیں ہو تیر  
ہیں جا بجا پھٹے ہوئے گوشے نقاب کے  
شیشہ ہر کا جو بزم میں جامِ بلور پر



تو بہ کٹری ہے در پہ جو فریاد کے لیے  
صدقے خرام بر جو ہوا میں جگہ جگہ  
تار نگاہ چلنے گرمی سے حسن کی

بھیکدہ بھی کیا کسی قاضی کا گھر ہوا  
بدن قدم قدم پہ وہ نازک کمر ہوا  
اٹھا دھواں جو منہ پہ جو مہم نظر ہوا

۳۰

بلو اتے ہین علاج کے چیلے سے وہ مجھے  
احمد حسین جب سے کہ میں ڈاکٹر ہوا

۱۲

عشوق بہت ہین انہیں غزا نہیں آتا  
یاں غیر تو کیا دھیان بھی انکا نہیں آتا  
فردوس میں حورون سے نہ بھلیا گام اول  
اے جان دل نادان کو مرے تو نے کیا کیا  
ہمراہ کئی آدمی رہتے ہین کروں کیا  
بیمار کی حالت جو سستی ہنسکے وہ بولے  
بازو نہ مرے باندہ ابھی آنکھ کھلی ہے  
بیتابی دل درد جگر ساتھ ہین دونوں  
دل چھیننا اور گالیاں دے دیکے مگر نا  
بہجور محبت سے وہ رہتے ہین بہت دور  
صدقے ترے انداز کے قربان ادا کے

میری تو نظر میں کوئی تساہین آتا  
آنکھوں میں رہو تم کوئی اس جا نہیں آتا  
ہاں حسن ہے پر ناز تمہارا نہیں آتا  
بیتاب تو ہوتا ہے سنبھلنا نہیں آتا  
اے حسرت دل وہ تو اکیلا نہیں آتا  
بھیک شکر ہے منہ تک جو کلیجا نہیں آتا  
صیاد برا بر مجھے اڑ ہنا نہیں آتا  
عاشق تیرے کوچے میں اکیلا نہیں آتا  
اس عمر میں ایجان تجھے کیا کیا نہیں آتا  
بیمار کے نزدیک سچا نہیں آتا  
دل لینا تجھے آتا ہے دینا نہیں آتا

۳۱

ماٹل سے یہ کہتا ہے وہ بس جانے دو لڑکوں  
غل کان میں کیا مرغ سحر کا نہیں آتا

۱۸

کتنی ہے مرے دور میں کیا کام قصا کا  
کچھ اور ارادہ ہے تیرے دزد حنا کا  
خلوت میں رہے نام نہ کچھ شرم و حیا کا  
جگر ملک الموت سے ہے آنکلی ادا کا  
ڈر ہے نہ پڑے خانہ دلیں مرے ڈاکا  
دروازہ جو ہو بند کیلے بست قبا کا

اک ہاتھ میں دل ایک میں دامن ہر قبایا  
گرمی جو ہوئی کولہ یا بستہ قبایا  
اس بت کی نگاہوں کو ملا کام قضا کا  
کیا تیری جفا میں ہے اثر میری وفا کا  
پہر اتوازل سے ہے وہاں میری دعا کا  
ہے عمر خضر طول تری زلف رسا کا  
حل ہو گیا عقدہ گرہ بندہ قبایا  
مطلب کھل آیا نگہ ہوش ربا کا  
بیوجہ شکنجہ یہ نہیں ارض و سما کا  
ہے ظاہر و باطن میں جدا رنگ حنا کا  
اک بھید ہوں ایجان ترے نقش کف پا کا  
ہوتا ہے اثر کچھ نہ دوا کا نہ دعا کا  
تم ہاتھ سے منہ بند کر وجیب قیا کا  
است میں محمد کی ہوں بندہ ہوں خدا کا

جانا یہ قیامت ہے کسی ہوش ربا کا  
لود ہو پے وان پردہ جلا شرم و حیا کا  
جب حسن کی سرکار میں بیٹنے لگے عمدے  
توحید کو ستاتا ہے وہ بہر تاسے تیرا دم  
کب باب اجابت پہ گئے غی کے نالے  
تنہا سا تو قیامت ہے بڑے جاتے پر گریو  
لو جامہ تلاشی جو ہوئی دل نکل آیا  
اچھا ہوا بیخود جو ہوا طالع و دیدار  
یک جلد میں ہرین کو نظر آتے ہرین جد اسب  
پہنی ہے یہ پوشاک ہری لال پری نے  
کچھ سوچکے میں بیٹھ گیا تیسری گلی میں  
اس درد مجست کا بڑا ہو تو بہلا ہو  
چوری کا بیان دل ہے وہ گہرا کہ نہ کدے  
کد و نکال نکیرین سے کچھ اور نہ پوچھو

۱۶	ماہل جو زبان پر ہے تری نعرہ یا ہو صد شکر کہ اب شوق ہو اذکر خدا کا	۳۲
----	--	----

۱۶	جو میں نے جو رکھا اور بھی غم دور آیا تجھے کوڈ ہو ٹپٹے میں جا کے دور دور آیا پری کو دیکھتے ہی سر پہ جن ضرور آیا فرشتہ قبر میں لیکر چسپاغ طور آیا گیا شباب عناصر میں اب فتور آیا	۳۲
----	--	----



شب وصال ہے دونوں کا ارغوانی رنگ  
فدای شان کریمی کہ حشر و جنت میں  
کہا پکار کے دربان نے کوئی حاضر ہے  
یہ رسم آپ کے دربار میں نرالی ہے  
گیے جو حشر میں ہم سب کی انگلیاں تھیں  
دعا فضول - زلیخا کا کب شباب مٹا  
جلا دو منہ مرا گرمی سے بوسہ بازی کی  
سنور کے عکس سے کہتے ہیں سجدہ کر مجھ کو  
شہید حسن بتان چرخہ کی رحمت ہے  
بہار نشہ صہبائے وصل تو دیکھو

جو کا چو شیشہ می جام پر سرور آیا  
قصور مند گیا اور بے قصور آیا  
قریب پردہ درمیں جو ناصبور آیا  
جو خود کو بہو لکے آیا وہ بے قصور آیا  
وہ مضطرب وہ پریشان وہ ناصبور آیا  
تلاش میں دل یوسف کی جا کے دور آیا  
پکارا تم کو تو ہونٹھو نیپہ نام حور آیا  
وہ خود کو بہو لگے اس قدر غرور آیا  
فرشتہ قبر میں آیا تو بنکے حور آیا  
پہر آنکھ لال جوی دل میں پر سرور آیا

چلے ہیں کعبہ کو تیغ نہ چھوڑ کر مائل  
خدا کا شکر کہ حضرت کو اب شعور آیا

۳۳

۲۵

صد مٹا اٹھے کیون یہ ہمارے عذاب کا  
سوزِ انار سے جل گیا برقع حجاب کا  
ہے دیوان اسکو قیس کی چشم پر آب کا  
موقوف کیون ہے رات سے پینا شراب کا  
لو چھپ رہا ہے زلف میں عارض جناب کا  
رہ سکے دل تڑپتا ہے پہلو میں شام سے  
یوسف کے واسطے جو زلیخا لٹی تو کیا  
آہ وہ لطف ہم بغلی وہ شب وصال  
موسیٰ کے ہوش اڑے وہ تماشا نظر پڑا

مرقد جدائے دل پر اضطراب کا  
ذرے لگے دکھانے جمال آفتاب کا  
یللی کو چاہتے کوئی محل حباب کا  
گل کر دیا ہے کسے چراغ آفتاب کا  
ہوتا ہے مسئلہ میں غروب آفتاب کا  
تم تھکے آ رہا ہے مزا اضطراب کا  
یوسف نے بھی دیا ہے خزانہ شباب کا  
وہ ٹینا سٹکے کسی با حجاب کا  
ٹوٹا طم جیکہ سوال و جواب کا

وعدہ کیا ہے رات کو آنیکا یار نے  
 میرا غبار بنکے جو سرمہ لپٹ گیا  
 نازک وہ ہین کہ بیٹھ گئے تھام کر جب گری  
 تیری لکر کو جب سے چکنا ہوا نصیب  
 بے گنتی بو سے لینگے تیرے دونوں گال کے  
 بیچینوں سے دل کی قیامت ہے شکا  
 غارض پہ خط نمود ہوا ہم تڑپ گئے  
 بن ٹہنکے دشمنوں سے مرے پھر لو نگاہ  
 کر دو نگاہ سے تہ و بالا فلک کو میں  
 دس بو سے لیکے دو جو کہا بول اٹھا وہ شوخ  
 تم لیکے ہاتھ میں دل صد چاک کو مرے  
 سنئے حضور کیسے ہین یہ دل جلے ہوئے  
 بردے میں آنکھ کے ہے کوئی بت چھپا ہوا  
 ہم دل کی بات کہہ کے رعبِ حسن سے  
 پہنو نہ بجلیاں کہ ابھی لوط جھاؤ گے

مضمون لڑا نہ جاے زلیخا کے خواب کا  
 تلوے سے اُس نے ملیا دیدہ رکاب کا  
 سینے پہ ہین نے بھول جو مارا گلاب کا  
 میری نظر کو لطف ملا بیچ و تاب کا  
 دینگے جواب یوں ستم بھاس کا  
 بنتا ہے نفعِ صورا اثر اضطراب کا  
 بیل کے دلیں چھپ گیا کا نٹا گلاب کا  
 سرمہ لگا نو آنکھ میں تم انقلاب کا  
 اڑھچا بھنگا ہوا سے ورقِ آفتاب کا  
 دعویٰ ہے آپ کو اسی منہ پر حساب کا  
 کیوں سو نگتے ہو بھول نہیں یہ گلاب کا  
 باتو نہیں عاشقوں کی خزاں ہے کباب کا  
 تارِ نظر ہے بند کسی کے نقاب کا  
 مطلب رہا کتاب کے اندر کتاب کا  
 زیور ہین ہی اثر ہے مرے اضطراب کا

۳۴

جھکنا ڈاؤ اور غزل اس زمین میں تم  
 مائل جواب دو سخن لا جواب کا

۱۷

بے پردگی نے لطف طرہایا حجاب کا  
 مارا ہوا ہے یار سراپا حجاب کا  
 میری بیل میں لیٹے ہی وہ تڑپ گئے  
 وہ مسکرا کے پوچھتے ہین معنے وصال  
 دل میں چھپے وہ بند جو ٹوٹا نقاب کا  
 مدفن ہوا مکانِ دل خانہ خراب کا  
 شوخی پہ آنکلی عکسِ طرا اضطراب کا  
 کیا دلیں گدگداتا ہے موسمِ شباب کا



اسد بھی جمیل ہے بت بھی جمیل ہین  
تسکین وہ دے کہ وقت سحر تیرے ساتھ جا  
آتی ہے اُس سے میرے دل خون شدہ کی پو  
دامن سے منہ وہ ڈبا پتے ہین مجھ کو دیکھ  
نقاش نے جگہ مرے پہلو میں چوڑ دی  
جلسہ کمان ہے۔ در پہ وہ گہلی کٹری ہو کیون  
کرتا ہوں آہ۔ کاتب اعمال ہو شیار  
بند قبا میں باندہ ہلایا لیکے دل مرا  
مکمل نہیں کہ حشر کے دن چپ رہیں کلم  
پو سے تمہارے ہونٹھ کے اور وہ بھی مفت لے  
کہے کے یک طواف میں دو فرض ادا ہو  
ساتی ہی اُڑاتا ہے محفل ہین سب کے ہوش

حسن بیان ہے نام خدا کے حجاب کا  
پہلو سے دل تو دل سے مزا اضطراب کا  
وہ پہلو سچ پر جو دہرا ہے گلاب کا  
ہے چودہوین کے چاند پٹلا سحاب کا  
نقشہ نہ کیج سکا دل پر اضطراب کا  
ہاں ہاں سمجھ چکا میں ارادہ جناب کا  
اُڑ ہجائیگا ہوا سے یہ کاغذ حساب کا  
سینہ پہ اُس کے پہلو کلا ہے گلاب کا  
لپکا پڑا ہوا ہے سوال و جواب کا  
بدلو ہمارے دل سے پیالہ شراب کا  
مولد ہے وہ مکان خدا بو تراب کا  
رندوں کو برق طور ہے شیشہ شراب کا

۳۵

یار بچڑ ہے جو حشر میں احمد براق پر  
ماٹل کی چشم شوق ہو حلقہ رکاب کا

۳۷

آنکھو نمین۔ سحر سحر میں رنگ انقلاب کا  
رستہ میں دل ملا کسی خانہ خراب کا  
پردہ کر دو تو اور نطفہ اس کا ہو مزا  
ہم تم مزے سے وصل کے ہو جائیں بیخبر  
کچھ مجھے پوچھ کر ادا اور پڑک گیا  
آنکھیں کرو نہ بند تصور میں غم کے  
دل میرا خطا میں دیکھ کے گہرا نہ جاؤ تم

استاد سامری ہے زمانہ شباب کا  
کچھ اُنکی چال میں ہے اثر اضطراب کا  
میسری نگاہ تار بینی نقاب کا  
جاگین تو واسطی کہ اٹھے لطف خواب کا  
لا تقنطوا نے لطف بڑھایا جواب کا  
تم وقت وصل دو مجھے دھوکا خواب کا  
میں نے ٹکٹ یہ بیجا ہے خطا کے جواب کا



بجلی ہو امین۔ وہو پ مین مچلی۔ نعلین دل

جلوہ جدا جدا ہے مرے اضطراب کا

## قطعة ہفت خلوت

السر سے شوق یوسف ثانی کے واسطے  
کمر اہر ایک پاک مصفا سجا ہوا  
غیرت فزائے آئینہ دیوار و بام و در  
چھٹکی تھی چاندنی وہ عقیدی پہری نہ تھی  
جب بن چکا مکان تو ہم انکو ساتھ لائے  
آتے ہی گھر میں خستہ دندان نکالیا  
دولہن کی چال چلتے تھے کچھ شوخیان تھیں  
کھڑے جو ہر ہی تھی بچ سکتی ہوئی کمر  
دو کام چلکے تھک گئے۔ تھک کر ٹھہر گئے  
میں نے کہا بڑا وقدم جلدائے حضور  
نازک ہوں سکر تا بقدم کیون نہ دم چڑھے  
آگے جو وہ بڑھے تو بڑی منتوں کے ساتھ  
داخل ہوا جو پہلے ہی کمرے میں وہ نگار  
ہر ہر قدم پہ خلوت اول میں تھا یہ نقش  
تھے دوسری میں سر و گلستان کھڑے ہوئے  
نکلا ہوا تھا تیسری میں جو دہوین کا چاند  
چڑھتی میں جلتی شمع کے نقشے کچھے ہوئے  
تھا پانچویں میں حضرت مجنون کا مدرسہ  
موسیٰ چھٹی میں طور کے ادپر کھڑے ہوئے

بنوایا سمنے ایک مکان ہفت باب کا  
سامان ساتویں میں رکھا انتخاب کا  
تھانگ خشت و سنگ میں درخوش آب کا  
جو نے میں حل ہوا تھا ورق ماہتاب کا  
برج اسد میں آیا قدم آفتاب کا  
چکر کا دھن میں ہوا سوتی کی آب کا  
ٹھی میں دل تو چھٹکی میں گوشہ نقاب کا  
گیسو دکھا رہے تھے سہرے و تاب کا  
پانے لگی طبیعت اثر انقلاب کا  
بولے وہ مجھ میں رنگ نہیں اضطراب کا  
پھر بوجہ گورے سینہ پہ عہد شباب کا  
وہ میری التجا کبھی گھر ہے جناب کا  
باقی رہا نہ خوف کسی شیخ و شاب کا  
ببل کے ساتھ بول کچا تھا کلاب کا  
قری نے طوق پھانا تہارنج و عذاب کا  
جلوہ چکوردیکھتے تھے ماہتاب کا  
پردانے رہے تھے سبق اضطراب کا  
لیلی کا ٹھہر جواب خدا کی کتاب کا  
پردہ اٹھا رہے تھے برق تاب کا



ہم دونوں کی تھی ساتویں مین شکل یونہی  
 سچ کباب تھی سر مجھ دہری ہو ہی  
 کچھ دل کا ذوق و شوق تھا نقش و نگار مین  
 اب کشمکش شروع ہوئی محسن و عشق مین  
 اسکی نزاکت اسکے لیے مانے گریز  
 گستاخیان جو کین تو ہوا وہ عسرق عرق  
 چاندی کے قفل مین جو لگی آہنی کلیہ  
 بے پردگی نے شرم کا پردہ اٹھا دیا  
 کیونکر کر گیا قصہ یوسف سے ہم سہری

جس سے عیان معاملہ عہد شباب کا  
 بیہمانہ پر جھکا ہوا شیشہ شراب کا  
 مطلب عیان تھا عاشق خانہ خراب کا  
 گردن جھکا لی بندہ جو ٹوٹا نقاب کا  
 تھا بہا گستاخ محال بت لاجواب کا  
 شبنم مین پھول ڈوب گیا تھا گلاب کا  
 پڑنے لگا خوشی سے عمل فتح باب کا  
 اب نام بے حجاب ہے اس باحجاب کا  
 افسانہ بیکہ نہیں کسی عصمت تاب کا

۳۶

پیغمبری وہاں تھی ولایت بھی یاں نہیں  
 ہے اسمین اسمین فرق ثواب و عذاب کا

۱۵

اشارہ ہے سر محفل کسی کا  
 ہوا جینا بہت مشکل کسی کا  
 وہ شرمنا سر محفل کسی کا  
 جسے دیکھا اُسی پر مر رہا ہے  
 جو پہنچا اسکے در پر اڑ گئے چوش  
 خبر ہے گرم میسے دشمنوں مین  
 وہ کہتے ہیں کروں کیا قدر اسکی  
 ترے نالوں کا اے مجنون برا ہو  
 کنبھی ہے آپکی تصویر اسپر  
 یہ کیا کہتی ہے اگر نزع مین حور

۱۶

ہمارے ہاتھ مین ہے دل کسی کا  
 کسی سے پہر گیا ہے دل کسی کا  
 وہ بوسہ لیکے دینا دل کسی کا  
 کوئی کشتہ کوئی بسل کسی کا  
 لٹا تو شہر منزل کسی کا  
 کہ ٹھنڈا ہو گیا بسل کسی کا  
 کہ بے مانگے ملا ہے دل کسی کا  
 مع ناقہ گرا محل کسی کا  
 کیلجے سے لگا لو دل کسی کا  
 مجھے ملجائے یہ بسل کسی کا

نہ پوچھو کیا ہے دونوں ٹہیون میں گرے بیہوش ہو کر ایک پر ایک ڈالو ہاتھ گردن میں عس و کی وہ پیچھے ہٹکے کتنا ہم نہ لینگے	کلیجہ ہے کسی کا دل کسی کا جو منہ دیکھے بہری محفل کسی کا گلا کاٹو سر محفل کسی کا وہ آگے بڑھے دینا دل کسی کا
---	---

۳۷	اگر مر جائیں ہم اس کی بلا سے وہ بے پروا نہیں مائل کسی کا	۱۵
----	---	----

کچھ کیا غضب ہے وہ کہہ رہے ہیں جو ہوا ذیت گلا نہ کرنا  
 تڑپتے رہنا پھڑکتے رہنا دوا نہ کرنا دعا نہ کرنا  
 عدو سے وعدہ ہی تم نہ کرنا اگر کیا تو وفا نہ کرنا  
 ہمارے منہ میں پری ہوئی ہے زبان کسی کو دیا نہ کرنا  
 حضور آئے ہو بعد مدت زبان پہ لاؤ نہ فخر رخصت  
 نکال لون کچھ تو دل کی حسرت ابھی قیامت بپا نہ کرنا  
 نظر تمہاری ہے پاک لیکن تماش بنو کہ کیا کرو گے  
 کہ کچھ زمانہ بہت بُرا ہے گلی گلی تم پر سہرا نہ کرنا  
 نہ ٹوٹ جائے کہیں مراد دل کہ نو گرفتار ہوں ابھی میں  
 وفا کروں تو جفا نہ کرنا دعا کروں تو دعا نہ کرنا  
 جو کوئی نام محمد آگے آیا حجاب و شوخی کا لطف پلایا  
 کیا پکاری نگہ نہ کرنا۔ نگہ پکاری حیا نہ کرنا  
 کچھ اور بڑھ تیرا کہ دل کہ لامکان عرش کے اُدھر چ  
 اگرچہ ہے دور کا نشانہ اڑا ہی دینا خطا نہ کرنا  
 وہ اپنے گھر میں ہم اپنے گھر میں مگر ہے دونوں کے دلیں رستہ



کسی کو اس کا پستانہ دینا تو آتشکارا سے خدا نہ کرنا  
 کلیم کا ذکر سن لیا ہے مرا بھی دل جھڑھرا رہا ہے  
 تجھے میں جب تک یہاں نہ دیکھوں اکی محشر بپا نہ کرنا  
 وہیں رہو جس جگہ کئی شب کیا ہے غیرت نے وارے ڈھب  
 ہمارے گہرین قدم نہ رکھنا ہمارے دل میں رہا نہ کرنا  
 میں انکی اس خامشی کے صدقے۔ میں اس میں پہلو مزے مزے کے  
 ادا ہے کانوں پہ ہاتھ۔ دہرنا حیا ہے سنکر سنا نہ کرنا  
 نکل کے خلوت سے ہو کے رسوا جو سوئی زندان کسی کو ہیجا  
 خیال کرنے لگی زلیخا یہ تھا۔ نہ کرنا وہ تھا۔ نہ کرنا  
 کہیں سے دعوت جو آئے تلمچھوڑ کر جاؤ گہرین مجھ کو  
 قبا کی صورت لپٹ گیا ہوں بد لکے کپڑے جب نہ کرنا  
 یہ شوخیان بولیں گد گدا کر۔ کھڑے ہو چپ کیون ہنر دکھاؤ  
 کمانز آت نے مسکرا کر نظر لگے گی ادا نہ کرنا  
 نہیں ہے مائل یہ شوق اچھا کمان کی آفت کہ ہر کا جھگڑا  
 تم اپنا دل ہو کہ ان کا بوسہ لیا نہ کرنا دیا نہ کرنا ۱۶

<p>کوئی کتا ہے ترے پاس سے کل جاؤنگا          ہے دوپٹے کا بیان سینہ سے ڈل جاؤنگا          داؤد حشر نے کس سوختہ دل کو بخشا          ہر جگہ تو ہے دکھا دے یہیں جلوہ مجھ کو          ہوں وہ لاغر جو گرا تم پہ بتا تار لباس          آپ کیون تو لکے تلوار ڈراتے ہیں مجھے</p>	<p>دل میں بھی قید کرے گا تو نکل جاؤنگا          چلنے چلنے ترے جو بن ہیں پسل جاؤنگا          خلد کتا ہے جہنم سے بدل جاؤنگا          اے خدا طو زین ہوں جو میں جل جاؤنگا          تم دوپٹا جو سہدا لو تو سنبل جاؤنگا          غیر کا دل تو نہیں ہوں جو دل جاؤنگا</p>
---	---

کیا تکبر ہے کہ کتا ہے کسی بت کا شاب  
 آپ کے منہ سے نکل آئے اگر بسم اللہ  
 حشر میں برق نظر آئیگی بالائے صراط  
 شمع نے آگ لگا دی تو پتنگا بولا  
 دل لگی کی مری۔ کیون فکر پوی قتل کے بعد  
 ڈوب جائیگا جہان چھپر کے جھکونہ رُلا  
 جب کہا جہانک نہ پردے سے۔ یہ بولادہ  
 لاش اُٹھے نعمتہ کن ہو جو شریک ماتم  
 خواب میں جا کے اڑناؤنگا مزے چوری سے

میں جو ڈہل جاؤنگا سانچے ہی میں ڈہل جاؤنگا  
 لامکان سے بھی گردن کا تو سنبھل جاؤنگا  
 میں دکھاتا ہوا اگر حسن عمل جاؤنگا  
 کیا خبر تھی کہ تیری گود میں جل جاؤنگا  
 تم سلامت رہو حور و نرین بہل جاؤنگا  
 بکے میں نوح کا تم نور اُبل جاؤنگا  
 تیرا رمان نہیں ہوں جو نکل جاؤنگا  
 سنے میں زمرہ روزار ل جاؤنگا  
 آنکھ کھلی آئیگی اسکی تو نکل جاؤنگا

۳۹

رنگ کتا ہے جوانی میں کسی کا مال  
 چشمہ حُسن حقیقی ہوں اُبل جاؤنگا

۱۷

کیا میں دل دینے کے اقرار سے ٹل جاؤنگا  
 رحم آیا نہ تجلی کو نہ موسیٰ کو لحاظ  
 کیون مرے واسطے گہرائے ہوڑ اٹھتے  
 اے خدا بندہ مضطر کو جہنم میں نہ ڈال  
 نصف قامت کا ہے فوٹو نہیں لگتا راجی  
 میں اشار و نین یہ کہتا ہوں کرونگا نائے  
 مجھے لاغر پہ نہ رکھ ہاتھ تسلی کے لیے  
 برق چمکی تو کہا کیوں۔ کہ نہ جاسمیں تو  
 جوش کثرت کا بیان ہے کہ ہوں وحدت کا ظہور  
 چوڑوڑو دنگا لب رنگین کو ترے چوس کو مین

اسع

آپکی آنکھ نہیں ہوں جو بدل جاؤنگا  
 طور کتا رہا جل جاؤنگا جل جاؤنگا  
 آپکی گود میں گرتے ہی سنبھل جاؤنگا  
 میں وہ سیما ہوں جو اڑ کے نکل جاؤنگا  
 پوری تصویر چہ بیجو گے بہل جاؤنگا  
 وہ کنایہ نہیں یہ۔ کہتے ہیں دہل جاؤنگا  
 میں نظر ہوں ابھی عینک سے نکل جاؤنگا  
 کیا ہوں تنہا سا ترادل جو دہل جاؤنگا  
 آپ اپنے پہ گردن کا جو اُبل جاؤنگا  
 تو نہ گہرا ترا کیا لعل نکل جاؤنگا



کام جب تک کہ نہوا نکسہ نہ کہلنے پائے  
لاگ کی آگ جو محشر میں بڑک اٹھگی  
تذکرہ ایمن و موسیٰ کا مناس ہے کہ نہیں  
سیر ہو تیغ جو محفل میں رقیبوں نے چلے  
دعدہ کرتا ہوں دف کا ٹلوں سے حاضر ہی  
منہ سنبھا لویہ کے کتے ہو گھر سے نکلو

یار کے خواب میں کچھ پڑھے عمل جاؤنگا  
بنکے دوزخ میں رقیبوں کو نکل جاؤنگا  
تجھ کو بے پردہ کرونگا جو محفل جاؤنگا  
دم کسی کا تو نہیں ہوں جو نکل جاؤنگا  
آپ کی ناف نہیں ہوں جو میں مل جاؤنگا  
کیا تمنا ہوں کسی کی جو نکل جاؤنگا

۴۰

ماہل اور برق جالون کا نظارہ کیا خوب  
بندگی عرض ہے پھنک جاؤنگا جل جاؤنگا

۱۶

ہوش میں آنا ہی بُرا ہو گیا  
یار جوان ہوتے ہی کیا ہو گیا  
مجھے جو وہ ملے جدا ہو گیا  
اے بت کافر تیری کیا بات ہے  
دست تسلی سے تسلی نہیں  
بلاغ میں آیا تھا وہ گل سیر کو  
دل بھی نہیں دل کا مرض ہی نہیں  
کوئی پری کہنے لگا کوئی حور  
پہر گیا دل میرا اُسی کی طرف  
خواب سے تم اٹھ کر پریشان ہو کیوں  
یوں ہی لڑکپن تیرا کچھ کم نہ تھا  
یار مزے کی تو یہی چیز تھی  
خود کو جو کویا تو مٹی بندگی

سترے زانو سے جدا ہو گیا  
جان ادا شان خدا ہو گیا  
شوق فنون ذوق سوا ہو گیا  
سجدہ لیا اور خدا ہو گیا  
ہاے مرے دل تجھے کیا ہو گیا  
دیکھتے ہی مجھ کو ہوا ہو گیا  
درد جو تھا ضرور دوا ہو گیا  
نام جوانی میں بڑا ہو گیا  
قبلہ جو تھا قبلہ نما ہو گیا  
کون گئے ملے جدا ہو گیا  
عہد جوانی تو بلا ہو گیا  
وصل میں کیوں حال بُرا ہو گیا  
خود کو جو پایا تو خدا ہو گیا

پیر کو دیتی ہوئی آواز سے  
تیسرے ستم میں ہے محبت کی بو

جھک تو یہ وصل بلا ہو گیا  
رنگ جفا رنگ دنا ہو گیا

۴۱

کتے ہیں مائل سے شب وصل دہ  
کیون نہیں سوتے تمہیں کیا ہو گیا

۱۹

دیدہ دل جب مراد ہو گیا  
طور پہ جو نوزخت کیا ہو گیا  
آپ میں آنا ہی بُرا ہو گیا  
دل بھی دیا جان بھی دی عشق میں  
کسی نظر لگ گئی کیون سست ہے  
اُس نے مجھے آپ ہی بوسہ دیا  
دیکھ کے منہ اپنا وہ بیخود ہوے  
سہ میں کسی کے تہی دہک شاد وصل  
دیکھ کے شیشہ کا قیام در کو ع  
دل مرا گل گل کے مسجا بنا  
وصل میں ہم شرم کے قائل نہیں  
دل میں جو آئے وہ مع پیسہ ہن  
غیر کا بھی نام بتا دیجئے  
مفت دل کیون ہیں یہ پچھنیاں  
ذات جو پوچھی تو نہیں نام کچھ  
پیار سے کنا وہ ترا یاد ہے  
پھر تو کھور کے مرے منہ پہ ہاتھ

جسے نظر کی وہ خدا ہو گیا  
حسن ترا عشق مرا ہو گیا  
ہمے خدا ملے جدا ہو گیا  
قصر ادا فرض ادا ہو گیا  
اے دل مضطر تجھے کیا ہو گیا  
آپ ہی پھر مجھے خفا ہو گیا  
آئینہ بھی ہوش ربا ہو گیا  
صبح کو جی اور بُرا ہو گیا  
دستِ سودر بند دعا ہو گیا  
دُکھ مرا بڑھ بڑھ کے دوا ہو گیا  
نام تیری ضد کا حیا ہو گیا  
تارِ نفس بندِ قبا ہو گیا  
میں تو بہلا تھا سو بُرا ہو گیا  
قبلہ عالم تمہیں کیا ہو گیا  
نام جو پوچھا تو خدا ہو گیا  
جھک دیا دل مجھے کیا ہو گیا  
جا تری صورت سے خفا ہو گیا



مرتے ہی میں قبلہ نما ہو گیا

منہٗ مرقد ہے دینے کی سمت

۲۶

لوٹ گئے راگ کی محفل میں کیوں  
حضرت مائل تمہیں کیا ہو گیا

۲۷

وہ خود ہی جوڑنے بیٹے کلونا توڑ کر دل کا  
یہ مجمع حشر کا مجمع نہیں یارانِ یکدل کا  
بُری دہن ہے بڑے گن بہن خدا حافظ مرو دکھ  
گلوں کے مقموئین رنگ ہے خونِ عنادل کا  
نگہ پیغام لائی ہے کہ گھر خالی کرو دل کا  
ہماری جان نکلی فسق بکرحق و باطل کا  
وہ تیرا منہ پہ منہ رکنا وہ دل میں ڈالنا دل کا  
سیا ہے قیس نے تارِ نفس سے پردہ محل کا  
رگ گل کی کملین فصیدین لہو نکلا عنادل کا  
مرے دل کی جو کدے بات قایل اسکیں دل کا  
ہماری لغزش پا قہقہہ ہے اہل محفل کا  
وہ بت کرتا ہے راتوں کو حساب اک ایک کے دل کا  
ادھر میں ہوں ادھر وہ بیچ میں قرآن ہو دل کا  
ملا ہے سلسلہ زلف مسلسل سے سلاسل کا  
جو آنکھیں بند ہوں رستہ نظر آجائے منزل کا

ابھی کم سن ہیں سمجھے کچھ بھی کوئی طرف سے گل کا  
لحد سے اُٹکے یارب کیوں نجی گہرا مائل کا  
تڑپتا ہے یہ لیکر نام اک زہرہ شائل کا  
چمن میں آئے ہو لی کیلئے جہرٹ حسینو نکے  
کر ڈروں شوخیان وہ ساتھ لیکر آئیو اپنے  
ہمیں دیر و حرم کی کشمکش نے فوج کر ڈالا  
بتھے بھی یاد ہوگا۔ کچھ مجھے تو یاد ہے کافر  
جو دم ٹوٹے جمالِ لیلیٰ مستور ظاہر ہو  
چمن میں لیلیٰ و محبتوں کی الفت رنگ لائی ہو  
مسلمان ہو کہ ہندو ہو وہ کافر ہو کہ مومن ہو  
سنبھل اٹھے جو گرتے گرتے۔ سب نہنے لگے ہمہ  
دہان غم ہے دہان ارمان دہان حسرت دہان  
دفا پر اپنی اپنی جیوٹی سچی قسین کھاتے ہیں  
دہان موباف کھاتا ہے یہاں زنجیر کھلتی ہے  
تصور ہی تصور ہو تو۔ پنچون عالم ٹھوٹا

۲۱

مرنے سے وصل کے مینوش ہوتا ہوں جو اکی مال  
دعائیں پڑکے دم کرتا ہے مجھ پر مدعا دل کا

۲۲

نہیں بہتا دو عالم سے بھی کونا انکی محفل کا

کیا استادہ خیمہ لامکان چھترے دل کا



وہاں سے خالی ہاتھ آئے مہرین منہ اُترا ہوا  
 ہوئی خبش ملاجب نور کچھ اسکے شامل کا  
 جو دیکھا دور سے اسکو اڑنا رنگ اہل محفل کا  
 مین اس ناخبر کا ری کے صدر قہر کو ہنس کر  
 سوال وصل تنکھ پیار سے کو سا جو میلی نے  
 زبان کب وصل مین چوسی ملا سینہ سے کب سینہ  
 مرا پہلو ہے خالی ایک ایک آپس مین بدظن ہے  
 انہیں جیوت سے دیکھا جو میری جان کہا تاہو  
 مری شہرگ کے نزدیک اُس نے دیکھا کسی صورت  
 کہا اُسے اٹھو جاؤ سد بار دم سے بستر سے  
 چھٹکے کر صور شادی اُسکی میری دھوم سے ہوگی  
 لپٹ اسطرح سینہ سے کہ سارا مطلب آج  
 پکارے جو رو غلمان مین جو سوے پل صراط آیا  
 زوال آیا ہے اُنکے میرے حسن و عشق مین پاؤں  
 جلا کرتی ہو شب بہر گو دین پروانے کو لیکر  
 اٹھی کون جو لاجو لئے آیا ہے گلشن مین  
 پھٹیس کیلنا ہے یا کسی کی جان لینا ہے  
 نہیں آتین قطاب خواب مین بھی صحبتیں اگلی  
 پرا دل مین تیرے مثل غبارِ شیشہ ساعت

نہ لائے ایک کوڑی بھی کہلونا بیچکر دل کا  
 نفخت فہ کی کل پہرتی ہے پتلا چلا گل کا  
 کہا ہر ایک نے منہ مین وہ چور آیا مرے دل کا  
 نہیں آتا مجھے اے جان دلمین ڈالنا دل کا  
 کفن کے واسطے مجنون نے مانگا پردہ محل کا  
 بیونین ہو لبو کا شوق مطلب دلمین ہو دل کا  
 جو دل چوری گیا رنگ اڑ گیا ارباب محفل کا  
 اڑا کر اُنکو لے آؤ تقاضا ہے یہی دل کا  
 کہ صوفی کی طرح سے وجد مین خجھرے قاتل کا  
 سلام اسکو نیندا آئی جو تکیہ مل گیا دل کا  
 اٹھو گنا منہ پہ سہرا باندہ ہر دامن قاتل کا  
 مرے دلمین تیرے دل کا ترے دلمین کر دل کا  
 چلے آؤ چلے آؤ یہی رستہ سے منزل کا  
 وہاں رنگ اڑ رہی منہ کی یہاں مطلب اڑا دل کا  
 سستی ہونا نہیں موقوف ہوتا شمع محفل کا  
 کہ ہر اک نخل کے سایہ مین اک گوارہ ہو دل کا  
 کہ بیٹا اک ہاتھ مین ہو اور اک مین گینہ ہو دل کا  
 کہان وہ لطف وہ مجمع کہان یا ران کیکل کا  
 مرا اتنا سفر جتنا احاطہ میری منزل کا

نہ نامیرا کہنا عاشقی کو کھیل سمجھتے  
 تر پتے کیوں ہواے مائل کہو کیا حال ہو دل کا



کینچک فتنہ رفتار جو خنجر آیا  
 سیکمکہ چشم کی شوخی دل مضطرب آیا  
 لب منزل جو تھکا اپنے ہی پاؤں پہ گرا  
 آنکھ کے عکس نے صبا میں پری پیدا کی  
 حشر میں مجھ پہ عمل کو ناپڑا ہر بھونکا  
 مشک اڑھاتے ہوئے پہرتے ہیں ہوا کے جوتے  
 دل دکھانے کے لیے دی ہے مجھے پرگالی  
 کہو لکر زلفِ مسلسل کو پڑھی اُس نے نماز  
 بام سے یار نے ترشا ہوا ناخن پہنکا  
 جو سیاح کو ملا وہ تیری ٹھوکر کو ملا  
 سایہ کو دیکھ کے دوڑے وہ کھلونا لانے  
 بار بار مثلِ کمر اُٹکی کلائی لچسکی  
 صبح آئی نہ عارض کا جنازہ جو چلا  
 چال نے اُسکی قیامت میں کیا اور بناؤ  
 نشہ زیت لحد میں بھی اترتا ہی نہیں

۷۷

روز محشر بھی ہتیلی میں لیے سر آیا  
 باز بکر تیرے کوپے سے کبوتر آیا  
 تاق دم میری خوشامد کو مرا سر آیا  
 روپ بدلا جو تیرے سامنے ساغر آیا  
 شکر بکر ترا شکوہ مرے لب پر آیا  
 کون کہو نے ہوئے گیوی معتبر آیا  
 پھر مرے شیشہ کا سر توڑنے پہتر آیا  
 گہر میں اسد کے بھی جال بچھا کر آیا  
 عید کا چاند فلک پر سے زمین پر آیا  
 مال یہ دونوں کے حصوں میں برابر آیا  
 دل میں سمجھے مرا اٹھو مرا ہمسر آیا  
 ناز کی بڑ بگھی جب ہاتھ میں خنجر آیا  
 غل اٹھا ڈاک پہ تابوت سکتا رہا  
 دو قدم چلتے ہی محشر وہ محشر آیا  
 جب فرشتوں نے اٹھایا مجھے چکر آیا

اک غزل اور اسی بحر میں پڑھا ہے مائل  
 شعر سنئے تیرے ساجد سا سنخوڑ آیا

۲۵

۲۰

اپنے چہرے کو وہ گوگند میں چھپا کر آیا  
 باتیں ہم دونوں کی سننے کو ستمگر آیا  
 فوج کرتے ہیں لہو دیکھ کے ڈرتے بھی ہیں وہ  
 پیسٹک کر ساغر میں آئی نہ رخ چوما

۷۷

چال دولہن کی چلا جب سر محشر آیا  
 پیش دربان جو گیا میں وہ پس در آیا  
 مجھے کہتے ہیں بہنا لو مجھے چکر آیا  
 دور جرمشید گیا عبد سکندر آیا



آئینہ رکھ کے مقابل وہ مجھے دکھانا  
دیکھتا کون ہے اب ناچ دکھاتے ہو کسے  
رخنہ کرنے کے بھی قابل نہیں کیا دل میرا  
میرا قاتل ہی قیامت میں بنا ہے داؤد  
یہ تقاضا ہے کہ دل ہیچہ و خطا میں رکھ کر  
میرے میخانہ میں ہے کیف شباب و پیری  
میری گم گشتہ نشانی حجر الاسود ہے  
خطا میں دیکھو اشارے تو ہنسی رک نکلی  
حرم و دیر میں سو بار گدایا نہ گیا  
ناچ دیکھا جو ترا ہوش اڑے زہر اکے  
دل کو دیکھا مرے آنکھوں پہ لگا کر عینک  
نغمہ ہر تار سے نکلا کہ مبارک ہو وصال  
سینہ سینہ پہ جو رکھا تو مرا دل پڑ کا  
دل عجب ڈھنگ سے مانگا کہ گلے ملے کہا  
حسن احمد نے مگر نیم کا پردہ اٹھا

ہنس کے پہر پوچھنا دل آپ کا کس پر آیا  
آپ کے ساتھ دمانے کو بھی چکر آیا  
ہائے کیوں سرمہ کا ذب الہ مٹا کر آیا  
خون بہا مانگتے ہی بھیس پہ لکر آیا  
نامہ پر نامہ کبوتر پہ کبوتر آیا  
شیشہ جھکتا ہوا تنہا ہوا ساغر آیا  
دل ازل میں تھا بیان بنکے بھتر آیا  
اور ہی انکو گمان زیر و زبر پر آیا  
کسی گھر سے کبھی ٹکڑا نہ میسر آیا  
تیری پشواز کے مانند سے چکر آیا  
ٹوپیان باز نے پہنیں جو کبوتر آیا  
جب مری پیٹھ کے نیچے ترابستر آیا  
گد گدائے لیے شیشہ کو پتر آیا  
عید کے روز بھی حصہ نہ مرے گھر آیا  
اے خدا تیری خدائی کو جو چکر آیا

۶۶

آپ فردوس میں فرمائیں ادھر آماں  
میں کروں عرض کہ یا ساتی کوثر آیا

۶۷

میری نظر کا تار بنا چاند عید کا  
ہے دین و کفر بھید قریب و بغیر کا  
دن حشر کا نہیں ہے یہ ہے روز عید کا  
ہو لطف یک نظارہ میں دو لون کی دیکھا

خو امان سب اسکی دید کے وہ تیری دیکھا  
زنار مجھے کتا ہے جبل الوریہ کا  
وہ بن سنور کے آیتے ہیں موقع ہے دیکھا  
یار مری خودی میں رہے بخود کی کا حال



یوسف کا ذکر یار کے آگے خدا کی شان  
 و فنا نے لپیلا ہے مجھے بعد قتل وہ  
 وہ گورا ہاتھ اور یہ گردن خدا کی شان  
 پھینکو نقاب پہاڑ کے سبزہ عیان ہوا  
 برسوں کا درد۔ دل سے اہو ہو کے بھگیا  
 دیکھو تو واعظوں نے اُلجھتا ہوں کس طرح  
 کامل ہیں عاشقی میں ہمارے دل و جگر  
 زاہد بیان ہے دلیں جو کاغذ میں ہر وہان  
 کہیلو گے رو چہرہ ہی ہو کی کسی سے کیا  
 ظالم نے جسکو دیکھ لیا لال کر دیا  
 موسیٰ نہیں ہونہیں نہ کر دلترا نیان  
 مارے وہ مار پیر کہ شیطان بہاگ جاے  
 ہے روشنی مزار میں سو آفتاب کی  
 وہ جسکے گھر چلے تو مہکتے ہوئے چلے  
 اُس ور پہ کہا کے پیچ جو آہ عدد ہو قفل  
 وہ مرد مرد ہی نہیں عورت سے جو ڈرے  
 دونوں کے دل کی آہ ملیفون کا ہے تار  
 مرشد کے اختیار میں ہے قبض و ببطا قلب  
 میری نظریں ہے تیرے چہرے کا خال خط

کہ نہ چل سکے گیایان زر خرید کا  
 کا منہ ہے پد حور کے ہے جنازہ شہید کا  
 آیا گلے لگانے مجھے چاند عید کا  
 کاتب کو انتظار ہے خط کی رسید کا  
 شیشہ سے گر پڑا عرق اگلی کشید کا  
 پوچھو تو پہرا دہ ہے کلام مجید کا  
 شبلی کا اک مرید ہے اک بایزید کا  
 پہلو میں ہے جواب کلام مجید کا  
 شیشہ میں بہر کہا ہے لہو کیون شہید کا  
 تارنگہ پر رنگ ہے خون شہید کا  
 پردہ اٹھا دو بیچ سے گفت و شنید کا  
 دیکھ نہ کچھ خدا کے سوا دل مرید کا  
 چہرہ چمک رہا ہے کسی کے شہید کا  
 کیا عطر میں بسا ہوا جوڑا ہے عید کا  
 نالہ ہمارا کام کرے گا کلید کا  
 اسد نہ منہ دکھائے مجھے زن مرید کا  
 ہے اسمین لطف دور سے گفت و شنید کا  
 سٹہی میں پیر سی کے رہا دل مرید کا  
 ہے یاد لفظ لفظ کلام مجید کا

ماثل نہیں ہے خوف بہنم سے کچھ مجھے  
 میں دوست ہوں حسین کا دشمن یزید کا

معراج

آیا ہے دل کی آنکھ میں پیغام دید کا  
 یارب بڑا مزا ہو جو دوزخ کے ساتھ ساتھ  
 باقیں کرے نظر سے نظر اور دل سے دل  
 دیوار خلد پہاںہ کر آئے مزار میں  
 میں کیا بتاؤں کیا وہ سمجھتا ہے پیر کو  
 کوٹھے پہ آؤ بات کرو ہوش اڑا کے جاؤ  
 وہ دوزخی ہیں جن سے خدا اپنا منہ چھپاے  
 مطلب کی بات کی تو مری بات کا ٹدی  
 کتاب جو پالتے ہو تو دیکھو بچے رہو  
 یوسف سا گر جو ان ملے سب ہوں لوٹ پوٹ  
 ہر ایک گام پر ہو اگر پیر دستگیر  
 کثرت سے لیچلا سو وحدت کشان کشان  
 کہاتا ہے ایک۔ ایک کو۔ تو دیکھ غور سے  
 کیون کوئی ید گمان ہو جو ہم قلم گلے ملین  
 یوسد لیا جو میں نے وہ یون کو سننے لگے  
 خلوت کا در کھلا تو ہوا انکا رنگ فق  
 آسان کیا ہے۔ مر کے بکھیر وفسے چوٹنا  
 اللہ کا نام گر چہ سمیع و کلیم ہے  
 ہے جو ہر کمال خدا شکل پیر کی

بھیجا ہے لامکان سے حصہ یہ عید کا  
 نعرہ کرے بہشت بھی صل من مزید کا  
 سبق نہو جو شرم سے گفت و شنید کا  
 منہ دیکھلے جو حور تمہارے شہید کا  
 دل چپ کر تو دیکھ عقیقہ مرید کا  
 ہے لطف کوہ طور پہ گفت و شنید کا  
 وہ جنتی ہیں جن سے کہ وعدہ ہے دید کا  
 باتوں سے کام لیتے ہیں قطع و برید کا  
 اک زہر ہے لعاب و ہن اس پلید کا  
 بڑھیا کے دل میں ہی ہوا راہ خرید کا  
 لاکھوں تجلیوں سے بہرے دل مرید کا  
 ڈورا گلے میں ڈال کے جل اورید کا  
 یہ ساری کائنات ہے توشہ فرید کا  
 حیلہ ہے دو طرف ہی ملاقات عید کا  
 اللہ مزا چکماے عذاب شدید کا  
 شرابے حال دیکھکے قفل و کلید کا  
 دشوار کیا ہے۔ خوف عذاب شدید کا  
 معراج ہی میں لطف تھا گفت و شنید کا  
 آئینہ جمال خدا دل مرید کا

مائل گئے خدا کی ملاقات کو رسول  
 معراج کی وہ رات نہ تھی دن تھا عید کا



کیون نہ تر پے راستہ میں خاک پتر زیر پا  
 قتل ہو گئے فتنہاے روز محشر زیر پا  
 کو کھڑا ہے تنگے وہ دل کو دبا کر زیر پا  
 آپ اپنی ٹھوکرین کمائین جوانی جب گئی  
 لیکے رخصت وہ اٹھا۔ تلوے سے لٹا دل  
 پاؤں کا جس دل و دیدہ میں پڑے اڑ گئے  
 اوپنے اوپنے ایلے کپڑے پنتا ہے وہ شوخ  
 قتل ہوتا ہوں وہ نکلے ہین تماشا دیکھنے  
 ہوں وہ عاشق دیتے ہین مشوق نظر و پیر  
 وادی الفت میں جو کانٹے ہین ایسے تیز ہین  
 وہ کہر و نایح وہ زرین ٹوپی کی چمک  
 خاک میں جب ملگے تو شان و شوکت ننگی  
 تیرے نقش پا پہ جب رکھوں قدم انکسین ملو  
 میں جو آنکھوں میں چلا اسکی تو پلکوں میں رکھا  
 وہ قیامت میں جو تربت سے اٹھی تو یوں اٹھے  
 دل مرا تلوے کے نیچے غیر کا دل ہاتھ میں  
 پھر چکا اگلے زمانے میں سرون پر آسمان  
 اسطرح سے ہاگتے کیوں ہو مجھے تو دیکھ کر  
 میرے تلوؤں کے لہو سے لال ہو چنگل کی خاک  
 برق ایمن ہر شر بکھر چھی ہر رنگ میں  
 ہاتھ رکھ کر آنکھ پر چوری سے کی دل پر نظر

دل کی مٹیابی سے نقش پا ہے مضطر زیر پا  
 تم نگار کو کوئی چھوٹا سا خنجر زیر پا  
 آسمان پر ہے دماغ اس کا گہر زیر پا  
 اس قدر گردن جبکی آیا مرا سر زیر پا  
 ساتھ ساتھ اس شوخ کے چلتا ہے ساغر زیر پا  
 تیسے تلوے کی لکیرین ہین کہ خنجر زیر پا  
 وقت رخصت تانا رو کے دامن اگر زیر پا  
 حشر یان بالا سے سر ہر دامن ہے محشر زیر پا  
 میں جہان جاتا ہوں رکھ دیتے ہین خنجر زیر پا  
 سر نکلے موی سر کی طرح چمک کر زیر پا  
 مہر محشر سر پہ ہے اور شور محشر زیر پا  
 بادشہ ہو یا گدا دون برابر زیر پا  
 سر آجائیں اتر کر دیدہ تر زیر پا  
 چند خنجر سر پہ ہین اور چند خنجر زیر پا  
 کو کہن کے سر پہ تیشہ ہو تو پتر زیر پا  
 ہاے وہ ساغر ہتیلی پر یہ ساغر زیر پا  
 اس زمانے میں زمین کساتی ہو چکر زیر پا  
 میں تصدق گر پڑو گے دامن آکر زیر پا  
 خون روے آبلے کاٹھون سے ملکر زیر پا  
 مثل موسیٰ ہوش آریں آئے جو پتر زیر پا  
 باز کے سر پر ہے ٹوپی اور کبوتر زیر پا

دوش سے اُتر و فرشتہ ورنہ چٹکوں کا تمہیں  
آسمان و آب گریہ و دونوں ماریں گے مجھے

یا در کو میں نہیں رہنے کا و بکر زیر پا  
سر پہ وہ اُٹا جہاز اور کھیر سمندر زیر پا

۴۹

تو سہلانے لگا میں غش جو آیا بعدِ وصل  
ہاتھ چلتے ہی رہے مائل کس شب بہر زیر پا

۱۴۷

راہ میں قتل ہوا عاشق نالان کسکا اسع  
جلوہ طور ہے عکس رخ تابان کسکا  
وہ بھی ہے تیغ ہی ہے چرخ ہی ہے موت بھی  
روے کیون چہنچ کے اسطرح پس پردہ حضور  
کسین ناقوس کا ہے شور کسین بانگ اذان  
بوئے میرے ہل صد چاک کو وہ ٹکڑا کر  
واہ ہر جادۂ پریچ ہے دستارِ خضر  
مسکراتے ہو جو تم دیکھے مٹھی اپنی  
پہلے قابل ہی نہ تھے۔ وصل سے اب خوش ہو  
ایسے شیشہ میں یہ حزن بھجھکو تو امید نہ تھی  
کیون ہے پچھین گلے کس کو دگایا تو نے  
دیکھ دعا عطا سہر خم ٹپکے پیتا ہوں شراب  
پیشے ہین سیکڑوں دل بیچنے والے در پر

وہ پڑا ہے سر بے تن تن بیجان کسکا  
مہر محشر ہے چہرے رخ تہ دامن کسکا  
یا اٹھی یہ مرے سر پہ ہے احسان کسکا  
حال کہتا تھا اشاروں سے نگہبان کسکا  
ذکر کرتے ہیں یہ کفار و مسلمان کسکا  
پشکے رستے میں پڑا ہے یہ گریبان کسکا  
جوش و حشر نے دکھایا یہ بیابان کسکا  
دل اٹھالاے ہو رستے سے میر جان کسکا  
تم سے پابند حیا پر یہ ہے احسان کسکا  
دلِ نازک میں تیرے عشق ہے پھان کسکا  
رہ گیا چٹکے ترے دل میں یہ ارمان کسکا  
یہ پری کیسی ہے یہ تختِ سلیمان کسکا  
آج مٹھ دیکھے اُٹھے ہو مری جان کسکا

۵۰

تمنے مائل کو تو چوری سے نہیں زہر دیا  
گھر سے نکلا ہے جنازہ یہ مری جان کسکا

۱۴۸

اے جنون بزم ہے شادی کی بیابان کسکا اسع  
بنجودی میں نظر آیا رخ تابان کسکا

میسر سہرے میں یہ ہوتا گریبان کسکا  
تمنے منہ دیکھ لیا موسیٰ عمران کسکا



کتنے بین کان مین جھک کر یہ ہر احسان کسکا  
 وہ تو ارمان ہمارا تھا یہ ارمان کسکا  
 کون راقم ہے یہ ہے نام مری جان کسکا  
 آج پہاڑ ہے سہ گنج شہیدان کسکا  
 تو خدا سب کا وہ غبار تگر ایمان کسکا  
 سچ بتاؤ یہ ہے نکلا ہوا ارمان کسکا  
 آئینہ خانہ بنا دیدہ حیران کسکا  
 کس کا نیند آتی ہے گیسو ہے پریشان کسکا  
 کیا کہون پٹکے لٹکتا تھا گریبان کسکا  
 ہائے کچھ کر کے بہرہ کرے انسان کسکا

جب دم قتل کما حور نظر آتی ہے  
 منھ پہ منھ رکھتے ہی کیوں ہاتھ گلے میں ڈالا  
 غیسو کو کتنے لکھا خط یہ لفافہ دیکھو  
 حکم ہے حور جو آئے تو پکڑ کر لانا  
 داؤد حشر سے پوچھو جو یہیں بلجائے  
 سر پٹک کر کوئی روتا ہے در دولت پر  
 تم سنو رنکے پرے کسی نظر میں شب کو  
 بان غلط جوٹ سب آثار ہم آغوشی غیر  
 صاف تاپائی نے عجب وصل کا نفقہ کینچا  
 وہ ہی دوزخ میں جو ڈالے جسے کتنے عین

کیا تمہیں فکر نہیں کچھ مرض مائل کی  
 منھ ذرا سا نکل آیا ہے مری جان کسکا

۱۹

۵۱

آج شہباز سے لڑتا ہے کبوتر اپنا  
 اس گلی میں جو گئے ہکھو ملا گہرا پنا  
 اکھوٹے داموں ہی جو پک جائے مقد اپنا  
 گرے بھی تو قیامت میں لٹے گہرا پنا  
 سمجھے ہم آئے ہیں وہ بھیس بدلہ اپنا  
 وہ یہاں بھی تو تہین ہا سے مقد اپنا  
 بجلیاں طور پہ چمکین تو حبلہ گہرا پنا  
 قد نکالا جو قیامت کے برا برا پنا  
 سایہ ڈالیں گیتی سے گہرا پنا

گتہ کیا اسکی نظر سے دل مضطرب اپنا  
 لامکان دور نہیں کوئی رگ گردن سے  
 ہم یہ سچ نہیں کہ ملی تمیمت یوسف ہکھو  
 جب تک آنکھوں سے نہ دیکھینگے نہ دینگے اُسے  
 دلمین جب سچ کی شب درد اٹھائیں اٹھی  
 لامکان آئے کہاں آئے کہاں چلکر  
 وہ ہنسے بام پہ دشمن سے دھواں دھواں  
 وہ قیامت کو بھی سمجھا کہ مرنا نام ہے یہ  
 اشک چمکیگا مری آنکھ سے جب چمکیگا

قبر سے اُٹھتے ہی دیکھیں تو اسیکو دیکھیں  
وصل کے وقت گئے خواب میں وہ دشمن کے  
دھوپ میں طائر دل سایہ کرے سائے پر  
دین و دنیا کو جو ان ہوتے ہی وہ بول گئے  
بوسہ ہر صبح وہ دین نیند سے اُٹھتے اُٹھتے  
کو لکر بند قبا سیج پہ سو جائے آپ  
حور سے بیاہ اگر ہو تو تھی رسم سے ہو  
دستِ غیب ایسا ہے ملتا ہے تیا دل ہر روز  
ہم تو سو بار کرینگے دم دیدار سلام

یار کے گھر کی ہوا اٹکنا فی میں محشر اپنا  
عین موقع پہ جدائی یہ مقدمہ راپنا  
ہو تیرے ہاتھ کی چپتری پہ کبوتر اپنا  
نام تک یا ذہن میں اُن کو برا برا اپنا  
روز سکے یہ پڑے اُنکے لبو نہر اپنا  
یک طرف ہم ہی بچا لیتے ہیں بستر اپنا  
آج مقتل میں ہو سہرا سہرا خنجر اپنا  
اُنکے وہ جہاز تے ہیں صبح جو بستر اپنا  
وہ بھی تو ہاتھ رکھیں اپنی جبین پر اپنا

۵۲

نسخہ لکھتے ہو تو مائل تم اسی پر لکھ دو  
کہ وہ دل مانگتے ہیں ہاتھ دکھا کر اپنا

۱۲

دیا جو دل تو کھاروح نے جتا دینا  
پیام وصل کا دیتا ہے مجھ کو پھر کا کر  
جو اسکو نامہ لکھا میری آنکھ نے یہ کہا  
مباحثہ میں کلیجہ ہی توڑ لیتا ہے  
میں گھر سے نکلا ہوں پہلے پہل گدا کی کو  
ترپ ترپ کے پے دید میں جو مہرباؤں  
وہ دیکے کہتے ہیں تصویر دل میں رکھ اسکو  
زبانِ خنجر قاتل کی شوخیان دیکھو  
بگڑ گئے جو گما میں نے اسکے معنے کیا  
بنا بنا کے خدا بھی تو بیچتا نہیں دل

ترپ کے یہ جو پکارے گلاد بادینا  
مرے اشارہ ونہ تیرا یہ مسکرا دینا  
ٹکٹ کی طرح مجھے خط پہ تم لگا دینا  
کسی کا ہوتے ہی قایل وہ مسکرا دینا  
خبر نہیں ہے ابھی کس طرح دعا دینا  
نقاب کو لکے منٹھ پر مرے اڑھا دینا  
خدا کے گھر میں یہ فوٹو مرا لگا دینا  
مرے لبو سے تقاضا یہ ہے مرزا دینا  
سزا رقیب کو دینا مجھے مرزا دینا  
تمہیں کو کہ نئے دل کہاں سے لا دینا



بجھی سے وصل بھیجی سے حجاب میں صدقہ دیا جو میں نے دل اپنا وہ لے چلے چپ چاپ یہ شوق کتنا ہے کعبہ ہو یا کلیسا ہو	نقاب اٹھا کے تجھے طور پر بیٹھا دینا پلٹ کے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کو کیا دینا خدا لے تو گلے سے گلا ملا دینا
--	--

۵۳	لڑائی حضرت مائل سے ہے اگر منظور نظر نظر سے زبان سے زبان لڑا دینا	۳۴
----	---	----

پہنی محرم پارے جو بن نکلنے جب لگا غل اٹھا منکامری گردن کا ڈپٹے جب لگا اسکو سمیر زم سمجھ دشمنان حسن و عشق وہ دہوان دہوان و دہوان دہون دل کو پٹیا میں ہی تربت سے اٹھا اٹھتے ہی داور کی نقا دوستو تنکی کچھ نہ خاطر اتر با کچھ نہ دھیان عالم ظاہر میں گر کر نقشہ آدم بنا اسکا سنگ آستان لایا اٹھا کر چارہ گر اُبھرے جوین سے ہوئے دل رہو نکلے پاش پاش میری نظروں سے تیری نظریں بہت مجھ کر مین میرے گرد آئے پتنگے جانکر فانوس و شمع واہ وہ سج و سج تیری آہ وہ چہر تیری آنکھوں آنکھوں میں وہ کتنا عین کچھ کام ہے کس نگاہ یاس سے ابلیس نے دیکھا مجھ حال پر میرے وہ بت روئی تو کیوں روئیں نہ دست ہاتھ بھی جلنے لگے تو پر اسے رکھوں کہان	لوسنو کپڑوں سے روکا حسن اُبلنے جب لگا بیخ کردہ روئے میرا دم نکلنے جب لگا ایکلی آنکھوں کا جادو ہم پہ چلنے جب لگا زلف سے گر کر ہمارا دل چلنے جب لگا آنکھ میری کھل گئی سورج نکلنے جب لگا بیو فانی سب کی دنیا سے چلنے جب لگا عالم باطن میں حسن اسکا اُبلنے جب لگا دل میرا سینہ میں دودھ ہاتھ اُبلنے جب لگا گر زد و تانے ہوئے وہ تنکے چلنے جب لگا کوئی ارمان وقت بردل سے نکلنے جب لگا پیر بن میں عشق کی گرمی سے چلنے جب لگا اور جو بن بڑ گیا جوین نکلنے جب لگا میں کسی کی بزم میں زانو دینے جب لگا نزع میں نام خدا اُنکھ سے نکلنے جب لگا موم کی کیا اصل ہے پتھر پگھلنے جب لگا دل کو سینہ سے نکالا سینہ جلنے جب لگا
---	--



لال ہو کر گال و دونوں بگئے جنت کے پھول  
 غش جو آیا ایک سسرانوپہ رویا پیار سے  
 میرے جتنے دوست ہیں آئے تماشا دیکھنے  
 گبر سمجھے غیب سے آتش کہہ پیدا ہوا  
 میں نے رستے میں پہچایا اپنی ہی آنکھ کا فرش  
 آگے سینہ پہ پڑ کر رو کئے کو دو حباب  
 میں وہ بدہون میرا نام کرتے ہیں نیکو کے دل  
 شاہد وحدت کا منہ دیکھا تو کثرت ملگئی  
 دی صدا میں نے مراد لے مگر مجھ کو سنبھال  
 پئی گیا آنسو تو ٹکلا ہو کے ٹکڑے دل مرا  
 تازیانہ بنکے پچی اُس پہ بوسہ کی صدا  
 ٹیس اٹھی۔ جان کا نبی۔ درد اٹھا۔ دم کا  
 شے جو سویا۔ پڑے مجھ پر اُسی کے ہاتھ پانوں  
 وہ یہ سمجھے رورہا ہے اس کا دل آٹھون پھر  
 تیری تصویر خیالی دل میں ہے آنکھوں میں ہر  
 تین نگاہیں مجھ نظرہ تو دل ہیچین بھٹا

گورا گورا رنگ عرصہ سے بدلنے جب لگا  
 پھر۔ پڑے تیور پہل۔ عاشق سنبھلنے جب لگا  
 میرا دشمن تیری آنکھوں سے نکلنے جب لگا  
 حسن کی آتش سے میرا دیدہ جلنے جب لگا  
 لڑا جگر کا کردہ مے گھر سے نکلنے جب لگا  
 حسن کا چشمہ جوانی میں اُبلنے جب لگا  
 اہل جنت روئے میں دوزخ میں جلنے جب لگا  
 چاند تارے چپ گئے سورج نکلنے جب لگا  
 گورا گورا ہاتھ پردے سے نکلنے جب لگا  
 لعل اُگلنے میں لگا موتی نکلنے جب لگا  
 میس پہلو سے تڑپ کر وہ نکلنے جب لگا  
 بیٹھ کر دل میں کلیجہا میرا ملنے جب لگا  
 نیند میں آیا مزا۔ کروٹ بدلنے جب لگا  
 میری ہر ہر سانس سے پانی نکلنے جب لگا  
 لیچا اجمکوتیرے گھر سے نکلنے جب لگا  
 گر پڑیں مال نگاہیں دل سنبھلنے جب لگا

۵۴

میرے پاس آنے لگے مائل حسنین کے پیام  
 نام میرا اُنکے دفتر سے نکلنے جب لگا

۲۲

بنایا پتلا جو ماو طین کا امارا نقشہ جو اک حسین کا  
 یہ حال تھا صورت آفرین کا مچیا یا غل خود ہی آفرین کا  
 ہوا جو پیوند میں زمین کا تو مال کمو یا کسی حسین کا



کہ دل چہراتی ہے مجھ حشرین کا کفن میں ہے ہاتھ جو رعین کا  
 ہماری وحشت کے سلسلہ پر گمان محبت کا ہے برابر  
 ملا ہے دامن سے جیب اگر تو جیب سے چاک آستین کا  
 خدا ہی جانے کہ ہون کمان کا نہ مین بیان کا نہ مین زبان کا  
 نہ لامکان کا نہ مین مکان کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا  
 یہ حال کیا ہے ذراتو کہئے کہ عارض و لب ہین پھیکے پھیکے  
 لئے تصور مین کہنے بو سے جو رنگ اڑ رہا ہے کہین کہین کا  
 کروں وہ فریاد عاشقانہ سننے نہ جس کو کہی زمانہ  
 لگے اگر دل پہ تازیانہ تمہاری آواز شرمگین کا  
 نشان سجدہ ہوا منور چمک گیا مرتے ہی مقدر  
 کہ جو رعین نے کفن ہٹا کر لیا ہے بوسہ مری جب مین کا  
 وہ چہیکے پردے مین چپ مین دیکھو جناب دل کچھ تم ان سے پوچھو  
 گلہ تو پہلے حجاب کا ہوجھ اُنکی آواز شرمگین کا  
 کہلا جو وحشت کا رنگ منہ پر جنون پکا را یہ سر پہ چڑھ کر  
 رہے گا لیلی کے دل کے اندر بھ چاک مجنون کی آستین کا  
 اتنی دل پر نہ آفت آئے نظر کسی پر نہ پڑنے پائے  
 ہماری آنکھوں مین چھپ نہ جائے اُہر کے جو بن کسی حسین کا  
 ڈبو دوں می مین جو محتسب کو تباہ کشتی می نہ کیوں ہو  
 یہ زہد و تقویٰ کا تار پیڈ و جہاز وہ آب آتشین کا  
 کسی کو چھوڑا نہ مین نے شب بہر تو صبح کو موت آئی سر پر  
 رہا جو کچھ لطف وصل چکر مزا بنا وقت داپسین کا

پہاڑوں تم آنکھ میں جو آؤ مگر نہ مت کو کبھی خبر ہو  
 کہ جس طرح سے فلاسفہ کو پہاڑا ہے کرہ زمین کا  
 اگر ہوا سے اُڑا دو پٹا تو میری آنکھوں پہ ہاتھ رکھا  
 عجیب انداز سے چھپایا جو کھل گیا سینہ نازنین کا  
 وہ یون کے لب سے لب ملا کر چلو بلاتا ہے تھکواور  
 اُٹھوں لحد سے جو صبح محشر تو منہ پہ منہ ہو کسی حسین کا  
 کمال اپنا اگر دکھا دے تو سب کو خاموش وہ بنا دے  
 جو گائے زہرا گلا بٹھا دے اشارہ اس چشم سر لگین کا  
 تمہیں کون چاند کا جو کلکراتو دونوں عارض کو پہر کون گیا  
 ادھر بھی ہے چاند چودھوین کا ادھر بھی ہے چاند چودھوین کا  
 تسلی دیکر ہوا وہ مضطر کہ ہل گیا خود ہی تہر تہرا کر  
 مرے تڑپتے ہوئے جگر پر جو ہاتھ تھا یا ر نازنین کا  
 یہ شور دیر درم میں کیسا فسانا تو س کیا اذان کیا  
 کھا جو میں نے دکھا دے چہرہ تو غل مچا یا تسین نہیں کا  
 کہ دن میں اس طرح تجھ کو سجدہ عبادت ہو نقش پیدا  
 مری جبین پر ترے قدم کا تیرے قدم پر مری جبین کا  
 حیا کچھ اسمین چھپی ہوئی تھی جو رگبتی منہ میں بات آدھی  
 نہیں ہے یہ طرز گفتگو کی اثر ہے آواز شر لگین کا  
 نسیم ہوا کا کوئی مقابل طواف کرتا ہے اسکا ہر دل  
 ہمیشہ سوزن کے گرد مائل ہے نہ کیون بھر کرہ زمین کا



جو نالہ چوگان ہو مجھ حزن کا تو گیند ہو یہ کرہ برک  
کیا تھا انکار کیون جہر کر سزا ان کا کشتہ دی سنگ  
ہو اچو بے پردہ پیش موسیٰ تو کہد یا منہ پہ ہاتھ  
جو مینے اسکی زبان چوسی تو میرے ہونٹوں کی کچکے بولی  
ہے کسا جلوہ مری نظیر میں ہر کسے سجا کاشوق میں  
کہ ہر جا اس قیس تیری لیلی توجہ اسکو خیر جنوں کی  
سلام مینے اسے کیا باب اداست دیکھا سمجھئے مطلب  
اگر مروت ہاتھ سر پہ رکھ کر تول میں کچھ سوچ اسکر  
نکلنے دیگا نہ تھ سے نالا مگر کیلجے کے پار ہو گا  
جو جگر نہ لگا تو کیا ملیگا کہ اور ہے ذوق عشق میرا  
تو اسے پری یوں پس کے سو جا کہ عکس افکن ہر وقت  
خدا کا خوف اقربا کا پر ڈر وہ کانپنا اپنے دل میں تیرا  
مری سمجھ میں چھپا ہوا ہے مری نظیر میں کہا ہوتا  
وہ وصل کی شب وہ شوق دارمان وہ کشا درویش  
تمہارے فوٹو میں ہوں کیسا کسی کر یہ کانکا ہر نقشہ  
وہ رنگ وحدت یہ بلبل کثرت اسی کی قدرت اسکی حکمت  
ہرے میں مجھ میں اسی کو جلوے آئے ہوئے ہرین ڈو کیلجے کے

فلک پہ ہر ہر ہیر ما وطن کا کہین کانا کا کہین کہین کا  
نہیں جی بوسہ کا دل لب پر نشان ہر نمین نمین کا  
دکھایا کہ اسے پورا جلوہ انقلاب تانے پہ استین کا  
وہ طعنے دیگی جو دیکھ لیگی لحاظ ہے چشم شرم گین کا  
نشان بتا ہے ہرگز زمین کہین قدم کا کہین حسین کا  
لگا دے خجل میں تار برقی نکال کر تار استین کا  
برای تعظیم وصل کی شب حجاب اٹھا چشم شرم گین کا  
اڑنا دے میرے منہ پہ چادر سلام نے وقت پہ سین کا  
لگا کے دنبالہ وار سر نہ وہ پھیرنا چشم شرم گین کا  
مزا ہو کب کا پہنکے پروا جو ہاتھ نکلتے کسی حسین کا  
تیری حسین پر مری حسین کا مری حسین پر مری حسین کا  
وہ ڈہانپنا منہ دو پٹا لیکر وہ ہانپنا تجھسی نازنین کا  
مرے جگر میں چہا ہوا ہوا ہوا اشارہ اس چشم شرم گین کا  
وہ بارہ پارہ مرا گریبان لگنا وہ ٹپکے استین کا  
کوئی ملیغوت اس میں ہو گا تمہاری آواز شرم گین کا  
وہ اسکا جلوہ یہ میرے بصورت کمال جو صبریت آفرین کا  
میں اس کے آگے وہ میرے آگے ہوں آئینہ صبر آفرین کا

۵۶	اُسی کے کہنے کا میں ہوں قابل وہی ہے کہنے کے فن میں کامل	۱۶
	اُسی کے چومو نگا ہاتھ مائل کہ جس نے لکھا یہ خطا جب سین کا	

### رولیف بابے موحدہ

آفتاب آئے چمک کر جو سیر جام شراب | رند مجھ میں کہ ہے صادق سحر جام شراب

سب کے ہاتھ تھکنا شب بھر سفر جام شراب  
 دختر رزیدہ گرین ست پتنگون کی طرح  
 تمام مے دست سیوا آئے جو چلتے نین لچک  
 طور سینا کا گمان ہو خیم می پر سب کو  
 ساغری مین نہیں پر تو خال ساقی  
 خاک میخانہ کی بجائی قیامت پکر  
 آج می نوشون کا مجمع ہے کمان اسے ساقی  
 جتنے سیخو اہرین ساقی سے گلے ملتے ہیں  
 شیشہ می سے اڑ ہاگ کبوتر کی طرح  
 موج صبا پہ گرا پندہ میں اڑ ہر  
 می پلاتا ہے اگر ڈھانپ مے سینہ ساقی  
 آفتاب آکے سکھاتا ہے چلن شبیر کا  
 دست ساقی میں رہے دست قح کش میں رہے  
 مست کرتے ہیں وہ عالم کو یہی وہ خود مست

ہر خط دست بنار بگنڑ جام شراب  
 شمع محفل ہو یہ نخت جبکہ جام شراب  
 خطا بنداد ہو موے کمر جام شراب  
 اسطرح ہوش اڑ ہاوا اثر جام شراب  
 ہے کف دختر رزمین سپر جام شراب  
 ہر قدم پر جو چسکتی کمر جام شراب  
 کوئی نرم مین ہے شور و شر جام شراب  
 سحر عید نبی ہے خبر جام شراب  
 نامہ پہنچانے چلانا مہر جام شراب  
 ہے مے سامنے تیغ و سپر جام شراب  
 تیسے جیون کو لگی نظر جام شراب  
 رات کو ہوتا ہے اکثر گزیر جام شراب  
 گردن شیشہ صبا کمر جام شراب  
 لذت نعمت مطرب اثر جام شراب

کیا غضب ہے کہ ترا ہونٹھ نہ چوسے مائل

۵۷

اور ہوتیرے لیون تک گزیر جام شراب

۱۷

بنگلی برق تجسلی نظر جام شراب  
 موج صبا کی چہری حلق پہ زارہ کے پھری  
 یار یہ پیچ ہے کہ ہے لال پری یک فتنہ  
 محتسب تاک مین ہی ہاتھ سے توڑے نہ کہین  
 رمضان ختم ہوا غرہ شوال آیا

۶۹

خبر موسیٰ صیقا ہے اثر جام شراب  
 کیا عدد و کش ہے یہ تیغ کمر جام شراب  
 عکس منہ کا ہے تیرے فتنہ گزیر جام شراب  
 آج گدرائے ہوے ہیں شر جام شراب  
 کیا نہو آج بھی لب تک گزیر جام شراب



اڑ گئے ہوش جو بے پانہ کے ۔ ہاتھ نہ چلا  
محتسب چیز ہے کیا بڑھے دگا ہاتھ بڑھا  
منہ پر اتے ہی ہر اجام میں عکس عارض  
ہوش اڑ ہے دیکھتے ہی دختر رز کا جوین  
قاضی شہر جو چوری سے لگا می پینے  
آج میخانہ میں ہے نشو و نما زور و ن پر  
ساقیاریش عس پر ہی ہون می کی ہونین  
دیکھ کر ال ٹپک پڑتی ہے بیخوارو کی  
پیکے می آخر شب پہنچ کے رویا زاد  
سانس میخانہ میں لیتے ہی گرے چکر کر  
شام سے گریہ وزاری ہنر شیشہ می

قابل قدر ہے ساقی ہنر جام شراب  
اے سب کو پہنچے تیغ کمر جام شراب  
گردشیں کرتے ہیں شمس و قمر جام شراب  
سرخم کوئی گرا کوئی سر جام شراب  
محتسب آپ ہوا راہ ہر جام شراب  
نخل مینا میں لگا ہے ثمر جام شراب  
ڈاڑھی بکرا کے پرودے گھر جام شراب  
دونوں ساقی کے ہیں جو بن ثمر جام شراب  
بانگ دینے لگا مرغ سحر جام شراب  
بنگیا تار نفس رہنر جام شراب  
صبح تک خندہ دہانی ہنر جام شراب

۵۸

بیکھ نزل دیکھ کے حاسد ہو اگر داغ بدل  
تو سمجھے اُسے مائل سپر جام شراب

۱۳۳

کلی جو روح ہو گئے اجزای تن خراب  
کیون ڈالتا ہے خاک کہ ہو گا کفن خراب  
جی میں یہ ہے کہ دل ہی کو سجدے کیا کر دن  
نازک دلوں کا حشر ہے رنگ شکستگی  
دنیا نے منہ پہ ڈالا ہے پردہ سرا ب کا  
ابلیس سے یہ کہتا ہے لذت کا طوق روز  
کیا خوشنما ہو خضر طر ہے گر لیاں عمر  
میر اسلام عشق عالیہ اسلام کو

سبح اک شمع جگمگی تو ہو ہی انجمن خراب  
میں ہوں سفید پوش نہ کر میر بن خراب  
دیر و حرم میں لوگ میں اے جان بن خراب  
پھٹنے سے کب گلون کا ہوا پر بن خراب  
ہوتے ہیں دوڑ دوڑ کے تشنہ دہن خراب  
آدم خراب یا صفت ماو من خراب  
قدست جو ہو دراز تو ہو پیر بن خراب  
خسرواد ہر خراب او ہر کو ہن خراب

یوسف کے حسن نے یہ زلیخا کو دی صدا  
گر بس چلے تو آپ پہرون اپنے گرد مین  
زخمی ہوا ہے نام کو در پردہ حسن بھی  
وعدہ کیا ہے غیسر اور وہ بھی وصل کا  
اسے خاک گور دیکھ نہ دہبا لگے کہیں

لو انگلیاں کٹیں وہ ہوئے طعنہ زن خراب  
کعبے کو جا کے کون ہوا بجان من خراب  
یوسف کا خون گر گئے ہی پیر میں خراب  
گلی کر دھنصور ہوا ہے دہن خراب  
رکھ دن ابھی آمار کے گر ہو کفن خراب

۵۹

کیسی بھی ہو زمین عجب صل ہے طبع تیز  
مائل جو بوئیں ہم نہ ہو شمع سخن خراب

۱۸

کیا ر وز حشر دون تجھے اسے داؤد جواب  
ارک رک کے ہنکے یون ہی تو دیو فتنہ گر جواب  
کس سے مثال دون تیری زلف دراز کو  
مشکل کے وقت دل ہی سے کچھ مشورہ کریں  
کرتے ہیں سجدہ نقش قدم کو تمام لوگ  
منکر نکیر پوچھتے ہیں ڈانٹ ڈانٹ کر  
خلد و مقر کے بیچ میں ہے کوئی عشق یار  
کیون سر ہیکار ہا ہے ذرا آنکھ تو ملا  
غصہ میں یون نہ آؤ کہ غصہ حرام ہے  
ذرو کی طرح خاک میں چین عاشقوں کے دل  
میں نے کیا سلام تو چلمن میں چہپ گئے  
ہنگامہ حشر کا صفت گر وہ گھگیا  
کیا اپنے ہوئے پن سے کہیں دم میں آئے  
کیا ہر کا خاک ہو کے سر چرخ ہائیک

اعمال نامہ کا تو ہے پیشانی پر جواب  
دیتا ہے اور لطف مجھے تیرا ہر جواب  
عمر طویل خضر ہے اک مختصر جواب  
کیون دین کسی کو غیسر ہم پوچھ کر جواب  
ہے خانہ خدا کا تیری رہ گزر جواب  
ہوں منتشر حواس تو کیا دے بشر جواب  
ہے پل صراط کا یہ مری رہ گزر جواب  
دیگی مرے سوال کا تیری نظر جواب  
تم بات ہی سے بات کا دو سوچ کر جواب  
گر تو کرے سوال تو دے رہ گزر جواب  
در پردہ دیگی اب نگہ پردہ در جواب  
تیرے خرام کا ہوا فتنہ گر جواب  
ہر بات کا جو دیتے ہو اب سوچ کر جواب  
یہ زیر پا سوال - وہ بالاسی - سر جواب



لکھا ہے مجھ کو ہو گیا تیرا لہو سفید میں بھی لکھو لگا خون سے سر پہور کر جواب	بیہوش کر کے پوچھتے ہو دل کا مدعا دیتا بھی ہے حضور کہیں بے خبر جواب
غصہ سے کچھ کہوں تو وہ کس طرح اک بات کا جو شام سے دے تا سحر جواب	

چتون سے تار جاتے ہیں مائل کا مدعا	۶۰
دل میں ادھر سوال ہے لب پر ادھر جواب	۱۸

دیتا ہے جب خدا کو بیت فتنہ کر جواب ہے لشرانی واری راز حسن و شوق چکرائیں سب کے سب وہ بتاؤ نہیں جو رتور بجھکو زمین نے سنگ فلاخن بنا دیا غیر دن سے ملگئی وہ نگاہ پیامبر سنگر سوال وصل کہا شوخیوں نے ہان یہ نامہ و پیام میں آثار دوستی گہرا رہا ہوں دیکھ کے ہنگامہ حشر کا لے جا بجائے نامہ مرے جذب شوق کو یادش بخیر نکے وہ ڈرنا سوال وصل خط میں لکھا ہے اسنے کہ دل اپنا بھیج دو اسے کہ دل سوال کیا صوفیہ کیا آیا ہے خط سبز جوانی کی ڈاک پر مرے لیے بناؤ شب وصل پرانیان بکھرے ہیں بال ست ہیں انگبین جبکا ہجر تیسرے شہید ناز کو پرش کا خوف کیا	۱۸
محشر کو چٹکیوں میں اڑاتا ہے ہر جواب کچھ مختصر سوال تو کچھ مختصر جواب دے دشمنوں کو مجھے ذرا پوچھ کر جواب ہے گردش فلک کا مری رہ کر جواب یان کا سوال دان ہے ادھر کا ادھر جواب چلا اٹھی حیا کہ دیا ہو لکھ جواب خط آیا ڈاک پر تو گیا تار پر جواب کل دو نگاہے خدا بنے میں سوچ کر جواب لے آتین کو ان سے نہ لانا میر جواب دینا وہ مسکرا کے وہ منہ پھیر کر جواب پرست سے تو کمال لے اے نامہ ہر جواب دیتے ہیں آکے وجد میں دیوار و در جواب کاتب کو کیا لکھے گا تو اسے فتنہ کر جواب تار نگاہ کا تو ہے سو سے لکھ جواب دیتے نہیں ہاں کے نظر سے نظر جواب دے گامزار میں لب زخم جگر جواب	۱۸

وان سر جو کا ہے شرم سے اور یان ہی یہ دنیا  
دیگا بڑے مزے کا مجھے سوچ کر جواب

۶۱

مانل وہ نام وصل پہ مان کئے سنس پڑے  
اس سے یہ ہے غرض کہ دیا ہو لکر جواب

۶۶

گر بڑیگا ذرہ ذرہ کی نظر سے آفتاب  
حسن عالم سوز ہے نکلے ہین وہ ہو کر جوان  
اس طرف داغ سوید اس طرف داغ فراق  
تند ہے شیش میں صہبا۔ دن سے اڑیگا کا  
سوتے ہین خلوت میں وہ بڑتی ہو کچھ کچھ روشنی  
دیکھلے شاہ دکن کا گر کمر بند زری  
غیر سے شب بہر جدا مجھے رہے دن بہر الگ  
وہ یہ کہتے ہین کہ نکلی دھوپ بس چوڑو مجھے  
ان حسینوں کو خدار کے سلامت حشر تک  
آج قتل عام کا بیڑا اٹھائے گا کوئی  
جزو کل ہو کر انا کہہ سے اگر دکھلائے جذب  
حسن ہے اُبلتا ہوا زلفین ہین بل کمانی ہوئی  
کھل گیا ہمایہ میں چوری سے آنا یا رکا  
پیتا افلاک کو اٹکھیلیوں کی چال سے  
میں بھی دیکھو نکلا کر ٹنگے ابن مریم کیا علاج  
یار کی چوٹی کی جمعیت شعا عون میں نہیں  
وہ محمد ہے محمد ہے محمد ہے مرا  
وہ تو کیا۔ ہن لاکھ لاکھ ہون جو وہ انکلی پہلے

تو جو آخر سے تم ہو گا قمر سے آفتاب  
لامکا نہیں چھپ نہھائے انکی ڈرتے آفتاب  
چاند نکلا ہے مرے دل سے جگر سے آفتاب  
سلاج ہنیک گا ہوا میں اپنے سکر آفتاب  
جہانمکتا ہے یار کو سوراخ در سے آفتاب  
لکھو لے پڑکا شعا عون کا کمر سے آفتاب  
اُسکے گھر سے چاند نکلا میرے گھر سے آفتاب  
آگیا بنکر مراد شمن کہ ہر سے آفتاب  
بنگیا روز ازل انکے ہی گھر سے آفتاب  
خفجہ مرغ باند ہینگا کمر سے آفتاب  
خاک کا ذرہ ادھر سے اور ادھر سے آفتاب  
کیون نہ لے انکی بلا میں چرخ پر سے آفتاب  
وہ ادھر سے صبح کو نکلا ادھر سے آفتاب  
مانگ لیتا گر لچک تیری کمر سے آفتاب  
پیش عیسیٰ کا نپتا ہے انکے ڈرتے آفتاب  
کیون پریشان ہو نہ اپنے سکر آفتاب  
چنکے لایا نوجر کی رہ گزر سے آفتاب  
کا نپتا ہے حالت شق القمر سے آفتاب



کیا بلندی سے نظر آئی مدینے کی زمین  
کس کا یہ گشتہ ہے یا رب اسکا دھڑکیا ہو گیا  
دیکھتے تو ہاتھ نہیں پٹکے اسے خدا حور و نکو بھیج  
ڈھونڈتا ہوں اسکو دین اٹھکے ادھی رات کو  
کی پر افشانی تو روشن ہو گیا سارا قفس  
مہر خط استوا پر ہے کہ ہے رسی پہ نط  
ہوں وہ ذرہ مشرق و مغرب میری مٹی میں ہے

۴۲ ہے یہ وعدہ شام کو آئینکے سطر کے جائینگے  
دوب کر نکلیگا مائل میرے گھر سے آفتاب  
۱۸

ردیف باے فارسی

لنترانی کیون نقاب اٹائے منہ پر ہے آپ  
چال میں کچھ بڑ گئے ہنگامہ محشر سے آپ  
گریہ می نوشی یہ خود بینی قیامت تک رہی  
دل میں آنکھوں میں کلجے میں چھپا لون آپ کو  
پوچھتے ہو مجھے کیون ہر صاحب دل کون کون  
لطف کیا نالش کا پر جب پیار سے وہ یکمین  
آپ ناظر آپ منظور آپ ہی اپنی نظر  
ہاے یہ بوجہ کا کھڑا۔ ہاے یہ منہ سے ہاتھ  
یہ مرے نزدیک ہر وہ آپ کے نزدیک ہے  
چاک دل سے جھانکے دنیا ادھر ہے دین ادھر  
سب کو بخشے یا نہ بخشے اسکی مرضی اسکا دل

۴۳ آپ ڈرتے ہیں سب چھپتے ہیں کس کو ڈرنا  
کس کے گھر کو جائینگے آتے ہیں کس کے گھر سے آپ  
جام لینگے جم سے ہم آئینہ اسکندر سے آپ  
یہ بھی تو فرمائے چھپتے ہیں کس کو ڈرنا آپ  
لوٹنے کس کس کا گھر تھے ہیں اپنے گھر سے آپ  
کیجئے میری سفارش داؤد محشر سے آپ  
کسی صورت دیکھنے کے ہیں اپنی گھر سے آپ  
آج کس کس کا گلا کاٹینگے اس خجرت آپ  
کیون غفل ہوتے ہیں ذکر شیشہ و ساغر آپ  
دیکھئے سب کا تماشا اس فرگاہی در سے آپ  
بحث کیون کرتے ہیں اتنی داؤد محشر سے آپ

دیکھئے آئینہ بن ٹھنکر۔ یہاں چلتا ہے دور  
 بیچ میں دیوار ہے دروازہ ہے پردا ہی ہے  
 جب گلا کٹے لگا نکلی صدا سے دور باش  
 عجیب ہو مبارک اور سخت آپ کو  
 خواب میں اگر وہ یوں پوچھیں تو اسکا کیا جواب  
 گرلین جبکہ کرلین۔ اٹھ کرلین۔ تنکھ ملین  
 کم نہیں سامان میں جسم سے ہم سکندر سے آپ  
 کس طرح دیکھینگے منہ باہر سے ہم اندر سے آپ  
 کون سے نزدیک نہ رگ پوچھے خیر سے آپ  
 سہ چکر آئینگے ہم ماریے ٹوکر سے آپ  
 دیکھتے ہرین کس کا منہ اٹھتے ہرین بستر سے آپ  
 غیر ہے۔ آپ ہے ہم۔ داوڑ بخش سے آپ

کہتے ہو مائل مرے جو بن کا دیوانہ ہوا  
 مارے دیوانہ آئے تو اسی بہتر سے آپ

۱۷

۲۳

ردیف تاتے قمرش

یاد آجائے جو شاہ دوسرا کی صورت  
 اچھے کا غد پہ کبھی ہوش رہا کی صورت  
 میری آنکھوں میں محمد کا بہرا ہے جلوہ  
 نام پوچھو تو کہیں سب کہ محمد ہرین وہ  
 شوق بڑھ جائے تو ہو جاوے نظر سے غائب  
 دل ہو مقبول مرے دل میں جو تو چسکی لے  
 یا رسول عربی آنکھ میں پتلی کے عوض  
 جب کبھی دھوپ میں سلطان نبوت نکلا  
 راہ شرب میں اگر قافلہ سے چوٹوں بھی  
 جس سے چہرہ نظر آئے وہ حجاب اچھا ہے  
 بطن مادر سے رہی قبلہ عالم کی تلاش  
 گر مرن تجھ پہ تو ہاتھ آئے حیات جاوید  
 طور پر دیکھنے جائینگے خدا کی صورت  
 لوحِ اہی میں ہے محبوب خدا کی صورت  
 نظر آتی ہی نہیں ماوشما کی صورت  
 اور صورت کو جو دیکھو تو خدا کی صورت  
 میں چلا جاؤں مدینے کو ہوا کی صورت  
 درد پہلو میں اٹھے دست دعا کی صورت  
 جلوہ گر ہو تیرے نقش کف پا کی صورت  
 سایہ ابر رہا سہ پہ ہما کی صورت  
 سب میں آگے رہوں بانگ درا کی صورت  
 پردہ منہ پر ہو تیرے دست دعا کی صورت  
 دل تڑپتا ہے مرا قبلہ نما کی صورت  
 جلوہ گر نقشِ فنا میں ہو بلفا کی صورت



ہے اسی آئینہ خانے میں خدا کی صورت  
در دو گو گو کے پی جاؤں دو کی صورت  
کسی صورت شد لولاک لیا کی صورت  
لوٹے پاؤ پہ داماں قبا کی صورت

ماں آیا ہے تیرے در پہ گدا کی صورت

چو طرف احمد بے میم کا جلوہ دیکھو  
اپنے بیماروں میں تو نام جو کھلے میرا  
پردہ اٹھا شب معراج تو باہر نکلی  
چو مئے شوق سے تعلین یہ دل کتا ہے

نعمت غیب بہرے مرے دل کی جولی

۲۲

اردیفہ تاسعہ ہندی

۶۲

جو اس نے آئینہ دیکھا تو خود ہی کمانی چوٹ  
گرے کلیم سر طور ایسی کمانی چوٹ  
جگہ بد کے لگی کرنے خود نمائی چوٹ  
بڑے غور سے آئی جو دلیر آئی چوٹ  
بڑا مزا ہو کرے گرتی کھلائی چوٹ  
کہ ٹھوکروں سے قیامت سے خوب کمانی چوٹ  
تڑپ کے دل نے کھا وہ جگر پہ آئی چوٹ  
جدہر نگاہ پہری چوٹ پر لگائی چوٹ  
پہل پہل کے تمہاری نظر نے کمانی چوٹ  
ہمارے چاند نے لوچا نہر لگائی چوٹ  
لگی ہے دل پہ مرے لوستی نائی چوٹ  
کبین نہ کما سے تیرا پنجو حسائی چوٹ  
وہ پوچھتا تر کس کس جگہ پر آئی چوٹ  
یہ آگ یکے لائی شب جدائی چوٹ  
پھر ککے رہے وہ چوٹ پر لگائی چوٹ

سبکے حور چڑے ناز سے لگائی چوٹ  
نظر لڑی جو نظر سے تو دل پر آئی چوٹ  
لو نہ بنگئی مٹی جو دل پر آئی چوٹ  
بڑے دماغ سے مارا نظر سے جب مارا  
کسی کا طور پہ نکلا ہے ہاتھ پردے سے  
یہ دوڑد ہو پلڑا کپن کی یک قیامت ہے  
ابھی اٹھی نہ تھی نیچی نگاہ ظالم کی  
جو آئے حشر میں وہ سب کو مارتے آئے  
جو دل کا آئینہ مل سکے ہمنے صاف کیا  
کلف نہیں ہے نشان ہے یہ چاند ماری کا  
غش آ رہا ہے مجھے ذکر لستہ رانی سے  
رکینگے کیا کف گستاخ دست رنگین سے  
دل و جگر کو بتا کر وہ لوٹنا میرا  
مریض ہجر یہ سجھا جو چمکی سپرغ پہ برق  
اٹھے تڑپ کے اٹھے تو گرے گرے تو مرے

شب وصال کر گئی گرہ کشائی چوٹ جہان جہان میں گیا ساتھ ساتھ آئی چوٹ جو ہمنے دار کیا تجھنے کیوں بچائی چوٹ دکھاتی ہے اثر جذب کمر بانی چوٹ گر اگر ا کے مجھے چوٹ پر لگا ئی چوٹ بڑا ہی لطف رہا یہ گئی وہ آئی چوٹ	پڑ گئی آہ جو میری کہیں گے بند قبا گرا ہوں خلد سے لشکرا میں پہلے طور پہ بعد وہ جہانک جہانک کے لڑتے ہیں مجھے یہ کہ جو درد دل میں اٹھا انکی یاد کچھ آئی اٹھا اٹھا کے دل مضطرب نے دے ٹپکا نگاہ شوخ سے جسم نگاہ شوخ لڑی
---	---

لگائی اٹھنے جو شوکر تو جی اٹھا مائل  
نکلے جان پر آئی کچھ ایسی کمائی چوٹ

۶۵

۷

ردیف تاسے مثلشہ

آج سے تیسری جستجو ہر عبث آئینہ تیرے رو برو ہے عبث دل عبث دل کی آرزو ہے عبث زشت رو دیون میں خور و ہے عبث کب ترا جلوہ چار سو ہے عبث ہاتھ رمان زمینت گلو ہے عبث	۱۱	میں ہی مطلوب خود ہوں تو ہے عبث سادگی میں ہے لا کہ لا کہ بتاؤ مجھ کو دونوں سے کچھ مزانہ ملا باد۔ آب۔ آگ۔ خاک۔ گرد و روح طور و موسیٰ ہیں ذرہ ذرہ میں لپٹے ہیں خواب میں وہ دشمن سے
---	----	--

داہ مائل خودی میں ذکر انا و  
چپ رہو تم یہ گفتگو ہے عبث

۶۶

۱۰

ردیف جیم تازی

فرمائے تو چاندیہ مٹکا کہہ سے آج غش آگیا کسی کو دعا کے اثر سے آج دہی ہیں بھلیان بھی تمہاری نظر سے آج	۱۲	اپنے گھر سے آئے کہ دشمن کو گھر سے آج اٹھ جو میرے ہاتھ وہ دل تمام کر گے بیہنیاں ہیں انہیں مگر شوخیاں نہیں
---	----	--



<p>دل نے کہا ترپ کے جو وان نامہ برچلا          روتے ہیں پھوٹ پھوٹ کے وہ میری لاش          پہلو میں جو دھرا تھا وہ کل نذر کر چکا          شوخی پہ وان گھنٹہ بیان اضطراب پر          یہ کیا لگی انہیں کے جگر پر انہیں کی چوٹ          کیوں تم نے تیغ باندھ رکھی ہے ٹوہری</p>	<p>تو خطا میں رکھ کے باندھ بے جھوک کر سے آج          میت کو غسل دیتے ہیں آبِ گھر سے آج          پھر مانگتے ہولاًؤن میں دل کس گھر سے آج          دل کا مقابلہ ہے کسی کی نظر سے آج          یہیں ہیں وہ آپ ہی اپنی نظر سے آج          لپٹی ہوئی ہے لالہ پر کیوں کر سے آج</p>
--	--

۶۷	<p>ماٹل کو بھی تھے چڑھی کونسی دعا          ہوتے ہیں خود بخود جو اشارے ادھر سے آج</p>	۱۶
----	--	----

<p>دل جاتا ہے۔ دم جاتا ہے۔ وہ جاتے ہیں کمر آج          ہنگامہ ہے کچھ متصل روزن در آج          مضطرب ہوں اور ہر مین وہ تڑپتے ہیں اور آج          انگڑائی کی شوخی بھی نزاکت کا ہے اظہار          مین منع میں ہوں دور ہو تو تم پہ نہ چاہا ہے          مین شرمین روتا ہوں تو ہنستے ہیں گنگار          کہتا تھا جگر جان گئی حسان گئی کل          بخشش کی جو خواہش ہے گنگار بوزاہ          یہ آنکھ نہ تھی کل بھی لڑائی تھی کسی نے          ناکامی دل میں تیرے صدقے تیرے قربان          تو غیر کو جہانکے تو مرا سنھ نظر آئے          وہ روتے ہیں مین روتا ہوں دل روتا ہوں          کچھ کہنے کو مین بیٹھا ہوں کچھ سوچتے ہیں وہ</p>	<p>سے بیچ کی آفت کی مصیبت کی سحر آج          جھگڑائی تھرکتی ہوئی کافور کی نظر آج          دھند دیکھ کر روتا ہے دعاؤں کا اثر آج          وہ ہاتھ اٹھائے تو پچھلے گھر آج          رنگ رنگ سے نکلتا ہے مراد وہ جگر آج          دشمن ہے بنم کا مراد بیدہ تر آج          چلاتا ہے دل ہاے جگر ہاے جگر آج          بے دال لے چہرے پہ مراد میں تر آج          دل میں تو مرے چہرے گئی ظالم کی نظر آج          پہر آنکھ چڑھاتا ہے دعاؤں سے اثر آج          لگ جاتے تیرے دل میں مراد و زان آج          رخصت کی ہے کہ قیامت کی سحر آج          بہرے مرے الدھرے منھ میں اثر آج</p>
--	---

شرمائی ہوئی بات یہ گہرائی ہوئی سانس یہ صحن یہ جون یہ جوانی یہ اُمنگین	کل تک نہ رہے گو دین آجاؤ اگر آج دین اور مزاد مین تم آجاؤ اگر آج
--	--

۴۸	ہر حرف میں تاثیر ہے ہر لفظ میں تسخیر مائل مری باتوں سے چمکتا ہے اثر آج	۱۲
----	---	----

۴۹	میری طرح سے تو بھی رہے بقیر آج جاتا ہے سب کے خواب میں بے پردہ یار آج کیون پہنکتے ہو کہود کے میسا مزار آج اسکا سبب کہوں تو ابھی کہوے جاؤ گے لائینگی شب کو رنگ مری بقیر اریان سب کو بلا بلا کے دکھا صورت اے خدا جاتے ہی وہ گلی میں عدو کی جھٹک نہ دین اے دل خدا کا نام تو لے اس مرنے کیساتھ قابو میں آپکے ہو کمان بچکے جاؤ گے مجھے بگڑ گئے تو رقیبوں کی بنگائی جلسو نہیں خلو تو نہیں خیالو نہیں خواب میں	۵۰	ہو میرے دل کی آہ ترے دل کے پار آج کبخت ہے وہی جو رہا ہو شیار آج کس دن کا تم نکال رہے ہو غبار آج کل جو نگاہ شوخ تھی بے شرمسار آج لوٹگی صحن میں نگہ انتظار آج اُٹھتے ہیں قبر سے تیرے امیدوار آج دامن کے ساتھ ساتھ ہے میرا غبار آج وہ بت کہے کہ یوں ہی مجھے بھی پکار آج چلتا ہے ہر طرح سے مرا اختیار آج غیر و نہیں بٹ رہا ہے مرا اعتبار آج پہنچی کمان کمان نگہ انتظار آج
----	--	----	---

۴۹	مائل ہے پل صراط پہ چلنے کا جب مزا وہ بت کہے تو گو دین لیکر اُستار آج	۱۲
----	---	----

رولیف جیم فارسی			
۵۱	گہ جاتے ہیں پر آتے ہیں کچھ ہوٹا ہر کچھ سچ دل جاتا ہے وہ آتے ہیں کچھ ہوٹا ہر کچھ سچ دین کستا ہوں بیمار ہوں اور مڑتا ہوں قہر	۵۲	وہ ایسی قسم کھاتے ہیں کچھ ہوٹا ہر کچھ سچ کچھ کو تے ہیں کچھ بانے ہیں کچھ ہوٹا ہر کچھ سچ وہ سکے یہ فرماتے ہیں کچھ ہوٹا ہر کچھ سچ



موسمی سے وہ شرارتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج  
 پہر روتے ہوئے جاتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج  
 کس طرح وہ لیجاتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج  
 دشمن اسے سمجھاتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج  
 ہم ایسی سزا پاتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج  
 خطر بڑھے وہ فرماتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج  
 بہر وقت پہ شرارتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج  
 اور ہم اسے سمجھاتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج

گو نگٹ نہیں اٹھتا۔ نہیں اٹھتا۔ نہیں اٹھتا  
 تلوار سے بازار میں کرتے ہیں مجھے قتل  
 پہلو میں ہے دل لب پہ صد ہائے گیارہ  
 چھپتی ہے جو اخبار میں تعریف ہماری  
 خوگر جو ہوئے رنج کے تو رنج ہے راحت  
 میں نے جو لکھا تم ہو پری میں ہوں سلیمان  
 دیتے ہیں شب وصل زبان ٹھہریں ہمارے  
 داہرہ کو علمنا نہ سنا تے ہیں فرشتے

۱۹

آج اتے ہیں جب حضرت مائل کے وہ ہم میں  
 دل دیکے چلے جاتے ہیں کچھ جو ٹھہری کچھ بیج

۷۰

ردیف حاحطی

وہ ساز۔ ساز جو باتیں کرے زبان کی طرح  
 یہ لامکان پہ رہے سقف لامکان کی طرح  
 نظر ہے تیر کی صورت ہو بین کمان کی طرح  
 کرہ زمین کا پہرے سر پہ آسمان کی طرح  
 گرا ہے آنکھ سے بیمار نا توان کی طرح  
 کہ جہاں کے گلیا سر پا تو سے کمان کی طرح  
 رہیگا حد نظر بچے آسمان کی طرح  
 قیامت آہی گئی مرگ ناگمان کی طرح  
 نفس کے تار کو جنبش ہوئی زبان کی طرح  
 کھڑا ہوا ہے مرا نا لہ نردبان کی طرح

وہ تار۔ تار جو آواز دے فغان کی طرح  
 نہیں وہ آہ جو چاہا ہے آسمان کی طرح  
 تری طرح تیری تصویر کیلیتی ہے شکار  
 کروں جہان کو جو نالوں سے درہم و برہم  
 وہ دل جو سینہ میں تھا۔ ہے آج اشک کے ساتھ  
 ہم اس طرح سے چلے صید گاہ الفت میں  
 جلاے دل کو وہ کافر تو میرے دل کا دیوان  
 وہ اس ادا سے چلے پیش منکران جزا  
 ملا کے سینہ جو سینہ سے دل کا پوچھا حال  
 عجب نہیں ہے جو اہل زمین فلک پہ چڑھیں

<p>مناسنہ کے کیا تھا دم سحر راضی          کرینگے شکوہ نکیرین کا قیامت میں          جو دھوپ میں بھی چلون میں تو چہا نو ہی میں رہوں          پتا نہ اسکا ملا پھر ہا تو جس دل میں          بغل میں دل نہیں اک طا کر تجلی ہے          تڑپ تڑپ کے نہ آئٹھ نکا اے دل مضطر          ہمارے دل کے جو ارمان ہیں وہ سب ہیں چور          میں تیر کما کے تڑپتا ہوں کاتب اعمال</p>	<p>اذان کی آئی صدا مرگ ناگمان کی طرح          دہان گوہ سے نکلیں گے ہم بیان کی طرح          کھڑی ہے موت مرے سر پہ سا سبان کی طرح          تیرا مکان بھی غائب ہو لا مکان کی طرح          میں غفل طور پہ لٹکوں نکلا آشیان کی طرح          کبھی تو دانست میں آجا بیگازبان کی طرح          یہ جو بن آپکا لوٹینگے کاروان کی طرح          لٹک نہ جائیں مرے دوش پر کمان کی طرح</p>
--	--

<p>۷۱</p>	<p>وہ دن کی طرح سے شب کو جدا نہیں رہتے          لپٹ کے سوتے ہیں مائل سے جسم دجانی طرح</p>	<p>۱۸</p>
<p>روایف خاے مجھ</p>		

<p>۷۲</p>	<p>ہے سر سے قدم تک وہ بت ماہ نقاش          بوٹا سا جو قد تھا تو نگاہوں میں حیاتھی          اہلکسیلیون سے چلتی ہے جب چلتی ہے نظام          ملتا ہے مزا جھک کر دن کیون نہ تقاضا          وہ منہ میں یہ کہتا ہے بڑے میرے حیا او          ہو ساز کوئی یا مرا ٹوٹا ہوا دل ہو          منہ چو مونگا اسکا بھی تیرے منہ کی طرح میں          ملتے نہیں اعضا سے ترے حور کے اعضا          راضی ہو ہوا وصل کو وہ دل نے صدا دی          وہ کہتے ہیں میں جان حیا کان حیا ہوں</p>	<p>۷۳</p>
<p>دل شوخ نظر شوخ صدا شوخ ادا شوخ          جب بڑھنے لگی عمر تو وہ ہونے لگا شوخ          ہے تیری طرح تیرے محلہ کی ہوا شوخ          ہے اسکا غضب شوخ ستم شوخ جفا شوخ          میں دل میں یہ کہتا ہوں کہ ہو کان حیا شوخ          با جا وہی اچھا ہے کہ ہو جسکی صدا شوخ          نام اُمر کا بتا جسے تیرا نام رکھا شوخ          یہ خاک ہو یہ آبد۔ یہ آتش۔ یہ ہوا شوخ          لو مانگیا مانگیا مانگیا شوخ          میں کہتا ہوں اک نام ہیں ان سب کے سوا شوخ</p>		



<p>کانون میں تیرے اور چمکنے لگے موتی کیون یاد ہے کل خواب میں بے پردہ ہوا کو اُس بیت کے غضب میں بھی قیامت کی آواز تو دیتا ہے یہ یک اور تیرے چوتھین ہاتھ سوچو تو جوان ہوتے ہی کیا کیا نکرے گا گناہ بھی غضب کا ہے بتانا بھی غضب کا دم دیکے چلانا ز سے دل یکے ہر سال</p>	<p>ہاتو نہیں تیرے اور ہوا رنگِ حنا شوخ قریان گیا تم نہ تھے تمسا کوئی کھٹا شوخ غصے سے جو منہ لال ہوا اور ہوا شوخ میں تیری طرح سے تیرے کو چسے کے گدا شوخ دیکھو تو ابھی سے ہے وہ بت نامِ خدا شوخ ہر تان نہ کیوں جان لے اُسکا ہو گلا شوخ سفاک دغا باز اُڑا شوخ بڑا شوخ</p>
--	--

<p>جل جل کے عدد کتے ہر یون رشکے مارے معتوق جو مائل کو ملا بھی تو ملا شوخ</p>	<p>۷۲</p>
--	-----------

### ردیف دال مہملہ

<p>کب اُسے دیکھ کے خلقِ خدا میرے بعد دل کسی نے بھی کسی کو نہ دیا میرے بعد بول اُٹھو گے نہ رہا ناز اُٹھانے والا ایک دن بھی نہ مدد مہرِ شفق میں ڈوبے لو ہو امنتصب عشاق نصیبِ معشوق شوخیان ہاے مرے ساتھ ملین مٹی میں مر گیا میں تو اُسے لاش پہ لائے احباب دیکھ کر اسکو ازل ہی میں ہوا میں بیہوش دل وہ لیتا ہی نہیں ہاتھ میں ممدی ملکر جان نثار و نہیں دل افکار و نہیں غنچہ و نہیں اے مری جان گرہ بیکے لگی ہے مری جان</p>	<p>۷۳ خواب میں بھی وہ کسی کے نہ گیا میرے بعد کہ وفا سے ہر خفا اہل وفا میرے بعد تم مجھے یاد کرو گے بجز ان میرے بعد گورے ہاتو نہیں لگائی نہ حنا میرے بعد صبر آموز ہوئی خصلتِ خدا میرے بعد بت گیا سر سے قدم تک وہ حیا میرے بعد ہاتھ آئی ہے مرے دکھ کی دوا میرے بعد لطف دیدار کا موسیٰ کو ملا میرے بعد چوری کرتا ہی نہیں دزدِ حنا میرے بعد اُس پری کو کوئی مجھسا نہ ملا میرے بعد کوئی کہوئے نہ تیرے بندِ قبا میرے بعد</p>
---	---

نہ کہیں چاند سا چہرا جو غبار آلودہ  
لال منہ کر کے دکھاتے لبِ یلین وہ کسے  
کون کو لیگا یہ مویاف تیرے گیو کا  
حوصلہ جو رکشی کا جو کسی میں نہ رہا

قبر پر آپ کے ندیوں خاک آڑا میرے بعد  
پان کارنگ نہ ہو ٹونچہ جا میرے بعد  
کسے سر جانیگی زلفوں کی بلا میرے بعد  
واپس افلاک کو دی اُس نے جفا میرے بعد

۷۳

کیون نہ اترا سے مری لاش کفن کے اندر  
مائل اُس بت نے مرا نام لیا میرے بعد

۱۶

مکانِ خدا ہے مکانِ محمد ﷺ  
خدا کا بیان ہے بیانِ محمد ﷺ  
محمد مرا کون جانِ خمدائی  
مبارک ہو زاہد تجھے فرشِ مسجد  
جو لین سانسِ جل جائے ساری خدائی  
پچھتے ہیں توحید کے چاند تارے  
سیحاک کی ہے دڑپو تھے فلک تک  
سنو سنکے سجدہ پہ سجدہ کرو تم  
وہ کہ وہ اصحاب وہ روزِ ہجرت  
خدا کی زبان میرے منہ میں نہیں ہو  
وہ معراج کی شب وہ دعوتِ مرے کی  
قیامت کے جھگڑے سے ہکو غرض کیا  
حسینِ وحش کے مینِ قربان جاؤں  
محمد سے وصفِ خدا سن چکے ہم  
خدا کو نہ کر قید تو لا مکانِ مین

نشانِ خدا ہے نشانِ محمد ﷺ  
خدا کی زبان ہے زبانِ محمد ﷺ  
خدا ہے مرا کون جانِ محمد ﷺ  
مرا سر ہو اور آستانِ محمد ﷺ  
وہ ہیں دل جلے عاشقانِ محمد ﷺ  
سرِ عرض ہو آسمانِ محمد ﷺ  
ہیں ساتون فلک زبانِ محمد ﷺ  
کہے گر کوئی داستانِ محمد ﷺ  
مدینے چلا کاروانِ محمد ﷺ  
بیانِ پھر ہو کس طرح شانِ محمد ﷺ  
خدا آپ تھا منیرِ بانِ محمد ﷺ  
اتھی سنا داستانِ محمد ﷺ  
یہ قلبِ محمد وہ حبانِ محمد ﷺ  
خدا سے سینگے بیانِ محمد ﷺ  
کہ ہے لامکان پر مکانِ محمد ﷺ



۷۲

خبردار مائل کو کافر نہ کہتا  
وہ ہے خدام خدا مان محمد

۲۰

دل یکے میں چلا سو دربار نقش بند  
تم بھگو بیچ لو سر بازار نقش بند  
بے جام و بادہ مست ہیں میواری نقش بند  
دیوار لامکان کی ہے دیواری نقش بند  
خورشید ایک سکہ بازار نقش بند  
الہ کیا کریم ہے سرکار نقش بند  
جس روز سے کہ گرم ہے بازار نقش بند  
ہے جلوہ ریز قلب پُر انوار نقش بند  
یوسف کو لین نہ مول خریدار نقش بند  
سورخ دل ہے روزن دیوار نقش بند  
مرمر کے زندہ ہوتے ہیں بیمار نقش بند  
وہ چیز کیا ہے جببہ و دستار نقش بند  
بیٹھا ہوں زیر سایہ دیوار نقش بند  
ہے میرا ابدال گل گلزار نقش بند  
محشر میں دل بکشتے خریدار نقش بند  
آئینہ جمیل ہے خسار نقش بند  
ہے کون زیر جببہ دستار نقش بند  
پیدا ہیں ذرہ ذرہ سے آثار نقش بند  
اک اور نام - یارب طرح دار نقش بند

بیٹھے جو نذر لینے کو سرکار نقش بند  
میں نقش بند پونھا اک ادنی غلام ہوں  
توحید کی شراب کے متواسے نشہ باز  
لاہوت جب کا نام ہے وہ گہر ہے آپکا  
کوڑی سے کچھ زیادہ نہیں شتری کی قدر  
بیخود ہوئے تو ساری خطائیں جو عین معاف  
عشاق کے دلونکا بہت مول بڑ گیا  
پھیلے نہ کیوں خلیفہ اول کی روشنی  
انکا دماغ اور ہے انکی نگاہ اور  
جہانکو یہاں سے تو نظر آئے جمال پاک  
ہر موت ایک سانس میں اک سانس میں حیات  
کتاب ہے قبلہ کعبہ جسے کعبہ کا خلاف  
خورشید حشر سے یہ کون منہ چھپا کے جاے  
آتی ہے جگہ رنگ سے وحدت کی بوی خوش  
دست خدا ہے سینہ پہ خواجہ کے سانسے  
الہ کا جمال اسی میں ہے جلوہ گر  
خواجہ بہادر دین میں آئی کہ تو ہے خود  
جس شے پہ آنکھ ڈالیے الہ کا نقش ہے  
اسماے کبریا میں ہوا آج سے شریک

۷۵

آغا کے در پہ بیٹھا ہے مائل جبکے سر  
آفت زدہ - غریب گنہگار نقش بند

### روایف ذال معجمہ

وہ بت پری ہے نکالین نہ بال و پر تعویذ  
وہ ہم نہیں جو ہون دیوانے ایسے کاموں سے  
اٹھ گیا پھر نہ کلیجے میں بیٹھا بیٹھا درد  
کہان وہ لوگ کہ جنکے عمل کا شہرہ تھا  
پلا یا سانپ کو پانی جو من نکال لیا  
وہاں گیا جو کوئی دل ہی ہو لکڑیا  
پس فنا بھی محبت کا سلسلہ نہ سٹا  
یہ بھی ہے کہ نہ مڑے ڈرین فرشتوں سے  
یہ کیا کہ زلف میں رکھا ہے باند بکرا دل  
جو چاند سے ہین بدن ہین وہ چاند تارین

۱۸  
۱۹

ہین دونوں بازو پہ اسکے ادھر ادھر تعویذ  
کے پلاتے ہو پانی میں گھول کر تعویذ  
اگر مکے مرے دل پر تری نظر تعویذ  
کچھ اس زمانے میں رکھتا نہیں اثر تعویذ  
نہانے بیٹھے ہین چوٹی سے گھول کر تعویذ  
رکے ہین گار کے اُسے ادھر ادھر تعویذ  
تیرے گلے میں ہے ادھر میری قبر پر تعویذ  
بنا کے قبر بناتے ہین قبر پر تعویذ  
اسے ہی گھول کے پی جاؤ جانکر تعویذ  
گلو نین ہر کلین - ہیکل کے تاکر تعویذ

۷۶

۱۹

ہوے ہین حضرت مائل بھی دل میں اب قائل  
کچھ ایسا لکھتی ہے ایہ جان تری نظر تعویذ

### روایف رائے معلومہ

بلینے ہو ٹھٹھ جب اُنکے اٹھینگے زندہ ہم ہو کر  
نہ ہم مرتے نہ ہم فریاد کرتے دُہری آفت ہو  
سکھاسے لاکہ گرد شمن وہ میرا دل نہ بھرنے  
اُسی سرخرو کر دونوں شرما تے ہین ملنے کو  
جگھ سینے میں اراما نو نکو دی تھی ہینے چن چنکر

۱۹  
۱۸

صدائے تم باذنی جسم میں آئیگی دم ہو کر  
کہ سینے میں ہمارے نالہ کرکھاتا ہے دم ہو کر  
ہوا ہے لین دین اُنکے مرے قول قسم ہو کر  
وہاں شمشیر جبکے کر یاں تسلیم خم ہو کر  
یہ پہر کیوں بڑھ گئے داخل ہوے تے پہلے کم ہو کر



نئے فتنے اُٹھاتی ہے زمین چرخِ ستم ہو کر  
 لپٹ جاؤنگا تیسے گیو و نکا چچ و خم ہو کر  
 کہ ہر اک ذرہ کتنا ہے انابیتِ الصنم ہو کر  
 غرض یہ ہے کہ کئے لحظے ہوئے بھیر ستم ہو کر  
 قیامت میں فرشتوں پر گرے بیتاب ہو کر  
 بہا ہے شوقِ جودِ دل میں نکلیا گیا دم ہو کر  
 کہیں نکلا بد بیضا کہیں نکلا صنم ہو کر  
 تیری راہِ تجسس میں چلیگا سر قدم ہو کر  
 کہ ہر اک فتنہ اُٹھا شوخیِ نقشِ قدم ہو کر  
 یہی کافرِ خدا کے گہر میں بھی نکلا صنم ہو کر  
 اتنی کیلئے رو کون کہ دل جاتا ہے غم ہو کر  
 تو ہر اک شعلہ گل ہو جائیگا رشکِ ارم ہو کر  
 خدا کا حکم آیا خاک کے پتلے میں دم ہو کر

ملا ہے خاک میں کون آج اک ہنگامِ سیرِ پاہ  
 نہ چوڑو نگا تمہیں جب تک نہ لو نگا بوسہ عارض  
 یہ کس خورشید کا پر تو ہے میرا عنصرِ خاکی  
 گہری تو دیکھ لیجئے آپ کیوں بے فکر بیٹھے ہین  
 خدا جانے خدا کے آگے دلمین کس نے چٹکی لی  
 نہ لپٹو وصل کی شب تم کہ شادی مرگ کا ڈر ہے  
 یہی دل دستِ موسیٰ میں یہی دل دستِ آذین  
 بڑ ہو نگا کعبہ مقصود کو کرتا ہوا سجدے  
 قیامت پس گئی وہ اس ادا سے حشر میں آئے  
 جو دیکھا میں نے دلمین عشق ہی معشوق تھا میر  
 اگر نکلے زہے قسمت جو رہا ہے خوش طالع  
 اگر نام محمدؐ ہو نگا جلتے جلتے دوزخ میں  
 ہماری زندگانی لفظا کن کا ایک کرشمہ ہے

۲۶

بلا تے ہو کمان تم جاؤ مائل اپنا رستہ لو  
 جوابِ صاف شکر بیٹھے ہین آزرہ ہم ہو کر

۷۷

دکھایا ہے کچھ رنگ صورت بد لکر  
 زمین گر پڑی آسمان تک اُچل کر  
 لپٹجا تو اے دل بیل سے محل کر  
 اگل دیگی یونس کو مچھلی نکل کر  
 ابھی گہر سے نکلے ہین وہ عطر مل کر  
 کہ بے چادر آتی ہین حورین نکل کر

گیا طور پر کب وہ دل سے مچلکر  
 جو تڑپے تیرے خاک کروٹ بد لکر  
 وہ محض سے اُٹھتے ہین زانو بد لکر  
 نخل آئیگا زلف سے دل مچلکر  
 اُڑا لا تو رستے سے اے شوق اُنکو  
 گئے حضرت عشق کیا خلد میں بھی

ذرا سنہ پہ سنہ رکھ کے پوچھو کہوں گا  
 وہ کس ناز سے چلتے ہیں دیکھا ایدل  
 تیرے عکس نے بھی تو آتش لگا دی  
 کہا دور سے انکی خلخال نے قم  
 دم قتل کی اپنے قاتل کی تعظیم  
 وہ بد بخت ہوں جب مرا نام آیا  
 مری آرزو نے مجھے مار ڈالا  
 یہ کس شوخ نے تیر چلمن سے مارا  
 نظر ہے دوپٹے کی جو بن پرانکے  
 سر طور موسیٰ نے جب آنکھ کھولی  
 یہ فرمائے ہے کہاں کا ارادہ  
 مری روح کی مجھ سے الفت تو دیکھو  
 دم خست اسطرح بہرتا ہوں آہرین  
 عدو کا جو دھیان آیا دل میں لگی آگ  
 مجھے فوج کرنے وہ آئے ہیں اے دل  
 شفق پہولی گردون پہ خورشید ڈوبا  
 مجھے یاد ہے دیکھ کر انکو آتے  
 اگر داغ دل سے مری حسرت اُبھرے  
 وہ ست آیا آنکھو تمین جب لڑا کھڑا تا

سنبھالا ابھی تو لیا ہے سنبھل کر  
 کمر سے لپٹ جا بغل سے نکل کر  
 کہیں آئینہ بھ نہ جاے پگھل کر  
 میں رستے میں بیٹھا لحد سے نکل کر  
 اٹھے ہم تر پکر گر خوان اُچھل کر  
 لکھا لوح محفوظ پر خط بدل کر  
 اجل بنگئی دل سے حسرت نکل کر  
 گرا دل کیلئے پو دو ہاتھ اُپھل کر  
 کہ ہر بار آتا ہے سینہ پہ ڈہل کر  
 کہا لکھتے ہیں نے ہان ہان سنبھل کر  
 مجھے دیکھتے کیوں ہوزا تو بدل کر  
 سرانے کھڑی ہے بدن سے نکل کر  
 وہ دل تھام لیتے ہیں زانو بدل کر  
 ہوا خاک شیشہ میں شیطاں جل کر  
 چہری چہین تو لے بغل سے نکل کر  
 اُگلتا ہے یہ لعل موتی نکل کر  
 وہ اٹھنا پڑک کر وہ گرنا سنبھل کر  
 کرو ایسے سکھ کو سلپٹ مسل کر  
 نگاہیں پکاریں سنبھل کر سنبھل کر

یقین ہے کہ مائل نہ کھائے گا دھوکا  
 پکارو تو آواز اپنی یہ ل کر ۛ



۴۷

خلیل آئے تیرا گلستان میں جلکہ  
 برابر ہے وحدت سے کثرت نکل کر  
 اٹھوں سوز دل سے جو محشر میں جلکہ  
 اگر قم کہیں سوے مدفن وہ جلکہ  
 قیامت کا یہی دن ہے اک کھیل انکو  
 مزا ہو جو محرم سے محرم کو جہانکے  
 مرادل غضب ہے ستم ہے بلا ہے  
 ابھی میں تو صیتا ہوں جھوٹو نکلے صدقے  
 شہید و نئے کیا سن لیا ذکر تیرا  
 وہ مجھ سے جو لپٹا مرادل پکارا  
 پڑے گا نہ چکر یہ سکرین ہین سیدھی  
 دکھا کر تیری زلف کتا ہے یہ دل  
 قیامت جو گری تیری رہ گزر سے  
 جو وہ نزع میں آئے صدقے ہوا میں  
 کہا میں نے کر زنج وہ ہنسکے بوئے  
 جو چاہا کہ ساتھ انکے یوسف کو تو لون  
 کیا پڑے شیشہ پہ ساتی نے کیا دم  
 دم گفتگو پا۔ ی بوسی نہ چھوٹی  
 ذرا مجھ کو محشر میں چھڑے تو دوزخ  
 گرا اس طرح جھکوا سے نا توانی  
 تیرے حسن نے اس طرح گد گدایا

اگر آگ میں پھینکے غرود جلکہ  
 گری آپ اپنے ہی اوپر ابل کر  
 جہنم کو بھی میں نہ اگلون نکل کر  
 دہن جو م لوٹکا احد سے نکل کر  
 وہ محشر کو نیتے سکھاتے ہین چل کر  
 کہ سینہ پہ بیٹھا ہے جو بن نکل کر  
 جلاؤ نہ تم جن بنے گا یہ جل کر  
 وہ روتے ہین کیون اس قدر ہاتھ مل کر  
 ترپتی ہین جنت سے حورین نکل کر  
 انہیں چھوڑ کر تو مجھے ہم بغل کر  
 تم آنکھو نین آؤ نکا ہوں پہ چپل کر  
 وہاں جائینگے ہم بغل سے نکل کر  
 چلی خاک رستے کی چہرے پہ مل کر  
 پہرا گروا نکلے مراد م نکل کر  
 پکڑ لیگا دامن تیرا خون اُچھل کر  
 ترا زوہنیں دونوں آنکھیں نکل کر  
 پری نیکی دخت رز شب کو جلکہ  
 گرا انکے قدموں پہ مطلب نکل کر  
 بھما دو نکا بیکر جلا دون کا جلکہ  
 وہ دوڑیں یہ کہہ کر کہ اٹھنا سنس کر  
 کہ آئینہ سے گر پڑا عکس اچھل کر

وہ سوتے ہیں لیکر مرے دل کو مائل  
بغل ہی میں پہنچا بغل سے نکل کر

مری جان تصور میں آنا سنہل کر  
ترپتا ہے دل آج صورت بد لکر  
فرشتہ بھی ساقی جو یان آئے چل کر  
نظر جب پڑی دل پہ بوسے وہ جکر  
یہی کہتی ہے اُنکی آنکھوں کی شوخی  
گرے پیکے می جب مری گود میں وہ  
لگاتا ہے عشق آگ دو نون جہان میں  
مرے دل کو پہلو میں اپنے دباے  
دمِ رخصت ایسا پڑ ہو نگا عمل میں  
مدد عشق کی ہو تو مانسہ موسیٰ  
نکیرین کو پاس آتے جو دیکھا  
پڑ کر کرکما عکس نے انے ایجان  
مصور بھی تھا شوخ نقشہ وہ کنپیا  
بہت تیز دوڑینگے نالو نکلے گھوڑے  
نہ راضی ہوے شب کو وہ روشنی میں  
وہ مٹھی میں کیا ہے اگر دل نہیں ہے  
تجھے کچھ ہے معلوم یہ عکس کیا ہے  
مری جان انگلیا ذرا کسے باندھو  
حیا قتل کرنے کو تھی وصل کی شب

۴۴

سُڑک صاف ہو کر پڑو گے پس کر  
یہ پہلو میں پارہ بنا ہے پگل کر  
بیڑمی بنا روغن قسا زل کر  
مرا حُسن یان آگیا کیون اُبل کر  
کہ ناچینگے دو پتلیاں اب نکل کر  
حیا نے صدا دی کہ ہاں ہاں سنہل کر  
جہنم کو آیا ہے شاید نکل کر  
سیحایہ انجیل زیب بغل کر  
پٹ جائینگے وہ بھی زانو بدل کر  
بنا دوں سُڑک میں ہی دریا پہ چل کر  
میں جنت کو بہاگا لحد سے نکل کر  
ذرا ہاتھ پیلا مجھے ہم بغل کر  
دو پٹا کچھ آیا ہے سینہ پہ ڈھل کر  
ذرا دل کی گہی میں بیٹو سنبھل کر  
بجایا چراغون کو میں نے بھی جل کر  
ابھی تو گرا تھا بغل سے نکل کر  
گرا آئندہ پر تیرا حُسن اُبل کر  
کہیں بہاگ جاے نہ جو بن نکل کر  
ہوئی دریاں اُنکی شوخی مچل کر



گیا دان ہی میں بھیس اپنا دل  
ذرا اور چمک کر اسے ہم بھل کر  
تصدق ہوئیں دونوں آنکھیں بھل کر  
پڑا ہے مرا خون چہرے پہ مل کر  
کمان جاے وحدت سے کثرت بھلا  
وہ ہٹ جاتا بڑا ہر وہ تمنا چل کر  
جوان ہو گئی بہر وہ کروٹ پہل کر  
مرے ساتھ کیل آئندہ سے بھل کر  
ترک کر پڑ کر سب سے بھل کر

وہ چٹا ہے چپ کر بہت لاسکا نہیں  
مرے دل کا ایجان نہنا ساق ہے  
وہ آئے پرین گرد میری نگاہیں  
شہید زمین خنجر کا بھی نام لکھو  
جو ہر شے کو دیکھا محیط اسکے تو ہے  
نراکت کے صدقے شرارت کے قربان  
زلیخا کی پیری کا کس بل تو دیکھو  
ابھی سن ہے کم عکس سے کہہ رہیں  
اگر وہ سنیں تو کہوں میں کچھ آنے

بھینک کر فن سکر اتے ہو مائل

۱۵۵

کمان جاتے ہو آن کپڑے پہ لکھ

۸۰

پری شیشہ میں ناچیکی تو ساغر دست مہمان پر  
دھوان اُس کا پریشان ہو کے بہت بجاؤ نہ لگ  
نقابوں پر نقابیں پڑ رہی ہیں دی جانان پر  
سینل کرانور کو کوئی گرتا بھی ہے مہمان پر  
نکاح میں عاشق کو کوئی جی میں روے جانان پر  
ایسے اوٹے ایسے اسکا چمکے کے دامان پر  
یہ تو بہت سچی ہے دروازہ شہر خمرستان پر  
وہ صدق اپنے مہمان پرین صدق اپنے مہمان پر  
وہ اپنا بوجھ اٹھا کر ڈال دینا اپنے نیان پر  
پر ونگو کو لکھ سائے کیا شمع شہستان پر

وہ بیٹے ہیں بغل میں ابر آیا ہے گلستان پر  
زلیخا آہ کر کچھ تو دوسف پر پڑے سایہ  
سبر بانا چہرے پر کئی ٹوٹے بین نگا ہون کے  
اٹھے جب نشہ میں ہم لڑا کرتے ہنکے وہ بوئے  
بچہ نظارہ بازی بھی تماشا رقص بسمل کا  
قبائے یار سے رورو کے ایل آنکھ کیوں پوچھو  
چلے ہیں دفن ہم ہو نیکو ب چلا کے روتے ہیں  
غلیل اللہ کے گہ آئے مسافر یان وہ چاند آیا  
شب دی وہ نہ آنا پھر مڑے کا عذر کر جانا  
پتنگوں نے جو دیکھا باؤتند آتی ہے گل کرنے

چلی ہر توجہ کسی دین ہی کٹ کٹے کرتے ہیں  
یہ وہ ہے طرف جبین آگ ہی جہاں وہ ہوا  
زبان کو خوشی وعدہ خلسائی کہ گدائی ہے  
کہ ہر سجدہ کروں یا رب تجھے میں یہ بھی دن آیا

آنکھیں غم پہ غم ایسا پر امیدار مان پر  
اُدھر بھینک چلے رکھ دو مراد لیکے قلیان پر  
شے دیتی ہے انکی ہاں نہیں برا نہیں ہاں  
وہ اپنی آستین رکھے ہیں میری چشم گریان پر

۸۱

جو وہ ملے رکا آنکھیں تو مائل کبھی گھر میں  
قریب آتے ہی تھوڑی خاک اڑا دی آنکھ دیران پر

۲۱

پڑا ہوا وصل میں پردے پر داروی جانان پر  
نہیں ممکن کہ غالب بیگنہ ہوں اہل عصیان پر  
زلیخا جانا کہ اسے عشق اک بوسہ اگر مانگے  
نہ اتنی نترانی ہے کہ اسے شمع ایمن تو  
تمہارے ساتھ ہی ناچینگے پیراہن کے گل بوٹے  
بغل میں تیلیوں نے ہاتھ دے دیکر اٹھایا ہے  
مزا آتا ہے کیا کیا بخشنے دے کو محشر میں  
لو لیکر تیرے کشتہ نکار خسار نہ ملتی ہے  
تمہیں کہہ دو کہ دل کیا چیز ہے ہوئے ہوئے ہیں ہم  
ستار چھوٹے ناخوب نکو۔ یہ عادت ہے بچپن سے  
جوانی میں کہ لگا لگا حال پیاری پیاری آنکھوں کا  
وہ ہولی میں جو آئین عاشقانہ کیل کیلے  
قیامت قریب ایہ خضر کب تک دشت پیمائی  
وہ لینگے بوسے لب نشان رہ جائینگے باقی  
جوان ہو کر سما جائینگے وہ ہم میں تو ہم ان میں

کہ پہلے منہ پہ دامن رکھ لیا پہر ہاتھ دامن پر  
ہوٹکا حشر میں پانگ بنگر دست میزبان پر  
رکھے خسار یوسف روزن دیوار زندان پر  
ہماری بھی نگاہیں پڑ چکی ہیں ساق جانان پر  
کھڑی ہیں قص کر تیکو یہ ہریان دور دامن پر  
نگہ گر گر پڑی چڑھنے لگی جب باہم جانان پر  
قدار حمت پہ میں حمت قد لہو میرے عصیان پر  
ہوا غارے کا ہو کا حور کو خون شہیدان پر  
یہ گلہ کہ کئی دن سے دہرا ہوا طاق نسیان پر  
اٹھا کر بھینک دو مٹکا خلد میں حور و نکو غلمان پر  
کہ خط کے لکے سے پہلے ہی نہیں کہیں ہیں عین  
کہ بچکاری سے دلی رنگ ہو ڈالینگے مہمان پر  
نازین پڑھئے سجادہ بچا کر آب جیوان پر  
کرینگے ہم بھی مینا کاریاں بغل بدخشان پر  
کہ لگا حال اپنا رنگ بنگر روی جانان پر



چھپر کھٹ پر بلا لینا انگوٹھا پر دکھا دینا  
 مہ کامل نقاب انکی جبین پر شب کو باندھ لگا  
 سنا فی آیت لا تقنطوا شاید رقیبوں نے  
 چمکا ہے جو بنوں میں نور چہرے سے چمکتا ہے  
 مزے یارب اڑھاتے خوب ہم راتوں کو غلوں میں  
 پھرک جانا وہ انکا آپ ہی اپنی نہیں ہاں پر  
 سمٹ کر آرہیگی چاندنی رخسار تاباں پر  
 کہ وہ کل سے بہت اترارہے ہیں انچراماں پر  
 غضب کا رنگ دروغن ہے جو انی ترے سالماں پر  
 فرشتوں کی حکم جو رین جو ہوتین دوش انسان پر

۸۲  
 لحد نم ہے کفن نم ہے مرالاشہ ہے نم مائل  
 برستی ہے خدا کی اتنی رحمت میرے عصیان پر  
 ۲۰

مزے آڑاؤنگا انداز گفتگو ہو کر  
 بنا چکا ہے مجھے عکس شخص تو ہو کر  
 حضور درجہ کی تو شوخیان دیکھو  
 جو ہر طرف سے وہی ہے ادھر کچھ اور نہیں  
 غضب یہ ہے کہ حیا مقتضی نہیں ہوتی  
 وہ اور وصل کا اقرار کیوں نہ اتر اؤں  
 برا ہو دل کا جو انی میں خون رُلانا ہے  
 مجھے جو حرکت جی اُٹھیں ابھی مردے  
 نگاہ لائی ہے پیغام یار چلمن سے  
 مری نظر ترے عارض کو پیار کرتی ہے  
 زبان دین وہ رقیبوں کو یہ مجال نہیں  
 بنا کے برق نکالو نکالو انکو بردے سے  
 دے شرب میں غوطے عرس کو رندوں نے  
 وہ سنہ جو دیکھ رہے ہیں اُٹھے ہیں نکس کے ہاتھ  
 رہونگا ہونٹہ پہ پوسہ کی آرزو ہو کر  
 نہ کیوں ہوش جیت آئینہ رو برو ہو کر  
 کہ دوڑتا ہے مے جسم میں لہو ہو کر  
 لحد میں دیکھا ہے سو باقرب کہ رو ہو کر  
 وہ دل میں آتے ہیں دشمن کی آرزو ہو کر  
 مزے کی بات نیکل آئی گفتگو ہو کر  
 ٹپک رہی ہیں انگلیں مری لہو ہو کر  
 کہ صور میں ہوں ترانہ کہ گلو ہو کر  
 وہ بات ٹھہری ہے دے میں گفتگو ہو کر  
 اڑا رہی ہے مزے گیسوؤں کی بو ہو کر  
 نگاہ بان ہونگا میں گفتگو ہو کر  
 غضب میں لاؤنگا موسیٰ کی گفتگو ہو کر  
 وہ غرق ہو گیا درد تو سب ہو کر  
 دعائیں آئندہ دیتا ہے رو برو ہو کر

چھپے مین مجھ مین دو عالم کی آرزو ہو کر  
مرے گلے سے لپٹ جا کر گلو ہو کر  
مسکائی نہ دم وصل تنگ تو ہو کر  
بدن سے جان نکالتی ہے خبر ہو کر  
کھلیگی عین جوانی مین رنگ رو ہو کر

نہ بانٹ لین کین ب لوگ کانکر مجھ کو  
یہ رات وصل کی ہے سچ مین یہ تکیہ کین  
نظر تو شب کو لگاتا رہا مین اسے محرم  
کٹری مین فرخ مین تو مین بلا مین لینے کو  
رکھی ہوئی ہے شرارت جو انکی آنکھوں مین

۱۹

پانچے مجھے وہ مائل رُا کے آنکھ سے آنکھ  
پیام صلح کا بیجا ہے جنگ جو ہو کر

۸۳

بدن سے جان نکل آئی گفتگو ہو کر  
چھپا ہوا ہے نگاہوں سے رو برو ہو کر  
زبان چوسنے انداز گفتگو ہو کر  
کہ صورت بند ہوا سر در گلے ہو کر  
مجھے نکال نہ سے خانہ جنگ تو ہو کر  
رگوئیں کھیلتا پرتا سے وہ لہو ہو کر  
لٹک گیا تیری زلف دراز مو ہو کر  
بلا مین یار کی لون تیرے رو برو ہو کر  
صراحی و خم و پیمانہ و سیو ہو کر  
بلا مین کیون مری لیتے ہو جیسے جو ہو کر  
ہماری لاش پڑھتی ہے قبیلہ رو ہو کر  
مرے ہی سینہ مین رہا اسنگ تو ہو کر  
دہان گور سے نکلا ہوں گفتگو ہو کر  
زمانہ رنگ بدست مرا لہو ہو کر

مزان فرخ مین پوچھا جو رو برو ہو کر  
رہا وہ دور قریب رگ گلو ہو کر  
جودہ عدہ کرتے مین وہ جی یہ چاہتا ہے مرا  
سیاہ کاری عالم سے حشر ہے موقوف  
حیا سے چشم بکاری نظر ہو شوخ ہوئی  
کبھی نہ پرا زخم سے کبھی ہمارا دکا  
پہنچے کان کے نزدیک رک گیا مارا  
خطا معاف ہو یارب یہ حقوق کتنا ہے  
مزنے اُڑاتی ہے مٹی بھی مجھ قہج کش کی  
دھمک تو کیا ہے جو ہو درد مسرت چھوڑو لگا  
گلا گلا کر اسلام کا ادب نہ مٹا  
شب وصال بھی اسے درد دل نہ چوڑھے  
دم سوال کر کو نکانہ روز محشر بھی  
فلک کے چور پہ غصہ مجھے اگر آتا



چلون وہ چال کہ تو بھی مجھے نہ پہچانے  
وہ میرے جسم میں پتلی کی طرح پرتے ہیں  
یہ کون سے گویا آتری ہوئی حسا تیری  
شبِ فراق جو زندانے اس خیال وصال

بجھی سے بات کروں تیری گفتگو ہو کر  
بنا ہوں میں ہمہ تن چشمِ رو برد ہو کر  
کہ جھٹے ہو گئے حوروں میں آبرو ہو کر  
مجھے جگادے زلیخا کا خواب تو ہو کر

برکتے پان کھلا یا جنابِ مائل کو

۱۲

اکثر تے پرتے ہیں یار و ہمین سرخرو ہو کر

۸۲

اواسے دیکھا جو سدا کر کھنکی گیا میں قدم بڑھا کر  
اٹھا مجھے نکلانہ سنگا کر تو کہہ سے زانو پر سر اٹھا کر  
یہ طمان لی تھی نظر لڑا کر مزے ادا دھا کھنکی لاکر  
نفیہ حسین تیری سن چکے ہم تجھے ہوتا صبح ہوا کیون  
ہمیں ہے لینے میں کچھ بُرائی قبول ہو دل جو درخانی  
موتے محبت سے واقف اکثر نہ کھنکے دیتے ہمیں میں باہر  
براق کیا تھا وہ اک نظر تھی کہ میں تک آسان گدڑی  
پارستی کچھ اور ہوگی۔ یہ تند رستی کچھ اور ہوگی  
خدا کو بہہ رہنے یہ صہ اوی کہ بت یہ دل لیچا اتمی  
خکین سے گدے کے گڑا کیا۔ کہ خاک کا جو نظر چہا  
یہ زندانی ہوئی ہوا ہو۔ سرور کا لطف بھی سوا ہو  
نئی ہو شوخی نئی ادا ہو۔ نیا ہے گوشت نئی حیا ہو  
یہ کیا کیا تو میں جو جنبش یہ کیا یہ کیا چال میں ہے کر

بغل میں دلو چھپا چھپا کر نظر کی چوٹیں بجا جا کر  
گمان چلا یا نہ تھو دکا کر کہ سر جلا ہا سے دوش اڑا کر  
وہ جان لیتے ہیں دلیہ آ کر غضب میں آیا ہوں ل  
جو انی کہ ہے ابھی تو عالم کر نیٹے تو یہ مزے اڑا کر  
مضموریہ جی میں کیا سالی گمان چلے آپ نہ دکا کر  
اوپر زہ چھین ادھر میں مضطر پڑی رہتی ہیں ل لکھ کر  
بچھو نہ میں اپنے پانی گرمی نہ لکھ چاکر زمین پا کر  
کچھ کوئی پستی کچھ اور ہوگی۔ وہ لین چاکر لائی ہاتھ اٹھا کر  
ہوا وہ بدنام حشر میں ہی پڑا کر اگر چھپا چھپا کر  
اتنی دل جو نہ بتے ہیں کسا وہ پہر تو میں جو سر کا  
بچھ بلا لین تو کچھ مزہ ہو۔ چلے میں سوٹ وہ پانی پلا کر  
خدا کے دہ سانسے کھرا ہو ہمارے اس نہ تھو چاکر  
یہ کیا یہ کیا پانو میں ہے لغزش کمانے آتی ہوئی پلا

کھو تو مائل یہ کُن کیا ہے۔ نہ وہ تم ہے نہ وہ جفا ہے

۱۹

مگر سر اٹکا جبکہ ہوا ہے۔ تھکے وہ شاید ستا سا کر

۸۵

تو کس کا بندہ ہوا ہے برہمن نہ سہرہ بکا بکدیر چلا کر  
 دلوں کو چھینکے رفتہ رفتہ سہو نے آنکھیں لڑا کر  
 بری بلا ہو شیب جدائی نصیب آتی ہر نیند جا کر  
 نہیں کو دود ہے یہ دل ہمارا اگر آپہ پہلو سے تھلا کر  
 جو پوچھنا ہو کلیم پوچھو ادب سے آہستہ سر جھکا کر  
 شریر اسکی نظر ہے ایسی رلا رہی ہے جلا جلا کر  
 جو ایک کو خاک میں ملایا اٹھایا پیر دو سیر کا خاک  
 عجیب ہر بات کا قرینہ غریب ہر کام کا طریقہ  
 بتو مکی غفلت میں بھی اداس ہے کہ خواب میں چشم غم آہ  
 ابھی میں دیتا ہوں دل ہے کیا شوق لہو لہنے کا اور کچھ  
 وفا ہے انداز میں تمہارے نیاز ہے ناز میں تمہارے  
 حرم ہو کس طرح دے بہتر کہ اس میں تو ہو تو اس میں پیر  
 نظر میں پرتا ہو چہرہ انکا کہ رنگ جنکا ہے گورا گورا  
 اگر یہی بت وہاں خدا ہو قسم خدا کی بڑا مزاج ہو  
 نہ کیوں ہو فرقت کی رات ہماری کہ جان لیتی ہو تقریبی  
 یہ چیز کیسی ہے پوچھتے ہیں کہی نظر سے کہی اداس  
 عدو کا دل اور تماہا دامن ہوا جو گستاخ کیوں یہ دشمن  
 اسی سے بدنام ہو رہے تھے اسی کو دلوں کو رو رہے تھے

صنم صنم کیوں صنم صنم کیوں خدا خدا کر خدا خدا کر  
 ابھی سے وہ طاق کر رہے ہیں نگاہ کو تو بخیاں بکھا کر  
 دل حزن توڑتا ہے پہلو پلنگ پر سے گر اگر اگر  
 یہ کیا یہ کیا کسے دی اجازت کہ لیچے اپنی کمر ٹھاکر  
 جو برق چمکے تو ڈرنے جانا جواب دینگے وہ مسکرا کر  
 بنی ہے اک آفت زمانہ لگا لگا کر بجھا بجھا کر  
 مصوری کر رہا ہے گردن نشان ہتی مشا شا کر  
 کہ دل لیا ہے ہنسا ہنسا کر دیا ہو بوسہ رلا رلا کر  
 مین کس طرح آئے ساتھ لیٹوں وہ سوتے ہیں فتنہ کو  
 بڑا ہے ہاتھ اپنا رکھنے کیوں طلب کروں گے سے ٹھٹھا کر  
 بتاؤ وہ کون ہو کہ آئے ہو جسکی نظر میں تم سما کر  
 مچا رکھی ہو بیہوش کیوں دہرم سنگ سود وہاں لگا کر  
 چلے گئے خواب میں وہ اگر نکل گئے آنکھ میں سما کر  
 اسی کو دیکھینگے روزِ محشر ہم اپنی گردن اٹھا اٹھا کر  
 لٹا لٹا کر مشا ہنسا کر اٹھا اٹھا کر گرا گرا کر  
 خریدتے ہیں وہ دل ہمارا اسے دکھا کر اسے دکھا کر  
 جھٹک جھٹک دوڑا دوڑا کر چٹک چٹک دوڑا اٹھا اٹھا کر  
 سبکے کچھ ہنسنے مارٹا لائٹل میں دکھو دیا دیا کر



# ردیف زائے معجم

<p>پڑھ لو نگاہ صراط پر مائل قضا نماز آئے مری قضا تو پڑھوں میں قضا نماز روزے گئے پڑے جو پڑا نے گیا نماز کیون پڑھ رہے ہو کہ لکے زلف رسا نماز روزہ ہو یا زکوٰۃ ہو یا حج ہو یا نماز کیا پڑھ رہی ہے دوش پہ زلف دو تانماز رہبر مری نماز مری رہنما نماز غیشہ خدا کے خوف سے پڑھتا ہے کیا نماز زاہد کہیں پڑھا ہے نہ تیری ریا نماز گر حکم ہو تو سانسے پڑھ لوں قضا نماز کیا قایمہ ہوا جو پڑھی جا سجا نماز روزے میرے ادھر ہیں ادھر ہے قضا نماز پڑھتے ہیں ادلیا سیر دوش ہوا نماز مائل تبون کے واسطے پڑھتے ہو کیا نماز</p>	<p>محشر میں چلتے چلتے کرونگا ادا نماز سہ جائے عمر بہر کی ہو یارب ادا نماز مانگی نجات ہجر سے تو موت آگئی دیکھو کہ ہنس نہ جائیں فرشتے بھی جال میں ہر اک ستون خانہ شمع شریف ہے یہ کیون خمیدہ ہے صفت صاحب رکوع نیت جو باندہ لی تو چسلا میں حضور میں ساتی قیام سے جو آیا رکوع میں اٹھ اٹھ بیٹھ بیٹھ کرتا ہے کیون غرور ارکان یاد ہیں مجھے اے داویر جزا شیطان بنگیا ہے فرشتہ غرور سے لیجاتے ہیں مجھے بود و زخ کشان کشان حق الیقین کا نام عروج مقام ہے سجین پانچ وقت دعا دے بھی صل کی پ</p>
--	---

۲۱

## ردیف سین مہملہ

۸۷

<p>آیا میرے آئینہ میں رنگ پر طاؤس کپڑے دنگے ہے گل بوٹوں میں رنگ پر طاؤس ہم رنگ نکالینگے برنگ پر طاؤس شہباز کے چنگل میں ہے چنگ پر طاؤس اسین میں کئی رنگ برنگ پر طاؤس</p>	<p>دل میں ہیں کئی داغ برنگ پر طاؤس بن ٹھن کے چلا ہے کوئی طاؤس کی صورت کھتا ہے تر پکر دل پر داغ ہمارا شانہ پہ نظر زلف میں شانہ ہے منقش یہ قوس قزح کس دل پر داغ کی ہے آہ</p>
---	--

باغونہیں بجھنے کے دف و چنگ پر طاؤس  
 کیون دیکھ چکے قید فرنگ پر طاؤس  
 حرقونہیں تو آتا نہیں رنگ پر طاؤس  
 بازار میں بکتے ہیں برنگ پر طاؤس  
 سرمہ کی سلائی ہے خدنگ پر طاؤس  
 کیا گول تراشا ہے یہ نگ پر طاؤس  
 رنگ پر طوطی ہے نہ رنگ پر طاؤس  
 ہنتی ہے اسی خار سے گنگ پر طاؤس  
 ہر آنکھ سے حلقہ رنگ پر طاؤس  
 جو بن کا نہ کیون نام ہو نگ پر طاؤس  
 نادان کوئی پتیا ہی ہے بنگ پر طاؤس  
 ہن جمع یہاں اہل فرنگ پر طاؤس  
 ٹھہری ہے سہارے جنگ پر طاؤس  
 منہ میں لیے پترتا ہوں تنگ پر طاؤس  
 مین مر کے بھی جیتا ہوں برنگ پر طاؤس

ابر آیا ہے پر کھلے ناچ گیارہ کھور  
 بکھے ہو بیشکل دل پر داغ سے میرے  
 کسوا سے رکھتے ہیں کتابونہیں اسے لوگ  
 یارب یہ ہن کس کے دل پر داغ کے ٹکڑے  
 آہ دل خوش رنگ سے ہے آنکھ کی زینت  
 وہ کتے ہیں دیکر کف پر داغ مین جو بن  
 اسے طایر جان رنگ جو کیا تیرے پر دکھا  
 خون دل پر داغ ٹپکتا ہے مڑے سے  
 وہ مور جو پالے تو وہ عالم اسے دیکھے  
 کرتی کا جدارنگ ہے انگیا کا جدارنگ  
 کیون جوتا ہے خون دل پر داغ کا پیاسا  
 ہے سینہ پر داغ مین آہن کی نمائش  
 شانے سے اُجھتا ہے کف عاشق پر داغ  
 آہ دل پر داغ دے رہی ہونٹھ مین آکر  
 کوئی چوہری لاش کو چھیرے تو لپٹ جاؤں

۲۱

کیون دیتے ہو مائل دل پر داغ خون کو  
 ہولی مین ارادینگے یہ رنگ پر طاؤس

۸۸

ردیف شین معجز

وہ ہن شونہ کے اثر سے خوش وہ ہن دل مین اپٹ ہرے خوش  
 جترک گئی تو نظر سے خوش ہو لچک گئی تو کمر سے خوش  
 کوئی چوڑ کر جو چلا گیا ہو نے دیکھ کر وہ نظر سے خوش

۴۲۵



انہیں دل ملا جو بچو نے پر رہے شام تک وہ سحر سے خوش  
 جو نگاہیں راہ میں لڑ گئیں چلے دو لون راگرز سے خوش  
 ہوئے وہ بھی اپنی نظر سے خوش ہوا میں ہی اپنی نظر سے خوش  
 جسے بوسہ کہتے ہیں لوگ سب مجھے دو مجھے یہ ہر شے عجب  
 مرے لب میں اسکے مزے سے خوش مرا جی ہر اسکے اثر سے خوش  
 تیری دھن الگ مری دھن الگ۔ ترا دل جدا مرا دل جدا  
 یہ ہے کس سے خوش یہ ہے تجھے خوش تو ہر کس سے خوش تو ہر کس سے خوش  
 ہے قدم قدم پہ صدا یہی یہ اکٹڑ گئی وہ اکٹڑ گئی  
 ہے کمر تمہاری لچک سے خوش ہر لچک تمہاری کمر سے خوش  
 ملا وقت وصل عجب مزاجو تھا خوف دل میں نکل گیا  
 جو تمام عمر میں پوچھتے وہ ہوئے فقط اسی ڈر سے خوش  
 دل مضطرب نہیں مانتا اسے لیکے جا اسے لیکے جا  
 دیکھ کہو سے نہ دشت سے نہ بھو بلغ سے نہ گھر سے خوش  
 وہ اچھل پڑا گری جس پہ یہ وہ پڑک گیا ملی جس کو بھیک  
 کوئی اسکی جیکتی نظر سے خوش کوئی اسکی تپلی کمر سے خوش  
 یہاں یاس ہے وہاں رنج ہے یہاں درد ہے وہاں داغ ہے  
 تری یاد کو میں کہاں رکھوں نہ پھر دل سے خوش نہ جگر سے خوش  
 مجھے چاروں سے جو مزے ملے وہ بگڑ کے بیٹھے ہیں رات سے  
 نہ لبوں سے خوش نہ زبان سے خوش نہ چونک خوش نہ کمر سے خوش  
 کہا میں نے ایک مجھے بوسہ دو جو خوشی ہو اسکا عوض ہی لو  
 اکھا کیا غرض ہیں کام کیا جو ہوں ایسے نفع و ضرر سے خوش

ہین قدم قدم پہ قیامتین ہین قیامتون مین نزاکتین  
 لچک اس سے خوش وہ لچک سے خوش کمر اس سے خوش وہ کمر خوش  
 وہ تیری غرض کوئی دل ملے وہ مری غرض تو نظر پڑے  
 تیرا ہاتھ پر دہ در سے خوش مری آنکھ روزن در سے خوش  
 ملین گرفتار شتے یہ پوچھ لو جو اسے ملا وہ کسے ملا  
 بخدا خدا سے بشر ہین خوش بخدا خدا ہے بشر سے خوش  
 جو قریب آکے یہ دیکھ لے تو خدا سے دل مین نہ کیوں جلے  
 بڑھے آگے ملنے کو لو گلے وہ ادھر سے خوش ہم ادھر سے خوش  
 مرے درد و غم پہ چو کی نظر یہی کہہ گیا بہت فتنہ گر  
 اسے گو نہ دے اُسے گم نہ کر یہ ہو دل سے خوش وہ جگر سے خوش  
 جو بشارت آکے عدو نے دی کہ وہ بگھی ڈیوڑھی پہ آگئی  
 مری جان تن سے نکل چلی ہوئی ایسی جو ٹی خب سے خوش  
 کہین حج ہوا کہین جاترا تترے در پہ مین ہی غم مین رہا  
 پہرے لوگ کعبہ و دیر سے کچھ ادھر سے خوش کچھ ادھر سے خوش  
 جو رفیق ہو تو شفیق ہو جو انیس ہو تو جلیس ہو  
 وہی درد دل کو جو خوش کرے وہی داغ جو جگر سے خوش  
 گیا مین جو مائل خوش بیان کئی اہل ہند تھے جمع وان  
 ہوئے پہلے یہ کس سخن سے خوش ہوئے پھر سخن کے اثر سے خوش

۱۲

ردیف صاد مہملہ

۸۹

یہ تو فرماؤ ہے کس سے کام خاص  
 یون ملین ہم تم ہو سب مین نام خاص

جمع ہین در پر ہمارے عام خاص  
 جو کہ تو ام ہے وہ ہے با دام خاص



<p>جام سب کے عام میر اجسام خاص  رنگ لائی گردشس ایام خاص  لطف ہو کر کام میں ہو کام خاص  ہے مر اسلام بھی اسلام خاص  آج اپنے شہر میں ہے شام خاص  مہر کر اسد کا لیس کر نام خاص  آؤ لیٹو تم سے ہے کچھ کام خاص  دوش پر مین گیو دُنکے دام خاص  ہو گیا آغسا زکا انجم خاص</p>	<p>مست ساغر سب ہرین ہرین ہون سٹل  گہر لیا اُسے ہمارے گہر کے پاس  ہاں تمہیں بیشک بہتے کام ہرین  کافر د مومن ہرین میں سے مقتدر  منکھے ہرین بن ٹھن کے وہ وقت غروب  چاہیے سجدے کا پیشانی پر داغ  آج جا گینگے چہر کٹ کے نصیب  کاتب اعمال کا کیو شکار  بن گیا عشق بتان عشق خدا</p>
--	--

کتے ہرین معشوق مائل تنگ و سب  
یہ لقب ہے خاص یہ ہے نام خاص

۱۵

ردیف ضاد معجمہ

۹۰

کھڑے ہرین موسیٰ اُٹھاؤ پردہ کساؤ تم آب و تاب عارض  
حجاب کیون ہے کہ خود تجلی بنی ہوئی ہے حجاب عارض  
نہ رک سلیگی ضیاء عارض جو سترہ ہو نقاب عارض  
وہ ہوگی بے پردہ رکھے پردہ غضب کی چنچل ہے تاب عارض  
چھپانہ منھ دونوں ہاتھ سے یون تڑپتی ہے برق تاب عارض  
لگانہ دے آگ اُٹھکیون میں یہ گرمی اضطراب عارض  
جو انکو لپٹا کے گال چوما حیا سے آنے لگا پسینہ  
ہوئی ہے بوسون کی گرم بھٹی کپتے نہ کیونکر شراب عارض  
پری جو دیکھے کتے تڑپ کر جو دیکھے کتے پڑ کر

۴۲

تمہارا گیسو جواب گیسو تمہارا عارض جواب عارض  
 حضور گو نگٹ اٹھا کے آئین بڑی چمک کس مین ہے دکھائیں  
 ادھر رہے آفتاب محشر ادھر رہے آفتاب عارض  
 چھپانا کیا ایک کا تھا منظور آج تک مین جو چار شہور  
 زبور - توریت - مصحف - انجیل - پانچون ہر کتاب عارض  
 نہ کیوں ہو دعویٰ برابری کا وہاں ملا تلی ہسان سویدا  
 یہ نقطہ انتخاب دل ہے وہ نقطہ انتخاب عارض  
 پڑا ہون غش مین مجھے سنگھا دوپینہ چہرے کا زلف کی بو  
 نہیں ہے کم نچانے سے مجھ کو یہ مشک گیسو گلاب عارض  
 چو شعلہ رو منہ چھپا کے نکلا دھواں سیراہ کچھ کچھ اٹھا  
 لگی وہ آتش نبی ہے جل کر نقاب عارض کباب عارض  
 نہ جیسو صبح وصال دیکھو تم آنکھ سے آنکھ تو ملاؤ  
 لئے ہین گن گن کے مین نے بو سے زبان پر ہر حساب عارض  
 کرو نہ غصے سے لال چہرہ ہر مین ڈالو نہ بل خدارا  
 نہیں مچال جلال ابرو نہیں ہے تاب عتاب عارض  
 جو گال پر گال ہم کہینگے شب وصال انکے ہاتھ اٹھینگے  
 طمانچے مارینگے پیار سے وہ بھینگے چنگ و رباب عارض  
 کمر کو گردن کو دست و لب کو وصال مین لطف دے رہا ہے  
 شباب زانو شباب بازو شباب سینہ شباب عارض  
 جناب مائل یہ کو دکھ دل تیرا کی الفت مین ہو گا کامل  
 پڑاؤ قرآن کے بدلے اسکو بیاض گردن کتاب عارض



کرے اگر حُسن ہے کشاکش رہیگا کیونکر حجابِ عارض  
 ادھر ادھر ٹوٹ کر گرینگے تمہارے بند نقابِ عارض  
 اٹھاؤ کیا یا زخم سے پردا ہے دھڑے پردے میں تابِ عارض  
 تری تجلی حجابِ عارض مری غشی ہے نقابِ عارض  
 جو اٹھ گیا راستہ میں پردا چمک گئی برقِ تابِ عارض  
 زمین پر بجلی گرا رہی ہے ہوا سے اڑ بکھرتا ہے عارض  
 ہرینست بھوجمال اُنکے گلابی ہرین دونوں گال جنکے  
 خدا کی قدرت سے بن رہی ہے لہو کی سرخی شرابِ عارض  
 بناؤ کے بعد منہ جو دھویا تو پھیلی خوشبو تمام گہرین  
 ہماں رہا ہے وہ مشک گیسو چمک رہا ہے گلابِ عارض  
 یہی ہے اے جان روزِ فرداد کما دے جلو اُٹھا دے پردا  
 غروب ہوا نقابِ محشر طلوع ہوا نقابِ عارض  
 نقاب میں صورت اُنکی چمکی دکھائی دے زیرِ ابرو بجلی  
 وہ تابِ عارض ہے برقِ عارض حجابِ عارض سحابِ عارض  
 یہ اُن سے پلٹے وہ اُن سے پلٹے یہ اُن سے چمٹے وہ اُن سے چمٹے  
 دلوں کے پیارے جناب گیسو لبو کے پیارے جنابِ عارض  
 بہارِ خطِ قوتِ بصارت ثنا سے رخِ لذتِ سماعت  
 دکھا دو لکھ کر کتابِ عارض سنا دو پڑ بکھرتا ہے کتابِ عارض  
 منیرِ جنگ اور بدرِ عالم سراجِ ملک اور شمسِ دولہ  
 دئے ہرین سرکارِ عشق نے لو مبارک ایسے خطابِ عارض  
 حضورِ اکبرؐ خانہ ہے چاند اُٹھو ہم تمہیں دکھا دیں

نظیر ابرو شبیہ بینی مثال گیسو جواب عارض  
 لیا ہے جن جن کا دل اُنہیں کی نگاہیں گونگٹ پہ آگے بیٹھیں  
 ہے قرض خواہوں کی بھیڑ در پر چھپے ہوئے ہیں جناب عارض  
 وہ شوق مائل وہ وصل کی شب وہ ذوق مائل وہ چہرے بے ڈھب  
 کسی کا شرم کے سر جب کا نام اُٹھانا نقاب عارض

۹۲

روایف طائے مہملہ

۱۹

ٹھوکر سے زندگی کا گمان بس غلط  
 زناہیلیگی حور تو کیا چھوڑ دے گا تو  
 تم چاند ہو تو چاند میں ناک آنکھ میں کہنا  
 کون اُٹھے ہاے ہاے کرے وہ بھی نیند کر  
 اسکی کوئی رسید نہیں جبکو مانئے  
 چشم و دبان و دسکے سب ہتھکنڈی دروغ  
 تڑپ ہی نگاہ سے ہے کیلج پہ زخم جھوٹ  
 نقشہ نہ کیج کے نہ پڑے آنکھ میں جو عکس  
 ہر ہر سرشک چشم میں خون دل افترا  
 وعدہ کے پیچھے پیچھے ہنسی کا جھوم کیوں  
 آنکھوں نے ٹوٹے ہیں کہیں خشت و رنگ بھی  
 اسد کا گمان نہیں ہے جو دل اسکا گھر بنے  
 ہاں پانویں ہے غارِ مژہ کی غلش دروغ  
 لیٹے ہیں وہ بغل میں تصور کے میں شار  
 جھوٹی وہ چال حسین کے حلقے کی شکل ہو

اسع

محشر قدم قدم پہ سر رہ کر غلط  
 یہ پاک دل چشم حقیقت نگر غلط  
 تعریف یہ تمہاری ہے بیشک مگر غلط  
 فریاد شب دروغ پھر اسکا اثر غلط  
 تارِ نگاہ و تارِ نفس کی خبر غلط  
 تاثیر اشک و آہ و دعائے سحر غلط  
 پر سینہ سے نمائش زخمِ جگر غلط  
 حد کیونکر آسمان ہو کہ ہے خود نظر غلط  
 ہر ہر مژہ کی نوک پہ نختِ جگر غلط  
 ہے یہ قسم خدا کی قسم بس غلط  
 تیر نظر سے روزِ دیوار و در غلط  
 اسد کا گھر یہی ہے تو اسد کا گھر غلط  
 ہاں آنکھ کا ہے فرش سر رہ کر غلط  
 یہ فاصلہ یہ راہ یہ دیوار و در غلط  
 تیری گلی میں ضعفِ قد و نہ پہ سر غلط



عیسیٰ کے تم کا معجزہ ٹھوکر میں الامان کہنا کسی کو جانِ محبت کی بات ہے اخبار کچھ کتابِ نبین آسمان کی	وہ کس قدر صحیح۔ یہ ہے کس قدر غلط یہ جانتا کہ دل بھی اُسی کا ہے گھر غلط کوئی منبر صحیح تو کوئی خبر غلط
ہاں مائل ایک حرف بھی سمجھ نہ اسکا ہم ہاں عشق کی کتاب پڑھی عمر بھر غلط	
۹۳	۷
مول اسنے لیا خیر مائل کا خدا حافظ فریاد سے مجنون کو ناقہ لگی آتش جینا ہے محال اسکا چھٹنا ہو محال اسکا پردہ وہ سر کتاب ہے بجلی کی چمکتی ہے آغاز جوانی ہے یہ بھیک نہ لائے رنگ ناصح کو نصیحت سے میرا نہ جنون ہو جاے	۱۹ اب سر کا خدا حافظ اب دل کا خدا حافظ یہی کا خدا حافظ محل کا خدا حافظ بہل کا خدا حافظ قاتل کا خدا حافظ ہاتھ اُنکا نکلتا ہے اب دلا کا خدا حافظ کچھ دینے وہ جاتے ہیں مائل کا خدا حافظ جن ہے یہ بڑا سرکش عامل کا خدا حافظ
یہ بھیس بد لکرواں جاتے تو ہین راتوں کو عزت نہیں بچنے کی مائل کا خدا حافظ	
۹۴	۱۲
کب تک بناؤ دور کر آئینہ شانہ شمع مژگان و عینک و نظر آئینہ شانہ شمع کنے سنور کے محو کیا تھا شبِ ازل ہم اور ہمارے ساتھ ادھر امید و ذوق و شوق تم کیوں بناؤ کر کے چھپو صورتِ دہن وہ شوق میں سنگار کے آئین تو کیا عجب	۲۹ تجھ کو لگا ئینگے نظر آئینہ شانہ شمع آنکھوں سے دون وہ لین اگر آئینہ شانہ شمع ہے آج تک جو بے خبر آئینہ شانہ شمع تم اور تمہارے ساتھ ادھر آئینہ شانہ شمع غائب ہوں صورتِ کمر آئینہ شانہ شمع بیٹھا ہوں لیکے طور پر آئینہ شانہ شمع

رو تے مین توڑ پھوڑ کر آئینہ شانہ شمع  
قرآن پڑھینگے تاسعہ آئینہ شانہ شمع  
رکھینگے سامنے گھر آئینہ شانہ شمع  
روکے ہوئے مین رگہڑا آئینہ شانہ شمع  
دیکھینگے چاند دیکھ کر آئینہ شانہ شمع  
ہے ہر قدم پر راہبر آئینہ شانہ شمع  
مین نالہ و دل و جگر آئینہ شانہ شمع

یہ کس کا دل یہ کس کا جگر کسی جان بھئی  
گو نگٹ اٹھا کے مصحف رخ سحر و بنا  
شب کو وہ بال بال مین موتی پردہ بینگے  
جب تک نہو سنگار کوئی جاے کیا مجال  
کل عید ہے بناؤ گریگے وہ رات بہر  
خلوت مین وقت شام سوزنے کو وہ چلے  
یہ آگ آگ - اور وہ روشن - وہ چاک چاک

چھوڑینگے وہ بنا و جو مائل ہمارے بعد  
روئینگے پہوٹ پہوٹ کر آئینہ شانہ شمع

۱۵

ردیف غین معجمہ

۹۵

ہم تماشا مین کہ ہے سر بردہوان تہی چراغ  
دیکھے گو نگٹ کے ہے اندر دہوان تہی چراغ  
اضطراب دل سے ہے اضطراب دہوان تہی چراغ  
ہے ہمارے جسم کے اندر دہوان تہی چراغ  
گل - زر گل - رنگ گل بگر دہوان تہی چراغ  
چاہئے یارب سر محشر دہوان تہی چراغ  
جاوہان میں جاسے اے صرصر دہوان تہی چراغ  
کار ہے مین آنکھ مین چکر دہوان تہی چراغ  
ہے نہ خنجر سر خنجر دہوان تہی چراغ  
یکے مرزا زیر بال و پردہوان تہی چراغ  
رات آئی چاہئے گھر گھر دہوان تہی چراغ

آسمان - بجلی - مہ نور دہوان تہی چراغ  
زلف و باف و رخ و نور دہوان تہی چراغ  
ہجر کی شب مجھ پہ ہی گر کر نہ بھکو پہونکے سے  
داغ دل دو در جگر تار نفس ہر جہلوہ ریز  
تم جو آؤ باغ مین تو بلغ کو روشن کرے  
پھیلی ہے تاریکی عصیان نظر تو کیونکر آئے  
کلبہ تاریک مین تو ہم غریبوں کے نہ آ  
ہے نظر مین روشنی لیکر ترا دل ڈھونڈنا  
سرمد چشم و نگاہ ناز ما بین مرثہ  
پہر رہا ہے مضطرب کیوں گرد فائوسا ہونگ  
روشنی قبر و نہی کیوں شہر خموشا مین حسین



سنگ و آتش کے سوا کوئی نہیں پوچھوں گے  
کیون نہ جل جاؤں فلک سپر زمین پر زریا  
ہم اندھیرے میں پڑے ہیں اس اجال کو سلا  
دیرو کھبہ میں بھی ہے پتہ دھوان تہی چراغ  
بیچ میں مچھیرا تن لاغر دھوان تہی چراغ  
کسے ہے قبر کے اوپر دھوان تہی چراغ

۹۶ آہ لب پر سائیں میں سوزش جگر میں آہ  
جاتے ہیں مائل و بان لیکر دھوان تہی چراغ  
۱۶

روی تانا بان - مانگ - موی سر دھوان تہی چراغ  
کچھ نہ پوچھو زار و کئے باطن و ظاہر کا حال  
دو دافغان درگ جان و سویا دل میں ہے  
طور پر جا کر چراغ طہر کیوں دیکھے کوئی  
ہو موافق کیونکہ اسے پروانے سایہ گسری  
کا پتا ہے ہاتھ تاشیر دل بیتاب سے  
صورت بخشش دکھاوین کا غدو سطر و حرف  
خضہ سے بھری مسافر کا ستارہ روشنی  
کیا ضرورت روشنی کی بچو دی کی بزم میں  
شعلہ رویو کے مقابل رنگ جتنا ہی نہیں  
کس سلیقہ سے ہے روشن محفل اض و سما  
صبح تک کرتے رہے روشن دلوں سے بھری  
عشق کی گرمی نے پہنچا کر دے پردے میں مجھے  
زلف و رخسار و نظر میں دشمن ایمان و دین

کیا نہیں انسان کی گردن پر دھوان تہی چراغ  
ہے اندھیرا گھر میں اور باہر دھوان تہی چراغ  
بند ہے قندیل کے اندر دھوان تہی چراغ  
کیا مکا لو نہیں مہین پتہ دھوان تہی چراغ  
ہے مخالف زیریاں و پردہ دھوان تہی چراغ  
میں گردن روشن تو ہو مضطر دھوان تہی چراغ  
ہو علنامہ محشر دھوان تہی چراغ  
ہے جہاز دیکھے لیے رہے دھوان تہی چراغ  
زلف ساتی بوج می ساغر دھوان تہی چراغ  
اڑتے جاے نرم سے بکر دھوان تہی چراغ  
آسمان پر چاند ہے گھر گھر دھوان تہی چراغ  
شام سے روشن نفس ہو کر دھوان تہی چراغ  
میری چادر - مین - مرا ہتھ دھوان تہی چراغ  
لوٹنے نکلے ہیں وہ لیکر دھوان تہی چراغ

۱۵ اُردوین پٹ - پٹ - اوپر - تینوں مستعمل ہیں گریبھ کوتاہ اندیش اُردو کی وسعت کے دشمن اول و  
آخر کو بے سوچے سمجھے متروک کئے ہیں - ایسی نامعقول باتوں کا مکمل مقلد نہیں -

مین وہ طائر ہون جو ہون کم خرچ اور بالانشین ایک جگہ نیاں ہی اور گھر گھر دھوان تہی چراغ

شب کو مائل وقت آرایش مصاحبت تھی

پہول سر آمد ز پور دھوان تہی چراغ

۱۹

ردیف فا

۹۷

گردش مین چشم سخن ایک اسطرف ایک اسطرف  
ہرین آج دوسو چ گن ایک اسطرف ایک اسطرف  
آنکھ مین بھی ہرین گھر سخن ایک اسطرف ایک اسطرف  
تھے ہاتھ بیرون کفن ایک اسطرف ایک اسطرف  
کچھ نیکی زلف پر شکن ایک اسطرف ایک اسطرف  
ہرین دو فرشتے جان مین ایک اسطرف ایک اسطرف  
ہے ناز و شک سخن ایک اسطرف ایک اسطرف  
کچھ نیکی دونوں سیر مین ایک اسطرف ایک اسطرف  
سوچ تھے دو جلوہ فگن ایک اسطرف ایک اسطرف  
اک تیر کش اک تیز مین ایک اسطرف ایک اسطرف  
خلوت مین ہرین دو آئین ایک اسطرف ایک اسطرف  
بازو کے دونوں نور مین ایک اسطرف ایک اسطرف  
گویا کہڑے ہرین بے دہن ایک اسطرف ایک اسطرف  
ہرین دونوں عارض دو چمن ایک اسطرف ایک اسطرف  
کچھ نیکی شمع و ہر مین ایک اسطرف ایک اسطرف  
پٹکے ہون دونوں کفن ایک اسطرف ایک اسطرف  
غار تگر بند و دکن ایک اسطرف ایک اسطرف

جہنش مین زلف پر شکن ایک اسطرف ایک اسطرف  
عارض پہ زلف پر شکن ایک اسطرف ایک اسطرف  
مطلب اشار و نسے کما مین ان اشار و نسے کما  
جسم سکندر مر گیا حال تھی دستی کمال  
جائے گا دو ہو کر یہ دل آدھا آدھا ہر آدھا ہر  
غیر و نسے کھیلو نہ تم کر دینگے رسوا حشر مین  
عارض پہ سٹے خود بخود زلف و نسے کما مین آدھے بال  
شیر مین کا خواہان حشر مین خسرو بھی ہے فرما بھی  
گو گنگ جو کاو نسے اٹھا تار نظارہ جلگیا  
قاتل آدھا ہر جراح آدھا مین نیم مسل خاک پر  
آنکھوں کے اندر جالے غیر آنکھوں کے اوپر ہر نقاب  
وہ ہا تا پائی سہنے کی بستر پہ ٹوٹے اور گرے  
پیش خدارو زہر مین بھی ہون چپ قاتل بھی چپ  
رخسار پر خط کا نشان گل پر ہوا سبزو عیان  
کا قریبی ہون مومن بھی ہون جلنا بھی چکر لانا بھی چ  
گہرا نہ جائیں دل جگر ہے بند تربت مین ہوا  
یارب آئوں جب قبر سے دو بت ہرین عہد مرے



کتنے ہیں انمول اسکو ب کتنے ہیں کچھ گول اسکو ب  
کیا چیز ہے ایجان میں ایک اسطرف ایک اسطرف

+ مجھے دہانہ کو

جنت کی حوریں آئی ہیں مائل دہانے میرے پاتو  
بیٹھی ہیں نزدیک کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

۱۵

روایف قاف

۹۸

کہ لامکان ہی کی چو کھٹ ہو آستانہ عشق  
اشارے پوچھ رہے ہیں کمان ہو خانہ عشق  
کرینگے پیش خدا ہم طواف خانہ عشق  
نئی زبان سے کہوں گر کون فسانہ عشق  
سناؤن صورت منصور اگر ترانہ عشق  
اگر پڑے تو پڑے دل پہ تازیانہ عشق  
دخت طور بنے سبز ہو کے دانہ عشق  
خزانہ حسن کا افزون ہے یا خزانہ عشق  
تجھے سلاموں بیان کر کے میں فسانہ عشق  
اُدھر بہانہ حُسن اور ادھر بہانہ عشق  
مگر کی طرح لچکتا ہے تازیانہ عشق  
ترے ہی گھر میں جلیگا چراغ خانہ عشق  
ہم اس کتاب میں لکھوا یینگے فسانہ عشق  
یہ جاننا زبچھا کر پڑھوں دو گانہ عشق

مع

کوئی محسین ہے مختار کارخانہ عشق  
لنگاہیں ڈھونڈ رہی ہیں دل بیکانہ عشق  
پہرینگے حشر میں گرد دل بیکانہ عشق  
نئی صدا ہونے ہونٹھ ہوں نیا لہجہ  
جو مولوی ہیں وہ لکینگے کفر کے فتوے  
اگر لگے تو لگے چوٹ میرے نالے کی  
جو ڈالین اسے پتھر پہ بھی پہلے پہوے  
تمہیں کہو جو لٹا دین تو کون حسالی ہو  
دہ رات آئے کہ سہرترا لیکے بازو پر  
وہ درنگ آتے نہیں در سے ہم نہیں اٹھتے  
سکھائی کسے یہ رفتار میرے نالے کو  
کسی کو پیار کرے گا شباب میں تو بھی  
جو خوش نویس ملے کوئی دینگے دل اپنا  
گئے ہیں وہ مری محفل میں ہو لکر دمال

کسی کے حُسن نے کافر بنا دیا مائل  
لگا کے قشقہ در و شرابخانہ عشق



سِرِّ ظاہر سِرِّ باطن جسم و جان غوثِ پاک  
بے نشان کا بے نشان نام و نشان غوثِ پاک  
جو خدا کی ہے زبان وہ ہے محمد کی زبان  
پر دہائی چشمِ مین ہے جلوہ گر مثلِ نظر  
ایک موسیٰ اُسے پیچود۔ اُسے پیچود سیکڑون  
جو دلوں میں انکے ہے اُنکے خزانوں میں  
فقہ فقہ میں نَفَحَتْ فِیْهِ مِنْ رُوحِی کا بسید  
حاجیو تمکو مبارک بوسہ سنگ سیاہ  
قم باذنِ اسدین اور قم باذنی مین ہے فرق  
سب یہ کہتے ہیں قناب کو ہے اور اسکو بقا

سبع

شکل بچون شان بچون شکلِ شان غوثِ پاک  
لا مکان کہتے ہیں جیکو ہر مکان غوثِ پاک  
جو محمد کی زبان وہ ہجو زبان غوثِ پاک  
آنکھ میں ہے سایہ موی میان غوثِ پاک  
طور سے بہتر ہے سنگِ آستان غوثِ پاک  
بادشاہوں نے ہیں بہتر خادمان غوثِ پاک  
جان کیا ہے نکتہ راز بیان غوثِ پاک  
جا کے مین چو مونگا نگ آستان غوثِ پاک  
وہ سچا کا بیان یہ ہے بیان غوثِ پاک  
ہے بقا کیا چیز عمر جا و دان غوثِ پاک

نزع کا جب وقت آئے یا محمد یا خدا

منہ رہے مائل کا سوے آستان غوثِ پاک

آئی کہاں سے اُس نیکہ سخن مین آگ  
سوزنہاں سے ہو گئی پیدا سخن مین آگ  
تم سے بے گم دل پر سخن مین آگ  
ہے حسن کی چمک سے تیرے پیر مین آگ  
آنسو تھے نہ بے فنا سوزِ دل گیا  
کیا میرے گھر گئی مری آہِ شہرِ فشان  
عشق آپکا اگر نہ جلا سے پس فنا

سبع

جہاں کا تو رہو نکلے لگی پیر مین آگ  
وقت بیان لبو نہ پیرین شعلے دہن مین آگ  
چو سون اگر زبان تو دگا دودھن مین آگ  
منہ سے نقاب اٹھے تو لگے انجمن مین آگ  
دیکھو کہ ہے جہنازہ مین پانی کفن مین آگ  
بکھری ہوئی پڑی ہے جوراہ وطن مین آگ  
دوزخ سے مین سمیٹے کھیر لون کفن مین آگ



<p>ہے تن پہ خاک آنکھ میں پانی دھن میں آگ          بھڑکی ہے آشیانہ زراغ در عن میں آگ          پانی ہے گردا نغمن اور انجمن میں آگ          تھا آگ میں چین کہ نہان تھی چین میں آگ          اژدر ہوا میں اڑتا ہے لیکر دھن میں آگ          میرے کفن پہ خاک ہے میرے کفن میں آگ          دوزخ سے اڑ کے آئے ہمارے دھن میں آگ          باہر سے کفن کے ہوا ہے کفن میں آگ          یان آہ میں وہاں نگہ سحر فن میں آگ          تسکین وہ اُس نے دی کہ لگی تن بدن میں آگ</p>	<p>روتا ہوں لوٹ لوٹ کے گرم فغان بھی ہوں          کنجی جو میں نے آہ رقیبہ کے گھر جلے          وہ بزم میں ہیں روتے ہیں عشاق چو طرف          باغ خلیل دیکھ کے فرو دجل گیا          ہے انکی ملتی زلف میں موباف سرخ رنگ          مٹی پڑی تو سوزِ محبت نہ کم ہوا          بوسہ جو حورِ خلہ کا لین تسکو چوڑ کر          کرتا ہوں سوزِ عشق سے آہیں پس فنا          چلمن کے پاس چلتی ہے دو بجلیوں میں چٹ          میرے عدو سے ہنکے رکھا میرے دل پہ ہاتھ</p>
--	--

ماہل تنگ بجے چلے بزم میں تمام  
 برقع اُتارتے ہی لگی انجمن میں آگ

۱۶

روایف لام

۱۰۱

<p>دنیا میں نہیں کوئی بھی فریاد میں دل          دل رقص کنان آگے ہے قاتل ہے پس دل          ٹوکر نہ کہیں کھائے ہمارا فرس دل          جو نہکے مجھے دیتی ہے صدایِ جرس دل          بیوجہ نہیں آمد و رفتِ نفس دل          تن کو ہو جس جان ہے تو جان کو ہو جس دل          گہرا تے ہو کسوا سٹے چپ جاؤ پس دل          سینے میں ہوئی بند ہواے نفس دل</p>	<p>کتاب ہے یہی ہے ہمارا جرسِ دل          جانا بازی کی جانا بازی تماشے کا تماشا          ہلکو ہے یہی خوف رہے عشق ہے پیڑ          سو جائیگی اب ایلی جان محلِ تن میں          تو دم مجھے دیتا ہے یہ دم بہرتا ہے تیرا          کس درجہ ہوسناک ہے یہ زلیت ہماری          غیر آئے تو آئے اجی وسعت تو بڑی ہے          تو مجھے رکا ہے تو مرادم بھی رکا ہے</p>
--	---

<p>ترن ظلم تو کرتے ہو کچھ انجام کی سوچو          بہر قافلہ درد و مصیبت کی ہے آمد          کیا کوچہ گیسو کی نگہبانی ہے منظور          مرجائی گئے پروصل کی رجائیگی خواہش          کہلاتے نہیں آپس میں گرہ رکھتے ہیں دونوں          دلوں میں اُس ترکے جو رنگ کیا ہے          دم بہر تہا ہے تیرا تو ٹپک پڑتے ہیں آنسو</p>	<p>محشر میں تو ہو گا کوئی فریاد رہیں دل          پہر کان میں آتی ہے صدای جبریں دل          پہر تہا ہے جو راتوں کو ہمارا عس دل          ہم آپ ٹینگے نہ ٹینگے ہو س دل          ایک رشتہ جان دوسرا تارِ نفس دل          دوزخ میں چپ و راست ہیں دو پیش پس دل          کرتا ہوں نہیں اشکو نہ شمارِ نفس دل</p>
---	--

۱۰۲	<p>کیا حضرت مائل ہی رہے ہمارے تمہارا          باند ہے ہوے ہاتھوں کو جو چلتے ہو پس دل</p>	۷
-----	--	---

<p>سیکھا ہنر عشق لڑکپن میں مراد دل          کیا حور کوئی آکے چہرہ لیکنی اسکو          خیال نے جو وقت سیئے یار کے کپڑے          فریاد و فغان آہ و بکا نالہ و زاری          یارب تو اُسے نالہ ناقوس عطا کر          دیکھ گئے تو چہنیکے سیناں دعا باز</p>	۱۰۳	<p>کس تھا مگر طاق تھا اس فن میں مراد دل          یارب نظر آتا نہیں مدفن میں مراد دل          تھا جاے گرہ رشتہ سوزن میں مراد دل          ظالم نہ سکھا طاق ہے ہر فن میں مراد دل          اس بت تے دیاد دست بر جہن میں مراد دل          لیجاؤ چپائے ہوے دامن میں مراد دل</p>	۱۵
--	-----	---	----

۱۰۴	<p>مائل انہیں دل دیکے لیا کرتا تھا بوسے          وہ کہلاتے تھے لیکے لڑکپن میں مراد دل</p>	۱۵
-----	---	----

<p>کیسا مجھے دیا مرے پروردگار دل          قابو میں اب نہیں مرے پروردگار دل          دے مجھ کو چنانکہ مرے پروردگار دل          لودہ شکار کیلئے مٹکے ہیں بزم سے</p>	۱۰۵	<p>آفت رسیدہ رہنچ زدہ بقیار دل          تو اسکو بھیج دے جسے کرتا ہے پیار دل          بے چین دل جلا ہوا دل بقیار دل          مٹی میں ایک زلف میں ہیں تین چادر دل</p>	۱۵
---	-----	---	----



کب تک اچھل اچھل کے گھڑی جیسے گرے ہوں دونوں پہلو کو تین ادھر جو رقم ادھر کوئی جو اسنے زلف منانے کی واسطے یوسف کے پیچھے پیچھے زلیخا کا تھا یہ غل ہاں پر کو بگڑ کے اسے ہمسے کام کیا آئی صدایہ غیب سے رکنا سنہل کے پانو تنتے ہوئے اکڑتے ہوئے جاتے ہو مکان میں کیا کہوں نصیب سے کیا کیا ملا مجھے مر کر بھی مین فدی نہ امانت حضور کی پوشیدہ مجھ میں ہے نہ کہیں چوٹ کماے وہ	اتنا نہ بقیہ رہا ہے بقیہ ہر دل اُس وقت دیکھنا کہ کرتا ہے پیار دل نکلے ہر اک شکن سے تڑپ کر ہزار دل تو بہا گتا ہے کیوں تجھے کرتا ہے پیار دل ہاں کس طرح کہ کما کی گاک روز مار دل جب طور پر چڑھا مرا ایسے وار دل لا کہوں نیچے ہوئے مہین سہر بگڑا دل خونبار چشم خستہ جگر بقیہ ہر دل آئی تھی حور مانگنے زیر مزار دل مجھ کو گرا سنہال کے اے بقیہ ہر دل
---	--

۱۰۴	ماٹل نہیں ہے نام میرا دل فروش ہے تیری گلی میں نیچنے آیا ہوں یار دل	۱۹
ایسا نہ دے عدد کو کبھی پروردگار دل مانگے جو کوئی ایک تو دون تین چار دل اُس بت کو چٹکے دے مرے پروردگار دل کس کس پہ مین بڑ ہوں شب فرقت میں فنا دو چار کھل گئیں گرہیں انکی زلف کی شوخی مین شرم شرم مین ہے خوف وصل کا ملکہ جو کوئی سونگے تو بول آئے ہول کی قربان جاؤں ہو جو تلافی مزے کی ہو دیکھا جدھر ادھر ہوے دو تین لوٹ پوٹ	مع ایسا تو دل ستم زدہ دل اشکبار دل اسد ایک دل کے بنا دے ہزار دل مغور دل فریفتہ دل مشہ مسار دل سو مردہ ہے تو نکلا بنا ہے مزار دل دس بیس بوٹتے مہین سہر بگڑا دل آہستہ کہتے مہین کہ ہے ناکردہ کار دل ایسا تو دے مجھ مرے پروردگار دل تو مجھ کو پیار کر تجھے کرتا ہے پیار دل اک تیر مارتے ہی گرے تین چار دل	

مین اور میرے ساتھ مرا بقیہ دل  
 ہے ایک اک حسین کا امیدوار دل  
 اونچی سی گات <sup>یا گات</sup> - شوخ نظر - شرمسار دل  
 پرمردہ جان دریدہ - جگر - بقیہ دل  
 دیکھا جو آنکھ نے تو پوچھتا رہا دل  
 کسے شکار آپ مین کس کا شکار دل  
 اس شان سے تڑپ کے گرا بقیہ دل  
 وہ میری اتنا س کہ ہے بقیہ دل  
 کیسی لٹکے لٹکے چلی زلف یار دل

تو اور تیرے ساتھ تیری چلبلی نظر  
 بھڑکے نہ آگ لاگ کی میدان حسین  
 وہ ہاتھ - ہاتھ جو ترے نقشے مین کہنچہ  
 نکلا ہوں رونائی تیری لیکے قبر سے  
 کی زید نے خطا تو عمر کو ملی سزا  
 کہہ دوں جو صاف صاف ابھی کہوئے جاؤ  
 نکلی بلائیں لینے کو پردے سے برق طور  
 ظالم وہ تیرا آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا  
 کیسی لچک دکھائی کرنے دم خرام

ماہل ازل کے دن مجھے کیوں آگیا پسند  
 مغموم دل فریفتہ دل سو گوار دل

۲۴

روایف میم

۱۰۵

ہو گئے مضطرب دیکھتے ہی وہ ہلتی زلفین پہرتی نظر ہم  
 دیتے ہین دل اک آفت جان کو تھامے ہوئے ہاتھ لے جگر ہم  
 غیر کو گردہ پیار کرینگے اپنے لبو مین ہوینگے تر ہم  
 ڈال ہی دینگے اُنکے قدم پر کاٹکر اپنے ہاتھ سے سر ہم  
 صلح ہوئی تو نالے کہنے یوں کرتے ہین سب کو خبر ہم  
 پیٹتے ہین سینے کا ڈھنڈورا دیتے ہین دل بار دگر ہم  
 اور پلینگے چوڑنہ دینگے سکے صدائے مرغ سحر ہم  
 حلقہ دو لون ہاتھ کا اپنے ڈال رکھینگے گرد کمر ہم  
 دل کے اندر طور کے اوپر چشم صنم مین عین حرم مین

۶۴



تیری ہی صورت تیری ہی صورت پوچھنے جائیں تجھ کو کہ ہر ہم  
 راز چھپے تو آغاز اچھا بھید کھلے تو انجام اچھا  
 مثل سکندر بھیس بد لکر جاتے ہیں بن کر نامہ بر ہم  
 اندازہ گو کر ہی چکے ہیں آجباتی ہے مٹی مین بھی  
 آج مگر بے پردہ کرینگے دیکھینگے پتلی سی کمر ہم  
 لاتے ہی کچھ رنگ جوانی آنکھ سے یوں کین آنکھ نے باتیں  
 آؤ دکھائیں سب کو گماتیں شعبہ گر تم جادو گر ہم  
 کتنی مہن زلفین شکین کس لین کوئی جو ڈالے ہاتھ کمر مین  
 پھیل کے سو ڈر کیا تکو گشت کرینگے گرد کمر ہم  
 لطف بڑا ہوا درمزا ہوا کے عوض گر آپ کو پائیں  
 بیٹھکے اپنے گھر کے اندر ڈھونڈ رہے ہیں یار کا گھر ہم  
 تمکو نراکت اور خدا دے ہمو لڈت اور خدا دے  
 پانیچے تم چکی سے اٹھا لو تھامے ہوئے چلتے ہیں کمر ہم  
 اٹھا جو بن جہکتی گردن دہتی باتیں رکتی گسائیں  
 ہاے نہ کیوں سو جان سے فدا ہوں ان چاروں پر آٹھ پہر ہم  
 سایہ بنکر ساتھ چلینگے ساتھ پہرینگے ساتھ رہینگے  
 اپنے گھر مین غیہ کے دل مین جاؤ جدہر تم آئیں اُدہر ہم  
 جلد تم اٹھو دوڑ کے آؤ ہمکو ہوتا موہمو سنا لو  
 گرتے ہیں مثل اشک زمین پر اٹھتے ہیں شکل درد جگر ہم  
 سب پھرا کر لائے اُڑا کر کیا نہ کرینگے دل مین چھپا کر  
 رہنے سے چلنے پہر نے تمکو خدا کا دینگے گھر ہم

منہ جو کہلے گا رنج بڑھیکا ہم سے نہ ہو لوہم کونہ چھڑو  
 کا ہیدہ تن آرزوہ جان آشفتنہ دل خستہ جگر ہم  
 یہ تو چہر کسٹ چوٹا سا ہے پس لو میں تم سوؤ گے کیونکر  
 آؤ لائیں سینے پر ہم تمکو سلا لیں چپا قی پر ہم  
 رنج گرایا ہو تو ہلا دے پیار بڑھا دے ہرے ملا دے  
 انکی نگہ سے تو گر تو چکے ہیں جائیں نہ یارب دل سے اتر ہم  
 دیکھکے انکا جو بن اُبہرا میں نے کسا یہ مال ہے اچھا  
 بولے وہ کیا تم لوٹ ہی لو گے گو دین یون آجائیں اگر ہم  
 ٹھہری ہے با ہم لطف کی باری پہلے جو پائے حیات اُسی کی  
 وصل کی شب ہے ڈھونڈ رہے ہیں دل وہ ہمارا انکی کمر ہم  
 روز نئے دل لائیں کہاں سے ایسے تحفے پائیں کہاں سے  
 چاٹ پڑی ہے تمکو دلوں کی بوٹے جائیں کسا گھر ہم  
 غیر کے برین انکو دیکھا خاک میں جاے ایسا نظارہ  
 ہاتھ میں کجخت آنہیں سکتا توڑتے در نہ مارِ نظر ہم  
 نشو و نما پائی ہے دکن میں قدر رہا رہی کیونکر ہو گی  
 گھر کی مرغی وال برابر کد کسائیں اپنا ہنر ہم

۱۲

کیون نہ کرے دیوانہ کسی کو شرم کی عادت حسن کی شوخی  
 ہو گئے مائل دیکھ کے مائل اٹھتا جو بن جبکہتی نظر ہم

۱۰۶

ساری خلقت راہ میں ہوا رہو منزل میں تم یوں ہمارے ساتھ بیٹھو اس بہری محفل میں تم میں ہی دوسرے میں ہی کافر میں ہی کعبہ میں جی ہم	دو دن عالم دل سے باہر ہیں فقط ہو دل میں تم ہم تمہارے دل کے اندر ہوں ہمارے دل میں تم خود کو میں سجدے کروں گا دل میں تم ہو دل میں تم
---	--



ہے پوچھو غیر کی محفل میں بتیابی کا حال  
 کس قدر تے محبت ہے مجھے خود دیکھ لو  
 میں جہان جاتا ہوں آتے ہو وہاں مجھ کو نظر  
 دیکھتے کیا ہو کر دھور و نیچھی اک دار آج  
 میں وہ مجنون ہوں کہ ہر ذرہ میں ہر جلوہ مرا  
 قبر میں پاس آؤ دل لیجاؤ اسے حور ان خلد  
 دیکھنے تکو ترستی ہے مری جانِ خیزین  
 ہلکو تکلیفین مبارک اور تکو را حتمین  
 دوستو جاے جنازہ جیسے جاتی ہے رات  
 ٹکڑے ٹکڑے کر کے جھکدو یکا دو جھکدو کون

تکلو کیا معلوم کب تڑپے کسی محفل میں تم  
 اپنی آنکھیں ڈالو داک روز میرے دل میں تم  
 راہ میں تم گھر میں تم خلوت میں تم محفل میں تم  
 اپنی شوخی ڈالو بتیابی بسمل میں تم  
 میری صورت دیکھ لو گرد پس محل میں تم  
 راہ میں سب لوٹتے ہیں لوٹ لو منزل میں تم  
 تکو فرصت ہو تو یکدن آکے جاؤ دل میں تم  
 کوہ پر ہم گھر میں تم جنگ میں تم محل میں تم  
 دھوم سے لیجاؤ جھکدو کوچہ قاتل میں تم  
 ہاتھ میں تم پاؤں میں تم آنکھ میں تم دل میں تم

بجمل کا نقشہ کچھ ایسا ہے کہ دونوں ایک ہیں  
 سچ تو کہہ تم میں ہے مائل کہ ہوا میں تم

۲۰

روایف نون

۱۰۶

تو اڑا کر جھکدو پیل اے صبا بغداد میں  
 کیون نہ اپنا سر جھکا میں اولیا بغداد میں  
 عاشق و دیدار کا لوٹو مزا بغداد میں  
 ہے الف اللہ کا ہر موج ہو بغداد میں  
 یہ چمن محبوب کا ہے اور وہ باغ حبیب  
 کہ نہ پوچھو ہر قدم پر کیا نظر آیا مجھے  
 ہے دہی محبوب اللہ کا ہمارا دستگیر

چہرہ محبوب سبحانی دکھا بغداد میں  
 جلوہ گر ہے جانشین مصطفیٰ بغداد میں  
 شکل محبوبی دکھاتا ہے خدا بغداد میں  
 جلوہ اسم ذات کا ہے جا بجا بغداد میں  
 روز آتی ہے مدینے کی ہو بغداد میں  
 دونوں آنکھیں بند کر کے جب چلا بغداد میں  
 جو چڑھا بالائے دوشش اولیا بغداد میں

ہوں ہمارے دل کے ٹکڑے جا بجا بغداد میں  
 خلد میں جو مٹنے والا تھا ملا بے داد میں  
 بیٹھ جاؤ نگارنگ نقش پابند میں  
 بارک اللہ کیا سطر ہے ہوا بے داد میں  
 نقش ہو میری جبین کا جا بجا بغداد میں  
 روح شرب میں رہے لاشہ مر بغداد میں  
 تو بہت خوش ہے تجھے کیا ملک یا بغداد میں  
 کیا عجب گر جو ولی دزد و حنا بغداد میں  
 گو دکن میں ہوں مگر ہے دل مر بغداد میں  
 روح عالم کی ہے جتنی ہے ہوا بغداد میں  
 منکر و نکو بھی نظر آئے خدایا بغداد میں  
 کیا تا شاہ خدا مجھ کو ملا بے داد میں

اتنی تلواریں چلیں تڑپتی نگاہیں تری  
 کیوں کروں جا کر درجست پہ خندان کو سلام  
 اگر تمناے زیارت مجھ کو لیکر جائیگی  
 چند سانسین ملگنی تھیں اکین غوث پاک کی  
 ہو کے بخود اسطرح سجدے پین جدا کروں  
 بعد مردن جان و تن کی اسطرح تقسیم ہو  
 وہ بھی دن آئے مر اللہ پوچھے مجھے یوں  
 گھر آیا چور اسکو نعمت باطن ملی  
 اے خدایا میں ہی ترے محبوب کا دیوانہ ہوں  
 وان کسی مردے کو لیجاؤ تو وہ جیکر اٹھے  
 ایک چکر گرنگائیں غوث کے روہنے کے گرد  
 میں چلا تھا دیکھنے محبوب سبائی کی شکل

۱۳

لطف ہوا اس فرش پر گر بانو کہیں غوث پاک  
 چلکے مائل ہند سے آنکھیں بجا بغداد میں

۱۰۸

جتنے دل میں وہ سب ہمارے ہیں  
 گونے پہلو میں دل نے مارے ہیں  
 آپ ہیں اپنے ہی نظارے ہیں  
 تو سن عمر کے ترارے ہیں  
 اپنے مطلب کے سب اشارے ہیں  
 دونوں کانوں میں گوشتوارے ہیں  
 آج پیچیدہ لوگ سارے ہیں

اسکی آنکھوں کے یہ اشارے ہیں  
 آپ جسوقت گھر ہمارے ہیں  
 عین خود بینی یہ مراقبہ ہے  
 عمد طفلی شباب او پریری  
 سکرانا لگوٹھا دکھلانا  
 جس طرف منٹھہ پراگری بجلی  
 کوئی چٹکی دلوں میں لیتا ہے



ق	تم دہان ٹھہر دیا یہ سان آؤ دور جب تک کہ ہو تصور ہے بے سبب گدگداتے ہو تم کب کس نے سانچے میں تھکاوڑ ڈالا ہے کوئی دم دیکے انگو بھی لیجاے
فائدے ہر طرح ہمارے ہیں پاس جب تک کہ ہو نظارے ہیں یہ بھی دل لینے کے اشارے ہیں جتنے اعضا ہیں پیارے پیارے ہیں ہم کو دم دیکے وہ سد ہارے ہیں	

۱۰۹	جاتے جاتے کیا یہ مائل سے آئینکے پھر کہ ہم تمہارے ہیں	۱۱
-----	---	----

دع	تھکو معلوم جوانی کا مزاج ہے کہ نہیں اے تو سجدہ چولیتے ہو خطا ہے کہ نہیں بقیاری مری سرگرداں پربائیں تو کیا ہے اقرار یہ تھا تے نہ شرمائینگے تم جدہر جاتے ہو یہ بھی تو ادھر ہوتا ہے سامنے میرے رقیبوں کو ہلاک اٹھنا سن مری بات تو کر خود ہی کو سجداد و عطا میں نے مانا کہ شہر تم آؤ گے یہاں غیر کیوں کرتا ہے جان بازی کا دعویٰ مجھے مجھے کیا پوچھتے ہو کس کو ملون چٹکی سے
خواب ہی میں کہی کچھ کام ہوا جو کہ نہیں تھکو پیدا کیا جسے وہ خدا ہے کہ نہیں دل مشوق میں عاشق کی بھی جاہو کہ نہیں آج پھر نہم نگاہی میں حیا ہے کہ نہیں دل بیتاب مرا قبلہ نما ہے کہ نہیں کیسے انصاف سے خود آپ برا ہے کہ نہیں مجھے کدے کہ ترے دل میں خدا ہو کہ نہیں پوچھو دل سے کہ اسکی بھی رضا ہو کہ نہیں کبھی قتل میں تماشے کو گیا ہے کہ نہیں کسی کج بخت کا دل تھکو ملا ہے کہ نہیں	

۱۱۰	کیا عجب اسے جو قربان ہوا اے مائل شمع پر زہر میں پروانہ خدا ہے کہ نہیں	۲۳
-----	--	----

ہست ڈھونڈنا پایا سیکڑوں لاکھوں ہزاروں میں جو آیا ذکر برق طور کا امید داروں میں	مری جان تھسا دلدارو نہیں مجسا جان نثاروں میں کھا ہنس کر کہ وہ بھی ہے ہمارے بقراروں میں
---	---

سنور بکرے مجھ سے اگر آؤ گے یاروں میں  
 صبا نے شوخیان کین کیا تری ڈولی کے پردیے  
 تری رحمت کے میں صدقہ یہ کہہ دے تھے ہاتھ  
 زلیخا عاشق یوسف تھی یوسف تجھ پر عاشق ہے  
 نہ پہنچا کعبہ مقصود تک کتا ہوا لیساک  
 وہ وقت وصل بکھر پڑ چکی تھی آپا کیوں پھر کے  
 ازل کے دن پسند آیا جو فن سامری اُنکو  
 چھپایا کیوں چرا کر تھے صبح وصل دل میرا  
 تڑپتے ہیں کرن ہول اُس پری کی چلیاں بکیر  
 جو بعد قتل میری یگانہ سی ہو گئی ثابت  
 عدو کے دل کے ٹکڑے ہیں ہمارے دیکھ پرز مین  
 جو صبح وصل آتا دے گے تجھ کو سکھ بھیجے گے  
 ادھر تو ریت اٹھتی ہے ادھر تیرے ہوتی ہر  
 یہی بنت العنبر خلدین میں ہی مزا دیگی  
 کسی کو سہرا کر لیا ہمیں دل سہرا تا رہے  
 دم آخر بر آیا کو نسا مطلب کہ دم میرا  
 پڑا ہے جامہ یوسف پہ عکس اشک زلیخا کا  
 یہ کیسی تعزیت ہے روح کو تکلیف ہوتی ہے  
 تجھی کو ڈھونڈتا ہر تار ہو نہیں ہر رنگ میں ملکر  
 کوئی بات اگئی کیا یاد وہ بھی مرنے والے کی

ہر رنگ بڑا سا جاکینگے ہم پہر لوں کے ہار و نہیں  
 کئی دل بوٹتے ہیں دونوں جانب رہ گئے ہار و نہیں  
 مزا ہو چکر بکیر کر نکسیر آئین مزا رو نہیں  
 وہ اُنکے جان نثار و نہیں یہ تیرے جان نثار نہیں  
 مری تقدیر کا چکر ہے شاید رہ گئے ہار و نہیں  
 اُنکے گہری زلف رسا پہر لوں کے ہار و نہیں  
 توجہ دہر دیا خالق نے اُنکو کے اشار و نہیں  
 کہاں سے آگیا یہ پہول تازہ باسی ہار و نہیں  
 اُس پر پیدا ہوا بیٹھا جو اکرتی ہار و نہیں  
 مرا جلا بھی روئے کو آیا سو گوار و نہیں  
 وہاں ہوتی کے ہار و نہیں یہاں اشکو کے تار و نہیں  
 ہری کی جان ہے دل جو رکھو پہر لوں کے ہار و نہیں  
 ہماری خوشیاں وہ گن رہے ہیں دگوار و نہیں  
 ہری یہ جو شکر جائیگی پر ہمیں گار و نہیں  
 ہماری آنکھ کیوں بھیجی ہوئی جاتی رہے ہار و نہیں  
 بنا ہے معنی لا تقطعوا امید وار و نہیں  
 نئے موتی پر دئے عشق نے دامن کے تار و نہیں  
 مے دشمن سے ہنر کر دئے بیٹھے ہو گوار و نہیں  
 مسکاتین لامسکاتین آسمان و نہیں مزا رو نہیں  
 میرجاں روتے روتے تنہا رہے ہو گوار و نہیں

پری سمجھ ہو کیا مائل یہ کیسی بیوقوفی ہے



مرا تھ اسکے جوبن سے یہ کہتا ہے اشار و نمین  
 ہمیں یک با وفا ہمیں ڈھونڈو تم بھی ہزار و نمین  
 جسے جیکر مڑے لوٹے مڑے مکر مڑے لوٹے  
 بدلتی جاتی ہرین چھپو نہ سے شوخیان انکی  
 دکن ہر وقت بنتے ہرین نکرتے ہرین نہرتے ہرین  
 گریگے ہم جہان مڑے دہان کے پیچ آئیں گے  
 سہاگ ہر جوانی آپکو کیا کیا سکھاتی ہے  
 زبانِ خاشی سے وہ مری بیت کا سجانا  
 کراست عشق نے کدن دکھائی من ہونگے  
 تمہارا مطلب دل کر رہا ہے شوخیان کیا کیا  
 پتھر زبرد گل چھپکے وہ سر سے ہانوں تک  
 یہ کس میخوار کی ٹوٹی ہوئی توبہ کے ٹکڑے ہرین  
 دکھاتی ہے تماشا برق ایمن طوین چھپکر  
 چھپا کر کچھ دکھاتے ہرین زالا چلبلا پن ہے  
 پسند و برق و سحاب اس طرف دل اسرار میرا  
 جو توڑے رات کو بند قبا جو شس جوانی نے  
 یہ کیسا کیل ہے مہر و نکے بے دھکے ٹکڑے ہرین  
 بناؤ اچھا نہیں تیجے کا دن ہو کیا کہیں گے لوگ  
 یہ می لویہ گزک لویہ گلوری لویہ حقہ لو

اترے میں طالبو نمین تو مڑے امید وار و نمین  
 دل افکار و نمین بیمار و نمین شخوار و نمین یاد و نمین  
 کہ پرمان تہمین مکان و نمین تو حورین ہرین مزار و نمین  
 مراد ل بنگے و نہیشیتے ہی بقیہ رار و نمین  
 لدے رہتے ہرین وہ تو رات دن ہو لو نکے ہار و نمین  
 ہماری حشرین ہر جائیگی سب کے مزار و نمین  
 جفاکین ہرین کنایہ و نمین دفائن ہرین اشار و نمین  
 وہ انکا بیٹھ کر آسو بہانا سو گوار و نمین  
 زینحانی چھپی رسوائی کب دامن کے تار و نمین  
 تناض میں تامل میں کنایہ و نمین اشار و نمین  
 مگر میں ہاتیاں اُبھری ہوئی ہو لو نکے ہار و نمین  
 نہا بیچ گانہ بنگے پر ہیز گار و نمین  
 شرارے شوخیان کرتے ہرین کیا کیا کو ہار و نمین  
 دوپٹا ڈبکے شانے سے گرا آئے جو یار و نمین  
 خدا حافظ کہ ہوتی ہے لڑائی بقرار و نمین  
 چھپالین گوری گوری چہاتیاں ہو لو نکے ہار و نمین  
 نئی شطرنج ظالم نے بچائی جان تار و نمین  
 دامن بکریہ آؤ تم ہمارے سو گوار و نمین  
 ہنسو ہو لو نہ روٹو آؤ بیٹھو حیاں تار و نمین

۱۱۲	وہ میرا نام لیکر در ہے ہین سوگوار و ہین	۱۱۲
<p>لوگ گردش ہین جویون سارے ہین</p> <p>۲۰ اے زمین چرخ کے جوارے ہین</p> <p>۲۱ جوئے کے دیتی ہے مجھے بیتابی</p> <p>۲۲ دل میں تم آ کے تماشا دیکھو</p> <p>۲۳ وداے عشق کہ ہے عرش کا قصد</p> <p>۲۴ چشم دل حضرت سوسلی کی جو دا</p> <p>۲۵ اور تم کہاؤ مزے لے لیکر</p> <p>۲۶ پاس سے پاس تھا جب تک انکو</p> <p>۲۷ ماجرا دیدہ پر غم کا نہ پوچھو</p> <p>۲۸ میری عینک سے تمہارا یہ حجاب</p> <p>۲۹ رخ ہے پر نور تو آنکھیں روشن</p> <p>۳۰ لو پھسل جاتا ہے بوسوں کا مزا</p> <p>۳۱ ہے خدا ایک محمد ہین رسول</p>	<p>۱۵ آدمی ہین کہ یہ سیارے ہین</p> <p>تیرے ہی جزو بدن سارے ہین</p> <p>چارون مختصر مرے گوارے ہین</p> <p>شش جہت کے یہمین نظارے ہین</p> <p>آج پھر بڑھ کے قدم مارے ہین</p> <p>عین بیہوشی میں نظارے ہین</p> <p>جوئی قسین بھی شکر پارے ہین</p> <p>اب فقط دور کے نظارے ہین</p> <p>دونوں آنکھیں مری اندازے ہین</p> <p>منہ چھپاؤ بھی تو نظارے ہین</p> <p>چاند کی گود میں دو تارے ہین</p> <p>کس قدر صاف وہ رخسارے ہین</p> <p>انہیں دو باتوں پہ چڑھ کرے ہین</p>	<p>۱۱۳</p> <p>دیر و کعبہ میں ہمیں ہین مائل</p> <p>۸ ہر جگہ اپنے ہی نظارے ہین</p>
<p>کہو کے آیا ہے نشانی مری ای یار کمان</p> <p>کوئی حیرت نگہ عالم میں زبان کیا کوئے</p> <p>دل میں ڈھونڈو نہ کہ کلجے میں کہ آنکھوں میں تجھے</p> <p>چرخ سے کرتے ہین تھوٹو کا نظارہ عیسیٰ</p> <p>حکم اٹکا ہے اگر آتے ہو تنہا آؤ</p>	<p>۱۵ زلف خالی نظر آتی ہے دل راز کمان</p> <p>منہ تصویر کو ہے طاقت گفتار کمان</p> <p>کہ کمان ہے تزار ہتا ہے تو ای یار کمان</p> <p>دیکھ بیٹھے ہین ترے طالب دیدار کمان</p> <p>چوڑ کر جاؤں تجھے اے دل بیمار کمان</p>	<p>۱۱۳</p>



کمدتے ہی قبر ہوئی راہ جنم سدو  
پڑ گئی نیو کمان بنگلی دیوار کسان  
راتن کیون ہے تجھے مثل فلان گروش  
اہلو ہینکیگا ۱۱ سے چرخ ستمکار کمان

۱۱۲

کیون پرستش نہ کروں نگ کی سوچو مائل  
ہے نشان قدم احمد مختار کسان

۲۳

یار پوشیدہ ہے اے حضرت مولیٰ دلین  
کیا کون مین کہ یہ کیسا ہے اقبال دلین  
آنکھ لڑتے ہی زبان ہو گئی پیدا دلین  
بام سے کہیلے ہین راستے والو نکا نکار  
آپ ٹھوکرے تو مردو نکو جلا دیتے ہین  
جو ہے عشق مصور ہے وہی عاشق کا  
یار ہلو کو مرے پیر کے پچھتا ہے  
مردم چشم نہیں مانی و ہزار سے کم  
ہر گمان اسکو کیا حسن پرستی نے مری  
نوجوانی ہی تھیکڑ ہے پر زار دون کا  
رنگ مین دو تو نکلے ہو جاتی ہے لالی پیدا  
آنکھ نکو مبارک ہو صفائی دل کو  
آنکھ لڑتے ہی کیلے مین لگی چوٹ پہ چوٹ  
لوٹنے دے مجھے تہاے ہوے دل اوتو  
پوری پوری ابھی چلن سے نہ نکلی تھی نظر  
قد ہے پٹا سا ابھی باتن ہین بولی سی ابھی  
بزم عشاق مین شوخی سے جو وہ آنکھ پری

ڈھونڈ ہے یکے پرانے بیضا دلین  
کھینچتا ہے تری تصویر فرشتہ دلین  
مین نے اسکو تو مجھے اُسے بلا یا دلین  
کہو نکر زلف رسا جال بچھایا دلین  
کیا سمجھتے ہین خدا جانے مسیحا دلین  
دل تو سینہ مین ہے اور چاہنے والا دلین  
نظر آتی ہے تمنا ہی تمنا دلین  
آنکھ اسپر چوڑی کنج گیا نقشا دلین  
گر کبھی خواب مین آیا تو ٹٹولا دلین  
حسن و عشق آئے دکھائی کو تماشا دلین  
آنکھ لڑتے ہی خیال آتے ہین کیا کیا دلین  
سرجھکاتے ہی نظر آتا ہے ہیرا دلین  
ہم سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ مارا دلین  
گدگداتا ہے ترا وعدہ فراد دلین  
اچھلا دو ہاتھ کلیجہ کہ وہ مارا دلین  
نہ جیا نیغم گاہی مین نہ کہ ٹکا دل مین  
ہر طرف شور یہ اٹھا کہ وہ مارا دلین

نزع میں بوسہ جو مانگا تو کہا حیرت سے قد تو چھوٹا ہے ارادہ ہے بڑا قاتل کا مجھے ایک کام ہوا رات کو مرضی کو خلاف بوسہ لیتے ہی وہ کہنے لگے پیچھے ہٹ کر	مرنے والے کے بھی اسد ہے کیا کیا دل میں مارنے لایا ہے ننھا سا پتہ چا دل میں بل ہے ابو میں غضب آنکھ میں غصا دل میں پیار کرتے ہو خدا جانے ہے کیا کیا دل میں
---	---

۱۵

کین مائل وہ قیامت میں نہ ہو جائیں خفا  
چٹکیاں لیتا ہے اندیشہ فردا دل میں

۱۱۵

کوئی بھی مجھ سا زمانے میں نگہا نہیں کبھی فلک کو کبھی جھکو دیکتا ہے کیوں پٹ گیا ہے مراد دل تمہارے دامن سے یہ کس گمنام پر کہتے ہیں ہم سمجھ لینگے دعا کو دیکھ کے تاثیر سکراتی ہے کبھی جگر میں کبھی دل میں ہے کبھی مین ہمارے ساتھ ہو مین دفن حشر میں اتنی وہ میری گود میں دم بہ ٹھہر نہیں سکتے اتنی کس لئے تاثیر صدقے ہوتی ہے کھونہ دیکھ آئینہ منہ پہ منہ رکھ دے مسک گئی جو قبا گیا انہیں غصہ اتنی دیکھی تھی کب اسنے میرے دل کی تڑپ مزا ہو روز جزا وہ جو مجھے گہرا مین کہاں سے یہ تری چتون میں اعتدال آیا	وہ دل ملا ہے مجھے جو پسند یا نہیں عدو کو کچھ مری قسمت پہ اختیار نہیں جھٹک نہ دوا سے رستے کا یہ غبار نہیں خدا کا بندہ تو نکا گناہگار نہیں کہ اور کچھ مرا مطلب سوا ہے یا نہیں وہ درد مجھ کو ملا ہے جسے قرار نہیں جگہ بدلنے کو کروٹ تہ مزار نہیں یہ شوخیان ہرین کسی عضو کو قرار نہیں کہ دل کا راز تو نالوں سے ہکنا نہیں تمہارا عکس ہے کرنیکا ٹکوپا نہیں وہ جوش حسن سے لڑتے پرا اختیار نہیں جو آج تک نگہ یار کو قہار نہیں کون میں یار جو تم وہ کین میں یا نہیں نگاہ شوخ نہیں آنکھ شہر ساز نہیں
--	---

چلو جواب دو کس کے ہو منتظر مائل



۱۸	یہ روز محشر ہے ہنگام انتظار حسین	۱۱۶
<p>اتنی خوشامین کین ابھی گئے وہ دم میں  پنچا جو بتکدے میں داخل ہوا حرم میں  منہ حنا پڑھیکا کلمہ کف صنم میں  ہے شمع بتکدے میں فانوس ہر حرم میں  معدوم کب ہوئے ہم موجود ہیں عدم میں  رکمانہیں خدا نے کچھ فرق تم میں ہم میں  آذر میں ہر صنم ہے آذر ہے ہر صنم میں  دنش میں بار بجلی دو چار ہی قدم میں  قندیل بتکدے کی جلنے لگی حرم میں  کسی خوشی سمانی یارب ہمارے غم میں  دل پڑ پڑا رہے ہیں زلفونکے پیچ و خم میں  آئینہ مثل طوطی پڑ کا کف صنم میں  تو جلوہ گر ہوا تھا کیا سیئہ قلم میں  دونوں جہان سماء یک گوشہ کرم میں  فتنہ تری نغمہ میں محشر ترے قدم میں  احب کا نقش بنکر ظاہر ہوا درم میں  جو دل کی آرزو تھی بت بنگلی حرم میں</p>	<p>سنت غرض ساجت کیا کیا نہیں ہر ہم میں  شان خدا کو دیکھا ہر یک صنم میں  دیگاتیری گواہی بیدم بھی ایک دم میں  دل محویا دحق میں جان کو چہ صنم میں  مرنے میں بھی مزا ہے رنگ فنا بقا ہے  کتا ہے مکس ان سے کیوں گورتے ہو بکو  توڑے خلیل کسکو چھوڑے خلیل کسکو  تم اور اگر جلو گے ہوگی کمر و کمرے  زلفون سے دل تھک کر عاشق ہوا ہون پر  ہنگام گر یہ آئی بیسا خستہ ہنسی کیوں  رستے میں چلتے پرتے لاکھوں تھکا مارے  اپنے ہی مکس کی جب لین پیارے بایں  کیوں بوج کا نوشتہ قسمت بنا ہماری  واعظاد کما دے مجھ کو میرے گنہ گمان ہیں  تو جسکو چاہے پیسے تو جسکو چاہے مارے  کیوں مانگتے ہیں زردہ کیا داغ قلب عاشق  جا کر خدا کے گہر میں کی غیر کی پرستش</p>	<p>۱۱۷</p>
۱۲	<p>مجھے ہم کے معنی نہ کر دہ کہہ رہے ہیں  میں اور یہ ا ما مل کیوں آئے اس ہم میں</p>	۱۱۷
<p>نہیں ہے یہ دل خانہ خراب پہلو میں</p>	<p>دہری ہے چیز کوئی لا جواب پہلو میں</p>	<p>۱۱۷</p>

فلک پہ چاند تھا اور آفتاب پہلو میں  
 لپٹ گئے تو بنے اضطراب پہلو میں  
 گھٹ لیکا مجھے آفتاب پہلو میں  
 تمہیں کو تو یہ کیسا حجاب پہلو میں  
 وہ بیٹھے میں اٹھا کر نقاب پہلو میں  
 ہوا کو رہنے نہ دے گا حباب پہلو میں  
 کہ اضطراب پہ ہے اضطراب پہلو میں  
 شراب انگھ میں ہے اور کیا پہلو میں  
 کہ دل ہوا ہے مرا آب پہلو میں  
 دل جب گھر کو ہوا انقلاب پہلو میں

وہ شب کو بیٹھے تھے پینے شراب پہلو میں  
 وصال بھی مرے دل کے لئے پیش ٹھہرا  
 وہ ذرہ ہوں جو زبان سے مرے آنا نکلے  
 بغل میں بیٹھے شراب ہے ہر مین صدقے  
 ٹھہر ٹھہر دل مضطرب مجھے سنبھلنے دے  
 ہماری آہ سے ٹوٹیکا آسمان یکدن  
 ہمارے دل کو تمہیں نے تو کر دیا چین  
 لمہور لاکے جلاتا ہے سوز عشق جب گھر  
 اتنی ٹرگمی کسی نگاہِ شرم آگین  
 ترے فراق میں بستر پر شب کو وہ تڑپا

۱۱

مڑے اڑاؤ خدا جانے کل ہو کیا ما کل  
 کہ آج ہے وہ سراپا حجاب پہلو میں

۱۱۸

تم پہ تغفیر اٹھو لیکے شخص ہر ہاتھ میں  
 نقد دل آہستہ رکھ دو گنا دکان ہاتھ میں  
 کہلاتے ہیں عکس سے آئینہ لیکر ہاتھ میں  
 دل مرا جاتے ہی بنجاتا ہے پتھر ہاتھ میں  
 رقص کرتی ہے پری شیش میں ساغر ہاتھ میں  
 ہے بغل میں ہاتھ اور تصویر دلبر ہاتھ میں  
 دل مرا آتا ہے پہلو سے تڑپکر ہاتھ میں  
 وہ جہنگ دیتے ہیں میرا ہاتھ لیکر ہاتھ میں  
 آنے ہیں تربت پہ وہ دو پہول لیکر ہاتھ میں

آرزو سے قتل ہے ہم لائے ہیں سر ہاتھ میں  
 گر لائے ہاتھ وہ بت روز محشر ہاتھ میں  
 مسکراتے ہیں ہنسنے دیتے ہیں لوگوں جاتے ہیں  
 وہ مجھی کو پھینک کر مارین کہیں ایسا نہو  
 آؤ بیٹھو پان کماؤ ناچ دیکو مے پیو  
 کوئی خوشش ہو یا خفا ہو ہم نہیں کرتے سلام  
 مارتے ہیں ہاتھ پر وہ ہاتھ اس انداز سے  
 ہیں ابھی کس کہ کچھ اقرار کچھ انکار ہے  
 ایک میں ہے جان میری ایک میں ہر دل ہا



باز چوڑا ہے عدو نے نامیہ جیون کسطح | آسمان پر ہے نظر میری کبوتر ہاتھ میں

۱۱۹

اُنتی اُسکا ہون جسے چاند کو دو کر دیا  
کلمہ اے مائل بڑا کرتے تھے پتر ہاتھ میں

۱۸

اُٹھا کے چہرے سے اپنے گونگٹ وہ ایسی شوخی سے چل رہے ہیں  
سنہلنے والے تڑپ رہے ہیں۔ تڑپنے والے سنہل رہے ہیں۔  
وہ ہم کو سیانے سے جھانکتے ہیں جو ہم سہراہ چل رہے ہیں۔  
سواری ٹھہری ہے راستے میں کماکاند ہا بدل رہے ہیں۔  
یہ جوش گریہ ذرا تو ٹھہرے حباب بنکر فلک نہ تیرے  
مزار میں کون رو رہا ہے کنوین جو سارے اُبل رہے ہیں  
حضور مقتل میں چلکے دیکھو ذرا تو گھر سے نکلكے دیکھو۔  
کسی جگہ دل تڑپ رہے ہیں کہیں کیلجے اُچھل رہے ہیں۔  
ہم اُن سے پلٹے وہ ہم سے چمٹے نہ وہ جھڑکتے نہ ہم سرکتے  
پسینہ بن کے وصل کی شب دلون کے ارمان مکل رہے ہیں  
کبھی تو ہے پائینچون پہ چٹکی کبھی دوپٹے پہ مہین لگا ہیں۔  
بلا کے مہین جوش نشہ میں بھی سنہال کر کچھ سنہل رہے ہیں  
تمہاری شہرت بھی یک بلا ہے زمانہ آفت میں مبتلا ہے۔  
گہروں میں زندے تڑپ رہے ہیں گہروں سے مڑنے نکل رہے ہیں  
سفر سے کون آیا بعد مدت الہی مانی تھی کس نے موت۔  
مزار پر پہول چڑ رہے ہیں چراغ مسجد میں جل رہے ہیں  
کشش تو در پردہ اُنکی دیکھو ٹھہر گیا اُنکے در پہ حباب کر۔  
جنازہ بڑھتا نہیں ہمارا عزیز کا نہ ہا بدل رہے ہیں۔

بند ہوا ہے سفر کا سامان مگر وہ دیتے نہیں اجازت  
 ادھر سے آہین نکل رہی ہیں ادھر سے آنسو نکل رہے ہیں  
 رکے ہیں کانوں پہ ہاتھ دونوں نہیں نہیں کا ہے لب پہ نغمہ  
 وہ ڈر گئے نام وصل سنکر نئی ادا سے مچل رہے ہیں  
 مرے جنازے کو دے کے کا ندھا لگے وہ بے اختیار رونے  
 تری خدائی کے مین تصدیق تو نکلے دل بھی پگل رہے ہیں  
 جو نقد دل اُنکا ہر ٹھہرا سمجھ گئے مالدار مجھ کو  
 وہ کہتے ہیں اور کچھ بڑبا دو بلا کی ہٹ ہے مچل رہے ہیں  
 بری ہے اے دل یہ بیکساری ذرا ٹھہرا ڈرا سنہل جا  
 ابھی تو نیند آنکھ میں بہی ہے ابھی تو کروٹ بدل رہے ہیں  
 یہ ہیں اشارے ہمیں پہ مرناسی سے شادی کہیں نہ کرنا  
 عجیب مطلب کی گفتگو ہے بلا کے پسلو نکل رہے ہیں  
 نہیں کوئی وصل میں مکر بٹے ہوئے ہیں نرے برابر  
 زبانیں لیل کے لڑ رہی ہیں اگال باہم بدل رہے ہیں  
 کرو گے کب تک عدو کا ماتم چلو آٹھ سو رہینگے تم ہم  
 یہ ضد بری ہے یہ ہٹ بری ہے کہ دن جوانی کے ڈبل رہے ہیں۔

۱۵

ابھی سے مائل نہ کر قضا ابھی ہیں سولاس گکار باقی  
 ابھی تو اٹھے ہیں وہ نہا کر ابھی تو کپڑے بدل رہے ہیں

۱۲۰

سینہ سینہ پہ ہو خوش ہیں جگر دل دونوں کیا کہوں آج کہ کیا کیا وہ منائینگے مجھے میں یہ کتا ہوں کچین اور جو ابھرن تو ہوں لطیف	ہر مع یار کے ہاتھ گلے میں ہیں حائل دونوں جلتے ہیں داؤد محشر کے مقابل دونوں دل یہ کہتا ہے کہ میں کام کے قابل دونوں
---	--



<p>اٹھ گیا کون مری بزم سے ہو کر برہم ڈرائنہیں رعبہ ہمیں اُنکو حیا ہو کو ادب وہ تپان خون میں بارے خوشی کے بیتاب دیکھ لیتے اُسے موسیٰ جو نہوتی تکرار دیکھ کر آئینہ میں اپنے لب رنگین کو جوش پر حسن جوانی ہے اُبھرتی ہین کچین جگر و دل کو سکھاتا ہوں تڑپنا ہر روز تہا کے ہم بیٹھ گئے کوچہ جانا کے قریب اضطرابِ دل لیلیٰ نے سنبھلنے نہ دیا چہین لی تالہ نے تاثیر دعاے زاب دیکھے دیکھے وہ یکے چلے یکے چلے</p>	<p>کل رہے ہین کف افسوس جلاجل دونوں سر جو کائے ہوئے بیٹھے ہین مقابل دونوں سیر ہے لوٹتے ہین قاتل و سبب دونوں لنترانی - ارنی ہو گئیں حاکم دونوں کہتے ہین مچھیاں لینے کے ہین قابل دونوں سر اٹھاتی ہین یہ تن تن کے مقابل دونوں کاش ہو جائیں اسی کام میں کامل دونوں سو گئے پانوں ہمارے لب منترل دونوں جو نکلے کھاتے ہی رہے ناقہ و محل دونوں لڑ پڑے باب اجابت کے مقابل دونوں چہین کر رہے ہمارے جگر و دل دونوں</p>
--	--

۱۲۱	نزع میں حسرت دیدار ہے ایسی کہ نہ پوچھ	۲۲
۱۲۱	پہرتے ہین چار طرف دیدہ مائل دونوں	۲۲
<p>اگرچہ وہ بے پردہ آئے ہوئے ہین ترے عشق میں رنگ لائے ہوئے ہین جو اس کا بھید پائے ہوئے ہین مراسط لبِ دل جو پائے ہوئے ہین اسی میں ہے اے جان تصویر تیری جو لاشے پر آئے تو ہنس کر وہ بوے مرے دل کا حال اُنکی آنکھوں سے پوچھو وہ ہین پھینک دے مجھ کو اے بقیارسی</p>	<p>چھپانے کی چیزیں چھپاے ہوئے ہین کلچے پر ہم چوٹ کھائے ہوئے ہین وہ اپنے میں اُسکو چھپائے ہوئے ہین حیا سے وہ گردن جو کائے ہوئے ہین کلچے سے دل کو نگائے ہوئے ہین مجھے دیکھ کر دم چرائے ہوئے ہین نظر سے نظر وہ لڑائے ہوئے ہین وہ دشمن کی خلوت میں آئے ہوئے ہین</p>	

مٹے ہم تو کیا غم ملے آپ کو ہم  
زبانوں پر ہین جنگی خلوت کے چرچے  
ذرا میں بھی دیکھوں تو سر قدم تک  
مرے قتل کرنے کی ہے فکر گھری  
یہ کہتا ہے درپردہ جوشِ جوانی  
مرادل ہے قربان آنکھوں پر میری  
غریبوں کے تم کیوں گلے کاٹتے ہو  
نکیرین تم جا کے حوروں کو بیجو  
مرے سر میں لگ جائیں موسیٰ کی آنکھیں  
مجھے تاک جہانک اب مزادے رہی ہے  
غرض دیرو کعبہ سے کیا عاشقوں کو  
حیا کتنی ہے راستے میں ملا دل  
نکلتے نہ تھے جو کہ خلوت سے باہر

جو کوئے ہوئے ہین وہ پائے ہوئے ہین  
یہی ہین جو محفل میں آئے ہوئے ہین  
مرادل کمان وہ چھپائے ہوئے ہین  
بڑی دیر سے سر جو بکائے ہوئے ہین  
ادھر کچھ ادھر کچھ چپائے ہوئے ہین  
وہ جب سے نظر میں سمائے ہوئے ہین  
یہ بندے خدا کے بنائے ہوئے ہین  
نئے گہر میں تنہا ہم آئے ہوئے ہین  
کہ وہ منہ سے پردا اٹھائے ہوئے ہین  
وہ ہمسایہ میں کل سے آئے ہوئے ہین  
تری شکل دل پر بنائے ہوئے ہین  
ادا کتنی ہے ہم چرائے ہوئے ہین  
سورج کے محفل میں آئے ہوئے ہین

۱۲۲

شہید و نین مائل کا بھی نام لکھ دو  
کسی حور سے دل لگائے ہوئے ہین

۱۵

وہ نکلیں حسیرتن دل سے کبھی دیوار پہلو میں  
وہ گل سوتا ہے پہلو میں کہ ہے گلزار پہلو میں  
تو میرے دلو سینے سے دبا کر مار پہلو میں  
پڑے ہے تسبیح تیرے نام کی زنا پہلو میں  
وہ نیزا مار سینے میں یہ برجی مار پہلو میں  
تری رفتار آنکھوں میں تری گفتار پہلو میں

جدائی وصل میں دیکھو جو لیٹا یا رہا پہلو میں  
جو کروٹ لی تو ڈھل آئے گلے کے مار پہلو میں  
غضب ہے ٹیٹا شرا کے یون اسی مار پہلو میں  
جو بھوکو برہمن دیکھے کے صل علی دل سے  
تامل کیوں ہے اے قاتل نگہ بھی ہر ذرہ بھی ہے  
اگر تو گاکے ناچے چٹکیان لینے لگے لاکھوں



وہ یوسف سے بغل میں دل زلیخا جکے لیتا تھا  
 ملا کر منٹھ سے منٹھ ذکرِ عذر کرنے لگا ظالم  
 مسلمان کافر و نین ہوں مسلمان تو نین کا فرہون  
 ہماری شامت آئی ہے ہماری موت آئی ہے  
 جو گستاخی کرونگا ہاتھ میرے کاٹے جائینگے  
 زلیخا تو نہ دے قیمت دکما وہ جذبہ الفت  
 جلانے دل مرا ظالم نے یوں تصویر کھینچوائی  
 برہمن بت کو پوجے اپنے دلو کو ہم کرین سجدہ

سمٹ کر آگیا نو مصر کا بازارِ پسلسو میں  
 جو یک بوسہ دیا لین چٹکیان سو بار پہلو میں  
 کہ قرآن سر پر بت آکھو نین ہے بازار پہلو میں  
 وہ یک یک بات پر گرے ہین سو سو بار پہلو میں  
 وہ یوں سوئے کہ رکھ لی پستے ہی تلوار پہلو میں  
 کہ یوسف کہنچکے آجائے سر بازار پہلو میں  
 ادھر اغیار پہلو میں ادھر اغیار پسلسو میں  
 کسی کا یا بہتر ترین کسی کا یا ز پسلسو میں

جو منٹھ دیکھا تو یک بجلی گرائی دل بہ مائل کے  
 لگا دی آگ ظالم نے دم دیا ز پسلسو میں

۱۳۳

۱۶

زلف میں کیوں دل جکڑے یار دور رہتے نہیں  
 جب تیری وحدت کا ہوا اظہار دور رہتے نہیں  
 تم عدو سے تو لڑاتے ہو سچو سچو  
 غیر کے دلو نہ رکھ جوڑے میں میرے دلو کے ساتھ  
 کیا دماغ اککا ہے کہتے جاتے ہین محشر میں  
 رو کے شیریں نے کہا جب ہو گیا فریاد سرد  
 کیا حیا ہے مانعِ افزائشِ لطیف وصال  
 ایک میں تیغ ایک میں سپر اب معرکہ ہو کیوں کر  
 آتی جاتی ہے خبر ہر روز حسن و عشق کی  
 تو چھپاتا ہے کسے اسد سے وقتِ نماز  
 تو چہر کشت پر تری تصویر ہے دیوار پر

یک شفا خانے میں کیا بیمار دور رہتے نہیں  
 یا انسی کافر و دیندار دور رہتے نہیں  
 دو میں جب چل جاتی ہے تلوار دور رہتے نہیں  
 مرغ جنگی یک جگہ اے یار دور رہتے نہیں  
 کیوں ہمارے ساتھ خد متگار دور رہتے نہیں  
 گرم حسن و عشق کے بازار دور رہتے نہیں  
 پیٹھ پر کیوں ہاتھ اے دلدار دور رہتے نہیں  
 ہاتھ خالی آپکے سر کار دور رہتے نہیں  
 تار جان تار نظر بیکار دور رہتے نہیں  
 ہاتھ کیا سینے پہاڑے دلدار دور رہتے نہیں  
 کب مرے گھر میں پری رخسار دور رہتے نہیں

<p>جھپکے عینک میں نظر کے تار دور پہنچن          بوفرشے بھی دم تکرار دو رہتے نہیں          یان کفن کو بھی تو باقی تار دور پہنچن          کیا فرشتے دوش پر اسے یار دور پہنچن          کب کمرنگ گیسو خمدار دو رہتے نہیں</p>	<p>وجہ میں آنکھوں پہ میری رکھ نہ گورے گورے ہاتھ          بحث کی تربت میں ایسی ایک کرجلیا          واسن مجنوں سے کیونکر پردہ حاصل ہے          چھپتی ہے غیر و نسے کب خلوت کی یہ لڑکھائی          لیتے ہیں اسکی بلاتین رات دن لیلی کے ہاتھ</p>
--	---

۱۶	<p>بند بوش حسن سے ٹوٹے نقاب اڑ کر چلی          چھپکے مائل چاند سے رخسار دور پہنچن</p>	۱۲۴
----	---	-----

<p>روح میں دل میں خیالوں میں نظر میں یاد میں          خود وہ ہے نہان طلب عالم ایجاد میں          اسے خدا چن چنکے بھر میرے دل نشاد میں          لکھو گے پھر روئے کافر بتوں کی یاد میں          دو دنوں عالم کی امیدیں ہیں مری فریاد میں          کونسا پتر ہے یارب چرخ کی بنیاد میں          تھا یہی فرعون میں نمرود میں شاد میں          پڑ گیا ہے بال چشم مانی و ہزاؤں میں          اڑتی پریان بھی پہ پہینگی گیسو صیاد میں          دل ہے اُنکے ہاتھ میں وہ ہیں دل نشاد میں          عدل ہے نامتصفی میں داد ہے بیداد میں          ہے تڑپ دل کی نگاہ خانان برباد میں          عشق نے آتش لگادی خاک آب و باد میں          تم دراپو چو تو دل روتا ہے کس کی یاد میں</p>	<p>تم نہیں ہو تو یہ ہے پھر کون مجھ ناشاد میں          حسن ہے حسن آفرین کا حسن آدم زاد میں          بے تصوری بے نوالی بے نصیبی بکسی          اپنی ملت اپنا مذہب اپنا ایمان اپنا دین          میری نکلے آرزو تو سب کی نکلے آرزو          خاک کے پتلون پہ دن رات ایسی ایسی خنیا          میری جان اتنا غرور اچھا نہیں اچھا نہیں          عینک آنکھوں پر لگی فوٹو کمر کا کچ گسیا          ہیں سر دوش ہوا پھیلے ہوئے زلفوں کے جا          اُنکا قابو اسے چھو اور اسکا قابو اُنپہر          خوگر پنج و بلاد و زرخ ہی میں جو نکے گئے          بیقراروں کو جو آوارہ کیا چکھا مزا          قالب آدم میں باہم ترین عنصر حب ہے          آ رہی ہے میرے سینے سے صدائے نرم نرم</p>
--	--



مہربان گ۔ خیالِ نچتہ کاری مہربا

بوی جوی شیر ہے خونِ سرفراہ مین

۱۲۵

دہیان کس کا آگیا مائل کو کیا حال ہے

۲۲

سہ رنگون میٹھے ہو عشقِ اسد کی یاد مین

آج ہم تکرار آتا ہے انکی یاد مین  
زندگی کا لطف جب ہے عالمِ ایجاد مین  
بیانڈ با جاکب بجا کوئی ستم ایجاد مین  
آج بوی غیر آتی ہے تصور سے حضور  
جب وہ مقتل مین چلا آجک کہلاؤں کر چلا  
ایک کتا ہے نہیں ہے۔ ایک کتا ہو کہو  
کرتی ہے گستاخیان منہ چوم کر تاثیر کا  
بیخودی مین جب خدا سے ملے دی خود کو تو  
اب بھی گریہ نہ تو تاثیر کیا سہ پڑ لین  
وقتِ آخر اپنا اپنا دین و ایمان اپنے ساتھ  
پوچھتا ہے کہینچہ دن آو میرین کس چیز پر  
ہم کہاں ہیں کون ہیں کہاں نہیں اپنا خیال  
ذکر وحدت کا جو آیا ہو گئے خاموش ہم  
وہ ہمارے گھر آئے ہم خوشی سے مر گئے  
ایک بھی تسامین نہ ڈھونڈ کر آیا ہوں مین  
حوصلہ افزا ہو ہوں ہی اسیری کی ہوا  
خیر خواہ عشق وہ ہے جانِ نثار حسن ہے  
اسکو چکرنا تھا وہ روزِ ازل ہی کر چکا

کوئی شے رہ رہے چھتی ہو دلِ نثار مین  
وصل مین راتین بسر ہوں دن مبارک یاد مین  
ملگن کچھ دل کی آوازیں مری فریاد مین  
ہم تمہاری یاد مین ہیں تم ہو کسی یاد مین  
کیا حیا ہے کیا ادا ہے خنجرِ جلا مین  
بحث ہوتی ہے کمر پرانی و ہزار دین  
کیا جوانی کی انگلیں ہیں مری فریاد مین  
شورانا کجی کا ہوا شامل مبارک یاد مین  
بنگیا پیوند گردون دامنِ فریاد مین  
ب خدا کی یاد مین بندہ تمہاری یاد مین  
یکے تم پر دل مرا کند و کفِ ہزار دین  
ہول جائیکہ مزا آتا ہے تیری یاد مین  
نام ہے اس کا مسرے لب فریاد مین  
تعزیت بھی ملگنی رسم مبارک یاد مین  
قاف مین خلد برین مین گلشنِ شاد مین  
اڑ کے گلشن سے گرو نکا خانہ یاد مین  
بنگ ہوگی روزِ محشر دامنِ بیدار مین  
کام اب کیا ہے خدا بھی ہو کسی کی یاد مین

مخت دل بخت جگر سوزِ درونِ ذوقِ اثر  
تیری صورت ہے تیری شوخی ہر تیری یادِ ہر  
ہین بھی دو چار کلیانِ دامنِ فریادِ مین  
چشمِ ترمینِ جانِ مضطربِ دلِ ناشادِ مین  
دل ہمارا تک گیا اب تک گئے ہم تک گئے  
اے خدا تاثیر دے تاثیر دے فریادِ مین

۱۶

جسنے وصفی کو نہ دیکھا ہو وہ کہو دیکھ لے  
تھے ہمیں مائل نہان اس مصعبِ استادِ مین

۱۶۶

مارو بھی تم جلاؤ بھی پھر تم تو کیا کہوں  
سمٹیں جو وہ بغلِ مین سراپا حیا کہوں  
بند آنکھ ہو تو نیند کہوں یا حیا کہوں  
داور کے آگے اس بت کا فر کو کیا کہوں  
یارب کسی کا دل نہ دے میری بات  
جو چیزِ دلِ مین چپکے نکل آئے یکے جان  
منصور کی طرح مجھے سولی نہ دے کوئی  
فرمانِ پذیر ہوں جو کھو دن کو رات تم  
کیونکر کہوں خدا وہ نہیں قائلِ خدا  
وقتِ وصال پوچتے ہو دل کا حال کیا  
منکر نکیر کو مرے مذہب سے کام کیا  
ہر بات پر جو کہتے ہو یہ جھوٹ وہ غلط  
یارب نہ پوچھ حشر کے دن درِ دل کا حال  
اس رہنما زمینِ ڈالکے دل چپ کراہن  
سوچی ہے کیا کہ حشر مین کچھ بک رہا ہوں

تم کو خدا کہوں کہ خدا کو خدا کہوں  
جب دلِ نبین سمٹکے تو اس دل کو کیا کہوں  
قربانِ جاؤن وقتِ پیمین اس کو کیا کہوں  
دونوں کی ایک شکل ہے کس کو خدا کہوں  
بہتر جیسے یہ زبان جو کسی کو برا کہوں  
اس کو قصدا کہوں کہ تمہاری ادا کہوں  
مقبولِ خاص و عام ہو کر مین انا کہوں  
میں دونوں ہاتھ جوڑ کے ہاں سچ بجا کہوں  
حیران ہوں کہ اُس بت کا فر کو کیا کہوں  
اس وقت ہی کہوں کہ مین ہو کر جدا کہوں  
عاشقِ نہیں کسی پر وہ پھر اُسے کیا کہوں  
تم ہی کہو کہ یوں جو کھو تم تو کیا کہوں  
تو میرا ہم مذاق نہیں تجھے کیا کہوں  
پوچھ مین وہ کس کا مال تو مین آپکا کہوں  
جو مجھ کو بخش دے مین اُسی کو خدا کہوں

منکر نکیر جاتے ہیں مائل مزار سے



۱۹	حور و نگوین سلام کھون یاد دعا کمون	۱۲۷
۱۶	نہ کیون اتر اوم نائل دوستو کے مشورے سنکر وہاں جائیگی باتین ہین اُسے لائیکی باتین ہین	۱۲۸

یہ عشق تو نکو محو و نکو ہلائے کی باتین ہین  
یہ کیا جینے کی باتین ہین یہ مرجانی کی باتین ہین  
مز آئیںکی باتین ہین سزا پانے کی باتین ہین  
وہ سکر کتے ہین یہ ہوش میں آئیںکی باتین ہین  
کرون کیا صبر تو لڑکے مرجانی کی باتین ہین  
یہ ہیکائی کی باتین ہین کہ سجا ئیںکی باتین ہین  
تری باتین ہین جتنی دلیں چہ جائیںکی باتین ہین  
یہ خوش ہوئی کی باتین ہین کہ شہدائی کی باتین ہین  
تری باتین ہین جتنی جوتیان کما ئیںکی باتین ہین  
سنگر کیا یہ چھو ہوش میں لانے کی باتین ہین  
تری انکو نئے تیرے دلیں آجائیںکی باتین ہین  
یہ کہ جائیںکی - سر جائیںکی - مرجانی کی باتین ہین  
یہ ہندینے کی باتین ہین کہ شرمائیںکی باتین ہین  
یہ استادانِ کامل فن کے سجا ئیںکی باتین ہین  
پٹنے کے اشارے ہین یہ پٹنائیںکی باتین ہین  
چلے جائیںکی باتین ہین کہ یہ آئیںکی باتین ہین  
سراپا وعدہ کے یہ تو چہا جانے کی باتین ہین  
یہ کیا سننے کی باتین ہین یہ مرجانی کی باتین ہین

جو ہم کرتے ہین مائل کیا وہ ہیکائی کی باتین ہین  
وہ کہتے ہین کہ تم جیتے رہو دشمن جو مارو مہی  
سوال وصل سکر پیا بھی آیا ہے غصہ بھی  
خدا جانے کہ بیوشی میں کیا کیا بکریا ہین نے  
بیانِ حیرت اغیار پر غصہ نہ کیون آئے  
خدا کیا لامکانہن ہے اتر مہرے اعظ  
سکھائی گسنی میں تجھکو ایسی گفتگو کسنے  
سوال وصل سکر کیون جب کالی تنے انکو اپنی  
نہ کر نہ ونے واعظ بحث تو بیجا بیگایکدن  
مراسرے لیکے زانو پر عدد کا ذکر کیون چھڑا  
نہ پوچھ اے جان دم نہ نظارہ بازی کیا کما میں نے  
پیام اسطرح کیون بھیجا جو تم مانگو وہ میں دوں گا  
ہنسے کیون حال سکر بہت خلوت کا زلیخا کی  
خدا کا نام لے واعظ تجھے توحید کیا معلوم  
نہ پوچھو بات پسلا تے ہو کیون کتے ہو کیا مجھے  
یہ کیا زانو دیکر مجھے کتے ہو پہر آتا ہوں  
غلاموں سے ہین تشبیہ اسو قربان کیا کنا  
جو کہتے ہو سنو تم یک زمانہ مجھے عاشق ہے

کیا کیا تجلیان میں رخ لا جواب میں  
 ہے اور ہی نظارہ کا موقع حجاب میں  
 دیدہ ہے انتظار میں دل اضطراب میں  
 کیا بوسہ لیکے آپکا ہم ہباگ جائینگے  
 زائد کو ہے گلہ تو فقط بوسے تند کا  
 ہے پیش فلسفی بھی قیامت تیرا خرام  
 نکلی نگاہ جہوم کے عارض کو چوم کر  
 یک دم کہ شوخیوں نے نہیں ہے تمہیں قرار  
 ہے جلوہ ہاں خطا ہو باطن کا ایک رنگ  
 اک ایک بوسہ دیکھے مجھے چار چار لو  
 اُس ہاتھ کے شاریہ جس ہاتھ سے کہلے  
 اندر کرے پیش پیر می تو بھی لوٹ ہو  
 کیسی ہی گریبان ہوں کہیں چھوٹی ہے یہ  
 حورین عطا ہوں خلد میں اتنی ہی یا کریم  
 بدنام میں ہوں اور مزے لے رہے ہیں یہ

دیکھو تو کتنے رنگ ہیں ایک آفتاب میں  
 میری نظر کے تار ہیں تیری نقاب میں  
 کیوں در اس قدر مرے خط کے جواب میں  
 لکھ لیجئے حضور اسے بھی حساب میں  
 ساتی ذرا گلاب ملا دے شراب میں  
 کچھ کر زمین جانہ پڑے آفتاب میں  
 اچھے مزے اڑا لیتے گیسر نقاب میں  
 ایک ہم کہ ہلکے چین نہیں اضطراب میں  
 باہر بھی ہے نقاب کے جو ہے نقاب میں  
 قربان جاؤں سود ڈر ہا دو حساب میں  
 دل کی گرہ ہے آپ کے بند نقاب میں  
 تیری ہی شوخیان ہوں مرے اضطراب میں  
 پیتا ہوں روز برف ملا کر شراب میں  
 جتنے گناہ میں نے کیے ہیں شباب میں  
 کس سے صلاح لون دل و دیدہ کے باہر میں

ساتی ملا دے مجھ کو پیا لہ کنکال کمر  
 مائل کی جان ہے تری ہوئی شراب میں  
 ۱۲۹  
 ۱۸

کیا شوخیان نہیں ہیں تمہارے حجاب میں  
 اُسے بھی دل کا حال لکھا اضطراب میں  
 کیسے یوں بلک کے نہ روا اضطراب میں  
 بس نہیں بوسے لون ترے اور ایک ہی گون  
 باہر نقاب کے ہے نظر نہ نقاب میں  
 جس کا گمان نہ تھا وہ خط آیا جواب میں  
 اسے دل وہ خود ہی آتے ہیں خط کو جواب میں  
 جہنچلائے تو کہ پیر قلعی کی حساب میں



ذمہ مرا جو مجھے پڑیں اضطراب میں  
بت بھی چھپے ہوئے ہیں خدا کے حجاب میں  
ایسے تو دہزار ہینگے حساب میں  
شوخی نظر کی ڈال دے سوخ شراب میں  
وان شوخیوں میں عجز نہاں اضطراب میں  
لگ جائے ایک آنکھ تہادی نقاب میں  
تم جانتے ہو بند نہیں کام خواب میں  
کیا کیا سنا ہے ہن وہ مجھ کو کتاب میں  
دون ایک دل کسے کے عہد شباب میں  
تصویر اُترتی جاتی ہے دل کی کتاب میں  
آئینہ اور دیکھ سنو کر شباب میں  
چہرے نے خوب رنگ نکالا عتاب میں  
سوار گھر لٹا مرا عہد شباب میں  
دریا سٹکے آئے اٹھی حباب میں

پارہ ہے بجلیاں بھی مین قبلہ نا بھی ہے  
گر شوق دید ہے تو نگہ پاک صاف ہو  
کیا خوب سادے بوسے بھی مین قابل شمار  
کیا می ہے صاف دیکھ تو ساتی اٹھا کے شمع  
دنیا میں حسن و عشق کے مین دو نیاز مند  
کچھ غم نہیں اگر مجھے کا نا کوئی کے  
اُس وقت تکو دو نگا اس انکار کا جواب  
ایک بات بھی جو کرنیں سکتے تھے شرم سے  
ہر ملک میں حسین مین ہر قوم میں حسین  
ہر آنکھ کا رخا نہ ہے فوٹو گراف کا  
کیا کیا غور تھا کہ نہیں ہے مرا جواب  
اُس وقت بوسہ لون تو یہ سُرخ دو چند ہو  
پیدا کیا جو مین نے حسینوں نے لیا  
ساری تجلیاں مرے دل کی بغل مین ہوں

ماہی تصویر کس کا ہے گر مالکانہ آے  
کس چیز کی کمی ہے خدا کی جناب میں

۱۴۳۰

۲۲

ان پاری صورتوں میں تو جلوسے خدا کے مین  
آنکھیں بڑی بڑی مین اشارے بلا کے مین  
سورج مین کیا خطوط ترے دست و پا کے مین  
کچھ بیدار مین بند ہمارے خدا کے مین  
جاد و ریلی آنکھ مین بھی کس بلا کے مین

ہم کیوں کہیں تیرے نکو پتلے جفا کے مین  
طالب وہ چو تو نے دل مبتلا کے مین  
جگے کرن کرن مین جو نور و ضیا کے مین  
دل پر نہیں ہے داغ یہ قدرت کی مٹہر ہے  
جس سے نظر لڑی وہ ہوا سامری پرست

سوسور بھی پنکین تو نہ اٹھیں مزار سے  
 وہ بو سے دینے آئے ہیں ہمارے عشق کو  
 دل کو دبا دبا کے دکھاتے ہو کیون مجھے  
 کیسے ہیں لال لال شہر میری آہ میں  
 پڑتی ہے سب کی آنکھ تیرے رنگ روپ پر  
 ہے حکم عام عشق علیہ السلام کا  
 جیتے ہیں سانس یکے ہوا میں اگرچہ ہم  
 یان جان ہی پہ بنگی کیا انکو مل گیا  
 اک زندگی سیح کی ہے اک خضر کی عمر  
 نکلا ہوں ڈوب ڈوب کے ہر ایک رنگ میں  
 کس دہوم کی چڑبائی ہے آج آسمان پر  
 محشر میں دیدنی ہے تماشا نجات کا  
 جو جھک رہا ہے پسند وہی تجھ کو ہے پسند  
 کیسی یہ ہے سمجھ کہ وہ سمجھے نہیں کو دوست  
 لودہ بجاتے ہیں کف رنگین سے تالیان  
 واعظ کا اعتراض یہ بت ہیں خدا نہیں

مارے ہوئے جو لوگ تمہاری ادا کے ہیں  
 اپنے معاملے مرض لا دوا کے ہیں  
 شاق میرے ہاتھ ہی جو بن دبا کے ہیں  
 کیا ایسے پھول ہاتھ میں باوصبا کے ہیں  
 دو چار ہی تو دیکھنے والے ادا کے ہیں  
 پوچھو تو انکو بھید کچھ انہیں خدا کے ہیں  
 خود سانس بنگے سینہ میں جرم ہوا کے ہیں  
 خوش خوش وہ اپنے دلیں کی کوتاہی کے ہیں  
 دونوں سرے جو آپ کے زلف رسا کے ہیں  
 پکے ہیں جتنے رنگ وہ میری وفا کے ہیں  
 نالے بھی پیچھے پیچھے ہماری دعا کے ہیں  
 سب کو خدا کے - انکو بہرے ادا کے ہیں  
 کیا تیرے دلیں حرف مرے درعا کے ہیں  
 دشمن جو ادھی رات سے انکی حیا کے ہیں  
 کچھ زمزمے یہ طائر رنگ حنا کے ہیں  
 میرا یہ اعتقاد کہ جلوے خدا کے ہیں

ماہل سلام کر کے وہ دل مانگنے لگے

۲۲

قربان جاؤں ڈھنگ عجب التجا کے ہیں

۱۳۱

کبیرے ہوئے چراغ کو جو نکلے ہوا کے ہیں  
 کیا کشمکش میں بند کسی کی تبا کے ہیں  
 انداز کیسے شوخ مری التجا کے ہیں

۵۴

آہیں ہماری گرد کسی مدد لقا کی ہیں  
 قبضے میں کچھ مرے ہیں کچھ اس جلا کے ہیں  
 یک بوسہ مانگتا ہوں تو دو ہاتھ چوڑ کر



روشن ہے دل پہر آنکھ پہ عینک لگاؤں کیوں  
 بندوق ہے نہ تیر۔ چلے ہین شکار کو  
 دل جنگے سکے ہماری بغل میں وہ  
 نام اُٹھا حایو نمین فرشتوں نے لکھ لیا  
 دل بھی لُہ لمان جگر بھی لُہ لمان  
 خلوت میں دو جہان کی دولت ملی مجھے  
 پتلے بہت ہین آکھنجن سے بنے ہوئے  
 خاطر سے فلسفی کی کون سمیر زم کیوں  
 بوسہ تو جبر ہی سے لیا کیجئے معاف  
 کرتے ہین دل دُکھا کے وہ تعریفِ اسطرح  
 آتا ہے میری آنکھ میں وہ آفتابِ حُسن  
 بوسہ کا لطف بے ادبی نے بڑھا دیا  
 جاتے ہین دور دور وہ تفریح کے لیے  
 تھکے تو گیسو دُکنی شکر ہی پہ ناز ہے  
 کیا دل دھڑک رہا ہے ترانہ وفِ وصل سے  
 جہکتی ہوئی نگاہ میں کس درجہ شرم مہتی  
 نظارہ۔ بوسہ۔ وصل۔ ہنسی۔ چھٹیر۔ دل لگی  
 کس دن پڑینگے خور کے سینے پہ اسے خدا  
 کہل کیلئے حضور سہری کی آرمین

طبقتہ مری نگاہ میں ارض و سما کے ہین  
 کیا حسن کے گم شدہ ہر دے ادا کے ہین  
 شاید کتاب میں ہی معنی حیا کے ہین  
 جنگی نگاہ میں گرد ترے نقش پا کے ہین  
 کیا گہرے گہرے زخم تہاری ادا کے ہین  
 ہا تو نمین دو نون بند کسی کی قبا کے ہین  
 کہتے ہین جنگو جن۔ وہ کرے میں ہوا کے ہین  
 تیری نگاہ میں تو کرشمے قضا کے ہین  
 ہم معترف قصور کے قائلِ خطا کے ہین  
 دنیا میں قدردان یہ ہماری جفا کے ہین  
 جلوے نظر کے تار میں بھی استوا کے ہین  
 کچھ کچھ نشان سایہ میں زلفِ دو کا کے ہین  
 طالب ہم آنکے ہین تو وہ خواہاں ہوا کے ہین  
 چوٹی کے پیچ بھی تو سنگمر بلا کے ہین  
 اس وقت بند کیوں متحرک قبا کے ہین  
 اٹھتی ہوئی نظر میں اشارے بلا کے ہین  
 یہ نام سب حضور سے مدعا کے ہین  
 اُٹھے ہوئے جو با فقہ ہماری دعا کے ہین  
 چارون طرف چھٹے ہوئے ہر دہیہ کے ہین

ہم اسکو جانتے ہین وہ پہچانتا نہیں  
 مائل ہم آشنایتِ نا آشنا کے ہین

کدیابت کو خدا ہے عجب انسان ہوئیں  
 روکے تمنا نہیں وہ شمع شبستان ہوئیں  
 ہرلعین میں منزل کی ٹہری منہ پہ نقاب  
 غیر کا حال تو کتا ہوں نجومی بستکر  
 میں جو کتا ہوں مجھے سب ہے ایمان پیارا  
 اللہ اللہ تو کماٹھ سے نہ سمجھا کچھ بھی  
 قاضی جی دُبیلے ہوئے شہر کے اندیشہ سے  
 میں خدا کو چھپاؤں تو ہوں کٹا کافر  
 کسی صورت کسی عالم میں نہیں دلجمعی  
 میری تعریف ہے قرآن میں ظلوام اور جہول  
 اسکے قربان کمالا جس پہ یہ معراج میں بید  
 کام کچھ ہی نہیں۔ پھر کام میں دنیا بھر کے  
 تیری کثرت کا یہ غوغا ہے جھٹکتے جاؤ  
 دیر و کعبہ میں نہیں فرق خدا شاہ ہے  
 کبھی پردانہ کبھی زہم کبھی زہم نشین  
 اپنے گہر میں جو پہنچ سب اؤں تو دیکھی ہو  
 یار سچا لکے تو سچو نگاہ ہوں دانشمند

منہ سے کافر ہوں مگر دل سے مسلمان ہوئیں  
 جلکے بختا نہیں وہ سرو چراغان ہوئیں  
 سات ہر دو نہیں چھپا ہوں عجب انسان ہوئیں  
 آپ بیتی نہیں معلوم وہ نادان ہوئیں  
 وہ یہ کہتے ہیں کہ غارتگر ایمان ہوئیں  
 پھر اسی منہ پہ ہے دعویٰ کہ مسلمان ہوئیں  
 ساری دنیا کے لیے آپ پریشان ہوئیں  
 اگر خدا مجھ کو چھپا لے تو مسلمان ہوئیں  
 کیا تیری زلف ہوں اتنا جو پریشان ہوئیں  
 پھر بھی ہے عقل کا دعویٰ عجب انسان ہوئیں  
 سینہ بان آپ ہوئیں آپ ہی مہمان ہوئیں  
 نام کچھ بھی نہیں۔ پھر نام کہ انسان ہوئیں  
 تیری وحدت کا یہ ایسا ہے نگہبان ہوئیں  
 مجھ کو کافر نہ کہو تم کہ مسلمان ہوئیں  
 کبھی فانوس کبھی شمع شبستان ہوئیں  
 ہفت اقلیم میں پھرتا ہوں پریشان ہوئیں  
 غیر سچا لکے تو ابھو نگاہ نادان ہوئیں

ہے فقط دوست پرستی مراندہب مائل

۱۶

سچ تو یہ ہے کہ نہ کافر نہ مسلمان ہوئیں

۱۳۳

آدھر آترے صدقے ترے قربان ہوئیں  
 تو مرے کان میں کہہ دے کہ نگہبان ہوئیں

بوسہ تو دیکے نہ جا بندہ احسان ہوئیں  
 عشق کی بھول بہلیان میں چلا ہوں یارب



بجھکو آرام سے رہنے دے سر اے عالم  
دیکھتا ہے مجھے کیوں تیز نظر سے کوئی  
قبر میں حاضر و ناظر یہ کہے تو ہے مزا  
ہجر کے روز اشارے تھے کہ تو اچھی ہے  
بگمان مجھ کو کیا یا رکی بیداری نے  
مجھے کہتا ہے یہ دل میں ہوں تیرے چہرے  
اُبھرے جو بن نے جوانی میں کمرے یہ کھا  
لطف پینے کا نہ پوچھو کہ طبیعت ہے خراب  
قید ہستی سے جو چوٹا تو فلک پر پہنچا  
مانگ کر مجھے تو اے طفل حسین تھو نہ بڑ  
غیر کے سوگ میں تھے مجھ کو دیکھا تو کہا  
جوئی عنقا جو کمر حسن کرنے یہ کھا  
لوٹ کر پانوپہ اس بت کے گلے سے لپٹا  
وہ یہ لکھتے ہیں کہ دن رات جدا ہوں تجھ سے

کچھ زیادہ نہیں دو روز کا مہمان ہو نہیں  
جسمین چوتھا نہیں نشتر وہ رگ جان ہو نہیں  
تو نہ گبر اتر اہر وقت گنگھیاں ہو نہیں  
وصل کی رات کنائے ہیں کہ نادان ہو نہیں  
خواب وہ دیکھے اٹھے ہیں پریشان ہو نہیں  
پھر ہے کیا بات کہی دان ہوں کہی بیان ہو نہیں  
تو چھپی جاتی ہے کیوں دیکھ نہایاں ہو نہیں  
در دسرتین ہے مرے سخت پریشان ہو نہیں  
قبر کتنی ہے کہ دروازہ زندان ہو نہیں  
یہ دل لے تیرے صدقے تیرے قربان ہو نہیں  
آپ کل آئے اس وقت پریشان ہو نہیں  
جتنا پوشیدہ ہوں اتنا ہی نمایاں ہو نہیں  
دن کو دامن ہوں مگر شب کو گریہ بان ہو نہیں  
پھر ہے کیا بات ترا دل ہوں تری جان ہو نہیں

۱۴۷	یاد ہے یاد وہ گرمی میں تھرا رکھتا ماں اس وقت نہ چھٹی و کر پریشان ہو نہیں	۱۴۸
<p>عقل کتنی ہے تیرا بندہ ہوں دست ساقی میں جام صہبا ہوں سات پانی سے دھو کے لایا ہوں آپ ہی کے کرم سے اچھا ہوں کیا خدا ہوں خدا کا بندہ ہوں</p>	سہج	<p>نہیں معلوم کون ہوں کیا ہوں مجلس کشف کان میں چلتا ہوں نذر لودل یہ تر ہے اشکوں سے پوچھتے کیا ہو عاصیو کا خزان جمع میں مجھ میں وحدت و کثرت</p>

منے لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ  
بت کبھی دل میں ہین کبھی باہر  
گرچہ جز ہوں مگر ہوں محو کل  
آسمان کماے تو زمین دیکھے  
ہین یہ درجے مرے تنزل کے  
جتنے اچھے ہین میں ہوں انہیں برا  
مستحق کیا نہیں ہوں جنت کا  
تیری امت میں ہوں برا سب سے

میں سمجھنے کو۔ یا تنک آیا ہوں  
کبھی کعبہ کبھی کلیسا ہوں  
میں ہی قطرہ ہوں میں ہی دیا ہوں  
دہن گور کا نوا لا ہوں پیہ  
عرش ہوں کعبہ ہوں کلیسا ہوں  
ہین برے جتنے انہیں اچھا ہوں  
سید ہا سادا ہوں ہو لا ہا لا ہوں  
کب کہا میں نے میں بھی اچھا ہوں

۱۳۵

سب پکارین غلام ماکل کو  
خواجہ دو جہان کا بند راہوں

۱۴

پیارا اپنے پہ جو آتا ہے تو کیا کرتے ہین  
وصل کا لطف مجھے وصل سے پہلے ہی ملا  
اس قدر تھا مجھے الفت میں بہر وسا انہیں  
ہے یہی عرض خدا سے کہ فلاں بت مل گیا  
لب کسی کے جو ہے کان اُدھر وہاں اُدھر  
صبح کو دیکھ کے آئینہ میں دوسے کا نشان  
کیسے کیسے مجھے بیاختہ ملتے ہین خطاب  
کیا ہوا مجھ کو رقیبوں نے اگر دی تعظیم  
کان باتو کی طرف۔ آنکہ ہے کا تو نگلی طرف  
چہین پیشانی پہ ہے موج تبسم لب میں  
بس تو چلتا انہیں کچھ کیلے انہیں کیون نہیں

آنکھ دیکھ کے منہ جو م لیا کرتے ہین  
جب کہا یار نے گہرا کے یہ کیا کرتے ہین  
کی جفا بھی تو یہ سمجھا کہ وفا کرتے ہین  
وہی اچھے جو نماز و نہین دعا کرتے ہین  
دل لگا کر وہ مراد کر سنا کرتے ہین  
سکراتے ہوئے پوٹو نہیں گلا کرتے ہین  
غصہ آتا ہے تو کیا کیا وہ کہا کرتے ہین  
تیری محفل میں تو فتنے ہی اٹھا کرتے ہین  
ہو کے انجان مراد کر سنا کرتے ہین  
ایسے ہنس مکہ میں کہ غصے میں ہنسا کرتے ہین  
ہم تو اپنا ہی لہو آپ پیا کرتے ہین



اس اشارے کے فدا ایسے تجاہل کے نشان	مار کر آنکھ وہ منہ پھیر لیا کرتے ہیں
جلے ہی جلے ہیں جبے وہ ہو کر خود مختار	کوئی اتنا نہیں کتا کہ یہ کیا کرتے ہیں

۱۹

عاشقانہ ہے عقیدہ بھی ہمارا مائل  
لیکے ہم نام بتان ذکر خدا کرتے ہیں

۱۳۶

وہ پارہ ہونین جو آگ میں ہوں وہ برق ہوں جو حساب میں ہوں صاع  
زمین پہ بھی اضطراب میں ہوں فلک پہ بھی اضطراب میں ہوں  
نہیں ہوا میں - نہ خاک میں ہوں - نہ آگ میں ہوں - نہ آب میں ہوں  
شمار میں نہ میں کسی میں اگرچہ میں بھی حساب میں ہوں  
اگرچہ پانی کی موج بن کر ہمیشہ میں ہیچ و تاب میں ہوں  
وہی ہوں قطرہ وہی ہوں دریا جو عین چشم حساب میں ہوں  
سلا یا کسے گلے لگا کر - کہ صور بھی تنک گیا جگا کر  
ہوا ہے عالم میں شور محشر مجھے جو دیکھو تو خواب میں ہوں  
مزا ہے ساقی ترے کرم سے ظہور میرا ہے تیرے دم سے  
وہ بادہ ہوں جو ہوں سیکہ سے میں وہ نشہ ہوں جو شراب میں ہوں  
اُسی وہ گورے گورے تلوے کہیں نہ ہو جائیں مجھے سیلے  
کہ خاک بن کر بنگ - سرمہ ہمیشہ چشم رکاب میں ہوں  
جو بھییں اپنا ہلکے آیا تو رنگ - اطلاق شہر سے دہویا  
کیا ہے پانی میں قید مجھ کو ہوا کی صورت حساب میں ہوں  
غضب ہے جو شش ظہور تیرا پھارتا ہے یہ نور تیرا  
خدا نے اندھا کیا ہے جس کو اُسی کے آگے حجاب میں ہوں  
ہوئی ہے دونوں کی ایک حالت نہ چین اس کو نہ چین مجھ کو

اُدھر وہ ہے محوش و خیر نہیں اور ہر جو میں اضطراب میں ہوں  
 اتنی پھر کرم ہو تیرا نہ کہول اعمالنا مہ میرا  
 پکارتا ہے یہ خط قسمت کہ میں بھی فرد حساب میں ہوں  
 دماغ میں ہوں قحہ کشوں کے دہن میں آیا ہوں مہوشوں کے  
 نشہ وہ ہوں جو شراب میں ہوں مزادہ ہوں جو کباب میں ہوں  
 وہ اپنا چہرا اگر دکھائے یقین اندھوں کو خاک آئے  
 پکارتی ہے یہ بے حجابی کہ میں ازل سے حجاب میں ہوں  
 علیٰ ہر کے خود بھی سے مجھ کو جو تو نے بخشا تو خاک بخشا  
 اگر چہ جنت مجھے ملی ہے اتنی پھر بھی عذاب میں ہوں  
 ہجوم نظر دیکھا ہے وہ منہ پر دیا ہے دونوں کو جیسے دھوکا  
 یقین یہ مجھ کو پڑا ہے پردا۔ گمان یہ انکو نقاب میں ہوں  
 جو مجھ کو اُس سے جدا کر دے تو میرا نقصان کیا کر دے  
 نہیں ہوں مانند صفر کچھ بھی اگر چہ میں بھی حساب میں ہوں  
 نہ آیا مگر کبھی چہین مجھ کو اٹھا مری خاک سے بگولا  
 بتوں کا گیسو تو میں نہیں ہوں اتنی کیوں بیچ دتا ہے میں ہوں  
 جو حال پوچھو تو اک کمائی نشان پوچھو تو بے نشانی  
 وہ ذرہ ہوں جو مٹا ہوا ہوں اگر چہ میں آفتاب میں ہوں  
 مٹا اگر چہ مزار میں اچھٹا نہ وہ شہسوار میرا  
 پکارتا ہے غبار میں کہ میں بھی حاضر رکاب میں ہوں

کرم کی مائل پہ بھی نظر ہو نظر میں پھر چلبلا اثر ہو

ازل سے امیدوار میں بھی اتنی تیری جناب میں ہوں



اس کا گھر بھی غیر کی محفل سے کم نہیں  
ظالم یہ کیا یہ کیا کہ تری شرم میں ہے زور  
سو سو تجلیو نکا ہے گھر - ایک اک نظر  
کیا سر سے چلتے ہیں ترے کوپے میں ہر  
اے چارہ گر تو دل پہ مرے ہاتھ رکھ دیکھ  
پامال کیا کیا مجھے روشن ہوئی گلی  
محفل میں اُسکی دھوم ہے خلوت میں اُسکی  
نالو نکھا امتحان ہے اور اپنی موت کا  
آتے ہیں کوو - کوو کے لڑنے کو مدعی  
جو دوز بانین رکھتا ہے اُسکا نہیں علاج  
وعدہ تو ہم سے اور قسم جان غیر کی  
وہ تیری چال - چال نہیں جبین چل نہو  
باتوں سے یہ عیان کہ مری موت کا ہے غم  
ہر تکرارے کو چہانکے تجھ کو کس خدا  
دو چار بار میں نے پیا شربت وصال  
اے خوف و صل کیا کوئی تجھ میں مزاجی تھا

۱۸	ماکل سے ملے کتے ہیں برسوں کے بعد وہ اب بھی تو چمچا تا ہے کپڑے زور کم نہیں	۱۳۸
کچھ تیرے تیرے تری رحمت تو کم نہیں آنکھوں میں ہونے نہیں کہ ترے دلیں ہم نہیں تیرا دامن تنگ ہے صفر رقم نہیں	۱۳۹	اچھی ہے بات مجھ کو جو محشر کا غم نہیں پوچھا پتا جو گھر کا تو ہنس کر دیا جواب کیون ہے گمان زیادتی نقد حسن کا

وہ کون تھا کہ جسے مراد دل چڑا لیا  
سارے گناہ گار چلے کیا ہوا کی چال  
لکھا جو حال گریہ بھرا آیا مجھے جو اب  
سو بار تم نظر جو چراؤ کون نہ کچھ  
دو زخم میں ڈالنا ہے تو حیلہ ہی کیا ضرور  
کیا بھیج کر فرشتہ تو نکلا اپنے پتا لگاؤں  
شق القمر زمین پہ دکھا فلسفی کو تو پتہ  
کتا ہو نہیں جو ہاتھ پکڑ کر نہیں ہو دوست  
وہ مال مال ہے جو کسی کے بھی کام آئے  
اے غیر دفن کر نیکو جاتے ہیں وہ تجھے  
سب نعمتوں میں وصل کی نعمت پسند ہے  
ہم کو یہ ناز غسل دیا آب اشک سے  
مجھے یہ کیوں کہا کہ نکل تو ابھی نکل  
یا غوث پاک کیون نہ ہیکین سب کی گردن

مائل کے دل کو ہاتھ سے ملتے بھی جائے  
پھر پوچھتے بھی جائے کیا درد کم نہیں

۲۴

۱۳۹

گو یا زبان چلتی ہے چھپکر نگاہ میں  
ہر دل میں تو ہے شکل تری ہر نگاہ میں  
صورت مری پہرے تری پہرتی نگاہ میں  
دل میں لگی ہے آگ دھواں ہے نگاہ میں  
یاں سیکٹر دن ہر چاند کے ٹکڑے نگاہ میں

کرتا ہے بات چیت اشاروں سے راہ میں  
کیون طور کو غور تری جلوہ گاہ میں  
یون مجھے آنکھ پھیر جو ملجاؤں راہ میں  
چوری سے چل رہا ہوں تری جلوہ گاہ میں  
وان اک چراغ طور سے موسیٰ کے پوشاؤں



تو بوسہ دیکے جامے پہلو میں دل نہیں  
 صدمے ترے خیال تجھے آگیا کچھ اور  
 آنکھوں میں اشک لب پہنسی بلین انتظار  
 صحبت اثر کرے تو کچھ ایسی ہوا چلے  
 متاب و آفتاب کمان اور تم کمان  
 غیر و نکلے ساتھ وہ نہ ہوا کمانیں صبح و شام  
 پیچ پوچھے تو دل میں ہے جو کچھ ایسی مین ہر  
 ظلمت سے نور نور سے ظلمت کا جو ظہور  
 ہو و دروہ ہو پتکوں مبارک جناب خضر  
 یوروپ کے صنم ہوں کہ ہندوستان کویت  
 ظالم ہی تو دل کی ہے چلتی ہوئی زبان  
 ہم تم بلین تو فیصلہ ہے عشق و حسن کا  
 جوڑے کا بوجھ پیچھے ہے جو بن کا سامنے  
 تاثیر ڈھونڈتے ہیں مرے نالہے دل  
 سر جبک گیا تو شرم نہیں شوخیان تمام  
 وہ صبح وصل اور وہ رخصت کا ذکر ہاے  
 تمکو بھی ہے کمال تو ہمو بھی ہے کمال  
 وہ تیر تیر جس سے نہ سینہ پیچھے نہ آنکھ

معذور بھیک مانگنے بیٹھا ہے راہ میں  
 نقشہ ہے رات کا تری جسکتی نگاہ میں  
 میرا عجیب حال ہوا تیری چاہ میں  
 بوباس پھول کی رہے بلبل کی آہ میں  
 جو حسن تم میں ہے وہ نہیں ہر و ماہ میں  
 اللہ دے اگر جو مری سرد آہ میں  
 پھر دیکھنے تو کچھ نہیں نیچی نگاہ میں  
 تیری نشانیاں ہیں سفید و سیاہ میں  
 ہم سب جہاں کے بیٹھ گئے خانقاہ میں  
 ہیں کیسے کیسے چاند سفید و سیاہ میں  
 کس بات کی کمی تری جسکتی نگاہ میں  
 حاکم کے ہاتھ میں نہ زبان گواہ میں  
 پتلی کر سنبھال کے لائی ہے راہ میں  
 مظلوم کی دعا میں یتیموں کی آہ میں  
 کیا کیا فریب ہیں تری نیچی نگاہ میں  
 دینا وہ بار بار خدا کی پناہ میں  
 تم غم شہنشین طاق ہو گئے ہم گناہ میں  
 دل پر اگر لگے نظر آئے دکاہ میں

کوسون وہ شاعرانہ خیالوں سے دور ہیں

۲۷

جو خوبیاں ہیں مائل حکمت پناہ میں

۱۴۰

ہم شان کیا دکھائیں تری جلوہ گاہ میں  
 بیخود پڑی ہے برق تجلی بھی راہ میں

تو ہی نگہ سے دور ہے تو ہی نگاہ میں  
 کس کس ادا سے کہتے ہیں دلوں میں  
 سو بار کھو چکا تجھے رکھ کر نگاہ میں  
 بوڑھے تو ہم ہوے مگر ابھلا غصا  
 جسک کر اٹھی تو اٹھے مجھی پر گری نظر  
 تو چلبلا ہے شرم بھی تیری ہے چلبلی  
 ہونٹوں میں کوسنے جو لگے دل پکڑ کے وہ  
 پردہ نہیں پسند بتان فرنگ کو  
 بوسہ نکالیں اور ترے گورے گورے گال  
 تو کانپنے لگے ترادل کا پننے لگے  
 باتیں بھی جیسی شیخ ہوں۔ آنکھیں بھی جیسی شیخ  
 آفت وہ کالی زلف قیامت وہ گورے گال  
 یک میں کہ میری شکل کسی آنکھ میں نہیں  
 مٹی اگر پڑے تو پڑے آسمان پر  
 میرے عدد کو گھر میں بگایا بھلا بھلا  
 آتش پرست۔ آپ پرستی کرے قبول  
 چپ چپ نہ پوچھ۔ کسے جلایا۔ جلایہ کون  
 سمجھے جو آشنائیت نا آشنا مجھے  
 یہ شکل یہ لباس یہ جوین یہ شوخیان  
 وہ پانوپانو ہے جو ترے گھر پہ لپٹے  
 شوخی میں شرم شرم میں کچھ موبہنی بھی ہے

پہوٹے وہ آنکھ غیر کو دیکھے جو راہ میں  
 اپنی نگاہ ڈال کے میری نگاہ میں  
 اب دیکھے دیکھتا ہوں خدا کی پناہ میں  
 ڈوبا ہے بال بال ہمارا گناہ میں  
 ڈورے وہ ڈالتے ہیں مرے دل پہ راہ میں  
 لاکھوں میں شوخیان تیری جھکتی نگاہ میں  
 سو سو مزے ملے مجھے اک ایک آہ میں  
 دل میں اگر چھپاؤں تو نکلیں نگاہ میں  
 شاید زمین کا عکس پڑا مہر و ماہ میں  
 آنا اثر تو ہو مری ٹھنڈی سی آہ میں  
 پردہ اتو کیا۔ رہے نہ خدا کی پناہ میں  
 میں سیکڑوں بناؤ سفید و سیاہ میں  
 یک تو کہ تیری شکل کبھی ہر نگاہ میں  
 دل میں جو ہے غبار نکل جائے آہ میں  
 میں ہوں چھٹا ہوا مجھے رکھنا نگاہ میں  
 کافر جو تیرے منہ کا پڑے عکس چاہ میں  
 تیری نظریں آگ دھوان میری آہ میں  
 میں دل میں ڈوب کر نکل آؤں نگاہ میں  
 اللہ آپکا ہے نگہ بان راہ میں  
 سر ہے وہ سر جو دل پہ جھکے تیری راہ میں  
 ان سب کا گھر کہاں تری ترچھی نگاہ میں



کیا فلسفی کی فکر ہے کیا فلسفی کی دوڑ ہے وہ نگہ نگاہ جو کسے صاف دیکھا حال صورت پذیر ہوتی ہیں کیا کیا تجلیاں خود کو ٹٹولتا ہوں خود آئینہ دیکھ کر	جبریل آکے نہ تری جہلوہ گاہ میں دل ہے وہ دل کہ جبکی زبان ہو نگاہ میں لاکھوں صنم کے ہیں مری خانقاہ میں جب سے کہ تیری شکل ہے میری نگاہ میں
---	--

۱۴۰	دن کو وہی ملا مجھے شب کو وہی ملا مائل وہی چھپا ہے سپید و سیاہ میں	۳۰
-----	--	----

ہم آنگھ ٹراٹیکا مزا پاے ہوئے ہیں باتو نے یہ پیدا ہے وہ گہراے ہوئے ہیں کیون حضرت آدم سے گلے ملے نہ روئیں وعدے کے ہیں پتھرے آگے ہی ہریگے آنکھوں کی حیا آگئی رفتار میں کیونکر جو بن تیرے کپڑو میں ترے چہپ نہیں سکتے آنکھو یہ خوشی اسکو دیا خوب ہی دہو کا شرمانی ہوئی آنکھ ہے گہرائی ہوئی بات کس لطف کی ہے باخبری بیخبری میں میں دم ہی جو دوں گا تو نہ آئینگے وہ دم میں رو مال سے پونچو عرق شرم کے قطرے بیمار ہے دل سلمہ اللہ تعالیٰ کافریہ جوانی تو پھٹی پڑتی ہے تیری احباب بھی آتے تو مراد دل نہ بہلتا اُس راہ سے واقف نہیں میرے بھی مشتے	۵۶ آنکھوں کے اشاروں سے پیام لے ہوئے ہیں آنکھوں سے ہویدا ہے کہ شرما لے ہوئے ہیں ہم بھی کسی محفل سے ٹکوا لے ہوئے ہیں دیکھ آ ملک الموت کو ٹہیرا لے ہوئے ہیں نقش کعب پاراہ میں شرما لے ہوئے ہیں اُٹھ رہے ہوئے نکلے ہوئے گدرا لے ہوئے ہیں مجھ کو یہ بہر و سادہ قسم کما لے ہوئے ہیں چوری سے کہیں جا کے ابھی آئے ہوئے ہیں ہم کو کے دو عالم کو تجھے پائے ہوئے ہیں سوچنے ہوئے سمجھنے ہوئے بھلائے ہوئے ہیں اٹھ کر کسی پہلو سے ہمیں آئے ہوئے ہیں جتنے مرے ارمان ہیں گہرا لے ہوئے ہیں ظالم ترے جو بن بھی تو گدرا لے ہوئے ہیں تیرے ہی کرشمے ہیں جو بہلا لے ہوئے ہیں جس راہ سے وہ دل میں مرے آئے ہوئے ہیں
---	--

جتنا ہے ادھر شوق ہے اتنا ہی ادھر خون  
 تازی بومری روح وہ باسی بھی اگر لائین  
 جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے وہ  
 جنت کو چلے تیری محبت کے گنہگار  
 اسے آرزو وصل ذرا اُنکی مدد کر  
 منہ اپنا کسی سے نہ چھپا حشر میں یا رب  
 وہ خوب سمجھتے ہیں سمجھ ہے بہت اچھی  
 بخشش کا فر کیا جو کوئی طعن ہی کدے  
 حجت تو ہوئی غیر سے شامت مری آئی  
 ممنون ہوں بیکار ہوں پہنچا دیا گھر تک  
 بوسہ تو دیا ہنکے مگر چپک گئی گردن  
 کیا بیچ پر ڈوبے تھے پسینے میں کہ سب پھول  
 کچھ ذوق ہے کچھ شوق ہے کچھ فکر کچھ خوف  
 رکجائے مرا ہاتھ تو ہو جائیں ابھی شونخ

نیت مری بدلی ہے وہ گہرا لے ہوئے مین  
 چڑھ جائیں وہی پھول جو کلائے ہوئے مین  
 اب وقت جو آیا ہے تو گہرا لے ہوئے مین  
 چن چکے جھنم سے نکلائے ہوئے مین  
 نا تجربہ کاری سے وہ گہرا لے ہوئے مین  
 سب لوگ تجھے دیکھنے کو آئے ہوئے مین  
 انجی ہوئی تقریر سے الجھائے ہوئے مین  
 دوزخ کے یہ قیدی ہیں نہ رپاے ہوئے مین  
 بگڑے ہوئے اُبھے ہوئے الجھائے ہوئے مین  
 اب جائیں جنازے کے جو ساتھ آئے ہوئے مین  
 وہ اپنے ہی احسان سے شرمائے ہوئے مین  
 بکھرے ہوئے بھیگے ہوئے کلائے ہوئے مین  
 خلوت میں بلا کر مجھے گہرا لے ہوئے مین  
 ہتھیاروں سے میری وہ شرمائے ہوئے مین

سب اٹھکے محفل سے تری بیٹھے ہیں مائل

کیا کام ہے ان سے جو یہ ٹھہرائے ہوئے ہیں

۲۳

روایف واو

۱۴۱

کسی پر کسی کو کسی پر کسی کو  
 گئے لیکے ہم دل کے اندر کسی کو  
 خبر عشق کی تانہو ہر کسی کو

ع

محبت نے مائل کیا ہر کسی کو  
 چھپا یا ہے یوں روز محشر کسی کو  
 دیا دل کسی نے چھپا کر کسی کو



زبان آپکی اور تعریف دشمن  
 بگاڑا ہے مجھ کو بنایا ہے جسے  
 وہ مین ہی نہون وہ نہوں ہی میرا  
 رکھا ہے خدا نے سچا بنا کر  
 ملے جس کو عزت نہوا سکوزلت  
 نمازین پڑھے میری شہ رگ تنگ اگر  
 جھجکتے ہو سر اپنا دل کی طین کیون  
 پس وصل بیٹھے ہو کیا سر جھکائے  
 یہ آہین یہ زاری یہ ماتم یہ شیون  
 دم قص اے جان نہ چھوڑینگے زندہ  
 چمکا دو چمکا دو می وصل سے تم  
 پڑا تو ہے نظارہ بازی کا لپکا  
 مری گود مین بیٹھ جا دیکے ساتی  
 نظر سے گراؤ نہ آنکھو مین رکھ کر  
 اگر یہ نہوتا محبت نہوتی  
 فلا تنہر آیا ہے قرآن مین بھی  
 کسی کا وہ اک گھوٹ لیکر یہ کہنا  
 لگا میرے دکھ تو دے اے جان  
 تو دل لیکے دکھ دے دم دے غم دے

فلک پر بٹھا دو چڑھا کر کسی کو  
 سلیمان کسی کو سکندر کسی کو  
 چلے ہین نظر سے گرا کر کسی کو  
 فلک پر کسی کو زمین پر کسی کو  
 بگاڑے نہ خالق بنا کر کسی کو  
 اگر دیکھلے تیرا خجہ کسی کو  
 رکھا ہے بیان کیا چھپا کر کسی کو  
 کھلاؤ گلو ری نگا کر کسی کو  
 دیا اپنے دل مقرر کسی کو  
 یہ گنہگار کسی کو یہ شوگر کسی کو  
 پلا دو پلا دو یہ ساغر کسی کو  
 نہ رسوا کرے روزن در کسی کو  
 یہ شیشہ کسی کو یہ ساغر کسی کو  
 اتار دے تم سر چڑھا کر کسی کو  
 بنایا مرے دل نے دلبر کسی کو  
 جھڑکتے ہو کیون بندہ پرور کسی کو  
 پلائینگے آدہ یہ ساغر کسی کو  
 کہ مضطر کریگا یہ مضطر کسی کو  
 ستمگر ستمگر ستمگر کسی کو

کہین سر مین پیدا نہو در و ما کل

جگایا ہے تمہے تو شب بھر کسی کو

۱۵۸	<p>قبکہ آب و گل تمہیں تو ہو لا مکان دور دل بہت نزدیک میرے پہلو میں دل نہ کیوں ہونٹو تم سے ملکر نخل ہمیں توہین دل کی سختی کا ہے گلہ تم سے جیتے جی مجھ کو مار ڈالو تم</p>	<p>کعبہ جان و دل تمہیں تو ہو منفصل متصل تمہیں تو ہو دل کے پہلو میں دل تمہیں تو ہو ہم سے چھٹکر نخل تمہیں تو ہو جسے رکھی یہ سس تمہیں تو ہو مالک جان و دل تمہیں تو ہو</p>
۱۲۳۳	<p>تم کو مائل بہت ہے شرم گناہ رات دن منفعل تمہیں تو ہو</p>	۱۰
<p>لاؤں مٹھ تک میں جو دل کی بات کو نیند سے اٹھ کر وہ کنا یاد ہے راز دل کا کہتے ہو کیوں منہ سے تم ما عرفناک نبی جب خود کہیں صالح کر تو مختصر کر دو اسے آنکھ لستی ہے دم انکار وصل کے سب - تو جب کہ یہ راز ہے کیا نہ جاگو گے مری خاطر سے تم گفتگو کرتی ہے چشم نیم دا</p>	۱۵۹	<p>ہنسکے تم بھی منہ پر رکھ دو بات کو تک کو کیا سوچی یہ آدھی رات کو دل میں رکھو اپنے دل کی بات کو کون پہچانے خدا کی ذات کو لاڑتے ہو کیوں طول دیکر بات کو بیٹھ جاؤ اٹھکے آدھی رات کو دل میں رکھو تیرے منہ کی بات کو بچ مچاؤں میں جو آدھی رات کو ہے یہ مطلب آؤ آدھی رات کو</p>
۱۲۳۴	<p>دست مائل میں کہی تو دیکھئے اوپنی اوپنی اُبھری اُبھری گات کو</p>	۲۳
<p>موت کا بیجا ہے پیغام خدا نے ہکو ہجر کی رات تو آئی ہے جگانے ہکو</p>	۱۶۰	<p>دور سے آیا ہے قاصد یہ بلا نے ہکو نیند کے بھیس میں تم آؤ سلا نے ہکو</p>



نظر آتا ہے دو عالم کا تماشا دل میں  
 و حیرت آرام ہوئی جنبش گوارہ دل  
 اُسکے کو پہے میں عدا کے تصور میں قیاس  
 ہم بہت روئے تو وہ پونچھے آنسو بولے  
 ہو گئے وصل کی شب سینہ بسینہ دونوں  
 غیر اس ڈھنگ سے تغیر ہم دیتے ہیں  
 دل میں دھڑکا ہوا ہی ہنٹ کین چوس لیں  
 صفحہ دہر پہ اک حرف غلط ہم ہی سہی  
 نزع میں کہتے ہیں دم دیکھے اٹھو ساتھ چلو  
 لذت وصل کے کس طور سے ہونگے قابل  
 شوق میں ذوق میں بیباکی و بیخوابی میں  
 دردِ دل دیکے نہ سینہ سے نکل جائے کین  
 واہ اے لغزش پا تو نے بڑا کام کیا  
 دان جلینگے کہ جہاں ہوش اڑ ہے سو ہی کے  
 کو کہ ہمراہ کفن پہول بھی پہناتے ہیں  
 مرداے عشق کہ مقتل میں تماشا ہے نیا  
 کیا قیامت میں بھی دنیا کے ہیں جبکہ میرا  
 آہ عشق ہے کیون ہم نہ کریں آہ و فغان  
 بحث کچھ ہو گئی روٹھے ہیں نکیسین سے ہم  
 چوڑ کر دوزخ و جنت ترے پاس آنکے

کیسی مٹی سے بنایا ہے خدا نے ہمکو  
 کوئی پہلو میں تڑپتا ہے سلائے ہمکو  
 کوئی رستہ نظر آتا نہیں جانے ہمکو  
 لیچلو نوح کی کشتی میں بٹھانے ہمکو  
 کھلتے ہی بانہ لیا بند قبا نے ہمکو  
 درد کی طرح سے اُٹھتے ہیں بٹھانے ہمکو  
 ڈرتے ہیں منہ سے گلواری وہ کھلانے ہمکو  
 تم رقیب و نکور لاؤ تو مٹانے ہمکو  
 ملک الموت سے آئے ہیں لڑانے ہمکو  
 وہ تو دیتے ہی نہیں ہاتھ لگانے ہمکو  
 منتخب کر لیا عالم میں خدا نے ہمکو  
 دو طرف سے لحد آتی ہے دبانے ہمکو  
 گر پڑے ہم پہ وہ آئے جو اٹھانے ہمکو  
 یہ پہلو طور پہ تم آگ لگانے ہمکو  
 آئے ہیں لاش پہ دو لہا وہ بنانے ہمکو  
 دھڑکا کرتے ہیں وہ سر سے چلانے ہمکو  
 عمر رفتہ جو پھر آئی ہے بلانے ہمکو  
 آئے استاد سبق یاد دلانے ہمکو  
 حور کے بھیس میں تم آؤ منانے ہمکو  
 کہ سنبھلنے نہ یا خوف در جانے ہمکو

ماہل است میں محمد کی ہرین گو عاصی ہرین

۱۴۵

خوف کرتا ہے جھنم بھی جلا نے ہو کو

۱۱

وان ترا وریان مراد دل شاد ہو  
قبر میں مقتول کا دل شاد ہو  
دور میرے دل سے اسکی یاد ہو  
میرے سینے میں تمہاری ہے جگہ  
تا قدم آئے ہیں گیسوے رسا  
پہلے اُنکے جسم پر آئے نظر  
اے بتو کہے سے کیوں باہر ہوئے  
دام کا کل قید اس میں مرغ حسن  
سر پہ مجنون کے بجائے آشیان  
اب بھی ہرزہ انا لیلیٰ کے

مجھ کو میری مجھ کو تیری یاد ہو  
شامیانہ دامن جلا د ہو  
چاہئے کعبہ سے بت آزاد ہو  
خود قفس میں ہونے صیاد ہو  
باغِ ظلمت کے تمہیں شمشاد ہو  
گر نیا زیور کوئی ایجاب ہو  
کیا کیا ہے تمنے کچھ ارشاد ہو  
خال دانہ ہے نئے صیاد ہو  
خیمہ اے لیلیٰ ترا استاد ہو  
قیس کی مٹی اگر برباد ہو

۱۴۶

آرزوے قتل مائل کو بھی ہے

۹

خوبرو لیکن کوئی جلا د ہو

بیان ابرو رخسار یار کیونکر ہو  
کسی کو خلد میں گرتے ہوئے نہیں دیکھا  
حضور پر تے ہو آنکھوں میں عاشقوں کی قم  
یہ ناگ وہ ہے جسے بوی گل پسند نہیں  
وہ بقرار ہوں سایہ بھی مضطرب ہوگا  
نہ خاک اڑ بایہ ہے لڑکوں کا کام اے مجنون  
یہ لوگ کیسے ہیں وحدت کو جانتے ہی نہیں  
کیا جو قصد دوبارہ تو نیچی نظروں نے

زبان میں معجزہ ذوالفقار کیونکر ہو  
تری گلی میں ہمارا مزار کیونکر ہو  
تہسین بناؤ مراوان گزار کیونکر ہو  
تمہاری چوٹی میں ہو لونکا مار کیونکر ہو  
میری لحد میں دیوار یار کیونکر ہو  
پسند لیلیٰ ناقہ سوار کیونکر ہو  
چمن میں ایک ہے بلبل ہزار کیونکر ہو  
کھایا یہ کہیں نہیں بار بار کیونکر ہو



خطر ہے مشر کا مجھ زار کو یہی مائل  
کہ پہل صراط پہ میرا گزار کیونکر ہو

۱۷

۱۴۷

یہ مزا۔ ایسا مزا۔ دو چار بار آنے تو دو  
اچھی صورت دیکھ کر پہلے قرار آنے تو دو  
ہم بھی دیکھینگے ہنسی بے اختیار آنے تو دو  
وصل کی شب زیر سر بازو سے یار آتے تو دو  
انکی انگلی تک ذرا پہونکا ہار آنے تو دو  
پھینک دو نگاہ کو میں آنکھوں میں یار آنے تو دو  
یک دو خط چاہے تو دو اور اک دو تار آنے تو دو  
یار کے آئینہ دل پر غبار آنے تو دو  
قبر تک ہو کر جنازے میں سوار آنے تو دو  
کعبہ و بیتخانہ میں پہلے پکار آنے تو دو  
خشتِ خم سے پھر کر دنگا سنگد آنے تو دو  
پھینک دو گے ہاتھ سے پہلے قرار آنے تو دو  
رنگ بنگار اڑھچلو نگا بوی یار آنے تو دو  
اپنی محفل میں مجھے تم ایک بار آنے تو دو  
دل پکار اٹھا کہ اس مضمون کا تار آنے تو دو  
خواب میں اپنے مجھے تم ایک بار آنے تو دو

شوخیوں کو پہر دم بوس دکنار آنے تو دو  
اسے فرشتو حور آئینگی تو میں دو نگا جواب  
منہ سے نکلی گی تو کیا بنگر پری اڑھچائی گی  
اپنی قسمت کی بلا میں آپ دو نگا صبح تک  
گد گدائی گی کٹوری ہنس پڑینگے ہول سب  
بے سبب پہلون میں اپنے بوجھ کیون لیکر پیر  
ہے نئی الفت ابھی سے کیوں کہیں مطلب کی  
ناش اپنی خاکساری پر کر دنگا حشر میں  
کہتے ہیں ٹھوکر سے ہم کر دینگے زندہ وقت  
ڈھونڈینگے پھر اسے دلیں کہ دل تو باس  
بہاگی ہے بیتخانہ سے تو یہ ابھی پا کر شکست  
کیوں اٹھائیے ہو پہلو سے کہ دل چچین ہے  
سیر ہو دو نون طرف سے گر کشش ہوا نکلا  
نقش بنگر غیر میٹھے ہیں اٹھینگے مش درد  
جب کما یہ خط میں رنگ بھید دنگا ڈاک پر  
پاؤ گے ایسا مزا آؤ گے خود گھر ڈھونڈتے

جائینگے بھر علاج اسے مائل حکمت پناہ  
حسن روز افزون کی گرمی سے بخار آنے تو دو

۹

۱۴۸

نور کے چہرے پہ ناگن کو ہوا کہاںے تو دو

زلف کو اپنی ذرا جو بن پہ لہرا نے تو دو

غش سے کیا اُٹھوں ذرا صورت نظر آنے تو دو  
 حال دل شب سے رومی ہو کر وہ امین کیا عجیب  
 جو ہوا ہے بیچ میں جل جائیگی مانند طور  
 وہ بھی چل کر تنگ گیا مین ہی ٹر کر تنگ گیا  
 مین بھی بوسہ مانگتا ہوں تم بھی بوسہ مانگ  
 میری جان تکلیف دہری ہو رہی ہے نہ مین  
 گد گدا ایگا انہین انکار وصل غیسر کا

آپ کو کہو یا ہوا ہونین اُسے پانے تو دو  
 قاصد و نکو خط پہ خط دے دیکے دوڑانے تو دو  
 پردہ دان اٹھنے تو دو دیان بجائے غش آنے تو دو  
 بجھو دم لینے تو دو و خنجر کو دم کمانے تو دو  
 اپنے مضمون سے مراد مضمون لڑ جانے تو دو  
 کیون ابھی سے رو رہے ہو دم نکلیجائے تو دو  
 ہنس کر بیگے خود بخود جھوٹی قسم کمانے تو دو

۱۱

آپ تو دل مانگتے ہیں طر ہے مائل کو بھی  
 دیکھ لیگا غیر اس فتنے کو اُٹھ جانے تو دو

۱۴۹

وارہین آنکھیں مری زیر مزار اتنا تو ہو  
 تمام کر دل وہ بھی روئیں ایک بار اتنا تو ہو  
 ہمنے اٹھ اٹھ کر درِ خلوت کیا راتوں کو بند  
 ناکہ آتش نشان کبتک یہ ٹھنڈی گرمیاں  
 نبض تیری دیکھنے اے دل میچ آئے ہیں آج  
 ایک اک قطرہ دکھاے عالم طوفانِ نوح  
 وہ بھی تو اے دل یہ پوچھیں آج کیسا جو نزل  
 بلوہ امین یہ کیا اُٹھنے لگے غش سے کلیم  
 ہوں جدا ایدل ابھی یہ خاک و آتش باد و آب  
 جی مین ہے دل بٹکے مین اس بت کی ٹہنی پر

وہ قیامت بجے آئیں انتظار اتنا تو ہو  
 میرے نالو مین اثر پروردگار اتنا تو ہو  
 کولیدین بند قبا وہ ایک بار اتنا تو ہو  
 جل بجھ کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو  
 وہ بھی تیرے ساتھ تر پین بقیر اتنا تو ہو  
 آسمان کشتی بنے دل اشکبار اتنا تو ہو  
 منہ تنگ آجائے کلیجا بقیہ اراتنا تو ہو  
 چپ رہیں تا حشر تجھ مین آشکار اتنا تو ہو  
 چار عنصر گر ٹپین تو بقیہ اراتنا تو ہو  
 تری قدرت ہے بڑی پروردگار اتنا تو ہو

۱۳

آپنے بوسے کے ممنون ہوں مشکو ہوں  
 سہ مائل کا اٹھے گردن پہ بار اتنا تو ہو

۱۵۰



خاک ہوتے ہی عروج خاکسار اتنا تو ہو  
 آنکھ سے چمکے محبت دل میں پیارا اتنا تو ہو  
 خود قرار آجائے تجھ کو بقیہ ارا اتنا تو ہو  
 ساتھ میرے سب سما جائیں مزار اتنا تو ہو  
 تجھ سے نکلیں بجلیاں تو بقیہ ارا اتنا تو ہو  
 دخت رز بن جائے جان بادہ خوار اتنا تو ہو  
 دن جوانی کے ہیں جو شس من یا اتنا تو ہو  
 آنکھ دل میں جا کے آؤں اختیار اتنا تو ہو  
 وہ یہ بھجیں ہم بھی کچھ ہیں آشکار اتنا تو ہو  
 وہ ترانہ چوم لیں بالاسے دار اتنا تو ہو  
 سرمد آنکھوں میں تری دنیا دار اتنا تو ہو  
 گر پڑیں تنک کر گناہیں انتظار اتنا تو ہو

لا مکان پر چہت بنے ادبغا بار اتنا تو ہو  
 ہنس پڑیں وہ دیکھ کر پروردگار اتنا تو ہو  
 جنبش گوارہ اسے دل باعث آرام ہے  
 حسرتیں کس جاہلین کمدتی ہی کیوں دگر ز  
 امتحان کرتی ہیں اسے دل آج انکی شوخیاں  
 اس قدر پی - مر گیا - ساتی کرامت اب دکھا  
 ہو کے ٹکڑے راستے میں گر پڑے یارب نقاب  
 اسے خدا مجھ کو بنا دے اب تصور غیب کا  
 پیچھے کیوں بیٹھا ہے جو بن - ہو یہ آغاز شباب  
 تو نے اسے تصور انا سخن کا سنایا سب کو راگ  
 سیکڑوں روزن کے پہلو سے دکھائی کچھ  
 دوا اٹھالائی نہیں آنکھوں سے ٹھکرتیلیاں

۱۹

وہ ادھر بیٹھو درہن اور میں ادھر بیٹھو درہن  
 لطف اسے مائل دم بوس و کنار اتنا تو ہو

۱۵۱

میں نے ڈھونڈا جو اسے دل نے کیا کم مجھ کو  
 شورش کن سے ملا لطف تر غم مجھ کو  
 ہر نمازی نے لیا بھر تیسم مجھ کو  
 یاد ہے یاد وہ در دیدہ تیسم مجھ کو  
 گھر پہ میں آؤں تو رستے میں تو مجھ کو  
 ایک ہوں دونہ کرے ذوق تنگ مجھ کو  
 کیا سبق ہوں کوئی جو بول گئے تم مجھ کو

اگیا اپنے تجس پہ تبسم مجھ کو  
 باعث وجد ہے انداز تنگ مجھ کو  
 خاک ہو کر بھی کیا میں نے خدا کو سجود  
 وہ اشارے مرے تم ہو لیگے ہو لیگے  
 منتظر راہ میں ٹھیر دن تو بلاؤ گھر پر  
 خود ہی کتا ہوں است آپ ہی کتا ہوں  
 اس تجاہل کے خدا پوچھتے ہو کون ہو تم

ہوں وہ منصوبہ مجھی پر ہے تقدیر مجھ کو  
 سکے بھی میں نہ اٹھو نگاہ کو قدم مجھ کو  
 میں ادھر تک جو کہنچوں تو ادھر تم مجھ کو  
 مارتا ہے ترا زویدہ تبسم مجھ کو  
 مہربان چوڑکے جاتے ہو کہاں تم مجھ کو  
 کبھی قطرہ نظر آیا کبھی قلم مجھ کو  
 کوئی لیتا ہی نہیں بہر تبسم مجھ کو  
 جاے تکیہ جوئے نشت سحر مجھ کو  
 اسی اندیشے سے کتے نہیں وہ قدم مجھ کو  
 ابن آدم نہ پکاریں لب گت دم مجھ کو  
 نہ بلوں خود کو بھی اس طرح کر دم مجھ کو

لب پہ نغمہ ہے انا لا اول انا لا آخر کا  
 لب جان بخش کو لگ جائیگی عیسیٰ کی نظر  
 جذبہ عشق یہاں ہے کشش حسن وہاں  
 جان لیتی ہے شب وصل نباوٹ تیری  
 کوئی قاتل سے چلا میں تو مرے دل نے کہا  
 یا الہی مراد دل ہے کہ تماشائے طلسم  
 ہو گیا خاک مگر منہ نہ چڑ بایارون کے  
 ناک میں ہوئے شراب آنے لگے آنکھ میں منید  
 آنکو معلوم ہے اٹھتے ہی لپٹ جاؤنگا  
 طعنے سننے کی ذرا تاب نہیں ہر یار  
 وصل ایسا ہو کہ تاحشر رہے یہ خبری

بوجہ لیتا یہ فرشتوں سے کہاں ہے مائل

۲۱

بہول جانا نہ کہیں حشر کے دن تم مجھ کو

۱۵۲

گد گدی کرنے لگا شوقِ تکلم مجھ کو  
 موج می بنگلی دریا کا تلاطم مجھ کو  
 دی صدا دل نے ہو آنکھوں پہ تقدیر مجھ کو  
 میں سنوں اور وہ کہیں پیار کر دم مجھ کو  
 وہی مٹی نہ ملے بہر تبسم مجھ کو  
 آج رہ رہ کے جاتا ہے تبسم مجھ کو  
 فرض ہو لا کہ وضو پر بھی تبسم مجھ کو  
 جس جگہ جاؤں میں چھپنے کو ملو تم مجھ کو

آگیا طور پہ جاتے ہی تبسم مجھ کو  
 میکہ سے میں مریستی نے کیا تم مجھ کو  
 شوق دیدار خدا میں جو چلا میں سطور  
 وہ بھی دن آئے کہ تاثیر دکھائے مرعش  
 جس نے گوسا کو بہکا کے بنایا تھا خدا  
 کوئی رُک رک کے بلاتا ہے اشاریے مجھ  
 خاک ہو کر مری ہستی جو مرے ہاتھ آجائے  
 سیر ہو حشر میں یوں آنکھ چولا کہیں



کسی غنچے نے سکھایا نہ تہسم مجھ کو  
 تانہ و قبر میں تکلیف سکھ مجھ کو  
 تو بٹا چرخ پہ جا سے مہ و انجم مجھ کو  
 لغزش پائے گرایا جو سر خم مجھ کو  
 کینچتا ہے دو طرف شوق کا دم مجھ کو  
 دوسو ہے نہ جنون ہے نہ تو ہم مجھ کو  
 قطرہ قطرہ میں دکھائی دیا قلم مجھ کو  
 اسکی شوخی سے یہ رہتا ہے تو ہم مجھ کو  
 خلد میں پھر نہ کھلا دانت گم مجھ کو  
 سارے تیرے ہیں تری آنکھ سے مرد مجھ کو  
 جامی ممبر جو ملے خشت سر خم مجھ کو  
 ڈھونڈ رہے جاؤں خال کو تو ہم مجھ کو

گلشن دہر میں روتے ہی کٹی عمر مری  
 ملک الموت کے ہمراہ نکیرین بھی آمین  
 کیا جواب اسکا۔ وہ یہ کہتے ہیں چکر افشان  
 صاف قلقل نے صدا دی اسے اب بچا  
 کبھی موسیٰ کی اُمتنگ اور کبھی منصور کا جوش  
 پھر یہ کیا بات ہے تو سب میں نظر آتا ہے  
 ذرہ ذرہ میں نظر آنے لگا مہربان  
 غم کا دل بھی مرے دل کی طرح چہین نہ لے  
 اے خدا تو نے تو بخشتا تیری رحمت کے خدا  
 ڈاکٹر آنکھ تری آنکھ میں بچتا تاجون  
 داغظو میں بھی گردن دھوم سی تعریف شراب  
 لامکان ہو حرم و دیر ہو یا محشر ہو

مجسمین اسے مائل کیا کوئی نہان تو نہیں  
 غور سے دیکھتے ہیں کسے مرد مجھ کو

۱۸

۱۵۳

بھید کھولوں تو خدا پر ہو تقدیر مجھ کو  
 اپنی رگ رگ میں ٹٹو لاہی کرو تم مجھ کو  
 کہیں رسوا نہ کرے شوق سکھ مجھ کو  
 آنکھ پر دل کو تو دل پر ہو تقدیر مجھ کو  
 یا آہی نہ وضو ہے نہ تیمم مجھ کو  
 اپنے سایہ سے بھی ہوتا ہے تو ہم مجھ کو  
 لوح محفوظا ہوئی خشت سر خم مجھ کو

ذات سے اسم میں لایا تو ہم مجھ کو  
 اس طرح بیخودی وصل کرے گم مجھ کو  
 بات کر نیکو کھڑا ہوں کسی چلن کے قریب  
 باری باری سے تجھے دیکھنے والے دیکھیں  
 سجدہ کس طرح کروں دیکھ کے محشر میں تجھے  
 خلوت یا میں جاتے ہوئے گہرا تا ہوں  
 نشہ میں حال دو عالم کا نظر آنے لگا

میں بھی بے مثل ہوں کیا گورتے ہو تم مجھ کو  
یوں سنا بد فتنہ از مزمہ تم مجھ کو  
نغمہ کن وہ کرے ست تکم مجھ کو  
تجھ کو قطرہ نہ ملے خم پہ ملے خم مجھ کو  
چاک سینہ کا دکھانے لگا گندم مجھ کو  
یار یوں روئے کہ آجائے تبسم مجھ کو  
تجھ چہ چپ جاؤ خدا کے نہ ملو تم مجھ کو  
یوں سنا نغمہ کن ز مزمہ تم مجھ کو  
پاک کرتا ہے گندہ سے یہ تبسم مجھ کو  
اسطح بیخودی شوق کرے گم مجھ کو

آئندہ اُس نے جو دیکھا تو کہا عکس نے یوں  
خضر و عیسیٰ کو بھی رشک آئے مری ہستی پر  
میری ہلکی ہولکی بات ہو شور فیکون  
وہ بھی دن آئے یہ جنت میں کہوں اے عظم  
کی جو تحقیق گنہ آتے ہیں کس رستے سے  
اے خدا آج ہی اس شرط سے میں مڑتا ہوں  
خشر میں غیر بھی ہے ساتھ مرے وقت تلاش  
ہو کے پیدا نہ مردن موت بھی آئے توجہ یوں  
خاک پا حضرت آغا کی نہ کیوں نہم پہ ملوں  
آپ اپنے کو ٹٹولوں تو ملے مجھ کو خدا

عکس

۱۱

خاک بجاؤں مدینے کی جو میں اے ماکل  
خضر و الیاس بھی لین ہر تبسم مجھ کو

۱۵۴

چہرہ آتا ہے بتیلی میں نظر دیکھیں تو  
میرے منصور کا ہے وار پہ سر دیکھیں تو  
یہ نیا معجزہ عشقِ قمر دیکھیں تو  
گل کے دامن میں ہے بلبل کا جگر دیکھیں تو  
چہاتیاں گول ہیں بتیلی ہے مکر دیکھیں تو  
خیر کے ساتھ لگا رہتا ہے شر دیکھیں تو  
یکے انگبین مری اور باندکے پر دیکھیں تو  
کس جگہ کہو وہ آتا ہے نظر دیکھیں تو  
آج کس طرح تڑپتا ہے جگر دیکھیں تو

یار کا ہاتھ ذرا آئندہ گردیکھیں تو  
نالہ دل میں ہے اک نحت جگر دیکھیں تو  
انکے چہرے پہ مرا تارِ نظر دیکھیں تو  
پتنگڑی بنکے وہ ہلتا ہے جو چلتی ہو ہوا  
واہ تصویر نے بھی کیا کینچی ہے  
انکے ہمراہ عدد پرتا ہے سائے کی طرح  
ایک ہی جست میں پہنچو بنگارِ دستِ گل پر  
دل بھی ہے طوبی ہے کعبہ بھی ہے دیر بھی ہے  
استحان لینے کو آئی ہیں نگاہیں انکی



شوق دیدار میں بسمل ہون انکسین مری	ٹوٹی ہے مری مژگان پہ نظر دیکھیں تو
۱۵۵	سنگے مائل کی صدا اُس نے رقیبوں سے کہا کون ہے سوختہ دل خستہ جگر دیکھیں تو
کیا کہتے کیا ہو وہ دل لاؤ اوہر دیکھیں تو آئے وہ آنکھ میں روشن ہوا گھر دیکھیں تو حلقہ ہاتھ کا۔ مکرند۔ بنا ہے دم وصل کیا نراکت ہو کہا آنکھ میں چٹکی لیکر حشر میں تم ہی ہو پر بیان ہی ہیں اور جویر بھی آنکھ ہاتھ میں ہے چاند فلک پر ہے حضور خود ہی بے پردہ ہوئے خود ہی گرے بنگلے کلم تھو کہ دمنہ میں وہ کیا چیز ہے گریان میں آہ دل میں ہے۔ نگہ آنکھ میں۔ سینے میں کون تھا آنکھ میں انکو ہوا کیون سکتے	۱۵۴ کیا یہی آپ کی گزلیوں کا ہے گھر دیکھیں تو شمع کی طرح سے جلتی ہے نظر دیکھیں تو آج کس طرح چپکتی ہے گھر دیکھیں تو دھنگائی ہے مرے ناخن میں نظر دیکھیں تو کسکی چلنے میں چپکتی ہے گھر دیکھیں تو کون اچھا ہے ادھر اور ادھر دیکھیں تو اپنے دیدار کا یہ آپ اثر دیکھیں تو دل ہمارا ہے کہ دشمن کا جگر دیکھیں تو کوئی تار پر حبائگی خستہ دیکھیں تو لگ گئی ہے اُنہیں انکی ہی نظر دیکھیں تو
۱۵۶	آپ کیا پوچھتے ہیں حضرت مائل کا مزاج دل تڑپتا ہے اچھلتا ہے جگر دیکھیں تو
دبا کر کہتے ہیں وہ سینہ بیار بھیران کو میں منظور پر وہ شوخی انداز جاناں کو بلا میں حوریں لیتی ہیں فرشتے سجدہ کرتے ہیں چھپایا ہنسنے منہ سبک چھپاؤ تم ہی منہ سے قیامت میں ہوئی بہر تازہ رسوائی زلیخا کی لیٹ اسطرح تو مجھے سما اسطرح تو مجھ میں	۱۵۷ تمہارا دم نکالوں یا تمہارے دل کے ارباب کو مجھے پھر پھر کے دیکھا ہاے منہ تک لاکر داماں کو بنایا اسطرح سے خوبصورت اُس نے انسان کو کفن میں ہم میں تم بھی ڈال لو چہرے پہ داماں کو کہ ہر اک دیکھتا ہے غور سے یوسف کے داماں کو چھپا دامن میں دامن کو گریہ بانین گریبان کو

کسی کی بگمائی دیکھنا پہرے بٹھائے بین  
مرے سینے سے دلمیں آؤ دے بزم وحدتین  
جگاتا گرد نہ یہ تجھ کو نہ کہلتیں رات بھر اکملین  
کفِ گستاخ گدراے ہوئے جو بن پہ قربان ہر  
مجھے کیا مردہ پایا نیند میں کچھ شردہ دیتا ہے  
صد اکالو نہیں سبکے جامی کو کو آئے ہو ہو کی  
دہان تنگ کہلتا ہے ہزاروں پہول جھڑپتین  
فرشتو ہکو سجدہ پھر بہین سے ایسی گستاخی  
غبار آیا ہے تیرے دل پہ اور میری ہوس یہ  
یہ نفرت کیوں جوانی میں جوانی تو ہے دیوانی  
گلے سے اڑے قاتل پر گرا قاتل سے حور و پیر

کہ حورین لے نہ جائیں کہو در گنج شہیدان کو  
لما دولا مسکان سے کو چڑچاک گریبان کو  
دعائیں صبح تک دوں گاتیرے خواب پریشان کو  
وہ کسل کیلے بھی تو سینہ پہ بیکر گوی دچوگان کو  
یہ گہرانا تھرا دیکھ کر خواب پریشان کو  
گر اپنا دل دکھا دوں قمری سر و گلستان کو  
وہ گل کرتا ہے پیدا ایک غنچے سے گلستان کو  
کمان بیٹھے ہو کیا سمجھے ہو کسی دوش انسان کو  
اسی مٹی کے اندر دفن کروں اپنے ارمان کو  
چلو خلوت میں کھل کھلین نکالیں دیکے ارمان کو  
سکھائیں کسے ایسی شوخیان خون شہیدان کو

بڑھانا ہاتھ لینا اسکو اسے مائل کہ جاتا ہے

۱۷

پشک کردہ ترے دلو جھٹک کر اپنے دامان کو

۱۵۷

کیا خنجر نے سجدہ دل پہ لگ کر دیکے ارمان کو  
جگہ دیتا ہونہیں یوں اپنے گہر میں اپنے مہمان کو  
قیامت میں ہی وہ کس شان سواٹھلا کے چلتے ہیں  
وہ گہرا کر جو اٹھے نیند سے بولی نظر جھک کر  
نہیں اک پہول میں بھی رنگ ان کیسا رنگین کا  
لو کا رنگ ہے کیا رنگ نخل الانحدر نار  
ہوا کھائے تھنڈی گاکے ساون جہول بونگے  
مرے ہی دلمیں رہتا ہے مرے ہی دلمیں جھپٹتا

خدا کے گہر کا در بجا مرے چاک گریبان کو  
کوئی ارمان بہرے دل میں رکھے جھٹک ارمان کو  
قیامت پہنچے پہنچے ہے سنبھالے انکے دامان کو  
کوئی سمجھے نہ کچھ اور آپکے خواب پریشان کو  
کیا دوبرگ گل نے منفعل سارے گلستان کو  
وہ غش ہے دیکھ کر فوارہ خون شہیدان کو  
یہاں بیٹھے ہو کیا اٹھو چلو آؤ گلستان کو  
کمان پھیکوں اس ارمان کو کہ ہر چگون اہل زمانہ



کما ناتو بدل لو اس سے تم کو می گریہ بیان کو  
 کہ رشوت دیکے راضی کر لیا اس بچے دربان کو  
 نصیبو نہ ملے ہے ایسی تہلی چشم زندان کو  
 وہ بچے یا نہ سمجھے کچھ دعا دیتا ہوں جانان کو  
 جب کالی تادہ شر مار کر ترا گرشتہ مژگان کو  
 تاشا ہو یہ آتش ہو نکدے گرباغ رضوان کو  
 مزا ہو سکا لینے دوشکایہ تہا سے پھان کو  
 مزا ہو کرے اک ایک بت اک اک مسلمان کو

مفید و مختصر دل رکھیا ہے لنگے پہلو میں  
 بڑے جن کو آثار الیعدت ہمتے شیشے میں  
 کمان بوسف کمان وہ قید خانہ دہری قست  
 پڑا ہوں مر کے مین اور میرے دونوں ہوش ہنر  
 سر محشر اشارے سے وہ بوسہ مانگنا میرا  
 تمہارے حسن کی گری سے حورین دلیں جلیں  
 دم اٹھا رنھ سے منھ ملا کر وہ یہ کہتے ہیں  
 نہ جھٹنے پاسے یارب اچھی صورت کوئی دوزخ میں

چلو مائل چلو وہ بت کلیسا میں بلاتا ہے  
 در کعبہ پہ جا کر پھینک آواپنے ایمان کو

۱۸

۱۵۸

نکالو تم گریہ بانے مرے اپنے گریہ بان کو  
 نکلوا دے گدای کو چہ چاک گریہ بان کو  
 اگر واعظ برائے تو خود چاہے مسلمان کو  
 ہٹا لو سر سے زانو کو ارباب دو منہ پ دامان کو  
 چلی خود منفرت سر پر لئے گنج شہیدان کو  
 چپا کر ساتھ پر دو زمین بنایا گرچہ انسان کو  
 دکھاتا ہے انگوٹھا دور سے حوروں کی مژگان کو  
 اٹھا لائے زلیخا کی نظر آنکھوں میں زندان کو  
 خدا کے سامنے سجدہ کروں تصور جانان کو  
 یہ گلہ تہ بنایا چھانٹ کر سارے گلستان کو  
 سکھاتا ہے کوئی یہ کفر کا کلمہ مسلمان کو

پچھے کیوں پاس شہر کے دکھا دو روٹا بان کو  
 جدا کر دے مرے سینے سے قاتل تیرے پکان کو  
 مین عالم دوست ہوں کافر سے بھی رحم جیتے  
 کہیں دہشت نہ ہو تم کو کہ میرا دم نکلتا ہے  
 سواری دہوم سے نکلی ترے کشتوں کی محشر میں  
 نفخت فیہ من روحی سے مطلب لنگیا سا  
 تمہاری ناک کے تنکے سے کیا کچھ حسن مانگتا  
 جو کہ ہے عشق صادق نکتہ جہ نقیل اس سے  
 وہ کافر ہوں رہوں محشر میں ہی من کفر قائم  
 ہزاروں پول میں باغ ازل کے یک مہر دین  
 اتنا حق کہنے والا اور ہے منصور سے پوچھو

<p>رکھوں پردے میں وان بھی گر خدا پروردہ ہو تو          بہار کوئی جانان دیکھ کر آنکھیں یہ کہتے ہیں          خدا سے کتنی ہے رحمت خدا کی ہنستے ہنستے          خریدے ہو اسے جنت بھی آئے اسکے حصے میں          خدا ایک۔ آپ دو ہیں تین۔ بس جانیں تو یہ جانیں          تمہیں سجدہ کرو گناہ سانسے میں دو گواہوں کے</p>	<p>پیشوں نامہ اعمال میں تصویر جانان کو          اٹھا کر بیچ میں جنت کے رکھ دو اس گلستان کو          میں غنچوں کا فرو نکو تو اگر بخشے مسلمان کو          کہ میں کوئی تباہ نہیں چھپے جاتا ہوں ایمان کو          نہ جانے اور کوئی کیوں نکالو میرے ارمان کو          بلا لودیر سے ہندو کو مسجد سے مسلمان کو</p>
--	---

۱۵

جو ہو تھر تھر نہت احمد بے میم اسے ماکمل  
 فلک سے لوح محفوظ آکے چوے میرے دیوان کو

۱۵۹

<p>خیا لو نہیں نگاہوں نہیں تمہیں ہو سع          تمہیں کب در و فرقت کا یقین ہو          حرم میں دیر میں کب تک پکاروں          دکھائے ایک رنگ انکار و اقرار          وہ پوچھیں دامن دشمن سے گرا شک          نہیں یہ زندگانی موت سے کم          بڑھے تار و ز محشر شان اجلاس          ملیگی ہلکو جنت یا کہ دوزخ          خدا کی بات موسیٰ کو مبارک          مجھے تم آنکھ کی پتلی بنا لو          تو گھر میں ہے تری تصویر باہر          خدا محشر میں یوں مجھ کو بلائے          مٹاے جو مجھے مٹجائے وہ بھی</p>	<p>پہر سپر یہ غضب پروردہ نشین ہو          کہ تم معشوق ہو عاشق نہیں ہو          مجھے آواز دو اگر تم کہیں ہو          نہیں میں مان ہو اور بائیں نہیں ہو          ہماری لاش بھی چین برج میں ہو          کہ اے جان ہم کہیں ہیں تم کہیں ہو          یہی کرسی تری عرش برین ہو          ہمارا فیصلہ یارب یہیں ہو          ہمارے کان ہوں تیری نہیں ہو          مرا چہرا ہو چشم سرگین ہو          غضب ہو وہ بھی گر پردہ نشین ہو          وہ بت آگے ہو پیچھے حور عین ہو          کوئی ہو آسمان ہو یا زمین ہو</p>
--	--



سوال دید محشر میں مزاد سے	خدا کے لب پر گزیری نہیں ہو
۱۶۰	<p>سلام اسکو کیا تو ہنکے پوچھیا تمہارا نام کیا مائل تمہارے ہیں</p>
۱۳۳	<p>مزا پر سب کا جب زیر زمین ہو لہجے سے اٹھکے چومون صورت کا شہد عدو سے وہ کریں کیوں چار انگلیں پڑ ہوں ایسی نماز عاشقانہ نہ بخشا جاوے کوئی روز محشر تشریفاتی لوٹتی تصویر کینچ جائے سزا دہ کو ہو مسجد مبارک وہیں چل لیکے اسے خانہ بدوشی خدا کے سامنے بھی وہ نہ لگیں اُدھر محشر ہوا اور ساری خدائی قدم رنجہ جو فرماؤ محمد گنہگاروں سے بے پروا میان کیوں</p>
۱۳۴	<p>فرشتوں کی جگہ یک جہر عین ہو اگر اس میں تیرے لب کی نہیں ہو مروت با چشم شر لگیں ہو حسین یار پر میری حسین ہو جو دان بھی یہ فلک ہو یہ زمین ہو دل مضطر دست نازنین ہو خدا کے پاؤں پر میری حسین ہو مقدر کی جہان دو گز زمین ہو جو میری بدگمانی کا یقین ہو ادھر تم ہم تمہاری ہاں نہیں ہو ہمیں تسکین وقت واپسین ہو تم آخر رحمۃ اللعالمین ہو</p>
۱۶۱	<p>جو ہر ہر کو خدا کہتے ہو مائل میری جان تم ہی کچھ ہو یا نہیں ہو</p>
۱۳۴	<p>شہم بھی آئے تجھے شرم نمایان بھی نہو اسے فلک داغ بھی دیتا ہے اگر ایسا ہے حرم و دیر میں سنستے ہیں ٹھکانا تیرا قتل وہ کرتے ہیں تو عمر بڑا دے یار ب</p>
۱۳۴	<p>پر وہ بھی کچھ نہ رہے اور تو عریان بھی نہو دل کے اندر بھی نہو دل سے نمایان بھی نہو پھر کمان ڈھونڈتے گریان بھی نہو دان بھی نہو سہ سلامت بھی رہے یار کا احسان بھی نہو</p>

کام کیا گریہ و خندہ سے ترے بیخود کو  
ہم اگر طور پہ جائیں تو نظر آئے کچھ اور  
کیا وہ آنکھ آنکھ ہے جسکو نویدار کا شوق  
گر سروکار نہیں دیر و حرم سے اے دل  
غیر کی لاش پہ یوں رو کہ ترا قطرہ اشک  
تم مجھے ایسی ادا ایسی نگہ سے دیکھو  
وہ جو خواب میں آجائے وہ ہو جائے شہید  
میرے نامہ کے گنہ سب یہ مٹا دین یا رب  
مجھ سے یوں صبح کو وہ لیتے ہیں شب کا بلا

غم کی مجلس بھی نہو عیش کا سامان بھی نہو  
نخل آتش بھی نہو صورت انسان بھی نہو  
کیا وہ دل دل ہے کہ جسمیں کوئی ارمان بھی نہو  
جا تو کافر بھی نہو جا تو مسلمان بھی نہو  
سربزگان بھی نہو اور تیرے مفرگان بھی نہو  
دم بھی جائے ملک الموت کا احسان بھی نہو  
پھر چو نایہ ترا گنج شہیدان بھی نہو  
مجھ پہ کاتب اعمال کا احسان بھی نہو  
کتے ہیں جا ترا اللہ نگہبان بھی نہو

خواب کا ذکر اس انداز سے کراے مائل

۱۳

تو بھی جو ٹانہ بنے یا پرشیمان بھی نہو

۱۶۲

کتے ہیں دل تو وہ دے جسمیں ایک ارمان بھی نہو  
تسکے چلتا ہے دکھانے کو وہ ابھرا جو بن  
لاؤں کس گھر سے کہ وہ مانگتے ہیں ایسا دل  
باتا پالی مین جو ہو چاک تو ہو پردہ شرم  
غیر کے دل میں اُسے ڈھونڈ نیکو جاتا ہوں  
استقد میرے گناہوں کی سیاہی پھیلے  
مجھ کو اے عشق کسی گھر کا بتا وہ رستہ  
وہ دم وصل قبا کینچ رہے ہیں میری  
داور حشر سے حشر دکھا وہ قدرست  
دل چرایا ہے کسی نے وہ بتاؤ تیر

۴۵

دیکے واپس بھی نہ لے پھر ترا احسان بھی نہو  
پھر دوپٹا بھی ہے اُس پر کہ نمایاں بھی نہو  
جسمیں اسد بھی نہو اور کچھ ارمان بھی نہو  
تیرا دامن بھی نہو میرا گریبان بھی نہو  
پھر یہ کتا ہوں کہ اسد کرے دان بھی نہو  
وصل کی شب بھی کٹے صبح نمایاں بھی نہو  
خضر بھی چوڑ دین اللہ نگہبان بھی نہو  
کتے ہیں کیا میرے منہ پر ترا دامن بھی نہو  
میں جہنم سے بچوں اور ترا احسان بھی نہو  
مال ملجائے مرا چو پرشیمان بھی نہو



اے خدا میں نے بڑے کام سے توبہ کی تھی  
دل ہے کیا چیز جو دون تکو بڑے فخر سے میں  
کیا کسی وقت لبو نہیں لب جانان بھی نہو  
چاک کر دے کوئی اسکو تو گر بیان بھی نہو

مجھے پوچھیں تو وہ مذہب میں بتاؤں مائل  
کوئی کافر بھی نہو کوئی مسلمان بھی نہو

۱۷۳ رولیف — ہاے ہوز ۲۰

نہ کیوں تڑپے دل امیدوار آہستہ آہستہ  
لیے بوسے جو میں نے تین چار آہستہ آہستہ  
بنے میری تپش تیرا قرار آہستہ آہستہ  
سلام اُنکا اک آفت ہو کہ وہ تو ہاتھ کے بدلے  
مدد اے اضطراب دل مرے دلمین پہر تانا  
نہیں ہو مجھ میں طاقت کان نہٹھ کے پاس لاؤ  
کر یگا وجد لاشہ قبر میں اور روح جنت میں  
تپش جب دلی ٹہرتی ہو تو جلدی جلدی بڑھتی  
حسینو نے تل۔ اُنکو نہ دیکھ۔ اللہ ری تاکیدین  
مرے کانو نکے پردے غیر کے کانو نہ پڑ جائیں  
جو نیند اُڑ جائیگی اُنکی تو وہ اٹھ کر خفا ہونگے  
اگر دل تنہا ملے اُسکا زہر ہے قسمت خوشی ہے  
لیکھو آج بن اے شوق دل احسان کرتا  
ٹہن اُنکے میں جو اُنکو نہ سے کوئی چیز آئی سینے میں  
نراکت ہو اک آفت پھر قیامت پاؤ کا زبور

کہ روتا ہے کوئی ناکردہ کار آہستہ آہستہ  
دیا کافر نے سینہ کو ابھارا آہستہ آہستہ  
مرنا لہ ہو تیرے دل کے پار آہستہ آہستہ  
اُٹھاتے ہیں نگاہ شہر سدا آہستہ آہستہ  
سکون آہستہ آہستہ قرار آہستہ آہستہ  
کیگا تمسے کچھ یہ دل نگار آہستہ آہستہ  
جو اگر قبر پر گا سیکھیا رآہستہ آہستہ  
جوتا ہے تو آتا ہے قرار آہستہ آہستہ  
وہ یوں ہی چھین لینگے اختیار آہستہ آہستہ  
کہ اُس سے گفتگو کرتا ہے یاد آہستہ آہستہ  
کراہیں تو کراہیں دل نگار آہستہ آہستہ  
گرتا ہے نظر سے مجھ کو یاد آہستہ آہستہ  
کوئی گھر میں بجاتا ہے سارا آہستہ آہستہ  
ہوین تیری نگاہیں دل کے پار آہستہ آہستہ  
چلے دامن اُٹھا کر کہوں نہ یاد آہستہ آہستہ

تصدیق جذب دِل کے مین کہ رستے مین مری چکا بخیلوں ہی کے دہ کی ہاتھ مین تسبیح جب دیکھی مجھے کس کس اداسے ہاؤ کس کس پیار کیا نگاہ مین اسکی جانب گر کسی مشتاق کی اُٹھین	پھری اسکی نگاہ شدہ سا آہستہ آہستہ کیا کرتے مین پیسوں کا شمار آہستہ آہستہ نگاہ ناز سے کیلا شکر آہستہ آہستہ ہوانی نے کھا سینہ اُجھار آہستہ آہستہ
--	---

کروں گر کوئی گستاخی سزا دے پیار سے مچھو  
تو ڈھیلے ہاتھ سے مائل کو مار آہستہ آہستہ

۲۰

ردیف یاے تحتانی

۱۷۴

ازل سے تجھ پہ زون مائل محمد عربی تو دلبری مین ہے کامل محمد عربی کیا ہے دھوکے فرشتوں نے پاک لطفی مین خدا کی سب صفتیں مین تیرے سراپا مین مین کسطح تجھے دل دودن کدھرم آتی وہ غل کروں کہ نکل جاؤں قید رہتی ازل۔ ابد۔ نہ کہوں کیلئے دینے کو کسی خدا کو نہ جانے نہ تجھ کو پہچانے پنسما مراد دل دیوانہ تیری زلف و نمین طرا بخیل ہوں دیتا تھا کسی کو مین خطاب دیتے مین طلق کو یامان مقید کا حسن جبریل کے صدقے مین کچھ تو لجا جو زرم غیب مین دیکھا خدانے اپنا سٹھ	تو نذرے یہ مراد دل محمد عربی خدا کا تو نے لیا دل محمد عربی عجیب دل ہے تراد دل محمد عربی وہ تیری ذات ہو کامل محمد عربی نہین ہے یہ تیرے قابل محمد عربی بسان شور سلاسل محمد عربی یہی تو ہے تیری منزل محمد عربی جو بندہ خود سے ہو غافل محمد عربی پسند ہے یہ سلاسل محمد عربی لیا تمہیں نے مراد دل محمد عربی یہ بندگی ہے سلاسل محمد عربی تمہارے در کا ہوں سائل محمد عربی کھڑا ہوا تھا مقابل محمد عربی
--	---



<p>نکلے قبر منور سے خود ہدایت کر خدا کا گہر سے کتے میں جانے واسے تری ہی فعل جو آیت لی مائین تیرے سوا شب معراج کون تھا جو ادھر پہر آئے وہ معجزہ بہری نظرن جہان میں کیوں شب قدر کی ہوتا فرزند</p>	<p>کہ لوگ پہر ہوئے غافل محمد عربی تمہارا گہر ہو مرا دل محمد عربی میں انبیاء ترے قائل محمد عربی تو ہر صفت میں ہے کامل محمد عربی جو اسوا کی میں قائل محمد عربی وہ تیرے منہ کا ہے یک قل محمد عربی</p>
---	--

۲۰

نظر آٹھاؤ ذرا ہنسکے تم سلام تو لو  
کہرا ہے سامنے مائل محمد عربی

۱۷۵

<p>مٹکے میں وہ بغل سے مری دل لیے ہوئے ہم کیا کہیں کہ جان میں کسپر دے ہوئے ہم آئے ہیں شراب حقیقی پیے ہوئے کس درجہ تیز اہل تصور کی ہے نظر لپکا کلام کا ہو مبارک کلیم کو اُسکے شارب نے یہ ہم کو بت دیا دوزخ کی آگ ہو کہ وہ جنت کا باغ ہو بیچین ہو کے لوٹتے ہیں تیری راہ میں یارب کوئی حسین چلے پل صراط پر کیون آئے میرے خواب میں لٹے تھے جو کس درجہ شوخ و شنگ بتان فرنگ میں ساتی شراب عشق شراب طور ہے دو چشم سر کو پڑ کے یک چشم دل سے دیکھ</p>	<p>لوٹے ہوئے تھے ہوئے چوری کئے ہوئے ہے گورا گورا منہ نمکینی لیے ہوئے دل میں خدا کو دل کو بغل میں لیے ہوئے سب دیکھتے ہیں بندہ واکہیں کیے ہوئے اے خضر ہم تو ہونٹھ میں اپنے لیے ہوئے زندہ ہیں سب مرے ہوئے مردی جئے ہوئے جائینگے ہم کسی کو بغل میں لیے ہوئے آشفہ حال خستہ جگر دل دے ہوئے اپنی بغل میں ہاتھ ہمارا لیے ہوئے جو ٹی زبان غیر کے منہ میں دے ہوئے جاتے ہیں مہمان کو بغل میں لے ہوئے تیرے مرید جو مر رہے ہیں پیئے ہوئے ہم ساتون آسمان میں بغل میں لیے ہوئے</p>
---	---

چرُن چرُن کے سکو مار لیا خود کشی بھی کی  
ہم اُنسے ہم طعام بھی مرین ہم کلام بھی  
بوڑھ پڑے۔ مفید مرین جنگی نصیحتیں  
ہم اپنے دل کا آپ لٹوپیکے ست مرین  
دیکھیں تو کس فریب لیتے مرین آپ دل  
و اعطایو یکے میٹے مرین اب ڈاڑھیاں سفید

ہرین تیج لا سے خون دو عالم کئے ہوئے  
میٹے ہرین ہریان کو نبل مرین لیئے ہوئے  
پوہو انہیں سے آپ مرین کیا کیا کر ہوئے  
شیشہ شراب کا مرین نبل مرین لیئے ہوئے  
ہم بھی مرین گھاٹ گھاٹ کا پانی پیئے ہوئے  
عبد شہاب مرین یہ مرین سب کچھ کئے ہوئے

مال کسی سے نشہ مرین کرتے تو ہو کلام

۱۵

ہشیار منہ سنبھال کے خود کو لیے ہوئے

۱۶۶

میں خدا سینہ عشاق میں گھر کس کا ہے  
دل میں چہرنا ہے کلیجے کو سلتا ہے مرے  
میں نے مانا کہ ترے حسن میں آتش نہیں  
تمنے تو آنکھ لڑائی مراد دل کس نے لیا  
عوض نام جو تھنے پہ لگی ہے تصویر  
کیا کہا پھر تو کہو ہکو نہ آرزو کر و  
وہ نہیں جانتے گرا ہل زمین کو چھپکر  
بولیاں بولتے مرین۔ ہوتا ہے دل کا نیلام  
دل میں دل ڈالنے کیون آنکھ چرائی مجھے  
لا مکان اپکا گھر۔ واہ ہمیں سے یہ فریب  
انکی مٹھی میں جو تڑپا مرے دل کا ارمان  
جب گرا پاؤں پہ محشر میں وہ ہنس کر بوے  
آنکھ ہے بند کہیں دل نہو پا مالِ عدو

پہر

پچھتے پھرتے ہو دو نوین ٹہیں ڈر کسا ہے  
ہاے ابدیہ اندازِ نظر کس کا ہے  
برقِ لہمن جو بنا تھا وہ شر رکسا ہے  
اس دغا بازی کے صدقے یہ ہنر کسا ہے  
خود ناکون ہے اس گھر میں یہ گھر کسا ہے  
دل ہمارا ہے تمہارا تو جگر کسا ہے  
پھر یہ خورشیدِ فلک روزن در کسا ہے  
پہر حسین پوچھتے مرین مجھے یہ گھر کسا ہے  
وہ تو الفت کا اثر تھا یہ اثر کس کا ہے  
یاں جو شہِ رگ سے ہو نزدیک وہ گھر کسا ہے  
وہ لگے پوچھنے اس دل میں جگر کسا ہے  
دیکھ داوڑ مرے قدرون پہ یہ سر کسا ہے  
یہ تو کہنے کہ تصور میں گزر کر کسا ہے



دونوں چالاک مین۔ کہنے یہ ہنر کس کا ہے

دل کچون نے جو لیا جس کے نظر نے پوچھا

اسکی تصویر یہ کب سے مین لگا اے مائل

۲۸

بے ادب دل مین ذرا سوچ یہ کمر کس کا ہے

۱۶۷

کہ ہر صورت مین ہر صورت خدا کی  
غضب دیکھو دعا کی تو دعا کی  
کلیجا پٹ گیا اچھی دعا کی  
خدا کے گھر پہ یہ توبت بجا کی  
گرہ دلیں چھپی بند قبا کی  
درازی دیکھئے دست دعا کی  
نمازین جب پڑھیں اگلی اٹھا کی  
گرہ تم کو لہ و بند قبا کی  
کھلی رہتی ہین آنکھیں آسیا کی  
اسی پر دے مین ہر صورت خدا کی  
قضا آئی قضا آئی قضا کی  
تو صدمہ حبا رحمت خدا کی  
یہ دو آوارین مین ایک آشنا کی  
کہ سورج ہے گرہ بند قبا کی  
تصدق جاؤن مین نے کیا خطا کی  
حکومت گرے روز جزا کی  
مگر شوخی میگی نقش پا کی  
خبر لی ابتدا مین انتہا کی

لخو

لخو

لخو

ع

اگر ہر کو پوچھا کیا خطا کی  
ستم دیکھو وفا کی تو جفا کی  
مریض عشق پر چوٹیں ادا کی  
قیامت دلیں نالوں نے پیا کی  
کف گستاخ سے اسد سے شرم  
اٹھے منہ تک۔ اثر لائے فلک سے  
اشارہ سے بلاتا ہوں خدا کو  
ہوا سے خود بخود در ہو گیا بند  
بڑھا ہے انتظار رزق اتنا  
بتوں کے حسن کو سمجھے ہو کیا تم  
کمر باندھی ہے قتل عام پر آج  
کیا کرتے ہو گھر بیٹھے خدائی  
تصدق جاؤن ناقوس واذان پر  
فلک شاید کسی کا پیر مین ہے  
یہ غصہ مجھ پہ کیوں ہے وصل کے بعد  
خدا جانے کہ یہ بیت کیا کرینگے  
جہان رکھو قدم و ان سر رکھو مین  
ازل ہی مین ابد کا کمال کیا حال

نگاہوں سے کیا سجدہ و ضعف  
اٹھے ایسی ادا سے دستِ یوسف  
کسا منصور نے جہدم اناحق  
کھا جب تم پہ مڑتا ہوں وہ بوے  
ملا کر جب شبِ فرقت سے دیکھا  
بقا تکوفا بہکو مبارک  
قدم رکھ دو جو تم مجھ نہ تو ان پر  
سجھو نکو مار کر تم کیا کرو گے  
مرے دلمین تم آئے تھے غلط جوت

اشاروں سے نماز اپنی ادا کی  
ہوین قبربان تاثیرین دعا کی  
حقیقت کمال گئی قساوا بلی کی  
تمہاری قبر پر رحمت خدا کی  
درازی گمٹ گئی روزِ جزا کی  
تمہیں جیتے رہو سب نے قضا کی  
نظرِ بجاؤں چشمِ نقش پا کی  
مزا کیا گرد و عالم نے قضا کی  
بہلا شوخی کمان ہے نقش پا کی

۱۷۸

گرہ کو لیگا مائل وصل کی شب  
ترے دل کی ترے بندِ قبا کی

۱۰

اٹھتے اٹھتے جب نقابِ یار آدھی رگہی  
گر نہ سمجھاتے فرشتے دان بھی ہوتا قتلِ عام  
سہ جو ٹکڑا تارِ ہاشب بہر مکانِ یار سے  
تمنے آدھا نام لیکر جب پکارا نزعِ مین  
جب مقابل ہمنے رکھ دی کھنچ کر تصویرِ یار  
رات ساری بحث کی تو نیم راضی وہ ہوئے  
ناج کی وقت آگے بڑھ کر جب نہ وہ پیچھے ہٹا  
حشر میں قاتل کو کچھ اقرار کچھ انکار ہے  
نصفِ قد کا تم نے فوٹو کس لیے بھی حضور

ع

آدھی نکلی حسرت دیدار آدھی رگہی  
روزِ محشر کھنچے وہ تلوار آدھی رگہی  
خشت و سنگ اتنے گرے دیوار آدھی رگہی  
آدھی نکلی میری جہان زار آدھی رگہی  
قیمتِ یوسف سہ بازار آدھی رگہی  
شب تو پوری ہو چکی تکرار آدھی رگہی  
بونے گنگر و شوخی رفتار آدھی رگہی  
فیصلہ آدھا ہوا تکرار آدھی رگہی  
آدھی نکلی حسرت دیدار آدھی رگہی

جس گیا سارا جہان مائل کی آدھی آہ سے



کس سے پوچھوں کہ مرے یار کا نشان کیا ہے  
 وصل کے بعد جو پوچھا کہ اراد کیا ہے  
 دیکھتے آئے ہو کیا نزع میں ہو تا کیا ہے  
 ہے جواب اسکا یہی جوم کے تھ پٹا لون  
 بنگیا غاڑہ رخ نور نگہ کا چھنک  
 ڈالہ ہے ہاتھ گلے میں مرے کروٹ لیکر  
 میرے دل کی تہیں کیا قدر ابھی کم سن ہو  
 شمع کا ڈر ہے نہ حاکم کامرے ساتھ چلو  
 راہ پر فرش بچاتا ہے وہ رہ رہ ہو زمین  
 میں رہوں تو رہے یہ اور کہیں جائیں خدا  
 دار تصور کے مانند انا کہتی ہے  
 تم مرے دل میں جب آئے تھے نہ تھا ساتھ  
 بوسہ لیتے ہی ترالال ہوا کیون چہرا  
 کیا نہیں حشر کے دن رخ پہ نگاہوں کا جوم  
 دل جگر دونوں ٹڑپتے ہوئے منظور میں  
 دور سے آتی ہے کیون دیکھنے خلقت تجھ کو  
 دن کو یہ پردہ نشین سایہ سے بھی چھپتے ہیں

عین وحدت میں یہ کثرت کا تماشا کیا ہے  
 جہاں کے آنکھوں نے کہا پھر یہ تماشا کیا ہے  
 پتلیاں پھرتی ہیں اب اور تماشا کیا ہے  
 خواب میں آکے وہ کہتے ہیں اراد کیا ہے  
 میری عینک پہ تیرے منہ پہ یہ پردا کیا ہے  
 پانی تھی پھینک دے یہ بیج میں تکیا کیا ہے  
 تھمتے اتنا بھی نہ پوچھا یہ کھلونا کیا ہے  
 تم جوان ہو چکے اب خوف کسی کا کیا ہے  
 پھلکا اک خضر کا ہے جادہ صحر کیا ہے  
 باغ فردوس میں حور وں کا اجار کیا ہے  
 شمع والوں سے تو پوچھو کہ یہ غوغا کیا ہے  
 رات دن ہر مرے پہلو میں کھٹکتا کیا ہے  
 راضی ہو کر یہ غضب کیا ہے یہ غصا کیا ہے  
 تم تو بے پردہ ہو پھر منہ پہ یہ پردا کیا ہے  
 یہ بُرا ہے وہ بُرا ہے تو پھر اچا کیا ہے  
 تو ہی گدے تری صورت میں تماشا کیا ہے  
 کوئی پوچھے تو کہ راتو نکا طریف کیا ہے

نور اللغات

یہ مراد باغ جگر وہ مرے نالے کا شہر  
 برق کیا چیز ہے مائل یہ بیضا کیا ہے

نعم بھی دیکھینگے کہ امین میں تماشا کیا ہے  
 طور پر حضرت موسیٰ کا اجار کیا ہے

اے خدا دلیمن چھپا کر مرے رکھا کیا ہے  
 ہر ہمہ اوست فقط - میں بھی غلط تو بھی غلط  
 یار دل لیکے بہری بزم میں گردن نہ جھکا  
 گود میں لیکے تمنہ جو نکالی تو کھسا  
 وہ ہے آنکھوں کا اشارہ یہ لیون کی جنبش  
 کل کا وہ قول - وہ اقرار - وہ وعدہ ہے کہان  
 کتنے ہیں وصل کی شب ہاتھ ہمارے بڑھکر  
 ہو کے خاک آرزو وصل میں پٹا تو کھکا  
 سنگ ہاتھ نہیں ہیں اطراف میں اطفال حسین  
 ہاے وہ میرا نظارہ وہ کسی کا کستا  
 ہاتھ پہنچا ہاتھ ملاتے ہی جودل مانگتے ہو  
 میں کہی دیکھتا ہوں آنکھوں کہی داور کو  
 مثل تو نیکو نکلتے ہیں گلے میں دو نون  
 ہاتھ میں آنکھ اور عکس سے بوسے کا سوا

اس طلسمات میں دیکھا دے تماشا کیا ہے  
 گنتی ہوتی ہے کچھ اپنی یہی دھوکا کیا ہے  
 ہم ہی ممنون ہیں احسان ہمارا کیا ہے  
 پہر نہ پوچھو نگا کسی سے کہ تمنا کیا ہے  
 سحر کیا چسپ ہے اعجاز سیحی کیا ہے  
 آج یہ بحث - یہ تکرار - یہ جھگڑا کیا ہے  
 محرم راز سے محرم میں چھپا کیا ہے  
 چوڑا من مراستے میں تقاضا کیا ہے  
 اے جنوں شہر سلامت رہے صحر کیا ہے  
 تجھ سے بے پردہ ہو نہیں اور تماشا کیا ہے  
 یہ ملاقات ہے کیسی یہ طریق کیا ہے  
 کہ وہ خود پوچھ رہے ہیں ترادعی کیا ہے  
 حرز جان ہے تراخ کیا ہے لفا کیا ہے  
 مجھ سے بھی پوچھو ذرا تیری تمنا کیا ہے

۱۷۱

اچھی صورت جو نظر آئی تو کیون لوٹ گئے  
 سچ تو فرمائے مائل کہ اراد کیا ہے

۱۷۰

کسو ہم شہر میں دیکھینگے تمنا کیا ہے  
 شہر کہتی ہے ٹھوہر اراد کیا ہے  
 کہو لہی عشق مجازی نے حقیقت دل کی  
 قم کو تم جو پڑ ہیں لوگ جنازے کی نسا  
 وہ مرا چھٹیڑنا وہ کانپ کے اٹکا کھنا

وہ تو ہر ہر میں ہے پھر اس کا سراپا کیا ہے  
 شوخیان کتنی ہیں پاس آنے دو ہوتا کیا ہے  
 یا آئی مرے کوزے میں یہ دریا کیا ہے  
 لطف ہوا اٹھکے جو پوچھوں کہ یہ ہوتا کیا ہے  
 ہاے اندری نقدیر میں لکھا کیا ہے



پوچھتے کیا ہو کہ دل کیا ہے کلیجہ کیا ہے  
 مین ہی دیکھوں تو کہ اعجازِ مسیحا کیا ہے  
 چپ رہو تم یہ اتنی یہ خبا کیا ہے  
 یہ ہمارا ہے ہمارا ہے تمہارا کیا ہے  
 اے خدا زندگی خضر و مسیحا کیا ہے  
 بیقراری یہ تیری اے دل شیا کیا ہے  
 اپنے سایہ سے یہ ہر گام پر کھٹکا کیا ہے  
 آپ کہ اُترتے مین تقاضا کیا ہے  
 پھر تماشائی ہی خود ہے یہ تماشا کیا ہے  
 یہ تمنا ہے مری تیری تمنا کیا ہے  
 بوسہ مانگا تو یہ فرماتے ہیں بوسہ کیا ہے

مسیحان کو لدو مین تلو دکنات ہون ابھی  
 یار یار جو نہیں۔ ہونٹ ذرا چوسنے دے  
 کیا فرشتہ کوئی آئے گا مدد کو دم وصل  
 یاد بھی ہے مراد لیکے جو تم کہتے تھے  
 انکو گردش ہے زمین پر تو فلک پر انکو  
 دم تو بے چین تو لے آنکھ مین وہ آتھ مین  
 چاندنی رات مین چوری سے کمان جاتے ہو  
 دل ہی کیا مال ہو مین جان ہی اپنی دو نگا  
 وہ تماشا ہی ہو خود و تجہ تماشا ہی ہے خود  
 مین ترے ساتھ رہوں ساتھ چلوں ساتھ پروں  
 ابھی کم سن مین سمجھتے ہی نہیں لفظوں کو

مجھے ارشاد یہ کیوں دیکھو ادھرے مائل

۲۵

آپ مین آئے ہے اور تماشا کیا ہے

۱۷۲

کہنچکھی تصویر کیوں کیسی کہی  
 عشق کی تاثیر کیوں کیسی کہی  
 آپ کی تصویر کیوں کیسی کہی  
 واہ ری تقریر کیوں کیسی کہی  
 ہے یہ ٹیڑھی کیر کیوں کیسی کہی  
 وصل کی تدبیر کیوں کیسی کہی  
 دونوں شکر شیر کیوں کیسی کہی  
 یک ہدف و تیر کیوں کیسی کہی

تم ہدف ہم تیر کیوں کیسی کہی  
 آپ کا دل اور میٹھا میٹھا درد  
 پوچھتے ہو آنکھ کی پتلی ہے کون  
 اب تو وہ ہر بات پر کہتے مین یہ  
 جان شیرین غیر دے میری طرح  
 پوچھتے ہو سو چکر آئے ہو کیا  
 بلکہ تم ہم ایک کیوں کیسی نہی  
 دل ہمارا اور نگا مین آپ کی

سکے چبھتی غیر کارنگ اڑ گیا  
 آپ اور یوں دل پکڑ کر لوٹ جائیں  
 اسے عدو وہ پاس ہرین تو دور سے  
 وصل میں تیری زبان اور مرے لب  
 کان ادھر لا۔ کام کی ایک بات ہی  
 وصل میں کچھ اور ہرین دونوں کے نام  
 مدعی ہے آج بھی جیپیا ہوا  
 موت کا بھی جانتا ہے کچھ علاج  
 لڑ مرے باہم عدو اک بات پر  
 جلوہ تقدیر ہے تدبیر بھی  
 راز کی ہر بات میں ف بڑ گیا  
 نور جس نے پڑا ہر گلا کا نام را  
 خط مرا پڑا ہر سنائی بے نقط  
 ایک لفظ گن۔ ظہور دو جہان  
 کچھ اشارے کر کے کہتی ہے وہ آنکھ  
 وصل کا نقشہ ہے میری پاؤں بیت

اوبت بے پیر کیوں کیسی کمی  
 آہ کی تاثیر کیوں کیسی کمی  
 کہنچے تصور کیوں کیسی کمی  
 شعلہ و گلگیر کیوں کیسی کمی  
 سن تو یہ تقریر کیوں کیسی کمی  
 ایک ہدف اک تیر کیوں کیسی کمی  
 کل دم تقریر کیوں کیسی کمی  
 قائل تدبیر کیوں کیسی کمی  
 چلگئی شمشیر کیوں کیسی کمی  
 دشمن تقدیر کیوں کیسی کمی  
 ڈھانپ کر تقریر کیوں کیسی کمی  
 فوج کی تکبیر کیوں کیسی کمی  
 دیکھ کر تحریر کیوں کیسی کمی  
 بات پر تاثیر کیوں کیسی کمی  
 بے لب تقریر کیوں کیسی کمی  
 میان میں شمشیر کیوں کیسی کمی

۲۲

آپ اور اس طرح دل مائل کو دین  
 شعر کی تاثیر کیوں کیسی کمی

۱۴۳

خدا کو خود میں چھپا لیا ہے یہ اوج کس خاکسار میں ہے  
 وہ خاک اڑ بائی ہے خاک ہو کر کہ لا مکان بھی غبار میں ہے  
 یہ دل مرے یہ جہان میری ہے یہ سر مرا لے یہ گھر مرا لے



تجھی کو دیتا ہوں اسے سنگ جو کچھ مرے اختیار میں ہے  
 مرے محمد کا ہے یہ جلو انہیں تو کیوں مجھ کو یاں غش آیا  
 نہ سنگ تربت ہے طور سینا نہ دشت ایمن مزار میں ہے  
 نہ چھوٹے مر جائینگے تڑپ کر کہ دم ہمارا بہر ہمارا  
 شکیب میں ہے سکون میں ہے قیام میں ہے قرار میں ہے  
 اگر نہ ہاتھ آئے دین و دنیا نہیں ہے کچھ عاشقوں کو پروا  
 جناب وہ کس شمار میں ہے حضور یہ کس قطار میں ہے  
 یہ وہم ٹھہرے دہن نہ کافر کہ راہ میں ہے رقیب کا گھر  
 خیال باہر - نگاہ در پر - عجب قلق انتظار میں ہے  
 یہ کھیل گر لیون کا ب ہلادین شباب کا کچھ مزا چکھا دین  
 جو تم جوان ہو تو ہم دکھا دین یہ لطف بوس و کنار میں ہے  
 چٹرا کے دامن نہ ہباگ جاؤ یہیں ہے خلوت ادھر تو آؤ  
 ہجوم شوق دل زلیخا نگاہ امیدوار میں ہے  
 اٹھے جہان سے یہ رسم کیونکر سمجھ پر سب کیڑے ہن پتر  
 چرخ تو جل رہا ہے اوپر مگر اندھیرا مزار میں ہے  
 تم اپنا دامن - تم اپنی سٹھی - تم اپنا گیسو - تم اپنا جوڑا  
 قریب آؤ - مجھے دکھاؤ - کہ دل انہیں تین چار میں ہے  
 یہ کیا قیامت میں ہو قیامت جو کہتے ہو بھیج سب پر رحمت  
 خدا پہ کیونکر چلے حکومت خدا بھی کیا اختیاریں ہے  
 جو مجھ سے پوچھینگے کچھ فرشتے جواب دینگے تمام دے  
 مرا مزار اسطرح بنا ہے کہ ہر کسی کے مزار میں ہے

زمین سے اڑھنا ہوا پہ جانا ہوا سے چنکر زمین پہ آنا  
 یہ سربلندی فلک پسندی نیاز مندی غبار میں ہے  
 یہ عاشقوں سے حجاب کیسا دکھا دو جملہ اکٹھا دو پردا  
 کہ ذوق و شوق جنابِ موسیٰ نگاہِ اسید وار میں ہے  
 ادھر ہے شیشہ ادھر ہے ساغر نہ پوچھ کس کام میں ہے کافر  
 سرور میں ہے غرور میں ہے بہار میں ہے کنار میں ہے  
 اسی کا ایک نام ہے مجازی اسی کا ایک نام ہے حقیقی  
 نہیں کسی میں قسم خدا کی مزا جو آپس کے پیار میں ہے  
 ادھر بھی ٹلے ادھر بھی ٹلے ہوا جو کھٹکا تو در پہ دوڑے  
 جو کچھ نہیں تو پھر آ کے بیٹھے عجب مزا انتظار میں ہے  
 جو کوئی زبور میں لہ کے آئے تو حسنِ اصلی دکھائی گیا دے  
 جو بات ہو تیری سا دگی میں کمان وہ سولہ سزا میں ہے  
 ادھر بھی یک تیر پڑ رہا ہے ادھر بھی اک تیر پڑ رہا ہے  
 کہ وصل میں ہے نگاہ دل پر شکار میرا شکار میں ہے  
 رقیب کی آرزو بدلے الٹی اُس بت کی خوب دلے  
 مرا مقدر بھی تو بدلے کہ سب تیرے اختیار میں ہے  
 خدا کی رحمت شرابیوں پر پلاتی ہے روزِ حور آ کر  
 مزے اُڑاتے ہیں گاجا کر شرابِ خانہ مزار میں ہے

جو ساری دنیا کی خاک چمانے دہی یہ مائل کی بات مانے

۱۸

تمام عالم میں ہے جولدت وہ ایک ناکردہ کار میں ہے

۱۴۴

چھپا دے مار کر صورت کسی کی ہمع بنا محشر میں بھی تربت کسی کی



عیان کثرت میں ہے وحدت کسی کی  
 و عایو سفنے کی بہر زلیخا  
 ستور نگر نہ یوں بے پردہ تھکو  
 وہ لیکر کہتے ہیں ٹوٹا ہوا دل  
 رُکے دہ دیتے دیتے مجھ کو گالی  
 نہ کیوں جانے نہ کیوں آئے مراد  
 گلی اُس جور کی اور غیر کی لاش  
 مراقب ہو کے اپنے دل کو دیکھو  
 قیامت کا کہیں جب ذکر آیا  
 نہیں اسے یا تجھ میں بد مزاجی  
 گر گیارہ زمرہ مشترک پر ایک  
 الہی چہن گیا دل چہن گیا دل  
 نگہ کستی ہے چمک کر میرے دے  
 سفر فرما دہو لی رو کے شیریں  
 جو دیکھوں آئینہ خود کو نہ دیکھوں  
 دئے دس بیس بوسے تو ہوا کیا

نہان ہر ہر میں ہے صورت کسی کی  
 بگڑ کر بنگلی قسمت کسی کی  
 بدل ہی جائیگی نیت کسی کی  
 یہ ہے پھوٹی ہوئی قسمت کسی کی  
 مرے کام آگئی لکنت کسی کی  
 کہ پیاری پیاری ہے صورت کسی کی  
 بنے جنت میں کیوں تربت کسی کی  
 اس آئینہ میں ہے صورت کسی کی  
 نگا ہونیں پھری قامت کسی کی  
 یہ ہے بگڑی ہوئی قسمت کسی کی  
 نظر آئیگی جب صورت کسی کی  
 ٹٹٹی دولت ٹٹٹی دولت کسی کی  
 دکھا دے تو مجھے صورت کسی کی  
 نہ پھوٹے اسطرح قسمت کسی کی  
 پھرے یوں آنکھ میں صورت کسی کی  
 کہیں بہرتی بھی ہے نیت کسی کی

نہ کیوں اپنے کو مائل آپ پوچھو  
 مری صورت میں ہے صورت کسی کی

۱۲

۱۷۵

وصل سے ڈر کر باپ رہا ہے شرم سے متھ پر دامن ہے  
 کان حیا ہے جان ادا ہے شان خدا ہے پُرفن ہے  
 دوست بنا ہے وہ بت کم سن نہ بہ کا جو دشمن ہے

کافر سحر خود سر دلبر خوش رو بد نگو بد ظن ہے ۛ  
 کان وہ اپنے چند واتے ہیں دست غیر میں سوزن ہے  
 جا کے وہاں لگ جائے الہی دل میں یہاں جو رزن ہے  
 عقل کا غوغا اور ہی کچھ ہے نفس کی شورش اور ہی کچھ  
 کام پڑا ہے دونوں سے اک رہبر ہے اک بہرن ہے  
 شمع لحد ہے برق تجلی سنگ لحد ہے کوہ طور  
 موسیٰ جب پر غش میں ہیں مجھ سوختہ دل کا مدفن ہے  
 مجھے پردا کرتے ہو میری ہی قبائین چھتے ہو  
 شرم و حیا کے صدقے جاؤں منہ پر کس کا دامن ہے  
 قبر میں جو رین نعمہ سرا ہیں دور میں ہے صہباے طور  
 فاتحہ دیکر راگ سنو تم جالہ زیر مدفن ہے  
 بیشک اپنے گھر کے اندر جانتے ہو کیون غیور دن کو  
 آؤ ہماری آنکھ میں تم ہلکون کی یہاں بھی چپلن ہے  
 زخم دل پر ٹٹا نکا دے کر اس کا جلوہ دیکھ لیا  
 تار نگاہ چشم موسیٰ رشتہ چشم سوزن ہے  
 سوتے ہیں وہ مجھے لپٹ کر جوٹ نہیں اے دل تڑپ  
 دیکھ لے خود پہلو سے نکلا کر ہاتھ پک کی گردن ہے  
 نالہ بلبیل نعمہ مطرب۔ گریہ قسقل۔ خندہ ہے  
 عیش فرا ہے۔ آج فرا ہے۔ وہ ہے مین ہون۔ گلشن ہے



۴۴

چرکے وہ لگے تیری نظر کے  
صدقے بیتا بی جگر کے  
بوسہ جو لیا تو ہنکے پوے  
جوڑا باندہ ہو نظر لگے گی  
ہاتون کو ہمارے گد گدایا  
مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہے  
دلالہ بنی تری جوانی  
کچھ دل سے اُدھار حسرتیں لین  
چوٹا منہ ہے مرا بڑی بات  
گہرا گئے نام وصل سنکر  
پوچھا جو کھان سے آئے ہو تم  
اٹھلاتے چلو نہ ہر قدم پر  
یہ خواب میں دیکھ کر نہ تڑپے  
ہر چیز میں ہے اُسی کا جلوہ  
دل چمین لیا بناوٹوں سے  
تم تھکے اٹھیں جگر میں ٹیسین

ٹکڑے اڑھنے لگے جگر کے  
پہلو سے جناب دل بھی سر کے  
بے نام کرو گے پیار کر کے  
بے بسے مین بال سر کے  
جو بن نے ترے اُبھرا ہر کے  
دیکھو مرے دل پہ ہاتھ دھر کے  
پینام آئے ادھر ادھر کے  
اسد سے جو صلے جگر کے  
کچھ اور کو نکا پیار کر کے  
وہ چھپ گئے دل میں مارے ڈر کے  
ہم بیٹھ گئے سلام کر کے  
ٹکڑے اڑھ جائیگے کمر کے  
ہم سو تے مین دل پہ ہاتھ دھر کے  
بت کو پوچھا خدا سے ڈر کے  
گھر لوٹ لیا سنور سنور کے  
تڑپا مراد دل ٹھہرے ٹھہر کے

بے ساختہ لوگ جو متے مین  
مائل ترے شعلہ یاد کر کے

۱۵

۱۷۷

۴۵

دل مرا سینہ میں ہو دل میں مرا جانا نہ ہو  
پردہ فافوس کس صوفی کا دولت خانہ ہو  
ہاتھ میں لیکر ترنج و تیغ کا ٹین انگلیان

شع پروانے مین جو فافوس مین پروانہ ہے  
وجد مین ہو شعلہ اور چکر مین ہر پروانہ ہے  
عاشقو نکا خونِ جنسِ حسن کا بیانا ہے

زرجو ہاتھ آیا تو فتنے سیکڑوں پیدا ہوئے  
جانتا ہے جو تجھے کرتا نہیں تیرا بیان  
سیکڑوں کو دفن کرتے ہی زمین کیوں کانپا  
میرے طعنے ہرین بجا زہ کا اترانا درست  
کس جگہ جاتا ہے رکھنے کو خزانہ لیکے تو  
وہ جو رستے میں ملے منہ دیکر ہر گھٹے  
تیرے گنج حسن کا پر تو ہے سینہ کا اُتار  
نشہ میں بھیج کرے تم میں نے بوسہ لے لیا  
چھٹیڑتا ہوں تذکرہ اپنا مگر ڈرتا ہوا  
دل کی تمکو قدر کیا پوچھو کسی صوفی ستم  
ہاں - بجا - سچ - تم کو کیا معلوم عشق و عاشقی

ہے چلن شکہ کا یا رفتارِ معشوقانہ ہے  
جو یگانہ ہے تری محفل میں وہ بیگانہ ہے  
زلزلہ آیا ہے بھیا لغزشِ ستانہ ہے  
نیکمچ اعمال و صل حور کا بیعانہ ہے  
کیا زمین کے نیچے اے قارون کوئی تہ خانہ ہے  
یہ نہ پوچھا کس جگہ صاحب کا دولت خانہ ہے  
کیوں چھپاتا ہے کہ یہ عکسِ ستار خانہ ہے  
تم نہ شرمناؤ یہ لطفِ لغزشِ ستانہ ہے  
نیت اُٹانے کی نہیں تم کو یہ وہ افسانہ ہے  
جس میں پوشیدہ خزانے ہیں یہ وہ دیرانہ ہے  
بات بھولی ہے مگر اندازِ معشوقانہ ہے

۱۷۸

ذکر میرا آئے اے مائل تو کدو اُس سقلم  
وہ ڈرا ہشیار ہے لیکن ترا دیوانہ ہے

۱۶

آج مانگی نرم سے کیسی خبر آنے کو ہے  
کیون نہ اتر آؤں یہ دن ہے وعدہ دیدار کا  
پہلے وہ دل تھام لیتے تھے کہیں اب روئے نہ  
دل مرا پھنک رہا ہے ترپاچ و ٹم کھٹنے لگے  
خیر جو یارب کہ قاصد بنکے آتا ہے رقیب  
کچھ تو راز دل کی رکھ لے آبرو سے تاب ضبط  
سہ نسیم سکتا مریضِ حیرانت نزع کی  
یا الہی میں نے کب مانگی تھی قسمتِ غیر کی

دل نکلی جانے کو ہو منہ تک جگر آنے کو ہے  
حشر میں اچھی کوئی صورت نظر آنے کو ہے  
تالے تو تالے ہیں باتو نہیں اتر آنے کو ہے  
دوش تک جو زلف تھی اب تاکر آنے کو ہے  
دل دیکر کتا ہے کوئی جھوٹی خبر آنے کو ہے  
نالہ پھر چلنے کو ہے پھر شرم بہر آنے کو ہے  
موت سے کدو کہ جلد آئے اگر آنے کو ہے  
اُسکے حصہ کی بلا کیوں میرے سر آنے کو ہے



نالما سے دل کچھ ایسی چال چلنے کو بہن آج  
ور و دل آہستہ اٹھ رہ رکھے اٹھ تم شکے اٹھ  
کس سے وعدہ ہو تو تم پر تے ہو اترائے ہوئے  
ہوں نقابین لاکھ پر چھپتا ہے کب حسن چال  
شوق اپنا وہ جو امی میں چسپائین کس طبع  
اپنے ہاتھ کے وہ بوسے لے رہے بہن لکیر  
باسی مندی وہ پھرتے بہن عد کے ہاتھ سے

سہرا استقبال ہونٹوں تک اٹھانے کو ہے  
 دم اکڑ جانے کو ہے منہ تک جگر آنے کو ہے  
 کیا تباہی بھی کوئی اُمید بر آنے کو ہے  
 انکی صورت صاف پردیسے نظر آنے کو ہے  
 بے چہ جو بن آرزوے دل اُہل آنے کو ہے  
 اسین دل آئی کو ہے اسین جگر آنے کو ہے  
 آج کوئی تازہ آفت جان بر آنے کو ہے

سیر کو جاتے تو ہوساتھ اُسکو بھی لیکر چلو  
ظہر و شہر و مائل خستہ جیکر آنے کو ہے

149

۲۹

سنا کہ یہ ہے بر سے یوں مراد اے صنم نکلے  
 سنا کہ خدا کے رو برو جب وہ صنم نکلے  
 اٹھا کر تو جو پردہ گہرے باہر اے صنم نکلے  
 کردہ درجہ جمیع کوئی اندازہ ستم نکلے  
 بیون کیا خاک جب تو میرے گہرے تو صنم نکلے  
 مرے دلمین اسی اتنے ارمان ہیں کہ روڑ نکلے  
 جناب عشق نے پہ چٹکیاں لین زندہ ہوتی  
 تڑپاٹاٹکے کرنا خاک پر ہے ننگ جان بازی  
 وہ کب نکلے وہ کب نکلے جوانی میں جوانی میں  
 ادھر ہے ذکر شہر مار دہ بیٹھے ہیں تھکے سر  
 نہ کہ گہرا کے تو پیش نفس آیت عارض  
 اگر ظاہر میں کچھ باطن میں کچھ تو اس نری کو نہ

کہ دل نہکے تو غم نہکے جو غم نہکے تو دم نہکے  
خدا جانے کہ روزِ محشر بھی کس کس کا دم نہکے  
تیرے آگے سوالِ وصل نہکے میرا دم نہکے  
مزا ایسا ملے جھکو تائون پر بھی دم نہکے  
تیرے پیچھے مراد دل نہکے پیچھے میرا دم نہکے  
جو کم نہکے نہیں نہکے بہت نہکے تو کم نہکے  
قیامت میں جگر پکڑے ہوئے تیرے دم نہکے  
نامل کیون ہواے قاتل لگا خنجر کہ دم نہکے  
وہ کیا نہکے وہ کیا نہکے تم نہکے تم نہکے  
اُدھیر ہے فکر کوئی دلکش انداز تم نہکے  
مبارک موت جھکو اگر تیرے زانو پر دم نہکے  
کہ دل سے یا خدا نہکے زبان سے یا ستم نہکے

یہی لکھا ہے قسمت میں نہ ہم جائیں نہ وہ آئیں  
 آئی نزع میں ایمان کے آثار ظاہر ہوں  
 وہ زلف پر شکن کستی ہواڑی تک نہ آؤنگی  
 براہ خوف رسوائی کا سر میں درد ہوتا ہے  
 عدوی خوش ہو یا رب گرجھے کچھ شادمانی ہو  
 تسلی بھیکو دیتے ہیں مرے ارمان یہ کہ لکھ  
 اشارہ عکس کا ہے ہاتھ سے رکھ دو آئینہ  
 اسی سے میرا جینا ہے اسی سے میرا مرنے کا  
 مخاطب ہو کے مجھے نزع میں آجھی دعائیں  
 کیا بی فکر غربت نے نہیں کچھ خوف رہزن کا  
 جلے دشمن تو کیا غم ہے مبارک آپکو ہم کو  
 وہ ہے کس کام کا منقوجو پرویسے باہر جو  
 جو ہر مطلب برائے عاشقی پہ کھیل لڑ کو نکلا  
 فرشتے اہل محشر کا اگر دل چیر کر دیکھیں  
 سر محشر ہی تکرار ہے مجھ میں فرشتوں میں  
 پڑے میرے ہی کا ذہن جو آواز آئے پر دیے

وہاں رہ رہے دل تڑپے یہاں مرگ مرگ کے دم نکلے  
 پسینہ بنکے پیشانی سے میری میرا دم نکلے  
 دل مضطرب وہ ہشکادے کہ سپارچ و خم نکلے  
 طبیعت اور بگڑی آنکھ سے آنسو جو کم نکلے  
 مرے دشمن کی نجائے خوشی یوں دوسری غم نکلے  
 نہ گہراؤ کہ تم نکلے نہ غم کساؤ کہ ہم نکلے  
 کہ فرق آجائے کیا کسانیاں میں گوتم سے ہم نکلے  
 جو دل ٹھہرے تو دم ٹھہرے جو دل بکلا تو دم نکلے  
 تمہاری مشکل آسان ہو آئی جلد دم نکلے  
 کہ جب نکلے وطن سے اپنی قسمت لیکر ہم نکلے  
 وہ شغفی جس سے دل بچے کیا جو پدم نکلے  
 کرین کیا اعتبار اسکا کہ جب گھر سے قدم نکلے  
 مزا کیونکر ملے حسرت جو دل سے دم نکلے  
 مرا نقش جبین نکلے تر نقش قدم نکلے  
 مرا ہو کر خدا کے سامنے کیون وہ قسم نکلے  
 چڑے میرے ہی آنکھوں پر اگر گھر سے قدم نکلے

محمد یا محمد عرض یہ مائل کی سن لینا

۱۱

۱۸۰

تری امت میں دم نکلے تری الفت میں دم نکلے

<p>دیکھ لزلت نہ پوچھو غش میں ہیں آئے ہوئے          کساکرہ گئے قابو میں ہیں آئے ہوئے          گھر اپنے کیا چلے وہ عاشقوں میں گھر گئے</p>	<p>۱۸۰</p>
<p>۱۱</p>	<p>محمد یا محمد عرض یہ مائل کی سن لینا</p>
<p>تری امت میں دم نکلے تری الفت میں دم نکلے</p>	<p>۱۱</p>
<p>ہم ہیں کچھ کوئے ہوئے اور ہم ہیں کچھ پائے ہوئے          وہ ہیں شرائے ہوئے اور ہم ہیں پٹائے ہوئے          دیکھتے ہیں جو طران پہ پہرے گہرائے ہوئے</p>	<p>۱۱</p>



مستعد میں قتل پر چھوٹی قسم کھائے ہوئے  
وصل میں کیا ہو مزاد و نون ہین گسلا ہوئے  
ہمکو دم دیکر کسی کے دم میں ہین آئے ہوئے  
وہ قیامت کو بھی ہین و عدے پر ٹھہرائے ہوئے  
لوٹے جاتے تھے ہنسی سے گوتھے کملادی ہوئے  
رہ گئے غیرو کے نالے کان تک آئے ہوئے  
خواب میں کسے گئے تھے کیون ہو شرما کی چوئے

پیار ہے دلمین مگر ظاہر میں ٹھیرا ہے بگاڑ  
اُنکا گھر غیروں کی جا چوری کا موقع ہے بُرا  
مسکرا کر پوچھتے ہین معنے نعم البدل  
روزِ شرا تا نہمین ہم دیکھنے پاتے نہمین  
صبح کی وہ متیقن ہیری کہ باسی پہول بھی  
وصل کی شب پانوں کی چھاگل کا شور اُٹا ہوا  
مین نے تو چھپایا نہمین شب بہر نگہ بھی ہو کیون

حضرت مائل پڑھتے ہین غزل سنکری

۱۳

عاشقی کے فن میں یہ مرشد ہین کچھ پائے ہوئے

۱۸۱

تار پر پیغام یک شتہ جگر جانے کو ہے  
ہو جفا یا ہرود فاکچہ تو ٹھہر جانے کو ہے  
غیر کیون لڑتا ہے مجھے مفت سر جانی کو ہے  
یا اتنی نجات بد میرا کہ ہر جانے کو ہے  
غیر کے دلمین مراد و جگر جانے کو ہے  
تم جلا کر پھر ستا لو بندہ مر جانے کو ہے  
لا مکان تک آج آو بے اثر جانے کو ہے  
لوگ منہ مکتے ہین اور قاتل مکر جانے کو ہے  
تھر تھرائے جاتے ہین دامن جو بہر جانی کو ہے  
کیا سبھو نگی آنکھ میں میری نظر جانے کو ہے  
یہ دعا غیر دنگو دو بندہ تو مر جانے کو ہے  
لیکے بوسہ عکس کا پھر وہ مکر جانے کو ہے

ناکہ دل پر مری دل کی خبر جانے کو ہے  
کیون نہ اتر آؤں کہ وہ خود فیصلہ کر نیکو ہین  
نام کچھ اسکا شہید و نہین لکھا جاتا نہمین  
کہہ رہا ہے مجھے تم ناخوش ہو رہے کا نہمین  
بیقراری دیکھ کر اسکی - کہین وہ رونہ دین  
وصل کی شب کٹ چکی عمر دور و زہ گٹ چکی  
ڈر رہا ہو نہمین کہین خالق غضب میں آنہ جا  
کیا غضب ہے یہ - گواہی کوئی بھی دیتا نہمین  
ہگئے ننھے سے ہاتھ اُنکے دلوں کے بوجھ سے  
لوگ بے دیکے بیان کر نیکو ہین شکل حمیب  
نزع میں ہوں اب مجھے کتے ہو کیون جتوڑو  
آئندہ پر ہے نظر پر پیارا کرنے کا ہے قصد

خیر مومائل وہ دل میں جنگلیان لینے کو ہیں  
درد پھر اٹھنے کو ہے پر سینہ بہر جانے کو ہے

۱۸۲

۱۲

شمع تو ہے ذرّہ ذرّہ صورت پر دانہ ہے  
ہو کے صدقے کر رہا ہے نیتن فانوس کی  
مر گیا عاشق رہا معشوق کی گردن پہ بوجہ  
خطرِ انور پہ نکلا ہے ہوئے میں وہ جوان  
دل یہ کتا ہے اپٹ جا اٹکے شمع طور سے  
اشک کرتے ہی پتنگے خاک کے ذرے بنے  
خاک ہو نہ کا تصور جلکے مر نہ کا خیال  
پاس آتی ہی ہواے بال و پر کرتی ہے گل  
پھنک پھنک مین سو ذوق سے جلا گئی کچراغ  
پاس میٹون پاس میں لیٹون جو اٹھ جا حجاب  
اگر یہ معشوق سے پیدا ہوئی عاشق کی شکل

سبع جلوہ وحدت سے تیری کثرت پر دانہ ہے  
بس نہیں چلتا عجب کیفیت پر دانہ ہے  
شمع کا شعلہ بجائے تربیت پر دانہ ہے  
شمع اک روشن ہوئی ہے کثرت پر دانہ ہے  
غش میں مین موسیٰ مگر کیفیت پر دانہ ہے  
شمع کارِ زنا بھی وجہ خلقت پر دانہ ہے  
یہ پریشانی مری جمعیت پر دانہ ہے  
شمع روتی ہے کمالی قسمت پر دانہ ہے  
میری باری ہو چکی اب نوبت پر دانہ ہے  
دورے فانوس دھجہ قربت پر دانہ ہے  
شمع کے اشکونین عکس صورت پر دانہ ہے

مکوجیت کیون ہوئی مائل نے جانیادی جوگی  
جلکے مرنا خاک ہونا عادت پر دانہ ہے

۱۸۳

۲۱

میں چہر کٹ پر جو سوا اس تملہ عباد کے  
عشق گر تصویر شیرین مین سماتا بنکے روح  
ابراہون کا دھوان بارش ہے اشکونکی جہری  
وہ ہوے راضی اُدھر پہنچی خبر مجھ کو ادھر  
کیون لگے جو بن اُبر نے ہاتھ پڑتے ہی مرا  
پھنکے دام زلف مین اسطرح تڑپا مرغ دل

سبع بیچ مین تکیہ بنے فردے مبارکباد کے  
اُٹھکے تیشہ چھین لیتی ہاتھ سے فراد کے  
بجلیان بھی چلتے پرزے مین مری فریاد کے  
تار برقی بلکے فردے مبارکباد کے  
پردے پردے مین یہ کیا خواہان تھو کچھ مار کے  
کاتب اعمال روئے ددش پر صیاد کے



اگ بجاتے ہیں اجڑا خاک و آب و باد کے  
 صورت سے پیدا ہوئے مزدے مبارکباد کے  
 دونوں کیسویا ملاپنے بنگلے استاد کے  
 میرے مخافے میں چرچے ہیں خدا کی یاد کے  
 بنگلے میرے گنہ مزدے مبارکباد کے  
 جلوے چوتھی کھیلے ہیں حسن آدم زاد کے  
 آنے میں دنیا کم کیا ہوئے ہوونکی یاد کے  
 نالہ دل کی ہے تپھی ہاتھ میں استاد کے  
 تجھ سے بھی آگے چلے قنتے ترے ہزار کے  
 اڑا گئے بنکر فرشتے حرف سب فریاد کے  
 اپنے جو بن کو دیا کیوں ہاتھ میں ہزار کے  
 وان تری بیداد کے ادریان مری فریاد کے  
 میری عینک میں تماشے عالمیاجاد کے  
 میں اشارے ہم سبق سے روبرو استاد کے

چارون عنصر ایک ہو جاتے ہیں سوز عشق  
 اسنے جب چاہا لہ زندہ کر کے سکویشد و ن  
 حسن کے مکتب میں درس عشق لیکر روکیوں  
 قفل بینا سے آتی ہے صداے یا غفور  
 بخشنے والے کو نامہ شکرے جب آیا مزا  
 قاف میں پر یونکو چھڑی حور کو فردوس میں  
 تمام کربا تو نسے دلکو چکیان لیتے ہو کیوں  
 وہ سناتے ہیں کتاب حسن کا آموختہ  
 سایہ بڑکھ شوخیان کرنے لگا وقت خرام  
 آسمان پر جاتے ہی اچھا اثر پیدا کیا  
 کاغذ تصویر سے کستی ہیں انکی شوخیان  
 طنطنے میں دب دے ہیں دلوں میں نفلے  
 آنکھ کھلتے ہی خط تقدیر عالم پڑھ لیا  
 وصل کے منے چکیا کیا مسکراتا ہے وہ شوق

۱۶

کھلے یا محبوب رکھ دینکے قدم فردوس میں  
 ہم غلامو نہیں ہیں اسے مائل شہ بغداد کے

۱۸۲

عجیب کیفیت آنا ہے کہیں ہے جیا کہیں بجا ہے  
 سما گیا ہے الگ الگ ملا ہوا ہے جدا جدا ہے  
 تم آ کے آنکھوں سے میرے دل میں ٹٹولتے کیوں پتھد کیا ہو  
 تمہارے صدقے تمہیں بتاؤ کہ چور کے حق میں کیا سزا ہے  
 کسی دم وصل سٹے جانا کہی تو چوری سے مسکراتا

سلام میرا ہے شوخیوں کو اسی حیا میں بڑا مزا ہے  
 یہ کون نکلا ہے گھر سے باہر کہ ہر گلی میں بپا ہے محشر  
 اٹھی ہے تعظیم کو قیامت یہ کسکی رفتار فتنہ ناز ہے  
 تری ادا پر مرین نہ کیوں ہم ہزارا بذا سمین نہ کیوں ہم  
 ادا جفا ہے ادا بلا ہے ادا اقتضا ہے ادا ادا ہے  
 عجیب ہے حال آسمان کا مزاج معشوق ہے یہ گویا  
 سمجھو سمجھو کہ اُنچھ رہا ہے سنبل سنبل کر گریڑ رہا ہے  
 سنا کے رخصت کی مسکرا نا حجاب سے وہ قدم بڑھانا  
 وہ رکتے رکتے حیا سے کنا پہر آئیگے حافظ اب خدا ہے  
 بُری ہے اسے دل یہ بقراری چپک نہ جائے پلاک ہماری  
 ذرا ٹھہر جاؤ اس سنبل جا کوئی نظر میں سہا رہا ہے  
 جنازہ کے ساتھ ساتھ آؤ مزار پر میرے روکے جاؤ  
 تمھیں کو قاتل نہ کوئی سمجھے کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے  
 حجاب بچھے ہی تو نے پایا سٹکے سونا جو تجھ کو آیا  
 حیا نبی تری پاس آکر وگرنہ یہ بھی مری و فسا ہے  
 فراق کا ذکر تم نہ چھیڑو وصال کا شوق ہے پوچھو  
 وہ کاہشیں تبیں یہ خواہشیں ہیں وہ حسرتیں تھیں یہ دعا ہے  
 اگر مری گفتگو سنو گے تو چیخ کر تم بھی رو اٹھو گے  
 سرک کے میٹھو مجھے نہ چھیڑو کہ درد سے دل بہرا ہوا ہے  
 سلام کرتے ہی بڑھ گئے کیوں پکارتے ہی بگڑ گئے کیوں  
 یہ رسم کیسی تمھارے صدقے کو تو اس میں بُرائی کیا ہے



کسی سے کیوں مول لون عداوت کمان کے جھگڑے کدھر کی آفت  
 چھپا ہے کیوں میرے دل میں آکر اتنی یہ کساد عا ہے  
 کرین وہ کیسا ہی مجھے وعدا مجھے نہیں اعتبار ان کا  
 دروغ ہے جھوٹ ہے غلط ہے فریب ہے مکر ہر دغا ہے

۱۸۵ رقیب ہو یا رجو کوئی ہو ملے جو یوسہ تو کیا برا ہے  
 ۱۳۳ چرائ گل ہے بہری ہو محفل لیا کر و منہ بڑبا کے مائل

نہ دل رہے مرے برین نہ جان تن میں رہا  
 سما گئیں عوض درد شوخیان دل میں  
 دہل نہ جاے مراد و دم سوال و جواب  
 بلا میں پھنس گئی مشاطہ چہو کے زلفوں کو  
 گلوری دے کے شب وصل وہ یہ کہتے ہیں  
 کہیں لحد میں نہ منکر نکیر مجھ کو ستائیں  
 خیال زلف میں ہم اس طرح پہننے شب کو  
 لیا جو یار کو آغوش میں کھا دل نے  
 جوا کے پاس سے چوری کا دل نکل آیا  
 زبان تو کیا کہی گالی بھی تو کسی کو نہ دے  
 ہوا خزان کی ترے باغ حسن کو نہ لگے  
 لگا دریاگ مرے دل کو ڈھانک کر موت

۱۸۶ سنے چو شعر مرا تو بھی مجھ پہ مائل ہو  
 ۱۹ ترے مزاج کی شوخی مرے سخن میں رہے

کیوں نہ فردوس چہر تائین ہو شہرت تیری  
 چال پر پونکولی جو رکوت تیری

نظر آئی مجھے ہر بول میں رنگت تیری  
 عکس سے کہتے ہیں آئینہ میں آتش تو  
 مسکرایا جو دم نزع وہ رو کر بوے  
 غیر کا بھیس بدل کر جو وہاں جاؤنگا  
 تو وہ ہے پردہ نشین ہی تجھے ہمسایہ پسند  
 چپکے تو بول رہا ہے کہ جناب منصور  
 کہتے ہیں خواب میں آؤنگا تو جاگینگے نصیب  
 نا تو انی کا بہلا ہو کہ بیان کر سکا  
 ملک الموت یہ چلا سے جو ہم دفن ہوئے  
 دیکھ کر مجھ کو جہنم نے کھا دور ہو دور  
 کہتی ہے میں تو ہوں نزدیک تشریف کے  
 عکس سے کہتے ہیں آئینہ سے باہر تو نکل  
 گرد پھر کر مرے لاشے کے یہ رونا کیسا  
 طو جب مفت جلے صاعقہ اتنا تو کھے  
 آگ کو نین میں اے عشق لگا دی تو نے  
 کوئی کتا ہے شریفونکا یہ دستور نہیں  
 ایک تو حسن بلا عہد شباب اُس پر غضب

غنجہ چکا تو سنی میں نے حکایت تیری  
 ہم بھی دیکھینگے کھڑے ہو کے شرارت تیری  
 حشر تک یاد رہیگی مجھے صورت تیری  
 منہ پہل لوں گا سیاہی شب فرقت تیری  
 گھر تر ادل میں ہے اور انکھ میں صورت تیری  
 کھلمکھی کھلمکھی جو کچھ تھی حقیقت تیری  
 بند ہے بند قبایں مرے قسمت تیری  
 گر پڑی آکے مرے لب پہ شکایت تیری  
 اے زمین تجھ کو مبارک ہو امانت تیری  
 بھونکے گی مجھے بجت حرارت تیری  
 رونے دیتی نہیں راتوں کو محبت تیری  
 بڑا گھٹی میری نزاکت سے نزاکت تیری  
 بعد مرنے کے کبھی مجھ پہ محبت تیری  
 رحم آتا ہے مجھے دیکھ کے حالت تیری  
 لا مکان تک نہ پہنچ جائے شرارت تیری  
 کیوں بدل جاتی ہے ہمسایہ میں نیت تیری  
 اور اسپر تک افشان ہے ملامت تیری

پہلو غیب سے تو کہیں کی لایا ماحول  
 دل یہ تیرا یہ جگ تیرا یہ ہمت تیری

۲۰

۱۸۷

تجھ میں صورت ہو میری مجھ میں ہو صورت تیری  
 سچہ کرتے ہیں اُسے جس میں ہو صورت تیری

۴۴

پردہ اٹھائے تو کھل جائے حقیقت تیری  
 دل کو ہم پوجتے ہیں جب ہے الفت تیری



جی میں ہے مہر کے نکیرین سے وہ بات کہو  
 کفش بردار ہے ہنگامہ روز محشر  
 آئینہ میر ہے نظر عکس سے فرماتے ہیں  
 حسرتوں کو کہیں ہمسایہ میں بھجواد و شگ  
 دن جوانی کے ہرین پہلو میں کسی کو نہ بٹھا  
 بین کفن ہمنون تو اسے عشق وہ درک کہیں  
 ہاتھ موسیٰ کا جلا معجزہ بیضا کا ملا  
 روز اگر مری تربت پہ وہ کہہ جاتے ہرین  
 حشر میں پوچھ نہ مجھے دم اظہار اسے دل  
 بوسہ دینے کو تھے اتنے میں قیاس آہنی  
 وہ یہ کہتے ہرین نہ آئینے کہی رات کو ہم  
 میں دم قتل جو اٹھ اٹھکے گرا تو یہ کھا  
 وصل میں کہتے ہرین سینہ سے ملا کر سینہ  
 رنگ گورا ہے سیاہ بال ہرین خرابی لال  
 وصل میں انکو جو چاہتی سے نگلیا تو کہا  
 جب کہا میں نے انکے کہے یہ تقصیر معاف  
 لطف ہو یا نہ کہے سہرا جو دکھا دوں انکو

حو چلائے کہ میں تیری ہون جنت تیری  
 ایک آزادہ کنیز کہ ہے قیامت تیری  
 پیارا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری  
 دل میں گہر ڈھونڈنے آتی ہر محبت تیری  
 کہ نخل جاییگی ہاتون سے طبیعت تیری  
 کب نظر آئیگی ہر مجھ کو یہ صورت تیری  
 مجھ کو کیا دیگی جلا کر یہ شرارت تیری  
 کھین آجائے نہ حورون پہ طبیعت تیری  
 جھوٹی ہو جائے نہ کجبت شہادت تیری  
 ہنسکے آہستہ کہا مجھے یہ قسمت تیری  
 کہ اندھیرے میں بدل جاتی ہر نیت تیری  
 ہوئی مقبول نماز آج دور کست تیری  
 میرا جو بن ہے کہ اُسہری ہوئی محسرت تیری  
 مار ڈائیگی جوانی میں یہ صورت تیری  
 میرے دل میں کہیں آجائے نہ حسرت تیری  
 پڑ کے منصور کہ اندر سے طبیعت تیری  
 کو تھے ہرین وہ کہ چپ جائے یہ صورت تیری

رمضان میں تو نہ جا رہا ہوں مائل  
 قبل افطار بل جاییگی نیست تیری

۱۸۸

۲۳

شب ماہ میں جو پلنگ پر مرے ساتھ سوے تو کیا ہوئے  
 کبھی پٹے چکے وہ چاندنی کبھی چاند چکے جدا ہوئے

۴۵

ہوئے وقتِ آخری مہربان دمِ اولین جو خفا ہوئے  
 وہ ابد میں آکے گلے ملے جوازل میں ہم سے جدا ہوئے  
 یہ آئی کیسا غضب ہوا وہ سہما کے مجھ میں تو کیا ہوئے  
 مراد بنے تو تڑپ گئے مرا سر بنے تو جدا ہوئے  
 چلے ساتھ ساتھ قدم قدم کوئی پید نہ سمجھا کہ میں ہم  
 کبھی دھوپ بنے لپٹ گئے کبھی سایہ بنے جدا ہوئے  
 ابھی ہین زمانہ سے پیچھے بکھا ہاتھ رکھے یہ لاش پر  
 اٹھو بس اٹھو کہا مان بومری کیا خطا جو خفا ہوئے  
 ہین عجیب مرغ شک تیرے چمن میں گہر نفس میں گہر  
 جو گرے تو سایہ ہین خاک پر جو اٹھے تو موج ہوا ہوئے  
 وہ عرق عرق ہوئے جس گٹھی مجھے غم خضر عطا ہوئی  
 شب وصل قطرے پسینہ کے مرے حق میں آبِ بقا ہوئے  
 کبھی شکل آئندہ روبرو کبھی طوطی اور کبھی گفست گو  
 کبھی شخص بنے گلے ملے کبھی عکس بنے جدا ہوئے  
 نہ تجلیاں ہین نہ گرمیاں نہ شرارتیں ہین نہ ہریاں  
 ہمہ تن تھے دن کو تو شوخیان ہمہ تن وہ شب کو حیا ہوئے  
 مرے نامے ہین کہ ازل۔ ابد۔ ترے عشوے ہین کہ لبِ سچ  
 وہاں کن کا غم غم وہ بنے یہاں قہر کی یہ جو صدا ہوئے  
 گرے ذات میں تو ہے جملہ اوست اٹھے جب صفت میں ہوتا  
 کھا کون ہو تو ملے رہے۔ کہا نام کیا تو جدا ہوئے  
 کئے اُسے بزم میں شہدے ملی مہندی ہاتھ پہ شمع کے



جو چنگے رات کو جل گئے وہ تمام مرغِ حنا ہوئے  
 مرے دل کے دیکھو تو دلوں کے ہر ایک رنگ میں جا ملے  
 جو گئے تو اٹھا دہن بنے جو بڑھتا ہے تو ارض و سما ہوئے  
 وہی فرش و عرش نشین رہے ہوئے نام الگ جو کہیں رہا  
 گئے دیر میں تو صنم بنے گئے لامکان تو خدا ہوئے  
 جو تصور ان کا جب راہِ اولِ پیغمبر نے یہ دی صبرا  
 ابھی ہم بغل تھے کہ ہر گئے ابھی گود میں تھے وہ کیا ہوئے  
 کہیں سوزِ شین کہیں آفتین کہیں بخشین کہیں راحتین  
 ملیں چہا رہا کہ یہ نعمتیں ترے عشق میں جو فنا ہوئے  
 ہمیں شوق یہ کہ ہوا ایک طور۔ او سے ذوق یہ کہ ہو کل اور  
 بنے آگ تو بجھے آب میں ملے خاک میں تو ہوا ہوئے  
 گئے سے جبکہ وہ تاکر تو الف اِدھر کا ہوا اُدھر  
 تر اچوڑا کہلتے ہی بالِ ب پس اپشت آکے بلا ہوئے  
 کوئی دب گیا کوئی مر گیا کوئی پس گیا کوئی مٹ گیا  
 ترے عشوے جب سے فلک بنے ترے غمِ حجاز سے قضا ہوئے  
 مجھے کہ گدی سے غش آگیا تو ہلا کے شانہ ہی کھا  
 ابھی ہنستے تھے ابھی مر گئے ابھی کیا تھے تم ابھی کیا ہوئے  
 کھوکھروں سے کرین خوشی کہ یہ مسئلہ تو ناسخی  
 مرے نالے خاک میں جب سے تو سب کے دستِ دعا ہوئے  
 پس وصل ہم جو سرک گئے تو وہ کلمہ لاک کے پھرک گئے  
 کھا شوخیوں نے چلو ٹھو کہ حضور تم سے خفا ہوئے

تمہیں لوگ کہتے ہیں فوجوان کہ ہو بنیسیں تیس کے درمیان  
کھو مجھے مائل خوش بیان وہ تمہارے دلوں کیا ہوئے

<p>وہ جو گردن جو کائے جاتا ہے صید یہ چوٹ کھائے جاتا ہے آسمان کو دبا ئے جاتا ہے چوٹ پر چوٹ کھائے جاتا ہے کون دامن اٹھائے جاتا ہے تیری جوئیں بچائے جاتا ہے مہر منہ پر لگائے جاتا ہے کوئے جاتا ہے پائے جاتا ہے کوئی صورت چپائے جاتا ہے وہ جو منہ دی لگائے جاتا ہے حسن شکلین دکھائے جاتا ہے پھر قد مہی بڑھائے جاتا ہے وہ تو قسمیں ہی کھائے جاتا ہے عین موقع پر آئے جاتا ہے سیرے دل کو دبا ئے جاتا ہے کوئی بجلی گرائے جاتا ہے گرتے گرتے گرائے جاتا ہے کہ سراپا پہ چھائے جاتا ہے</p>	<p>دل ہمارا چراگے جاتا ہے بڑکے لے دل کو اسے نگاہ ناز ایک اٹکل زمین سین دہی واہ دل کا عجب کلیجا ہے کُتب گئی آنکھ میں مگر کی لچک اسے نظر دل کے پتیرے تو دیکھ بوسہ دیتا ہے وقتِ رخصت وہ دل کو دیکھ اور خراکے بھید کو دیکھ توڑاے جوشِ حسن بند تھا ب دل مرا لے لیا دکھا کر ہاتھ دو تو آنکھیں ہیں دو نمایش گاہ سُکے آواز پھر کے بھی دیکھا اوسکی مٹھی سے تو ہی بول ایدل نالہ اس کے بھی دل سے تو ٹھون تک سینہ سینہ پہ رکھ کے شوخی سے کھتے ہیں کانہیں وہ موسیٰ کے تم سنبھالو مجھے کہ دل میرا درِ دل کی تر قیاس دیکھو</p>
--	---

دیکھتا ہی نہیں وہ مائل کو



جنگی ہوئی ہیں یہ سینہ پہ کب حیا کے لیے  
امید امید میں رکھو نہیں نہیں نہ کرو  
کمانے آئے ہیں دامن میں غنچا محو دل  
قیامت آئے نگاہ میں کروں اور آپ کہیں  
وہ کہتے ہیں کف رنگین میں یکے دل میرا  
تمہیں جو حور کہا میں نے ہو قصور معاف  
وہ ناتوان تھا پس مرگ کچھ پتا نہ ملا  
عدو کا دل جو لگا گئے ہوئے ہو سینہ سے  
اڑا دیا ہوا اگر خم کا خم تو بے ایمان  
بجادرست ہوا سے بلکہ گئیں زلفین  
جس کو گرد سر رہنے کر دیا خاموش  
دکھا دو وصل میں دونوں کمال آنکھوں کے  
کسی کی موت جو ستر تک بھی آئی ہو پر جا  
بتاؤں کیا تجھے داور دکان می کا حساب  
نہ پوچھئے کہ زمانہ بدل رہا ہے کیوں  
میں وہ نہیں ہوں جو ہر حال میں جرم کموں  
چٹری جو پول کی دے غیر سیرے دلوں چٹیک  
کوئی کہے یہ اگر عرش کے اوپر ہے اوپر  
جو تورین دیکھتی ہیں اپنے سادے سادے ہاتھ  
نئے لباس میں جائیگا تو خدا کے حضور

مکالمین آپکی دوبند ہیں قبا کے لیے  
جواب صاف نہ دو تم کہی خدا کے لیے  
یہ کہنے بھیجی مہین کلیان تری قبا کے لیے  
خدا سننے گا ذرا پس رہو خدا کے لیے  
یہ آشیانہ ملا طائر حسا کے لیے  
خطا بشر کے لیے ہے بشر خطا کے لیے  
سب استخوان ہوئے عتقا ساگ و ہاک کے لیے  
پتہ آگئی کیا یہ گرہ قبا کے لیے  
خطا معاف ہو توڑی سی پی دوا کے لیے  
کچھ اور سوچئے مسکی ہوئی قبا کے لیے  
غبارِ قافلہ سرمہ ہوا دراک کے لیے  
یہ شوخیوں کے لیے ہے تو وہ حیا کے لیے  
یہ بت جو ہاتھ اٹھائیں کہی دعا کے لیے  
جولی تو قرض ہی لی وہ بھی پہرہ اس کے لیے  
مری وفا کے لیے آپکی جفا کے لیے  
حلال کیا نہیں بت العنب دوا کے لیے  
نہ ہاتھ اٹھا یہ عینا سے تو عصا کے لیے  
تو لا مکان بھی مکان ہو گیا خدا کے لیے  
تر تپتی ہیں تری تری ہوئی حنا کے لیے  
پھینکا دامن محشر تری قبا کے لیے

تیری حیا جو شب وصل دل چرانسکی ملا ہوں داوڑِ محشر سے مین بہونے لگ نماز ختم ہوئی کے نام پر مائل	نگاہِ شوخ ہوئی مستعدا کے لیے ہوا ہے تخلیہ اظہارِ دعا کے لیے اثر نے ہاتھ بڑا کر قدم دعا کے لیے
---	---

۱۹۱

شروعِ عشق مین گہرا گئے ہو کیون مائل  
کچھ انتہا بھی تو ہوگی اس ابتدا کے لیے

۹

عشق کا نشہ چڑھا پر ہیز گاری ہو چکی تم مجھے صورت دکھا دو پردہ داری ہو چکی زائد و گریان نہیکھا محشر مین دیکھو گے کیا شم و جھندہ اسد کمکر چپ سکو گے تم کہاں ناچتے ہیں حضرت زاد بھی بیجانے مین آج سینہ سینے سے ملا کر لے رہا ہے جان وہ بیخبر پھر ہو کے غیب النیب کے لوٹو مرنے گفتگو منصور کی سکر وہ فرمانے لگے	اسع کھدیا بت کو خدا ایمان داری ہو چکی میری نوبت آج ہے سوسلی کی بدی ہو چکی گریہی امید ہے امید داری ہو چکی فکر کیون پردے کی ہے بس پردہ داری ہو چکی زہد و تقویٰ ہو چکا پر ہیز گاری ہو چکی ہم چین کیا خاک اب دنیا ہماری ہو چکی اپنی صورت دیکھ لی بس ہوشیاری ہو چکی رازدان ایسا ملا تو راز داری ہو چکی
---	---

۱۹۲

ہاے مائل ہو کے بخود آپ مین پھر آگیا  
بیخودانہ آہ وزاری بنی قساری ہو چکی

۲۲

کھڑے ہیں دو نظر سے نظر ملائے ہوئے یہ کون بزم مین آتا ہے سر جو بکائے ہوئے نتہائے کوچے مین ہم سر کھ مین آئے ہوئے چمن مین درختِ رزائی ہو سر جو بکائے ہوئے وہ کس کے قتل کا یہ خون بہا مین لائے ہوئے اگرچہ کوستے جاتے ہیں سر جو بکائے ہوئے	۴۴ شکار کھیل رہے ہیں نقاب اٹھائے ہوئے کچن چھپائے ہوئے پانچے اٹھائے ہوئے الگ کھڑے ہیں ہتیلی مین نذر لائے ہوئے پری کو لایا ہے ساتی دامن بندائے ہوئے کہ پان کہا کے قیامت مین ہی مین آئے ہوئے مگر مین وہ بھی کلیجے پہ چوٹ کھائے ہوئے
--	--



دعا کے ساتھ سر عرش فرج آہ بھی ہے  
 اندھیری رات میں ٹھوکر نہ کھائیگا کوئی  
 کس اشتیاق سے چلن اٹھی ہو کچھ تو  
 وہ چہیتے جو لگے جھکو۔ بیکسی نے کھا  
 عجیب نور ہے بگی کی لالیٹنوں میں  
 تمہارے حسن سے آتی ہے بوی عشق مجھے  
 غضب ہوٹھ سے ملا کر جو ننہرہ دل نالین  
 لچہ میں آکے نکیرین کیوں ستاتے ہو  
 الہی آکے تصور میں کسے چٹکی لی  
 کسی جگہ مرے قاتل کا بانگین لگیا  
 دل اپنا جتنے دیا یک پری کو لندن کی  
 ابھی وہ کرنے پائے تھے وصل کا وعدہ  
 پیاجو بادہ گلگون فلک پمیں پہنچا  
 جو اس خط نہ کہیں غیر کو سنایا ہو  
 سنا ہو جب کہ اٹکا اسی میں ہے مسکن  
 جو کہ گدا تا ہے انداز خود نمائی کا  
 کسی کا ہاے مرے سامنے سے یوں جانا

پری کٹری ہے ہماری پراجمائے ہوئے  
 کہ ہر گلی میں ہین دو چار دل جلائے ہوئے  
 مرا شکار ہے پردے میں چوٹ کھائے ہوئے  
 کہ میں نہ جینکے رو دین یہ ہین ستائے ہوئے  
 کہ جو حضور یہ کٹکے ہین دل جلائے ہوئے  
 چھپاتے کیوں ہو کہ تم بھی ہو چوٹ کھائے ہوئے  
 ابھی تو گو دین بیٹھے ہین سر جھکائے ہوئے  
 کہ ہم تو بیٹھے ہین دنیا سے نہ چھپائی ہوئے  
 گرا بغل سے دل زار تملائے ہوئے  
 وہ روز حشر بھی ہے آستین بڑبڑائی ہوئے  
 سچکے بول وہ ٹوپی میں ہے لگائے ہوئے  
 کہا حیا نے کہ پہلو ذرا بچائے ہوئے  
 مجھے یہ لال بری لیچلی اڑھائے ہوئے  
 کہ حرف سب مرے مطابق کے ہین رٹا چوئے  
 ہم اپنے دلو کیلجے سے ہین لگائے ہوئے  
 وہ کمل کھلاتے ہین ہاتھ سے نہ چھپائے ہوئے  
 نظر چڑکے ہوئے پانچے اٹھائے ہوئے

اگرچہ معتد اٹکا ہون میں بھی اے مائل

وہ دل کی بات ابھی دل میں ہین چپائے ہوئے

۲۳

۱۹۳

ع

پیاری پیاری صورت ہے وہ گوری گوری رنگت ہے

میٹھی میٹھی باتیں ہین اور تھوڑی تھوڑی کنکت ہے

دیکھو پردہ منہ سے اٹھا کر موسیٰ کی کیا حالت ہے

عالم عالم شوق نظارہ تو وہ تو دہ حیرت ہے

گل پر بلبل مرنی ہے اور شمع پہ ہے پروانہ فدا

ہم تو اسی پر صدقے ہو گئے اپنی اپنی طبیعت ہے

تیرے لیے ہوں آئینہ بین اور میرے لیے ہے آئینہ تو

شخص بھی مین ہوں نکس بھی مین ہوں حیرت حیرت حیرت

کس نے جلایا کس نے بچایا پانی لانے دوڑے کون

راکھ میں اب دل ڈھونڈ رہے ہیں سارے انکی شرارت ہے

نتی نتی بونہیں آئین شیشے کھلے پیمانے چلے

پنہ میں نادوشس ہوا پر گویا بر رحمت ہے

کافرو مومن شیخ و برہمن ذکر اسی کا کرتے ہیں

کون یہ نکلا گھر سے باہر جسکی ایسی شہرت ہے

مین نے دیا منہ دیکھنے اُسکو۔ اُس نے پٹک کر توڑ دیا

ریزہ ریزہ آئینہ دل تو وہ تو وہ حیرت ہے

ایسی شوخی پر مین تصدق عاشق کا کچھ پاس کیا

موسیٰ بچکر طور جلا کیا پیاری پیاری شرارت ہے

اگ لگے مستی کو ہماری بوسے لیے اس جوش سے کیوں

وانت کے دونوں لب پہ نشان ہرین کیسی انگنہ است ہے

وقت جوانی حسن بڑھ گیا غیسے یون جی مرک کے ملو

بھیس بد لکھ جو بن ہوگی یہ جو دل مین کدورت ہے

اُسکو چھوڑا بت کو پوچھا کہ سب سے اٹھکر دیر گئے۔



کیون نہ کفن سے ہم منہ ڈھانپیں ہلکے کسی سے ندامت ہے  
 ہم ہی جیلنگے ہم ہی بھینگے آنے نہ گئے طور پہ آج  
 موسیٰ کی کل ہو چکی باری آج ہماری نوبت ہے  
 خود کی پرستش خود ہی کرنے خود ہی لایا خود کا پیام  
 چہرے میں آثار خدا کے پیٹھ پہ مہ نوبت ہے  
 رنگ گلیہ کا حسن بڑ ہے گا ہلکے لند بوسے دو  
 ویسی ویسی برکت ہو گی جیسی جیسی نیت ہے  
 کلمے مکرر کہتے ہیں اب تو سمجھ اب تو سنا  
 پوچھتے کیا ہو دل میں کیا ہے حسرت حسرت ہے  
 رہ نہیں سکتے جانہیں سکتے کہ نہیں سکتے دل کا حال  
 مہمان اگر بھینگے مجھے انکو بھی تو ندامت ہے  
 ظاہر داری میں جو کمی ہو مجھ کو نہ تم پرست کو  
 منہ پر کم ہے دل میں بہت کچھ میری تو بیچہ حالت ہے  
 شب کو وہ میرے خواب میں تھے پہ صبح نہا تے کیون تھیں  
 کس برتے پر تپا پانی غیر دکنی کیا غیرت ہے  
 میں نے کھا جب دل دیتا ہوں پھیر کے منہ وہ کہنے لگے  
 چل رہے بھکاری تو کیا دیگا دیکھی ہوئی سب قدرت ہے  
 پانویں لغزش ہاتھ میں رنہ سر میں چکر دل میں تپش  
 بیٹھے اٹھتے جانہیں سکتے ہاے یہ کیسی لقاہت ہے  
 دل میں رہنا آنکھ میں پہنا خواب میں آنا تو ان کو  
 صبح ہوئی تو پروا کرنا کیسی! چوہا ہوا دست ہے

کرنی خلقت مری یارب نیا دِل مجھے  
اپنے بستر پر تڑپنے سے ہو کیا حاصل مجھے  
گر ہے بیتابی ہی میری کیا حاصل مجھے  
جہاں کتا وہ شوخیوں سے مجھ پہ پانا شرم سے  
پاؤں پڑتا ہوں ترے اے سایہ قدر تہاں لے  
تانا میں سمجھوں کہ جو رین کر رہی ہین مجھ کو یاد  
آ رہا ہے غش غش غفلت سی ہے چمائی ہوئی  
حشر میں وقت طلب کیسی فرشتوں سے ہر ضد  
شمع سان جلتا ہوں چھپکے عکس زہر یارین  
آنکھ جب تو نے چرائی دل پہ چہر یار چلکین  
غش جو آیا جانکر مردہ کیا بارون نے دفن  
حشر کے دن داد کیا چاہی کہ جب گڑا بڑھ گیا  
عین نظارے ہین چھپتا لیلیٰ ستور کا  
کیا جواب اس کا کہ وہ کہتے ہین اپنی عکس سے  
اُٹنی نالش ہے وہ محشر میں بنے ہین مدعی  
وہ مسافر ہوں کہ میری چال بیتا بانہ ہے  
یار کے منہ پر نگاہوں کا جو اتنا ہجوم  
میں بھی دیکھوں کس طرح سے دل چرانا ہو وہ شمع  
کون ہے کُلتا نہیں کچھ خاک کے پتلے کا حال

چار دیوارِ عناصرتین نہ کر داخل مجھے  
اُسکے گہر میں پھینک دے اے اضطرابِ دل مجھے  
گور کے پہلو میں بھی سونے نہ دیکھا دل مجھے  
پردہ پردے میں اشاروں سے کیا بسل مجھے  
نا تو ان ہوں پھینکتا ہے آسمان پر دل مجھے  
بچکیاں لینے نہیں دیتا مرا قاتل مجھے  
ہوں وہ تجھ کو آپ میں آنا ہوا مشکل مجھے  
کتے ہین وہ پہلے لا کر دو کسی کا دل مجھے  
صورتِ فانوس ہے وہ پر تو محفل مجھے  
تیری دندیدہ نگاہی نے کیا بسل مجھے  
سیری یہوشی نے چھنچا یا جو تانمزل مجھے  
کہنچتا ہوں دامنِ قاتل کو میں قاتل مجھے  
صورتِ عینک ہے ہر اک پردہ محفل مجھے  
مجھے تو کس بات میں بڑبڑا کر فائل مجھے  
انکاد عوی ہے کہ دنیا میں دیا کیوں دل مجھے  
ہر قدم پر ٹوکتا ہے جاؤ منزل مجھے  
دیکھنا اُسکو تصویر میں بھی ہے مشکل مجھے  
تو گہری بہر کے لیے یارب بنا دے دل مجھے  
ہے ظلماتِ جہان تصویرِ آبِ دگل مجھے



میں نہیں جیتا نہوتا اگر میرے پہلو میں دل  
میں نہیں مرنے والا جو تو ملتا بجاے دل مجھے

۱۹۵

بت پرستی پر نہ کیوں مائل جو مائل دل مرا  
ایک دختِ برہمن نے کر لیا مائل مجھے

۲۰

باہم نہ لڑیں حسین یہ ڈر ہے  
ہر آنکھ میں بنداشک تر ہے  
تا برقی تری نظر ہے  
اتنے بوسے لیے ہیں اُس نے  
تڑپ یہ سگایہ ساتھ ساتھ کیونکر  
دیکھا جو نقاب اٹھا کے چہرا  
صدقے اس تنگناے دل کے  
ہے شوق شکار کسے کا  
کیون عمر دراز چاہتے ہو  
تم بخش بھی دو کما مناسب  
دیکھو محشر میں کون جیتے  
سمٹے ہیں بغل میں وہ حیا سے  
دل میرا نگاہ کے بندہ کر دو  
تربت میں ستائینگے فرشتے  
لو ہاتھ پہ رکھکے بیچتا ہوں  
دیکھا جو مجھے کہا اجل نے  
راضی تو ابھی ہوئے نہیں وہ  
اٹھا جو تڑپ کے گور یو لی

سب کی مرے دل ہی پر نظر ہے  
پوشیدہ حباب میں گہر ہے  
تو بکے دلوں سے باخبر ہے  
عکس آئینہ میں عرق سے تر ہے  
کچھ دل سے دبا ہوا جگر ہے  
ہم آپ ہیں اپنی ہی نظر ہے  
دو فون عالم کا بیان گزر ہے  
بیچپن نقاب میں نظر ہے  
موت آئے تو قصہ مختصر ہے  
ایجان یہ آخری سفر ہے  
ہے عشقِ ادھر تو حسنِ ادھر ہے  
اے دل تری آرزو کہہ رہے  
واکے لیے شگافِ در ہے  
منزل میں مسافروں کو ڈر ہے  
دل ایک میں ایک میں جگر ہے  
یہ تو پہو لا پہلا شجر ہے  
قہر بان دعا پہ کیوں اثر ہے  
جاتے ہو کمان یہی تو گہر ہے

گرتی ہے نقاب ہو کے ٹکڑے در پردہ وہ حسن پردہ در ہے

۱۸

آتے نہیں دل میں کیوں وہ مائل  
ہر تارِ نفس تو رہ کر رہے

۱۹

جگڑا با ہم دم سحر ہے یہ ہفت پہن اور وہ مکر ہے  
یہ کسکی نگاہ کا اثر ہے دل دونوں جہان سے بخیر ہے  
جو چوٹ ہے میری جان پر ہے سینہ میں گڑھی ہوئی نظر ہے  
افت کا یہ کونسا طریقہ دل میں ارمان بڑے بڑے ہیں  
شیشہ یہ نہیں سمجھکے توڑو میرا دل ہے خدا کا گھر ہے  
آنکھوں میں نہ پتلیاں ہوں بچپن سر میں پسا ہوا جگر ہے  
طرز انکار وصل دیکھو کتے ہیں مجھے خدا کا ڈر ہے  
جاتی ہیں منانے کو دعائیں نالوں سے رکا ہوا اثر ہے  
کچھ جی میں ہے سب پوچھتے ہیں کیا وصل میں جان کا بھی ڈر ہے  
اچھی ہے صدف کی کینہ جوئی جو دل مٹھی میں انکی آجا  
صدقے اپنی رگ گلو کے وہ ڈھونڈ رہے ہیں تو کہہ رہے  
آنکھیں سمجھا رہی ہیں مطالب انکا تو اسی گلی میں گھر ہے  
لطف ارنی و نسترانی آپس میں نگہ پیا سہر ہے  
جی میں ہے کہ بے حجاب ہو جاؤں سب کچھ مرے دل میں جلوہ گر ہے  
موسمی ہوں کہی - کہی تجلی اڑھیا کی نگے ہوش یہ بھی ڈر ہے  
میرا یہ فناء مختصر ہے

مائل آنے کس نہ پھینکی



۹	دل پر مرے یار کی نظر ہے	۱۹۷
<p>یہ سب سہی مگر مراد دل لاجواب ہے ہر روز گردش قدح آفتاب ہے یہ غش حجاب ہے وہ تجلی نقاب ہے کتے مین وہ سوال تر لاجواب ہے اندھیر ہے کسوف مین آج آفتاب ہے سٹا ہوا بفل مین ہمارا شباب ہے یوسف کی یہ دعا وہ زلیخا کا خواب ہے یہ بھی تولدتِ ستم بے حساب ہے</p>	۱۹	<p>غمگین ہے درو مند ہے پر اضطرار ہے ساقی یہ دو چرخ بھی دو شراب ہے دو پردے اور گھٹے بے پر لگی کمان مین اور وصل کے لیے اصرار کیا کروں بیٹھا ہوں لیکے شیشہ می زہر و عذاب مین دل جب کا نام ہے وہ جوانی کی ہے انگ حسن و شباب پر تجھے اتنا غور کیوں تم شکوہ جفا سے ہوئے کسے مٹھا</p>
۱۲۷	<p>کتنا ہے کون ترک کرو عشق بازیان ماں ابھی تمہارا شر و ع شباب ہے</p>	۱۹۸
<p>سکندر آئندہ سے چل دیاجمشید ساغر سے پڑین اتنی نگاہیں چپکے وہ بانو تک سر سے کھو تو لاؤں شگین باندہ کراہی نہ کو گھر سے پری کیا اگر گہنی بنیائی بنکر چشم ساغر سے برات آئی در فرودس پر میدانِ محشر سے ترش کر دست آذر سے منور کر دست آذر سے جنابِ خضر کی دستار کمال گھر پڑی سر سے کہ بوسے سوختہ آتی ہے ایتک دیدہ تر سے جو ابو غیر دینے کو زبان نون تیرے خضر سے بگوئے نے بھی شاید چال سیکھی ہو مقرر سے</p>	۱۹	<p>محل آیامرے دل کو وہ دلبرِ مراب سے رہے پردے مین بے پردہ چو کچھ تو کیا کہے تمہارے عارضہ نے ہمسری کا اسکو دعویٰ ہی یک کیا اندھا ہو میرے پاس کیوں آتا نہیں ساقی تمہارے کشتہ انداز نے کی حور سے شادی بتو شاپاش دعویٰ خوب کرتے ہو خدائی کا وہ مجھوں ہوں نیا جادہ مرے صحر امین پیدائ تمہیں نے تو ازل مین دل جلایا تھا زلایا تھا سوال اعدا کین مجھے تو انکو لال کر دھوین ہماری خاک چکرائی ہوئی پہرتی ہے صحر امین</p>

مرادل دیکھتے ہی بند کی شرکے آنکھ اپنی  
مجھے ڈر ہے تصور آپکا اگر نہ جل جائے  
یہ کیا ہے مین تو چاہوں اور کچھ تو ادکچھ چاہے

تماشا دیکھئے شہباز ڈرتا ہے کہو تر سے  
کہوں کیا حال دل آتش لگی ہی پانوتک سر سے  
اگر بس جل سکے تدبیر کو بدلون مقدر سے

۱۹۹

کہوں کیا راستہ میں اٹکیان کتنی اٹھیں اسپر  
چھپا کر منہ جو نکلا صبح کو مائل تر سے گرے

۱۲۷

یہ میخانہ ہے مسجد دیکھ زابد روزن در سے  
جناب عشق راضی ہوں جو ہر دین اور کافر سے  
دہرا ہے آئینہ زانو پہ اور صحو تکلم ہین  
نہیں ہو چشم جادو گر مین بتلی اوبت کافر  
یہ کسے حسن کی تعریف مین نے خطا مین لکھی ہے  
وہی مین ہوں وہی تو ہے وہی خلقت وہی طعن  
ہوا ہے مست زابد دست زکا دیکھ کر جو بن  
ابھی کسں ہو تو اور رنگ کن دن سا چمکتا ہے  
رگ سنگ لحد سے خون شہید ناز کا ٹپکا  
کما جب وصل مین اُسنے کہ یہ لذت مبارک ہو  
غش آئینگانہ دیکھو میرے بتخانے کو اسے ہوئی  
رگلا کر بزم مین ہلکو تماشا تم جو دیکھو گے  
دل عشاق لکڑی کے عوض چو بے مین جلتے ہیں

جہاں سجدے کو شیشہ دخت زرنکی جو ساغر سے  
صنم نگر فرشتے گر پڑینگے دوش آذر سے  
خدا جانے وہ کیا کرتے ہین باتین اپنی ہر سر سے  
چھپا ہے سامری آنکھ مین تیری تر سے ہی ڈر سے  
پری ہوتی ہے پیدا سائیہ بال کہو تر سے  
کمان جاؤں الہی بہاگ کر میدان محشر سے  
یہ جن شیشہ مین اُتر لڑوہ پری نکلی جو ساغر سے  
ترا پتلا بنانے خاک لی کس کیسیا گر سے  
لو کی نہر نکلی ہے مری تربت کے پتر سے  
بڑا کر ماتھ مین نے لین بلائین پانوتک سر سے  
کہ برق طور بیان بنگر شرر لپٹی ہے پتر سے  
نخل آئیگی بتلی ناچنے کو دیدہ تر سے  
محامدین تر سے بوسے کباب آتی ہے ہر گر سے

۲۰۰

جوانی زور پر ہے فصد کملواتے ہین وہ مائل  
مجھے ڈر ہے کہیں گہرا نہ جائیں میرے نشتر سے

۲۳

آئی ہے ادھر شرم اور ہر جان کا ڈر ہے سوچ  
جہاں مٹی ہوئی چوبتی ہوئی ظالم کی نظر ہے



تو نام خدا رشک پری رشک قمر ہے  
 کس نور کے پتلے کامرے سینے میں گہو  
 اُبھرے ہوئے سینے پہ دو عالم کی نظر ہے  
 رستے میں گرا کر کے اٹھا۔ اٹھکے یہ پوچھا  
 کیا پوچھتے ہو مجھے کہ لون دونوں میں کس  
 میں جاؤں کہ ہر بیچ میں ہوں دیر و حرم کے  
 جس گہر میں رہا جانے کی راہ بخالی  
 ہوتی ہے نگاہوں میں برابر کی لڑائی  
 دوڑے ہوئے جاتے ہیں کٹانیکو گلاہم  
 منہ رکھ کرے منہ پہ طلب کرتے ہیں خست  
 کتنی میں نگاہیں وہ اداؤں میں ہوئے شیخ  
 تو روز پھر کرتا ہے آنکھوں میں بیونکی  
 میں غش میں ہوں اور وہ مجھے دیتے ہیں کجا  
 تم حشر میں کس واسطے گہرائے ہوئے ہو  
 ڈالے ہیں عزیزوں نے جہازے پہرے پہ  
 گہر غیر کا ہو یا مرے دشمن کا تصور  
 تم مجھے نہ پوچھو کہ مرے واسطے کیا لائے  
 لیجانے اُسے صبح وصال آئے ہیں دشمن  
 بے پردہ کرونگا تو حسیا اور بڑبڑگی  
 آمادہ ہے لڑنیکو ادھر حسن ادھر عشق  
 لونہ قبا بنگے لگتی ہے قبا میں

چوٹا سا ترا سنجہ تری پتلی سے کمر ہے  
 ہر تار نفس حضرت موسیٰ کی نظر ہے  
 انا بوجوانی کچھ ادھر ہے کچھ ادھر ہے  
 پردے سے ابھی ہاتھ جو نکلا وہ کہہ رہے  
 جو تم کو پسند آئے۔ یہ دل ہے یہ جگر ہے  
 کتنا ہے عقیقہ جو ادھر ہے وہ ادھر ہے  
 وان روزن در تھا تو بیان چاک جگر ہے  
 اس شوخ کا آج اسد خانے میں گزر ہے  
 وہ کو چہ ہے۔ یہ پانو۔ وہ تلوار یہ سر ہے  
 پھر آپ ہی کہتے ہیں مصیبت کی سحر ہے  
 کتنی میں ادائیں یہ جوانی کا اثر ہے  
 جو تار نظر ہے وہ تیری راہ گزر ہے  
 وہ ہاتھ ہے۔ یہ دل ہے۔ وہ زانو ہے سر ہے  
 چپ جاؤ مرے دل میں اگر میرا ہی ڈر ہے  
 وہ سارے براتی ہیں یہ سہارے سر ہے  
 پھیل ادھر اسے دل وہ بریز ادھر ہے  
 محتاج ہوں مفلس ہوں نہ دل نہ جگر ہے  
 بلوہ مرے گہر پر ہے قیامت کی سحر ہے  
 شرمائی ہوئی شام سے اُس بت کی نظر ہے  
 دامن وہ چٹراتے ہیں قیامت کی سحر ہے  
 کس عاشق گستاخ کی سینہ پر نظر ہے

ماثل بت کسن کا ذرا کھیل تو دیکھو  
دل کو مرے سچا ہے کہ گڑبڑ کا یہ گھر ہے

سر رہ دیکھ کر میرا جنازہ جا بجا اٹھ رہا ہے  
ملین ہم اس طرح باہر دلی تہمتے جدا اٹھ رہے  
ہمارے گم وہ مہمان آگے پھر جسے جدا اٹھ رہے  
طلسم معنی آواز کن نظارہ بازی ہے  
بدن پر تنگ ہوگی استغدر اڑ بجانگے پرزے  
اندر میں بھی ہے فرق مرد و زن لے آنا دشمن  
اگر تڑپوں تو مر قرار دون خاک کے طبقے  
جلے ہم اڑ گئے جگہ گرے ہم بگئے گر کر  
سرافیل آؤ پونکھو دین بھی آہ کرتا ہوں  
جو سینہ پر اُبار آئے تو گردن کچھ جکے اُنکی  
میٹھا شے بھی ہم مہین۔ شے ہی ہم مہین غور سے دیکھو  
وہی اول وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر  
نقاب اوکی تو ہم نے کنج لی پر نہ نہیں دیکھا  
دم گر یہ جو کچھ نہ آہ یک گنبد بنے سب پر  
نظر میں یا رہے اشک نہیں ہے جینکار گنگر و کی  
چلو اس طرح گلشن میں کچھ طاؤس کا نقشہ  
گئے جب اُسکے دہرے پیکو لی نوے گدا یا نہ

پہرے۔ پھر کردار روئے۔ چلے چل کر اٹھ رہے  
خدا میں محو ہو جائے تو بندہ بھی خدا اٹھ رہے  
ہم اس کمرے میں جا بیٹھے وہ اُس کمرے میں جا اٹھ رہے  
جو تو منہ دیکھنے والا ہوا ہم آنا اٹھ رہے  
یہ نہیں جو بن اُہرتے جائیں تو کیونکر قبا اٹھ رہے  
ادھر نالہ مر اٹھ رہے اُدھر تری دعا اٹھ رہے  
زمین و آسمان میں ہاتھ بہر کا فاصلہ اٹھ رہے  
عناصر جسے خاک و آتش داب ہو اٹھ رہے  
قیامت میں قیامت زلزلے میں زلزلہ اٹھ رہے  
کچھ کچھ پر شوخیان ٹوٹیں رنگا ہونیں حیا اٹھ رہے  
ملین نقطے تو خطا ہو۔ خط جکے تو دامن اٹھ رہے  
خدا جائے کہ اپنے ذہن میں ہم آپ کیا اٹھ رہے  
ہوے اتنے خفا ہے کہ وہ روبرو تھا اٹھ رہے  
ابھی ہو بلبل پیدا ہو پانی میں ہوا اٹھ رہے  
جو بتلی بنکے ناچے وہ مری آنکھ نہیں کیا اٹھ رہے  
گوئن بجائے میمون کا جو دامن میں ہوا اٹھ رہے  
کہا اُس نے بڑھو آگے تو ہم دیکر دعا اٹھ رہے

ساتا ہوں غزل اک عاشقانہ تمکواے مائل  
یہ کیا غل ہے کوئی دم تو لبون پر مر حیا اٹھ رہے



روح

زبان پر نطق۔ تن میں جان۔ ولیم مدعا ٹھہرے  
 نزاکت سے تصور میں چو آئے جا بجا ٹھہرے  
 جو پوچھا عکس سے میں کون ہوں آئینہ یوں  
 الہی بعد مدت شب کو وہ آئے تو کیا حاصل  
 تری وحدت کے میں صدقے تری کثرت کے میں قربا  
 شکستِ دل کا دعویٰ ہو کہ ہوں موشر کا چنگا  
 نشیب اپنی خموشی ہے۔ فرازا پناہ حکم ہے  
 نظارے کے لیے موسیٰ کے پیچھے ہم بھی آتے ہیں  
 قیامت میں تب نوک و دیکھنے مڑ گئی گردن  
 ہندو بوبو مزے شب ہر اڑا صبح تک جاگو  
 بتوشا باش کیا کتنا ترقی اسکو کتے ہیں  
 اٹھے جب ہاتھ یوں بابِ اجابت سے آئی  
 گرہ پتلی بنی آنکھوں میں جب جو بن لگا پرنے  
 سنو تو کیا خدا سے کہتے ہیں وہ آکے محشر میں  
 جو وہ شکوہ سہارے ہم دبا کر دلوں پہ لوہین  
 افریبا رنگ کر اسے خدا لذت تو پیدا ہو  
 جو پوچھا گھر عدو کے کیوں رہے وہ ہنکے یہ بولے  
 نہیں ہر کس جگہ وہ ہم سدا دل ہی میں کیوں ٹپ ہونے  
 دم بے پردگی گر پاس بانوں کی ضرورت ہے

یہ سب میر سے ہی جڑ ہیں تم سا کہ مجھ میں کیا ٹھہرے  
 ذرا تک کر ڈرایٹھے۔ ذرا چلکر۔ ذرا ٹھہرے  
 بتائیں نام کیونکر ہم تو صورت آشنا ٹھہرے  
 جدا بیٹے جدا بیٹے۔ جدا سوئے جدا ٹھہرے  
 ازل سے آج تک ملکر رہے پھر بھی جدا ٹھہرے  
 الہی صورت میں ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ٹھہرے  
 اگرے نقش قدم ٹھہرے اٹھے بانگ درا ٹھہرے  
 ابھی چمکے نہ برق طور پردے میں ذرا ٹھہرے  
 خدا کے روبرو بھی جا کے ہم روبرو تھا ٹھہرے  
 اگر چوری سے آکر یک گھڑی ٹھہری تو کیا ٹھہرے  
 نہیں ترشے تو پترتے جو ترشے تو خدا ٹھہرے  
 اثر آتا ہے استقبال کو لب پر دعا ٹھہرے  
 مرے تارِ نظر دو لون ترے بندِ قبا ٹھہرے  
 بہرے ہیں سارے نا صحر بیان میری بلا ٹھہرے  
 ذرایٹھے۔ ذرا نوٹے۔ ذرا ترپے ذرا ٹھہرے  
 مزا نچائے بوسو مٹکا اگر لب پر دعا ٹھہرے  
 نفا ہو تے ہو کیوں۔ بانِ خانگی کچھ کا تھا ٹھہرے  
 ہزاروں شوقیان حسین ہوں وہ کیا ملین کیا ٹھہرے  
 ادھر میر ادب ٹھہرے ادھر تیری حیا ٹھہرے

ارادہ تھا کہ بعد وصال کما کر پان پر چھٹیرین  
 ہزاروں آئے قسین دین تو مائل ہم ذرا ٹھہرے

بلینکے خاک میں دوروز کی یہ زندگانی ہے (۱۹) ہماری چار دیواری عناصر لا مکانی ہے  
 صراحی آگے رکھی ہے نعل میں یا جانی کر (۲۰) مڑے اوڑتے ہیں اور دوشربا دروغوانی ہے  
 کہا کسے ہوا جو خاک ہو۔ آتش ہو۔ پانی ہو  
 توبہ باہو کے اسے مینا می ساغر سے باتیں کہ  
 وہ سولی پر بھی کینچہ گا تو ہنس نہ سکے مریں  
 کسی گھر میں اذان ہوتی ہے۔ بجا ہر کہیں ناقہ  
 ناکیرین آئینکے جب قبر میں اُٹھو ہنسا دوں گا  
 نکا مین میری چوکر آئین معشوق کے چہرون کو  
 تمہارے حسن کی گرمی نے پگھلایا جو عالم کو  
 مراد ہر کے آہن رو رہا ہے۔ جل رہا ہوں میں  
 اٹھان ایسا ہے کافر کا کہ سب بیٹھیں پکڑ کر دل  
 خدا حافظ کہ ساحل دور ہے اور خدا یا کو  
 ملے یہ بسکورا ست وہی دنیا میں جو منعم  
 نکا ہونین جو آئین شوخیان تو کیلہتی آئین  
 وہ میں دکھن کا شاعر ہوں تباہ ہند کی مجھ پر  
 قیامت کی ہے عیاری کہ موسیٰ نے نہ پہچانا  
 ازل کے دن نہ زمان میں تو سب پیٹا ہی رہا تھا  
 یہی رہتی ہو دھن اس شہر میں جو کون کون چھا  
 مڑا کچھ اور ہے منہ دیکھنے کا منہ دکھانے کا  
 مرا معشوق دنیا بھر کے معشوق سے ہے اچھا  
 لگا کر خرد میں دیکھا ہے میں نے خور سے گھنٹوں

ہماری چار دیواری عناصر لا مکانی ہے  
 مڑے اوڑتے ہیں اور دوشربا دروغوانی ہے  
 سراپا خوبرو جسم اسے محبوب جانی ہے  
 جھک کا دیتا ہے کیوں گردن یہ کیسی ناتوانی ہے  
 کہ اُس ظالم کی اڈیادار کرتی ترغفرانی ہے  
 جہان جاتا ہوں سنے کو وہ تیری ہی کہانی ہے  
 رخ خندا نکاشہ ہون کفن بھی زعفرانی ہے  
 کسی پر کچھ نشانی ہے کسی پر کچھ نشانی ہے  
 ہوا بھی آگ بھی مٹی بھی جو کچھ ہو سو پانی ہے  
 یہ چھوٹا سا ہے زخم کچھ دھوان کچھ آہن پانی ہے  
 کچھین نکلی ہوئی ہیں زور پر حسن جوانی ہے  
 جہاں تک کام کرتی ہے نظر بانی ہی پانی ہے  
 بڑی نعمت تو روٹی گرم اور ٹھنڈا سا پانی ہے  
 ابھی بارہ برس ہیں کچھ ٹرکپن کچھ جوانی ہے  
 عنایہ ہے نوازش ہے کرم ہے مہربانی ہے  
 وہ بے پردہ کپڑے ہیں اور لب پرستری ہے  
 مری اُٹھو نے نکلا جگر دنیا میں بانی ہے  
 سینو کلی ہے دیوانی عجیب کافر جوانی ہے  
 ہیں موسیٰ محو گویائی وہ محو لستری ہے  
 لیاقت ہو۔ ادا ہو حسن ہو زور ہے۔ جوانی ہے  
 کمر باریک ہے اتنی کہ لام لستری ہے



کہوں کیا حال جیتا ہوں۔ دعا کرتا ہوں چھاپوں  
مرض جاتا رہا سرکار کچھ کچھ ناتوانی ہے

عجی  
کلام

مرے اشعار نہ کہتے ہیں اہل زبان مائل  
دکن کا رہنے والا ہے کہ ہندوستانی ہے

۲۰۲

یہ بیکار وہ بے اثر ہو گئی  
شب وصل یوں ہی بسر ہو گئی  
کھاسنے افسانہ برقی طور  
نہ مانی مری بات صبح وصال  
عذر مجھ کو دیا تو خود مر گیا  
کہیں کیا خدا بھی پہا نہیں  
خطا شوق یسکر چلی مرد مک  
نچھ کاٹ قینچی سے زلفوں کے بال  
جو چھنے کی چیزیں ہیں وہ اور ہیں  
مرے کام آیا تھا دشمن کا بھیس  
یہ جس مدعی پر گری - وہ گرا  
نہ ہلکا اوتھ لاش کو بعد قتل  
پہر جستجو میں تری عمر بھر  
گلی تیری اور نام اسکا ارم  
مرے دل سے تالا مکان تار ہے  
جو ابھیرن کچن تو نرا کت بڑی

پلاک کو نظر کو نظر ہو گئی  
جنگڑے تے بھاگتے سحر ہو گئی  
وہ جب بلی ہوتی نظر ہو گئی  
اسی جوشت لین دو پھر ہو گئی  
یہ جوٹی بھی سچی ہے ہو گئی  
کرین کیا خدائی اُدھر ہو گئی  
یہ پتلی مری نامہ بر ہو گئی  
مطلوبہ بہت مختصر ہو گئی  
نہان کیوں تمہاری کمر ہو گئی  
اور سحر ہوتے ہو تے خیر ہو گئی  
مری آہ تیغ کمر ہو گئی  
دو بارہ یہ زندہ اگر ہو گئی  
مری عمر یوں ہی بسر ہو گئی  
یہ بے قدر کیوں اسقدر ہو گئی  
ارادہ کیا تو خبر ہو گئی  
جوانی میں پتلی کمر ہو گئی

جو کی مین نے مائل تلاش خدا  
مری بیخودی را حصر ہو گئی

۲۱

۲۰۵

سبع

وہاں ہر نگہ بے اثر ہو گئی  
 میں اس غیب دانی کے قربان جاؤں  
 جو موسیٰ کی آنکھوں کے پردے اٹھے  
 دیا دل تو بولے یہ اچھا نہیں  
 مجھی سے قیامت میں لبتک حساب  
 لڑکپن میں باریک نہی بال سے  
 ہوئی چشم بیمار بیمار اور  
 مرادل جو بندر قبا میں بند ہا  
 اُن آنکھوں کی اب شوخیان اور مہین  
 نہ سونے دیا درد دل نے مجھے  
 تمہاری نظر الامان اسقدر  
 پڑا جبکہ قرآن میں لا تقنطوا  
 زلیخا یہ خلوت میں یوسف پہ جبر  
 رہی رات جب تک نہ راضی ہوئے  
 چڑھی استیناسکی ہم مر گئے  
 ہوئے راہ میں اسطرح سے دو چار  
 بہری دلمین شوخی تو نکلیں کچین  
 ازل میں جو حسن آفرین کی نگاہ  
 تری شرم بھی ہے قیافہ شناس  
 گری اُنپہ اڑ کر جو گردِ نظر  
 تو نکونہ خدا کی نظر ہو گئی  
 بدلتے ہی نیت خبر ہو گئی  
 وہی لنترائی نظر ہو گئی  
 لڑائی اسی بات پر ہو گئی  
 کہ دن چڑ گیا دو پہر ہو گئی  
 جوانی میں غائب کمر ہو گئی  
 نظر جب لڑائی نظر ہو گئی  
 پڑا بوجھ دھری کمر ہو گئی  
 لڑانے کے قابل نظر ہو گئی  
 ٹر پتے پھڑکتے سحر ہو گئی  
 یہ فتنہ جو تھی فتنہ گر ہو گئی  
 تسلی مجھے کس قدر ہو گئی  
 تو جلوت لین رسوا اگر ہو گئی  
 جو راضی ہوئے تو سحر ہو گئی  
 کلائی بھی تیغ کمر ہو گئی  
 کہ دو نون کی ایک ہی نظر ہو گئی  
 حیا کچھ ادھر کچھ اُدھر ہو گئی  
 پڑی تجھ پہ تیری کمر ہو گئی  
 کہ تجھے جدا وقت پر ہو گئی  
 وہ نازک تھے۔ دھری کمر ہو گئی

کسی کا وہ کتنا مجھے یاد ہے



۱۷	اٹھو جو ما مل سر جو گئی	۲۰۵
<p>زہے طالع زہے قسمت زہے تقدیر بس کی  اٹھائیگی مرا شانہ ہلا کر آرزو دل کی  جگر سے دل میں جب آئی گئی بس کی  جگہ چوڑی مری قصورین ہزاروں کی  حکومت کسے دی ہو نگینہ چاہو بابل کی  فلک کیوں پہر رہا ہے فکر میں تحصیل حاصل کی  شکست ناک آواز آتی ہے سلاسل کی  عروسانہ چلی گردن مجھ کا کرتی قاتل کی  ہماری آہ یک زنجیر ہے دروازہ دل کی  گزک رکھنے کو لادو گار کابی ماہ کامل کی  زمین و آسمان ملکر صدا دیگے جلاجل کی  انایلی کا غل کرتی ہے مجنون گردو محفل کی  نگلا پانچ جب صحنک بنائی ماہ کامل کی  نہ گارو ابتدا میں انتہا ہوں پہلی منزل کی  مرے دل سے نہ نکلی یک تمنہ بھی مرے دل کی  ہزاروں طرح کی مہین نمیتیں جہولی میں سائل کی</p>	<p>۱۷</p>	<p>کچھ پر تنگ ہے اور ہاتھ میں گردن میں قاتل کی  کی گئی پھر مجھ زندہ ہوا دیدار قاتل کی  عدو سے جان بھی ہر منہ بھی ہو تلواری قاتل کی  وہ یہ سب کونی یکساں ہے لاکے دیدیگا  ابھی ہم سن ہو تم گردو ذوق خطا یہ کیا  دونان مہر و مہر بس میں انہیں پر تو قناعت کر  کیا ہے قید بیکو چار دیواری عشا صرمین  جو دیکھا آ رہا ہو سر کاف عاشق تو شرم مار  خدا جانے کہ سینے میں مکان کسے بنایا کر  میری محفل میں می نوشی کو گردو آفتاب آئے  کسی طرب پسیر کی یاد میں وہ خاک اُڑا ہائی  ہوا ہو خاک کے ذرو نکو بھی دعوے مشوقی  فلک مکر ہے اس سو زیادہ کام کیا ہوگا  تکلف اٹھاؤ بعد سبکے میری میت کو  تمہارے منہ سے تو مطلب کی باتیں نہ کروں  گدا ی حسن ہوں لاکھوں مہرے دلیں سماہیں</p>
۲۵	<p>۲۵</p> <p>دع اصلح فرماتے ہیں اکثر حضرت و صفی  خدا کے فضل سے مالی بہت ہے فکر ما مل کی</p>	۲۰۷
<p>کئی کب روشنی محفل سے باہر شمع محفل کی  لو ہو بیکر مرا بجائے سرخی روے قاتل کی</p>	<p>۱۷</p>	<p>کسی جاتی رہی منہ سے بات کب نکلی ترے دل کی  سرمقتل وہ خوش ہو جائے بیتابی پس کی</p>

فقیر و فتنے نہ پوچھو منہم کو کیفیتیں دل کی  
 جو دیکھا آئے کچھ اور حالت ہو گئی دل کی  
 خودی گر پاس آئے وصل میں آنے مذینا تم  
 بہار باغ کیا ہے طائفہ ہے گانے دانوں کا  
 ٹہلتے جاؤ اور دیکھو تماشا میرے مرنے کا  
 وہ ہوئے بھی ہر کس بھی ہرین پر زمین بھی تہزین  
 فلک کا ظلم تو دیکھو چمک کر کب گری بجلی  
 وہ دیتا ہے دعائیں کیسی کیسی دینے والوں کو  
 یہ تھی کسکو خبر احباب یوں بد نام کر دیں گے  
 بنی معشوق گویلی نہ بیٹھی چین سے دم بہر  
 جسے میں دیکھ لیتا ہوں سما جاتا ہے وہ آئین  
 طبیعت منتشر کیوں ہو نگاہیں مضطرب کیوں ہیں  
 سند ہار امین نہ بارہ اس میں مگر سے زیادہ تیز  
 ادھر سے حُسن ادھر سے عشق اپنے حملہ آور ہے  
 جو آنکھیں بند کر لیں جادہ دل پر لگا چلنے  
 جو بہر سیر آریا میری ہستی کو جلا ڈالا  
 خدا کے سلامت میرے دلوں کے منہ کو  
 جو منہ سے کہ نہیں سکتا وہ سمجھا دے اشارتوں  
 وہ میرے گھر سے نکلے صبح کو ہونٹوں میں یہ کہتے  
 خزانہ میں کس طرح ہو۔ انکی پھر تسکین یا اسد  
 جو ہر سیکے دل انکو دیا مجھ سے بہت بگڑے

خدا کے گھر کی ہرین سب نعمتیں ہو لی ہیں کل کی  
 سنور کچھوٹ کہا کی ہے مقابل نے مقابل کی  
 کہ ہے بہا کی ہوئی اسد والوں کے یہ محفل کی  
 یہ غنچہ نکا چنگنا اور یہ آوازیں عناد کی  
 مجھے دریا بڑا ہے ہوا تم کہاؤ ساحل کی  
 خیر کیونکر انہیں پہنچے کسی کجخت کے دل کی  
 ہوؤں ادھی جو تنکے لیکے متقارین عناد کی  
 اگر ایک نوالہ پڑ گیا جولی میں سائل کی  
 نہ وجہ تک ہو سا آدمی کتنا نہیں دل کی  
 ادھر ہے دل کی بیتابی۔ ادھر خدیش ہو محفل کی  
 بڑی دستک پار اب اس ذرا سوا نگہ کے تل کی  
 تری دل پر بڑی کب چلاؤ مجھ کجخت کے دل کی  
 خدا کے ہاتھ کا خنجر۔ جوانی میرے قاتل کی  
 نزاکت رہ گئی ہے کہ پہنچتی ہے کب مش دل کی  
 انہ میرے میں نظر آتی ہو مجھ کو راہ منہر کی  
 ہوا کیا گرم ہے اسے بحر وحدت تیرے ساحل کی  
 پتنگوں کو کر غصت مجھ اور شمع محفل کی  
 تری دونوں نگاہیں ملے نجائیں زبان و لہجہ  
 تمنائیں قیامت تمہیں کسی کجخت کے دل کی  
 بنیں سو کسی ہوئی کلیان ہی متقارین عناد کی  
 وہ سمجھ اسکو رشوت میں نے چو کچھ نذر دخل کی



جلے اک شمع سے یک شمع یہ فطرت جو عادت ہے  
مگر اُس نے عبادی شمع رخ سے شمع محفل کی

F. A.

ہمیشہ حیدر آباد دکن کو رکنہ حفاظت میں  
وعامقبول ہو جائے مرے اسماعیل کی

۲۹

وہ تر پاشب کو مین در و جگر سے  
 نہ جساں کو غیسر کو سوراخ در سے  
 ہوا سے دیدین شکون جو گھر سے  
 حیا بہاگی دعاؤں کے اثر سے  
 سبب کیا ہے جو پٹا وصل کے بعد  
 کسے رستے میں ان آنکھوں نے مارا  
 نہ بیٹھو صحن میں گو نگٹ اٹھا کر  
 اشارہ اٹھتے جو بن سے ہے انکا  
 لچک کر یہ کہ مین ٹکڑے نہو جاے  
 گناہوں نے کہ مین رحمت فزون ہو  
 مسیحائی ان آنکھوں کو مبارک  
 نزاکت ہی اگر ہے مانع وصل  
 تجھے دم بہر ندیکے تو نخل جاے  
 دکھا دیتا ہوں جذب عشق تلو  
 وہ چلتے ہیں توجہ یہ چاہتا ہے  
 کہوں کیا لگیا دل چہین کر کون  
 نظر آیا نہ کوئی عیب مجھ کو  
 دہن ہو یا کچھ مین ہوں یا کمر ہو

گرے دونوں فرشتے دوش پر سے  
 مجھے دیکھو مرے چاک جگر سے  
 اڑا لاؤں کسی کو طور پر سے  
 ادھر سے ہاتھ اٹھے گو نگٹ ادھر سے  
 مرا در و جگر تیری کمر سے  
 لہو کی آ رہی ہے بو نظر سے  
 کہ مین موسیٰ نہ جہاں مین طور پر سے  
 چھپاؤں تلو کس کس کی نظر سے  
 کمر بند اور اک باند ہو کمر سے  
 اتر جائیں فرشتے دوش پر سے  
 کہ مردے زندہ ہوتے ہیں نظر سے  
 کمر باند ہو مرے تار نظر سے  
 صفا آئینہ سے آئینہ گھر سے  
 ملاؤ تو نظر میری نظر سے  
 لچک بنکر پٹ جساؤں کمر سے  
 ابھی یک ہاتھ نکلا تھا ادھر سے  
 کسی کو یا تو تک دیکھا جو سر سے  
 چھپا لوڈ ہو ٹڈ نے دالی نظر سے

اگر ہر شب پری کوئی نمود پاس  
رہا کب لامکان مین کوئی چھپکر  
قیامت کی بڑی ہے دھوم یار ب  
خبر ہے سول لینگے وہ کوئی باغ  
نہ دیکھو آئندہ زیور چھپکر  
کیا تھا شمار ہی کو ذکر خست  
یہ نخوت۔ یہ تکبر۔ یہ تنختر

اترتا ہی نہیں شیطاں سر سے  
ہماری ڈھونڈنے والی نظر سے  
بدلے میری فرقت کی سحر سے  
اُتر آئے نہ جنت چرخ پر سے  
بچاؤ آپ کو اپنی نظر سے  
تقاضا بڑ گیا پچھلے پر سے  
تو نہ کو کیا ملا اللہ کے گھر سے

۲۰۹

بڑا دُور وصل کی شب ہاتھ مائل  
مزا لو کچھ ادھر سے کچھ اُدھر سے

۲۲

مشتاق دید جمع ہین ڈیوڑھی پہ یار کی  
دل چھینکے پڑ پڑتا ہے زلف و نمین یار کی  
دامن سے ہر کسی کے پٹتا ہے راہ مین  
دل ہے مرا کہ آئندہ فوٹو گراف کا  
منہ کیا کہلے کہ شاخ سے ہنس ہنس کے گر پڑے  
تو بند کر کے شیشہ مین نبت العنبر کو رکھ  
پردے مین حسن رہ نکا جھانکنے لگا  
آئینہ دیکھتے ہین وہ دن بہر مین لاکھ بار  
سستی ہوئی مجھ دور تو ٹوٹے قبا کے بند  
مجھ پر بالیا ہے جو ہر کام مین۔ مجھے  
مٹی کو میری تخت سلیمان کا اون ہے  
دل مین امید۔ امید مین غم۔ غم مین شوخیاں

مع

چلمن ٹپری ہے در پہ نگا ہو مکے تار کی  
مہمانی ہو رہی ہے غریب الدیار کی  
عادت بگڑ گئی مرے مشت غبار کی  
کہنچتی ہے ہر لباس مین تصویر یار کی  
غینون کو گدگداتی ہے آمد ببار کی  
ساتی ہے اس مین جان کسی بادہ خوار کی  
مسکی ہے سو جگہ سے قبا جسم یار کی  
آغاز ہے شباب کا آمد ببار کی  
جو بن پہ لوٹ پوٹ ہے انگڑائی یار کی  
ہر رات مین قسم ہے مرے اختیار کی  
ٹوپی ہوا کے سر پہ ہے مشت غبار کی  
ایک رات مین رہا ہوں نکا ہوں مین یار کی



گو یا ہوا پلٹ گئی بوس و کنار کی  
 سٹے اگر سیاہی شب انتظار کی  
 دیکھو کسوٹی ہے یہ زبان اعتبار کی  
 کبھی سفارش آپ بھی امیدوار کی  
 جی میں یہ ہے کہ بات کریں مجھے پیار کی  
 میت پہ رو کے آئے ہو کس جان نثار کی  
 قیمت دو بوسے گال کے۔ ایک بات پیار کی  
 ڈرتے ہیں آرزو سے وہ مجھ پر تیار کی  
 پونچھو لکیر۔ مہ نہ دنیالہ دار کی

کل دہزا ملا ہے کہ طالب ہیں آج خود  
 یارب تو میرے دل میں سویدا بنا سے  
 تم شکوہ کے پاس تھے سچ بیان کرو  
 کچھ ان سے عرض کر کے یہ کتا جو مجھے دل  
 پہونکا ہے کچھ شائبہ آہستہ کان میں  
 منہ پر ڈرٹی ہے خاک پریشان ہیں کسے بال  
 ستا ہے۔ مولو۔ یہ مراد ل بکاؤ ہے  
 دایہ سے سن لیا جو پہلے پہل کا ذکر  
 سورج دل میں کر ہی چکے بس حضور بس

ماکل کہو تو کسے اترار ہے ہو آج  
 کل تم تو روتے بیٹے تھے ٹوٹو رہی پیار کی

۲۷

۲۱۰

لاکون اڑا کے طیر سے تصویر یار کی  
 چہرے پہ ہے نقاب کہ مٹی شکار کی  
 تبیر دیکھنا مرے مشت غبار کی  
 چوٹی سے زردیان بنا لینگے دار کی  
 لا قنطاریلین جان ہے امیدوار کی  
 ترکتی نہیں ہنسی ترے پہوونکے ہار کی  
 باتیں بھی پیار کی ہیں نگاہیں بھی پیار کی  
 چوٹیں لگیں جو مونچہ نیم ہار کی  
 یہ نذر بھی پسند میں خاکسار کی  
 بر لاؤ آرزو کسی امیدوار کی

تکین ہو جو میرے دل پر تیار کی  
 دہرہ صید کرتی ہیں آنکھیں نگار کی  
 پٹا ہوا چلا وہ سواری سے یار کی  
 منصور ہم بھی سیر کریں باغ یار کی  
 مایوس کر کے وصل سے تم مارتے ہو کیرن  
 یہ لوٹتے ہیں شام سے کچھ دیکھ پائے کیرن  
 یہ جان کیوں نہ جائے۔ یہ دل اُنہ کیوں نہ آ  
 نازک وہ ہیں چمن میں بخار آگیا انہیں  
 مٹی کا ایک کھلونا سمجھتے ہیں دکھو وہ  
 غافل ہرے ہیں ٹہرے ہیں جو بن کھلے ہو

مین دلدو ڈھوڈھوڈ کے پہلو مین تک گیا  
 تڑپا جو بعد قتل تو کچھ رحم آگیا  
 دیکھو تو آ کے گود مین بان بان بجا درست  
 جنت مین جو رلوٹ گئی کیون ٹرما کے ہاتھ  
 احسان ہو روح پر جو بنہالے کوئی انہیں  
 آکر پیامبر نے خبر دی قریب شام  
 پھر کا خوشی سے دل تو جگ بھی اچھل پڑا  
 آئینہ لایا انجمن آرائی کا خیال  
 فانوس۔ جہاز۔ لمپ قرینے سے لگ گئے  
 صحن مکان مین عطر کے شیشے لٹہ ہارے  
 روشن قدم قدم پہ اگر کی ہین بتیان  
 دولہن نبی ہوئی ہے مری محفل نشاط  
 اب اور سنئے دیر جو آنے مین ہو گئی  
 آہٹ پہ کان۔ در پہ نظر۔ دلمین دسو سے  
 دم بہر کے بعد آ کے یہ دربان نے کھا  
 انبوہ خلق گرد ہے۔ میانہ ہے بیچ ہین  
 وڈرا جگر کو تمام کے بے اختیار مین  
 پٹ کہو لکر کھا کہ یہ دل رونمائی ہے  
 اترے وہ مسکراتے ہوئے منہ کو ڈھانپ کر  
 بیٹھے جو آ کے دور سے ناب کا چلا  
 ہاتھوں سے ظرف چھوٹ گئے نشہ چڑ گیا

قطع  
 سی از بیتی

ذات شریف بیٹھے ہین شہی مین یار کی  
 کہتے ہین مغفرت ہو مرے جان نثار کی  
 مجبوری انتہا ہے مرے اختیار کی  
 کیا ہول گر پڑا کوئی چوٹی سے یار کی  
 میت پہ بوٹتے ہین وہ مجھ جان نثار کی  
 شب کو سواری آئیگی اُس گلزار کی  
 رنگت بھی سنج ہو گئی مجھ غمگنار کی  
 تمثال جلوہ گر ہوئی نقش و نگار کی  
 تصویر کینچ گئی اثر نور و تار کی  
 موج ہوا مین باس ہو مشک متار کی  
 چلمن جگہ جگہ پہ ہے پھولوں کے ہار کی  
 یارب اسے نظر نہ لگے روزگار کی  
 گھڑیاں جگر کو ملنے لگیں انتظار کی  
 امید یاس بنگئی مجھ بقیہ رار کی  
 حضرت سواری آتی ہے اک گلزار کی  
 دل کو ہلا رہی ہین صدائیں کمار کی  
 آہی گئی تھی در پہ سواری بنگار کی  
 پہلے قبول نذر ہو اس جان نثار کی  
 یوں گہر مین آئے جیسے کہ آمد بہار کی  
 جوٹی شراب پینے لگے ہم بھی یار کی  
 بوتل ہے چور چور می خوش گوار کی



تو بھی دل شکستہ ہے مجھ بادہ خوار کی  
اب ادھی رات رنگینی و سلی نگار کی  
قبضہ میں رہ سکی نہ عنان اختیار کی  
حسرت رہے نہ لذت بوس و کنار کی  
طرب سار لائی ہے مستی نگار کی  
ادھی مین یہ کہ بات کریں مجھے پیار کی  
آنکھوں میں یہ کہ ٹھہریگی بوس و کنار کی  
غرفے کے یہ اشارے۔ فقط خدیجیاری کی  
وہ انتخاب مرے دل اسید دار کی  
وہ یاس وہ ہوس دل نا کردہ کار کی  
وہ بار بار چھیڑ دل بقیہ دار کی  
مجبور ہو کے بات بھی اختیار کی  
آغوش گرم ہاتھ ہے گردن میں یار کی  
پر مجھ کو فکر کچھ نہیں روز شمار کی  
یک بات تم سے کہتا ہوں دارالقرار کی

تو نے پڑے مین ساغر بلور ادھر ادھر  
یوں نصف شب تمام ہوئی ہامی دھوئی  
مستی میں ہاتھ بڑھنے دگا کچھ ادھر ادھر  
میں نے کہا اٹھو کہ چھپر کھڑ پ جائیگے  
غصہ سے رنگ لال ہوا منہ عرق عرق  
چتون سے یہ عیان کہ کہی پھر نہ آئیگے  
باتو نہیں یہ کہ کٹھکے چلے جائیگے ابھی  
عشوق کے یہ کناے نہ ٹھہریگے اب یہاں  
وہ مسکرا کے دیکھنا نیچی نگاہ سے  
وہ غصہ وہ نگاہ وہ ہٹ ہٹکے بیٹھنا  
وہ لحظہ لحظہ اُنکا بگڑنا بساؤ مین  
باقی رہے نہ تاب تو اُنکر لپٹ گیا  
بے پردگی کا لطف ہے اب کچھ نہ پوچھئے  
مائل مرے تو ایسے کڑوڑون گناہ مین  
میں فکر کیا کروں مرا اللہ کریم ہے

۲۳

میرے ہی منہ سے میرا علمنا مگر مٹنے  
ہر آنے آنکھ رحمت پروردگار کی

۲۱۱

نہاے دیکھنے والوں کی حالت ایسی ہوتی ہے  
وہ گالی دیکھے کہتے ہیں ذلت ایسی ہوتی ہے  
خدا کی شان ہو انسان کی صورت ایسی ہوتی ہے  
پہر اپنی کہتے ہیں الٹی شکستہ ایسی ہوتی ہے

۴۵

گرے موسیٰ یہ لکرا چھی صورت ایسی ہوتی ہے  
جو بوسہ لیکے مین کہتا ہوں لذت ایسی ہوتی ہے  
پر کیا سمجھو۔ غلامانکے مین عارض ہو کر ایسی  
وہ فرماتے مین دل لیکر دیا کیوں سے مانگا تھا

قیامت میں جو وہ آئے تو سب کی انگلیاں ٹھنک  
 ذرا سی بحث پر وہ فرج کرنے بیٹھ جاتے ہیں  
 سنبھلتے ہی نہیں پھر دیکھنے والی قیامت تک  
 جو دیکھا سب میں اُسکو آپس میں ہو گیا باہر  
 وہ کہتے ہیں اشارہ سے یہاں بھی بیا کر رہا ہے  
 نہ آئے مثل یوسف کو دین عاشق کی جو برسوں  
 ذرا سی بات پر بہ ہون جبکہ کہتے ہیں بکارتے ہیں  
 غلطی ہو نہ انکو فہم نہ جاتی ہے خیالوں سے  
 نثار اُسپر وہ سب میں ہو۔ خدا اُسپر اُس میں  
 ہزاروں عرضیاں دین ایک بھی نہ کہلائی  
 جو بے بحث ٹھہرا وصل۔ وہ شرمائے پھر سکر  
 جلا کر خاک کر دین برق امین کو بھی بے موسیٰ  
 جو وہ محشر میں آئینگے مرینگے اہل محشر پھر  
 تصور میں جو آتے ہیں وہ تک کر بیٹھ جاتے ہیں  
 یہ دل کہتا ہے لیجا کر بٹھارے طور پر اُسکو  
 جو نالہ سنلیمیرا وہ بے چادر نکل آئے  
 شب معراج احمد کو فرشتے دیکھ کر بولے  
 وہ انکا دیکھ کر آئینہ پھر کہنا قیامت ہے

پکارے اہل محشر اچھی صورت ایسی ہوتی ہے  
 اٹھایتے ہیں خنجر کوئی صحبت ایسی ہوتی ہے  
 وہ پیاری پیاری گوری گوری صورت ایسی ہوتی ہے  
 خودی میں بخودی کثرت میں وحدت ایسی ہوتی ہے  
 خدا کے سامنے میری شکایت ایسی ہوتی ہے  
 ہزاروں صورتوں میں ایک صورت ایسی ہوتی ہے  
 گزر جاتی ہے ساری رات صحبت ایسی ہوتی ہے  
 کسی کس کی بولی بولی صورت ایسی ہوتی ہے  
 تصدق جہاؤ نہیں وحدت میں کثرت ایسی ہوتی ہے  
 تمہارے کار ہزاروں کی غفلت ایسی ہوتی ہے  
 جو صحبت ختم ہوتی ہے تولدت ایسی ہوتی ہے  
 انہیں مٹی کے پتلون میں شرارت ایسی ہوتی ہے  
 دکھا دینگے قیامت میں قیامت ایسی ہوتی ہے  
 نزاکت اُسکو کہتے ہیں نزاکت ایسی ہوتی ہے  
 کسی کا فکر کی گوری گوری صورت ایسی ہوتی ہے  
 جب ایسا صورت چھنکتا ہے قیامت ایسی ہوتی ہے  
 خدا بھی بیا کر رہا ہے جو صورت ایسی ہوتی ہے  
 تاکہ کیوں نہ آئے اچھی صورت ایسی ہوتی ہے

پتھر جاتے ہیں اہل حند مائل کی غزل سنکر  
 دکن کے شاعر دکنی بھی طبیعت ایسی ہوتی ہے

۱۲۷

۲۱۲

لاگئی انکھ تو دو کام بھی چل ہی سکے  
 وہ لگی چوٹ جبکہ پر کہ سنبھل ہی سکے



<p>مومنہ پر مومنہ تم جو رکھو جان نکل ہی کے          جسکا ایک ہاتھ بھی پر دیسے نکل ہی کے          میں زراکت کے فدا زور چل ہی کے          جسکی آواز بھی پر دیسے نکل ہی کے          دل ہی وہ دل ہی جو سینے میں اُبل ہی کے          وہ دعا کر کہ جوانی کہی "دل ہی کے          ضعف سے ہم کہی کر دے تو بدل ہی کے          دم مرا صور سرفیل او گل ہی کے          نہیں ممکن کہ ترا حسن اُبل ہی کے          میرے نالے تو کلیجا ترا ل ہی کے          پانی پیکر بھی نوالہ صحت نکل ہی کے          یار کے دل سے تو ہم دل کو بدل ہی کے</p>	<p>زور مجھ پر ملک الموت کا چل ہی کے          بند کرتا ہوں اُسے دیکھنے آنکھیں اپنی          توڑ ہی ڈالو گے کیا تم مرے دست گستاخ          لے ہو س رات کو بے پردہ وہ ہو گا کیونکر          وہ کلیجا بھی کلیجا ہے جو تڑپے نہ کہی          لطف کب تک جو زلیخا ہو جو ان ای بوسف          آپ ہی کہئے کہ تعظیم کو اڈھیں کیونکر          صبح محشر جو کہے تو دھین ٹھہرے رہنا          ہم اگر ہاتھ لگا دیں ابھی جو بن کو ہو جوش          جا کے توڑینگے خاک کو یہ غلط جوت دروغ          پیکے آنسو جو کیا شکوہ تو ہنس کر پڑے          قسمت غیر سے کس طرح بدل لیں قسمت</p>
--	--

۲۵

عزم کیا طور کا ہے ہوش میں آؤ مائل  
 آپ کیا چیز ہیں مونسے تو سنہل ہی کے

۲۱۳

<p>توڑینگے یہ خدا کا اسے گم بنائینگے          یہ سفت جو ان کسی کو مگر بنائینگے          ہم جلوہ گاہ رب میں تر اگر بنائینگے          اچھا ہوا نکلے دل پہ جو بے غبار لے          کیا داویر جزا ابھی ندیگا اور نہیں سزا          گو اپنے فرن میں مانی رہنر دطاق جہن          پھینک دے تو ہر ہاتھ سے ناخن تراش کر</p>	<p>ہم دل کو لا مکان کے برابر بنائینگے          بگڑے تو کیا دعا سے مقدر بنائینگے          ایک یا دو کار طور کے اوپر بنائینگے          اس خاک سے وہ میری لگے گم بنائینگے          جو ٹا جو میرے خون کا محضر بنائینگے          تصویر شوخیوں کی وہ کیونکر بنائینگے          ہم اپنی فصد کو ملنے نشتر بنائینگے</p>
---	---

سہارا ہو مٹنی عرش استوا غلط  
اوس دل کو خاک چھین چھین زمین مٹاؤ نہ  
پیش خدا ہم انکو نہ لائیں گے بی حجاب  
روفتی کچھ اور ہوتی ہو سجود کے باغ کی  
ساقا تھے کو آئین ہمارے ہی گھر یہ وہ  
کیلو ابھی تو کیلئے کون میں آپ کے  
ہنگامہ گرہ پاؤ کیا لطف دید کا  
تقدیر سے مخالفت تدبیر عاشقان  
ترتیب میں نانا آئے کوئی حیرت یاس  
اے چرخ آہ گرم سے ہم سیکشون کی ڈر  
ہر عشق کے نصیب میں مشاطگی حسن  
وہ اد آسمان سے یکساں جفا کو ڈر ہنگ  
بواہ چاند دیکھتے ہی چاند عیب کا  
دل میں فرشتے آنکھ میں مردم کی بددش  
اقرار قتل میں بھی نیا ڈر ہنگ چاہئے  
بیکار جانیگی نہ تری گرد کشش پا  
ہم غم مختص ہے جو بھلنے نشہ میں

واعظ کو آج ہم سر مہربنا کیے  
آئینہ کا زلزلہ وہ جہاں گہربنا کیے  
وامان حشر بھارت کے چادر بنا کیے  
آئینہ بھین میں یہ جو ہر بنا کیے  
دشمن کی قبر رو برو در بنا کیے  
ہو جائیں گے جوان تو تھکنا کیے  
وہ اپنے جلوہ گاہ کو محشر بنا کیے  
کیونکر بنینگے کام یہ کیونکر بنا کیے  
چاروں طرف وہ سیر کند بنا کیے  
پکارا کے تھکوشیشہ وساغ بنا کیے  
ہم خود تھامی زلف معبر بنا کیے  
ہم انکو پیار کر کے ستگر بنا کیے  
اپنی لڑکا ہم سے خجس بنا کیے  
یہ سب سہی سپر آپ کہاں گہربنا کیے  
تصور اپنی ہم سر محضر بنا کیے  
اس خاک ہی سے قالب محشر بنا کیے  
ساغ کو شیشہ شیشہ کو ساغ بنا کیے

۲۰

ماٹل سے کہہ رہے تھو فرشتے ازل میں نہ  
تھک کو حکیم تھک کو سخنور بنا کیے

۲۱۴

۱۰ بہت تجھے خدا کے بار بنا کیے  
ہر دم نہیں نہیں خود دم پر بنا کیے

۳۲

تصور تیری یوں محشر بنا کیے  
شام وصال موند جو بگڑ کر بنا کیے



دیکھا کسی جگہ جو کوئی دل پڑا ہوا  
 نہ آئیگی جو ہم کو پس نالہ و فغان  
 قربان جاؤں جیب میں کرنی کی شے نہیں  
 ہم عاصیوں کو حشر میں قدرت جو دھندلا  
 کاغذ لگا کے سینہ سے لکھیں گے خط اسے  
 کیوں کہ تے ہیں اکوہ خود بنیوں تنگ  
 ڈالیں مرے گلے میں تو سستی کا لطف ڈالو  
 کہتے ہیں ان کے سایہ سے فتنہ خرام کے  
 تصویر وصل ہے نظروں میں کبھی بولی  
 سکے ہم چلائے تنگے اقلیم عشق میں  
 کر لیں گے وہ دونوں جگہ تاک جانا کر  
 حوروں کے ساتھ آپ رہیں کیوں خلافِ شان  
 دیکھیں گے آنے میں وہ دانتوں کی آبتاب  
 یک رات ہی جو پاس ہیں یہ بتان نہند  
 باتیں دتہ بنا کو کہا تو دیا جواب  
 سوچیں یہی خدا کو دم خلقت بتان  
 جو زمین گے آج باغین سادوں جو گا کوہ

بولے اسی زمین پر ہم گھر بنا دیئے  
 ٹکڑے فلاکے جوڑ کے بستر بنا دیئے  
 دل ہے مرا گھر ہی اسے کیونکر بنا دیئے  
 یک رات پل صراط کے اوپر بنا دیئے  
 بنا نفس سے ہم خط مسطر بنا دیئے  
 کیا آنے میں قبر سکنہ بنا دیئے  
 انکوائی لیکے طوق وہ اکثر بنا دیئے  
 ہم سب تہی کو دار و محشر بنا دیئے  
 کیونکر شائین گے اسے کیونکر بنا دیئے  
 داغ جگہ صورت دلبر بنا دیئے  
 خود گھر میں بیٹھے بیٹھے کئی گھر بنا دیئے  
 یک خاندان باغِ خلد سے باہر بنا دیئے  
 ان ہوتوں کے عکس سے جو ہر بنا دیئے  
 کافر کو شجہ شجہ کو کافر بنا دیئے  
 اچھا تراکیب جانتا رہنا بنا دیئے  
 ہونٹوں کو لعل سینہ کو پتھر بنا دیئے  
 جو لاجتھے ہم احوال مضطر بنا دیئے

۲۱۵

آئینہ رکھ کے سامنے کرتے ہیں شق جو  
 ماٹل وہ عکس کو بھی تنگ بنا دیئے

۲۱

۳۲

دیوانہ مجھ کو سامنے آکر بنا دیئے  
 دلبر بنا دیئے نہ جگہ پر بنا دیئے  
 صورت دکھانے کے وہ مجھ پر بنا دیئے  
 ہم تیری شکل جان کے اندر بنا دیئے

آنکھیں اڑا اڑا کے وہ دم پر بنا ئینگے  
 ظاہر کردن جو میں مجھے کافر بنا ئینگے  
 وہ لیکے دل مرا مرے دم پر بنا ئینگے  
 وہ اپنی زلفت مجھ کو مٹا کر بنا ئینگے  
 جس میں چھپ گئے اس کو وہ کافر بنا ئینگے  
 لیکن وہ بات سوجھ بکھر بنا ئینگے  
 سار شمع آنکھ میں اگر بنائینگے  
 وہ ان ذکر یہ کہ ہاتھ کا زیور بنا ئینگے  
 وہ گوئے گوئے ہاتھ میں سطر بنا ئینگے  
 کیا آنکھ جان قالسب محشر بنا ئینگے  
 زلفین بنا کر ہم ترے دم پر بنا ئینگے  
 کیا لامکان کو پاس کوئی گھر بنا ئینگے  
 وہ رفتہ رفتہ اس کو بھی نشتر بنا ئینگے  
 جو آسمان پر ہے وہ زمین پر بنا ئینگے  
 وہ دل کے آئینہ میں یہ جوہر بنا ئینگے  
 ارض و سما کو چادر و بستر بنا ئینگے  
 گہو رنگت کو کسے قتل کا محضر بنا ئینگے  
 اہم تری شکل ذہن میں کیونکر بنا ئینگے

میرے ہی گھر کے سامنے جب گھر بنا ئینگے  
 پہنان کر دن جو میں تو وہ خود ہونگے  
 وہ ان کو روٹھائی تو کیا فائدہ مجھے  
 پہنان مری فتامین بقا کا بناؤ ہے  
 نادان ضرور کہنا ینگا وہو کا حلول کا  
 یہ میرا دوستانہ گلہ کچھ بڑا ہوتا  
 ہر دم نئے لباس میں نقشہ حضور کا  
 یان نکاہ کہ چٹکے فرمائشوں سے ہم  
 لکھتا جو سیکر جائیں تو لکھینگے خط مجھے  
 نکتے تیرے خرام کے چنتری ہیں کیوں ملک  
 کہتے ہیں وہ کہ تو بہت سادگی پر پوٹ  
 رکھتے نہیں زمین پر قدم وہ غور سے  
 تنکا تو نکلی ناک کا چبھتا ہوا آنکھ میں  
 مقدور دے خدا جو بہتان فرنگ کو  
 لینگے شب وصال تنکا ہونے چکیاں  
 دیوانگان عشق کو راحہ تنگ ہے  
 آنکھیں لگی ہیں ادھر ہزار نکلی شل نہر  
 تو سب کی صورتوں میں ہر چہرے پاک ہے



<p>نورۂ کن کے کرشمے دیکھو          جال میں کاتبِ اعمال چھنیں          رات دن رہتی ہے گردشِ انگو          میرا کہنا تیرا سنا معلوم          جانکر ہی وہ نہ جانیں مجھ کو          عاشقی میں تین سوز کیسا          تجھ پہ کہل جائے جو راز ہر دوست          آنکھ سے آنکھ میں پیغام آئے          کھل گئی بے ہنگامی باہنگی          دل سے دل بات کرے لکھتے آنکھ</p>	<p>کسین تم تم کسین قلقل ٹھہرے          دوش پر آگے جو کاکل ٹھہرے          چاند سورج قحط مل ٹھہرے          جینش لب ہی اگر غل ٹھہرے          عارفانہ ہی تجاہل ٹھہرے          آپ ہم کیوں گل و بلبل ٹھہرے          فلسفی دور تو سل ٹھہرے          اگر نگاہوں کا تو سل ٹھہرے          کل میں جب محو ہوئے کل ٹھہرے          عاشقی کا جو تو سل ٹھہرے</p>
۲۱۷	<p>کیوں نہ فردوس میں جائے مائل          جب محمد کا تو سل ٹھہرے</p>
<p>چیر کر دیکھتا ہے دل نالان کوئی          آگے یوں جاتا ہوا ور کے خرامان کوئی          جا کے میں کوئی بتائیں یہ صارتیا ہوں          جتنی عاشق میں تیری دھن میں تیری فکر میں          تم رلاتے ہو تو روتا ہوں مگر غم نہ ہر          پہنچنے پہنچا کر نہ ہو دل وحشی میرا          بدگمان پاکے مجھے ہائے وہ اور کا کہنا          اسی خدا جہاں وہ جنت میں کر دوزخ میں چلے          کیا کہوں دل مرا کس طرح لپیٹ کر دیا</p>	<p>لے خدا ہوم سے نکھڑا ارمان کوئی          پیچھے پیچھے پہنچتا ہوں دامن کوئی          دل و دین بچھڑا آیا ہے سلمان کوئی          سر نہ اڑے کوئی سر بگربان کوئی          ہوا شک نہ پٹیکے مرا اڑسان کوئی          آستین کوئی بنا لے تو گر بیان کوئی          آزار مجھے یارب پہریشان کوئی          عشق رکھتا ہوں کسی سے مسلمان کوئی          ملک یا جب کسین نکلا ہوا اڑسان کوئی</p>

کیا ہمارے ہی لئے بت یہ ہو دین پیدا  
 قبر میں لاش تو ہو لاش کو اندر نہیں دل  
 خلوت دل جسے کہتے ہیں عجب محفل ہے  
 مجھ کو اسے خاک نہ کہانا کہ مری دفن کی وقت  
 بوسہ دیکر مجھے موندھ پھیر کے فرماتے ہیں  
 ہائے اوس مجھ نے یا خبر میں چھپوایا ہے  
 جو کر صبر بنا لینگے اسے اسرافیل  
 آگئی نیند جو گردن پہ تیرا ہاتھ آیا  
 جس طرح خلد سے آدم کو نکالا تو نے  
 جس پہ تم بیٹھے ہو کیا شان ہو اوس کئی کی  
 تجھے سب حشر میں مانگیں گے دل اپنا اپنا  
 کیا کہوں طور پر کس شوق سے میں آیا ہوں  
 آج کس فکر میں کس سوچ میں کس گہات میں  
 ان حسینوں کو فقط ٹوٹنے کی عادت ہے  
 اے خدا ہو دم بخشش دل و دیدہ میں تلاش

آفت جان کوئی غارتگر ایمان کوئی  
 لیگیا کہود کے کیا گنج شمشیر کوئی  
 یان ہی بخود کوئی رشید کوئی حیران کوئی  
 کہہ رہا تھا ترا الٹ نہ نگہبان کوئی  
 بھول جائے نہ الٹی مرا احسان کوئی  
 میں ہوں کا فرمجے چاہے نہ مسلمان کوئی  
 توڑ کر پھینکے جو میرا دل نالان کوئی  
 سو گیا سونگاہ کے گیسو سے پریشان کوئی  
 یان اسی طرح نکالے مرا ارمان کوئی  
 عرش کھتا ہر کوئی تخت سلیمان کوئی  
 کوئی دامن تر اکہنیو کا گر سیبان کوئی  
 بات کرتا نہیں امی موسیٰ عمران کوئی  
 رکھ بیٹھا ہے جزاؤں نہ زخف ان کوئی  
 کوئی دل لیتا ہے دولت کوئی ایمان کوئی  
 سا چھپالے نہ کسی بت کو مسلمان کوئی

۱۸

تم انا بحق لب تر بہت سے کہو اے مائل  
 مٹکے الفت میں کر دکار نمایان کوئی

۲۱۸

دے خدا۔ مائل کو اس سن کے لئے ۳۳  
 کیا کہیں رسوا ہوئے گن کے لئے  
 سپر کسی بت پر نہ ڈالوں اپنی آنکھ  
 کہتے ہیں دل پر لگا کے تیرے وہ  
 حور شب کو اور پر ہی دن کے لئے  
 نام ان سے پوچھ لو۔ ان کے لئے  
 اگر خدا مل جائے یکدن کے لئے  
 حین یہ پلکین چشم باطن کے لئے



۴	امن سے کہتا ہوں الطیف وصال ہوں وہ بلبل جب بنایا آشیان	۴	آؤ تم چور می سے روزان کے لئے باغبان سے پوچھ کر تنکے لئے
۴	کیا دعادوں اور تم کو حشر میں وصل سے خوش ہو کے یہ کہتے ہیں وہ	۴	تم خدا بنجاؤ اس دن کے لئے چوڑ دینگے سب کو ہم ان کے لئے
۴	آج کس گل کو ہوا شوقِ خصال وقت کی تخصیص کی دن اوس کام کو	۴	جار ہی میں بلبلین تنکے لئے ہو تمہیں شب کے لئے دن کے لئے
۴	میرے دل میں اوسکو رکھو اسے خدا حشر میں یہ کہہ رہی ہے مغفرت	۴	بیج پتلی چشم باطن کے لئے میں ہوئی پیدا اسی دن کے لئے
۴	گل سے چوتھی کیلتی میں بلبلین سکے گنتی ہٹائے شرما کے وہ	۴	پول کی چڑیوں کی جاتنگے لئے کی خطا بوسے جو گن گن کے لئے
۴	دلین کیوں دیتے ہو دشمن کو جگہ رات آئی کیجے سولا سنگار	۴	ایسا شیشہ ہے اس جن کے لئے سادگی تو حسن ہے دن کے لئے
۴	بعد بخشش حور و غلمان و قصور	۴	انگلیوں پر چنے گن گن کے لئے

۲۱۹	جان مائل کیوں ہو مائل سے خطا کیا دیا تھا دل اسی دن کے لئے	۱۶
۳۳۴	اگ کا فر۔ حور مومن کے لئے کیا کہیں سبے لڑے کن کے لئے	۳۳۴
۳۳۴	رات سادی گرچہ نکلیں حشر میں حور کی پلکیں بنانے اے خدا	۳۳۴
۳۳۴	شب کو مجھے خواب میں کیا حجاب پوچھتے ہو دل دیا۔ پس کر کیا دیا	۳۳۴
۳۳۴	راغلو پہر ہے خدا کن کے لئے انکا مکھڑا دیکھ لو ان کے لئے	۳۳۴
۳۳۴	پہر بھی آدھی رگنمین دن کے لئے تو نے کسے کان سے تنکے لئے	۳۳۴
۳۳۴	یہ تو پر راجا چاہیے دن کے لئے اُجلے اُجلے کسے گن گن کے لئے	۳۳۴

مین ہوں اوسین وہ ہو خجہ مین جلوہ گر تو جوانی مین نہ کفر نہ مایشین عشق اترتا ہی نہیں سرست مرے ہے حساب درستان و ردل حضور وصل کی شب نیند وہ بھی وقت پر ہوں وہ کشتہ پھول باسی قبر کے کردیا غارت حسینوں نے ہین ہے نظر بازی مین خود بینی کا لطف اونکی قسمت۔ انکے دل۔ انکے داغ	ہوں تماشا اہل باطن کے لئے حسن خود زیور ہے اس سن کے لئے اوس پری کو لاؤ اس جن کے لئے مونہ کے بوسے دلیں گن گن کے لئے تم اٹھا کر کہو اسے دن کے لئے جھاڑتی ہین بلبلیں تھیں سکے لئے ٹنگے اُن کے لئے انکے لئے آئینہ ہوں صاف باطن کے لئے ہین حسیانِ جان جن کے لئے
---	---

۲۲	آج مائل کون یا آیا تمہیں اس قدر روتے ہو تم کن کے لئے	۱۸
<p>فرقت کا نہیں رنج گلا اور ہی کچھ ہے وہ جھانک کے چھپنے کی ادا اور ہی کچھ ہے تم آؤ ادھر قصہ مرا اور ہی کچھ ہے مین دم جو نہ دہست مارے گہر وہ بھی نہ آتے بوٹا سا یہ ہے پر ہے قیامت کے برابر دل گرنے لگے راستے والوں کے تڑپ کر دل لیکے مرا کرتے ہین وہ جھپک کر سلام آج ایک بوسہ جو ماگکا تو ستائی ہین ہزاروں ہوتی ہے تسلی کہیں یک رات مین ای جان آہین مری سن سن کے یہ کہتے ہین وہ نہ ہکر</p>	<p>اسلام تم جانتے ہو وہم مرا اور ہی کچھ ہے شونہی بھی تصدق یہ حیا اور ہی کچھ ہے وعدے پہ نہ انہی کی سزا اور ہی کچھ ہے لائی جو اڑا ہا کر وہ ہوا اور ہی کچھ ہے قامت کی ترے نشوونما اور ہی کچھ ہے چلمن کے اٹھانیک کی ادا اور ہی کچھ ہے تعلیم ہے کسکی یہ ادا اور ہی کچھ ہے یہ جو دے یہ بخشش یہ عطا اور ہی کچھ ہے ارمان بہرے دل کی دعا اور ہی کچھ ہے گرمی ہوش سردی یہ ہوا اور ہی کچھ ہے</p>	

۱۹  
تم جانتے ہو وہم مرا اور ہی کچھ ہے  
شوخ بھی تصدق یہ حیا اور ہی کچھ ہے  
وعدے پہ نہ آئیںکی سزا اور ہی کچھ ہے  
لائی جو اڑا ہا کر وہ ہوا اور ہی کچھ ہے  
قامت کی ترے نشوونما اور ہی کچھ ہے  
چلمن کے اٹھانیکلی ادا اور ہی کچھ ہے  
تعلیم ہے کسکی یہ ادا اور ہی کچھ ہے  
یہ جود۔ یہ بخشش۔ یہ عطا اور ہی کچھ ہے  
ارمان بہرے دل کی دعا اور ہی کچھ ہے  
گرمی آتش سردی یہ ہوا اور ہی کچھ ہے



کیا پہر نے لگا وصل کا نقشہ نظرون میں رسوائی کا شکوہ نہ ملاست کی شکایت کتے ہو دم وصل جو تم ہوش میں آؤ تم مجھ پہ مرو کتے ہیں وہ - ہاتھ اٹھا کر نکلا ہے کوئی چاندنی میں کو لکے جوڑا بس چوڑ جو کتے ہو تو آہستہ کو تم اوس نے جو کہا صبح کو المٹ رنگسبان	شب تری آنکھوں کی حیا اور ہی کچھ ہے یوسف سے زلیخا کا گلا اور ہی کچھ ہے کیا ہوش میں آئیںکی دوا اور ہی کچھ ہے تاثیر کدھر ہے - یہ دعا اور ہی کچھ ہے بکھرے ہوئے بالوں کی گٹھا اور ہی کچھ ہے ہو نہٹوں ہی میں کہنے کا مزا اور ہی کچھ ہے تاثیر چکاری یہ دعا اور ہی کچھ ہے
--	---

۲۲۱	ماٹل کا وہ دل مانگتے ہیں ہاتھ دکھا کر نسخہ یہ نیا ہے یہ دوا اور ہی کچھ ہے	۱۶
-----	--	----

ان پردہ نشینوں کی حیا اور ہی کچھ ہے گو نگٹ کے اٹھانے میں ادا اور ہی کچھ ہے دید اور تہی کچھ وصل ترا اور ہی کچھ ہے محرم میں ہے کیا چیز جو پچھا تو وہ بوے وان ذکر کہ ہون رشک وہ جلوہ امین موندہ چوم ہی لوگے مراقبہ جو سنو گے اے بت یہ بے قاعش بریں کے ہوا دہر کیا وہ کہتے ہیں شوخی پر مری لوٹ ہے عالم دوست بھی جو دے کوئی تو میں دلوں دیچون کیا دیکھتے ہو ہاتھ کلیجہ مرا ملکہ عمر خضر اتنی قیامت کا دن اتنا ایمن کو چلا آنکھ تجرلی سے لڑانے	اس پردہ میں بلا لیں تو مزا اور ہی کچھ ہے آہا - تیرا جلوہ بند اور ہی کچھ ہے لطف اور وہ کچھ تھا یہ مزا اور ہی کچھ ہے دل ہے نکلیجا ترا اور ہی کچھ ہے یان فکر کہ وہ بت بند اور ہی کچھ ہے افسانہ ارباب دغا اور ہی کچھ ہے وان بھی تری تصویر ہے یا اور ہی کچھ ہے میں کہتا ہوں انداز حیا اور ہی کچھ ہے یہ آنکھ یا رنسا اور ہی کچھ ہے خون اور ہے کچھ رنگ خدا اور ہی کچھ ہے کافر ترا گیسو سے رسا اور ہی کچھ ہے اس خاک کے پتلے کی ہوا اور ہی کچھ ہے
---	--

لیکن ترے بوسہ کا مزہ اور ہی کچھ ہے  
یہ شرم-یہ پردہ-یہ حیا اور ہی کچھ ہے  
مین آپ مین آیا تو خدا اور ہی کچھ ہے

چو ماہی کسی نے بحر الاسود کعبہ  
ہاتھ اپنے مری آنکھ پر رکھتے ہیں دم وصل  
مین آپ سے نکلا تو حنہ اور ہی کچھ تھا

۲۶

ماٹل جوا بھی حشر ہو سکر کو دکھا دوں

۲۲۲

وہ اسعد بے سیم مرا اور ہی کچھ ہے

ہاتھ کھینکے جنازے سے بلانیکے لئے  
تم مجھے لو کر رکھو گونگٹ اوٹھانیکے لئے  
جاؤ تم سنگٹ لگی دل کی بجھانیکے لئے  
موندہ دکھانے کے لئے ہی چپانیکے لئے  
دل تڑپتا ہے کلجے سے لگانیکے لئے  
پنجہ مشرکان اوٹھے انکو بلانیکے لئے  
بھیج دے یک حور یارب دل لگانیکے لئے  
ڈھول اچھا ملیا انکو سببانے کے لئے  
کہو لتے ہیں موندہ مرا وہ می پلانیکے لئے  
باتہ مین گہا تہہ دو مت ہی لگانیکے لئے  
شلاخ شعل طہور لاؤ آتشیا نیکے لئے  
ہم تو شرماتے نہیں صورت دکھانیکے لئے  
بیٹھے ہیں سینے پر چڑھ کر می پلانیکے لئے  
چلیاں آنکھوں سے دوڑیگی بلانیکے لئے  
کیا تمہیں پیدا ہو کے سارے زمانیکے لئے  
میرے مریخی خبر ہو چنی منانیکے لئے

وہ اگر حیا کریں مدفن تک آئیکے لئے  
حشر مین گردش لائے موندہ دکھانیکے لئے  
وہ بت اسے ماٹل چلا ہے پانی لائیکے لئے  
بحث کیون موسیٰ سے ہیرو اٹھانیکے لئے  
سو تے ہیں پہلو مین وہ تکیہ جو رکھ کر چچین  
چلے دے وہ خواب مین آکر تو آنکھیں کنگلین  
دل لگا کر ان تبون سے کیون کریں ہم انکو لئے  
میرے دل کو چھڑتے ہیں لگا کے دشمن کی غول  
رخصت اسے خوف خدا قیاسم سے روکنا  
مین نچوڑو گناہ تہلی مین ہمار سی خون دل  
ہوں وہ بلبل میرے نمونہ مین ہے آواز کلیم  
کیون کفن سے ڈھاپتے ہو موندہ پہلا بعد مرگ  
اسے دل مضطر ٹھہر دے تہہ تر اگر گرد جائیں  
میرے دل سے گر نکلیا مین وہ مجھے روٹھکر  
ہر کوئی مشتاق صورت ہر کوئی خواہان وصل  
روٹھکر مجھے جو برسوں اپنے گہر بیٹھے ہے



بہت تو ہو کا فر تو ہو اپنا جُسم بد لا کر  
 یہ ادا نہیں یہ جفا نہیں یہ جوانی یہ ستم  
 او سکے ہو لے پن کے حد تنے اپنم نہ کیے نند  
 چادر آبِ روان بہت کر لپٹ جائینگے ہم  
 میرے لب میری زبان آسپین بوس کیوں نہیں  
 ہے بہت کا فر اگر مجھ کو خدا مقرر دے  
 شکل اچھی رنگ گورا۔ بال لمبے۔ آنکھ شوخ  
 اداس کی سخت۔ اوسکا ناز اوسکا غور۔ اوسکا داغ  
 تم ادھر لاؤ شے قلیان وہ بوسے لچکے

ایک ذیک فتنہ بنو تم ہر زمانے کے لئے  
 ڈھونڈ کے مزدور کو فی ناز اٹھائیے کے لئے  
 گدگداتا ہے وہ بیت کو ہنسائیے کے لئے  
 آپ جب دریا میں اترینگے ہنسائیے کے لئے  
 آپ جب شتاق ہوں یہ فسانے کے لئے  
 دوں تجھے ساری خدائی پان کھائیے کے لئے  
 کس جگہ کی خاک لی تجھ کو بنائیے کے لئے  
 ایک جب معشوق ہو سارے زمانے کے لئے  
 میں ہوں اب مشتاق موند سبز ہونہ لائیے کے لئے

۲۲۳ ہنرے مائل یہ مانتا ہے شاعر بے نظیر  
 ۱۶ خوب بیان کچھ۔ چوڑ جا پھیلے زمانے کے لئے

خواب میں بھی ملو جو دشمن سے  
 یہ نمایاں ہے اوسکے جوہن سے  
 بارہواں سال ہی یہ تم سیکھو  
 دید بازی کے آتے ہیں پیغام  
 اب کچھ کس کس سے ہاتھ دشت میں  
 وہی اچھا کہ جسے دیکھ لیا  
 لئے بوسے ہر ایک گال کے دو  
 میں تمہیں دیکھنے کو آتا ہوں  
 میری میت پر یوں نہ روناتھا  
 ہائے شتی ہے وصل کی امیر

۴۲ موندھ چھپا لو ہمارے دامن سے  
 کھیل کھیلے ہیں دست دشمن سے  
 کچھ جوانی سے کچھ لڑکپن سے  
 رگ گردن سے دشتِ ایمن سے  
 جیسے آستین سے دامن سے  
 تم کو دیوار و در کے روزن سے  
 چن لئے چار چھول گلشن سے  
 کہیں جاؤ نہ دشتِ ایمن سے  
 اشک پونچے عدد کے دامن سے  
 حرکتی باتوں سے جھکتی گردن سے

اس قدر شوخ ہے وہ پردہ نشین  
 مہنسی ہے تنہا سی آنکھوں میں  
 بھید کھل جائے تو کرین باتیں  
 کیا مزادید کا جو غش آجائے  
 مجھے تم یوں لپٹ کے سو جاؤ

شوخیان چمن رہی ہرین چمن سے  
 تم حکومت کرو گے چتون سے  
 شیخ سے بت خدا برہمن سے  
 باز آیا میں ایسے درشن سے  
 ہاتھ دونوں بڑا دو گردن سے

۲۲۴

تہمین دیکھو خدا کو اسے مائل  
 ہم تو بیخود ہیں اپنے درشن سے

۱۶

کچھ اشارے ہوئے ہرین دشمن سے  
 کسلے کر ہے ہرین گستاخی  
 وہ کٹر ہے ہرین ہماری تربت پر  
 وصل کی شب وہ کھیلے ہرین شکا  
 چلے یا ہائے غیر کے گسر میں  
 پردہ پردے میں دلبری دیکھو  
 جذب الفت کے گر نہیں متائل  
 ٹکے گر جائے ہم زبان میری  
 تو بادے ذرا مرے دل کو  
 جل رہا ہے مرا چسپان حیات  
 آنکھ لڑائے چکے کیا اداسنے  
 مسفت ہاتھ آئی ہے نگاہ کلیم  
 شرم و شرمین چوٹیں چلتی ہرین  
 حورین چوری سے آتی جاتی ہرین

وہ بھی میرے ہی دل کو وزن سے  
 پھول کے ہار اٹھ رہے جو بن سے  
 نفل ایمن آگاہ ہے مدفن سے  
 ہلتی زلفوں سے پھرتی چتون سے  
 خاک میری جھٹکے دامن سے  
 ہاتھ باہر رکھا ہے چمن سے  
 آؤ چتون ملاؤ چتون سے  
 بھید کہنے چلا ہوں دشمن سے  
 گورے سینے سے ابھری جو بن سے  
 تیرے چہرے کے رنگ درغن سے  
 وعدہ وصل وہ بھی چتون سے  
 تار بھینگے دشت ایمن سے  
 اٹھتے جو بن سے جبکتی گردن سے  
 خلد تک راستہ ہی مدفن سے



گود میں کس طرح وہ چپ بیٹھے  
پھر جو ہو چلیلا لڑکپن سے

۲۲۵

نبض دیکھ گا ڈاکٹر مائل  
ہاتھ باہر نکالو چلن سے

۲۸

نظر سے لئے امتحان آتے آتے  
مرے دل میں لین چکیاں آتے آتے  
ہنسے اس طرح وہ بیان آتے آتے  
مجھے بعد مرگ اس طرح یاد کرنا  
ادھر اسکو دیکھا ادھر اسکو جہانگ  
پچکتی کمر سے تھرکتی نظر سے  
بڑی شان سے تیرا بیگ دل پر  
انہیں سے تصور میں کرتا تھا باتیں  
گلی میں ترے دل جلے آج کتنے  
مٹی کچھ۔ بنی کچھ۔ وہ تھی کچھ۔ ہونکی کچھ  
سرہ جو ہوتا ہے نیلام دل کا  
شب وعدہ شرما میں قسین خدا کی  
کیمین جان لیسنا آجائے کافر  
گیا کس طرف نامہ بر۔ انکا نامہ  
وہ شرماے مجھے۔ مزا دیتے دیتے  
اوستھے لوگ تعظیم کو تلمسلا کر  
نگاہ کیوں ہے شچی قسبا کیوں یہ مسکی  
کبھی کچھ۔ کبھی کچھ۔ کبھی کچھ۔ کبھی کچھ

۴۴  
کہ مارے ہیں اک دو جوان آتے آتے  
بنائے ہیں کیا کیا نشان آتے آتے  
ٹٹے میرے دل میں گمان آتے آتے  
کہ میں جی اٹھوں چکیاں آتے آتے  
گئے سب کے دل میں بیان آتے آتے  
کھلے میں لین چکیاں آتے آتے  
کسی نے چڑھالی کمان آتے آتے  
وہ پیچھے ہٹے کیوں بیان آتے آتے  
کہ گھر بہ گیا ہے وہوان آتے آتے  
زبان تک مری دستان آتے آتے  
وہ بولیں گے کیا بولیاں آتے آتے  
مرے اور ترے درمیان آتے آتے  
تجھے اس طرح شوخیان آتے آتے  
بیان لاتے لاتے بیان آتے آتے  
ترکی میرے موند میں زبان آتے آتے  
دلنشین وہ لین چکیاں آتے آتے  
کہاں جا کے آئے بیان آتے آتے  
نہیں آگئیں شوخیان آتے آتے

کمان چلے گئے وہ کمان آتے آتے  
 کہڑک کہڑک گئی لب پہان آتے آتے  
 مزا آئے گا میری جان آتے آتے  
 تجھے آئیں گی شوخیان آتے آتے  
 وہ کچھ پنی کھائے یہاں آتے آتے  
 سٹا دو ہمارا نشان آتے آتے  
 وہ دل بہول آئے کمان آتے آتے  
 حیات تک گئی درمیان آتے آتے  
 مرے لب پہ رازِ نہان آتے آتے

گئے طور پر بہول کر دل کا رستہ  
 شب وعدہ اندازِ لکنت تو دیکھو  
 گلا مجھے کیوں یہ تو پہلا پچھل ہے  
 ابھی سن ہے کم کچھ نہ دیکھا نہ بھالا  
 جو سمجھے کہ ہے بے حجابی کا موقع  
 سر راہ تربت ہے پامال کر دو  
 نظر میں تجسس لبوں پر تاسف  
 لڑایا انھیں مجھے یوں شوخیوں نے  
 چھپا دل میں کچھ کچھ - وہ باموہنہ میں کچھ کچھ

۱۷

زبان کا بڑا جن کو دعوے ہے مائل  
 انھیں بھی تو آئی زبان آتے آتے

+ ۲۲۶

کون - میری خاک دامن تک ترس پائی ہوئی  
 آنکھ کی پتلی سے کچھ کستی ہے اترائی ہوئی  
 ہنہ چھپا یا سہی مگر خلقت تماشا ئی ہوئی  
 وصل کی شب چیز یہ - ہی پہلے ہاتھ آئی ہوئی  
 آنکھ شرمائی ہوئی ہے بات گہرائی ہوئی  
 وہ یہ سمجھے اب اسے حاصل شکیبائی ہوئی  
 بزم دشمن میں ہی تو مجھے دانائی ہوئی  
 او سکی رحمت حشر میں ہر چو ش پرائی ہوئی  
 جب اُٹھ آیا انھیں عالم میں رسوائی ہوئی  
 یہ نہ پوچھو کس طرح میری شناسائی ہوئی

کچھ اڑی - کچھ گر پڑی رستی میں گہرائی ہوئی  
 وہ نگاہِ دستاں کیا چیز ہے پائی ہوئی  
 ہم جو نکلے اونکے گھر سے خوب رسوائی ہوئی  
 کو لکر مٹی وہ فرماتے ہیں دل کو دیکھ کر  
 کام سو پر دین ہیں ہو تو کیا اثر جائے کمان  
 جب مرام وہ نہ تڑپا آنکھ رو تے دیکھ کر  
 ہننے یوں کی بات اونے جیسے کوئی اجنبی  
 ہو لجا گئے کیوں نہ دوزخ نعرہ ہل من مزید  
 آنکھ لیاں اوٹھنے لگیں - وہ وہ - وہی ذاتِ شریف  
 یہ کہو مجھے کہ تم نے کس طرح جانا مجھے



<p>دھوم سے میت کا اٹھنا گیا اسکو پسند          ہمنے ادسکو۔ ادس نے ہم کو ہارے دیکھا نہیں          بار عریان سے مرے حشر میں ٹوٹا پلصراط          آئے کیا سونہ لیکے تو بدقت پیری میری          وان بیا شادی کا باجاسکے مین یاں گیا          وصل تو در پڑا ہوا اچھا ہوا جی خوش ہوا</p>	<p>آج میری روح خود میری تابشانی ہوئی          پر مجھ سے دلوں میں جوش پر آئی ہوئی          پارا ترے کس طرح خلقت ہو گھبرائی ہوئی          وہ تو ہر مجھ سے جوانی میں سزا پائی ہوئی          صوا سرافیل میرے حق میں شہنائی ہوئی          بیقراری اڑ گئی حاصل شکیبائی ہوئی</p>
--	---

۲۰

ہر سب اسکے اقربا مائل تمہاری تاک میں  
 تم وہاں جاتے ہو کیوں کیا موت سے آئی ہوئی

۲۲۷

<p>دھوم سے باجے بجے فریاد شہنائی ہوئی          خوشنایچے سے یک کالی بلا چسائی ہوئی          عمر پوری ہو چکی ہے سر پر موت آئی ہوئی          صبر کب آتا تڑپنے سے چراستے تھے جی اگر          کیا ترنج خسرو پرویز ہر سب چھاتیان          لاش پڑکی ادس نے جب کا ندھا جنازہ کیا          تیری قبر تنگ مین اسے زاہد آئے کس طرح          مین نہیں ہوں مین نہیں ہوں تھی تو ہوتی تو          جب کوئی آیا چھپا دی مین نے تصور یا بکی          اسے ستگر دھوم سے آئی در فردوس پر          کالے کالے خط کے حرفوں میں تھلی کیوں دانے          ہاتھ سے دشمن کو پیچیں ادس نے میری قبر پر          اسکے میرے اقربا پر کھلیا راتوں کا حال</p>	<p>۲۹ ہم جہول دینے چلے خلقت تابشانی ہوئی          لمبی چوٹی وہ بھی سر سے پانوں تک آئی ہوئی          جان رگ رگ سے گلے ملتی ہو گھبرائی ہوئی          تمک گئے تو تمک گئے حاصل شکیبائی ہوئی          کچھ تو فرماؤ حیا اتنی ہے کیوں آئی ہوئی          یہ عجیب اعجاز یہ طرفہ سیجائی ہوئی          حور عین اور وہ بھی جنت کی ہوا کمانی ہوئی          خون کو بولا تجھے جب مجھ کو شہنائی ہوئی          موند سے موند ملنے لگا جو وقت تنہائی ہوئی          لاش میری وہ بھی تیری ٹوکریں کمانی ہوئی          گوری گوری انگلیوں سے خام فرسائی ہوئی          سیج کی دو چار کلیان وہ بھی مر جمانی ہوئی          وان ہی رسوائی ہوئی اور یاں ہی رسوائی ہوئی</p>
---	---

چپ گئے زیور میں وہ اچھی خود آرائی ہوئی  
 صورت کی آواز ہے محشر میں شرابی ہوئی  
 سر اٹھا مقبول تیری جیسے فرسائی ہوئی  
 میں کسی سے کیا کہوں اور تو لائی ہوئی  
 تل گئی آئی ہوئی جاتی رہی آئی ہوئی  
 میری تو یہ میرے ہاتھوں سے سزا پائی ہوئی

ہم یہ سمجھے تھے سنو رنک دکھائیں گے جمال  
 آج کس نے زندگی پر موت کو ترجیح دی  
 اس طرح سجدہ کروں آواز آئے غیب سے  
 یوں کہا مجھ کو دکھا کر پاک ہے انکی نظر  
 نزع میں وہ آئے یا موت آئی میری موت کی  
 جاتی ہو روتی ہوئی قاضی کے گھر فریاد کو

۲۴

غیب سے آواز یوں آئے اٹھو مائل اٹھو  
 سوؤ گے کب تک سحر میں حور ہے آئی ہوئی

۲۲۴

آنکھ وہ بھی منتظر شتاق۔ لپٹائی ہوئی  
 تیرے دل کی بات وہ بھی لب پر شرابی ہوئی  
 کپڑے یوسف کے پھٹے اور تیری رسوائی ہوئی  
 ایسی جھپٹ ہے خود آگے بڑھ کر ہے آئی ہوئی  
 دیکھ کر بے پردگی وہ بھی ہر شرابی ہوئی  
 اس طرح وان سے چلے خلعت تماشائی ہوئی  
 محبوب اتنا ہوا تم سے شناسائی ہوئی  
 چوڑ دون کس طرح ایسی چیز مانتے آئی ہوئی  
 مجھ پہ احسان تیری خاطر خلوت آرائی ہوئی  
 کیونکہ انا بحق کی صدا بیٹی ہر شرابی ہوئی  
 وہ سیجائی ہوئی یا یہ سیجائی ہوئی  
 گھر بھی جنت ہے کہ ہے اک حور ہاتھ آئی ہوئی  
 موند پہ پردے پر گئی اچھی خود آرائی ہوئی

کس خوشی سے انکے چہرے کی تماشائی ہوئی  
 کچھ اڑھی کچھ رہ گئی کچھ پیر گئی آئی ہوئی  
 اے زلیخا واہ اچھی خلوت آرائی ہوئی  
 ابھری ابھری گوری چھاتی وہ بھی گدائی ہوئی  
 کیا نکالے جان وقت وصل موت آئی ہوئی  
 ہر قدم نالے کئے۔ کانپے گرے تڑپا پٹھو  
 جب کا موندہ دیکھا مہاراموندہ نظر آیا مجھے  
 کیوں اٹھا لون تیرے جو بن سہ کھن گستاخ کو  
 جا بجا کرے میں تصویریں لگی ہیں غیر کی  
 اگر نہیں منصور کا لب تو ہمارے لب پہ آئے  
 تم باذن اللہ کہان اور شوخ کی ٹھوکر کہان  
 اور سکی قسم کے تصدق جائے جو یہ کہے  
 اے خدا تیرے خدا ہم کس طرح دیکھیں بنٹھے



دلین دل کی آرزو اور وہ بھی شرمائی ہوئی  
 صدقے نادانی ہوئی قربان دانائی ہوئی  
 ہم خدا سے بھی چھٹے اچھی یہ تنہائی ہوئی  
 یہ بھی شرمائی ہوئی ہے وہ بھی شرمائی ہوئی  
 جانیں دنیا سے کسان جیب یان ہی سوائی ہوئی  
 یہ خبر کچھ بھی نہیں کس کس کی ہوائی ہوئی  
 چھوڑ بس اُٹ۔ دم گیا ہر جان گرائی ہوئی  
 مدتوں سے ہر جوانی جوش پر آئی ہوئی  
 جس جگہ مقبول اپنی جہہ فرمائی ہوئی  
 یہ مشتاق دل یہ آنکھ للچسائی ہوئی

یہ بھی کوئی بے حجابی یہ بھی کوئی وصل ہے  
 وصل کی شب یہ کیا ناخبر بہ کاری کا عذر  
 بیخودی نے ہم کو چھینکا لاکھ کانکے اوسط  
 دوہین آنکھیں بچہ یہ کیا شوخی میں بنی  
 کہا کے گندم ہو کے رسوا خلد سے باہر ہوئے  
 آنکھ بننے سے نکرنے سے سنوڑیے ہے کام  
 پہر کو وہ بتی زبان سے کون ہے تو بے حیا  
 پہا نکر جنت کی دیارین نہ حورین بھاگ جائیں  
 اوس جگہ چوٹا سایک کعبہ بنانا چاہیے  
 کیا کر دن میں مجھ کو ہر محفل میں جیب سوا کرے

۱۷

وہ محبت سے یہ فرماتے ہیں ذکر موت پر  
 میرے سر آجائے اے مائل ترمیائی ہوئی

۲۲۹

محشر میں عید ہو جگہ سے گلا ملے  
 دن بہر سزا ملے مجھے شب بہر مزا ملے  
 یہ بت کر میں خدائی تو کیونکر نہ ملے  
 جب آپ یون ملیں تو بہلا کوئی کیا ملے  
 تیرا ریش ہوں مجھے ایسی دوا ملے  
 مجھ کو چہری ملے تو چہری سے گلا ملے  
 آنکھوں کو اس ذریعہ سے شاید خدا ملے  
 یان مجھے آملے تو دہان اونسے جا ملے  
 تیری کمر ملی ترے بند قبا ملے

ع ۳۲

دیکھیں خدا کو دور سے تو کیا ملا ملے  
 آپس میں ہجر و وصل کا یون سلا ملے  
 اب میں کر دن تلاش خدا تو سزا ملے  
 تسلیم کا جواب نہ تعظیم کا خیال  
 خضر مسیح کو ہر مری زندگی پر رشک  
 سر ڈالو نہ قدم پر ترے خود ہی کا ٹکر  
 دوداغ دل نکال کے عینک بنائیں گے  
 ہرین یاد خوب اہل محملہ کو جوڑ توڑ  
 کیون پوچھا یہ وصل میں ہاتھوں کو کیا ملا

<p>مہر تک آؤ۔ دفن کرو۔ فاتحہ پڑھو جس دل پہ کی نظر تری صورت نظر پڑی تھو کا ہے جس زمین پاؤں سے چبا کے پان خلوت سے اوس کا ہاتھ پکڑ کر کلاؤن گر جان جائے جلے مگر ایسی موت آئے تیرے شہید ناز نے سب کا لیا سلام یہ بھی خدا کی شان لڑیں خود کہیں بھی خود</p>	<p>تم کو جو راستے میں جنازہ مرا ملے جس آنکھ میں گیا میں ترے نقش پا ملے کہو دین وہاں تو چشمہ آب بقا ملے مجھ کو شب وصال جو تیری حیا ملے جس موت سے حیات فنا سے بقا ملے قدسی جدا ملے تو فرشتے جدا ملے عاشق اگر کسی کو ملے با وفا ملے</p>
---	--

۲۰

ماں ملے رقیب کے کپڑے پہنکے وہ  
مجھے ملے تو کہو لگے بند قبا ملے

۲۳

<p>وہ نون ہون گم وصال میں ایسا مرا ملے گران تبون کے بھیس میں مجھے خدا ملے تکلیف جھوٹ۔ درد غلط۔ سوزش افزا تک کر اگر سلام کیا۔ کیا جڑا کیا تم ساتھ آؤ ایسی جگہ تم کو ملے چلوں جو تھا خدا کے پاس یہ بیت لائے چھین کر وہ شرم شرم شوخیان تعظیم جس کو دین اس شرط سے میں جاتا ہوں دوزخ میں خدا الفت کے دلوں تو جو افی کے ساتھ ہیں میں بھی گیا تارات کو دشمن کے خواب میں شوخی حیا کے بعد حیا ہوا را کے بعد حاکم کا کیا قصور گوا ہوں کا کیا قصور</p>	<p>میرا پستا ملے نہ تھا راپستا ملے کافر کی جو سزا ہے وہ مجھ کو سزا ملے دوخ بھی خلد ہو جو کوئی آشنا ملے جب دل نہ ہو تو کو کو لکے دل کوئی گیا ملے مجھ کو سزا ملے جو کسی کو پستا ملے اب دور سے سلام کریں گر خدا ملے شوخی وہ شوخی جس سے کہ جبک کر حیا ملے مجھ کو سزا ملے مرے دل کو مزا ملے بوڑھے نہ ہوں کہی کوئی ایسی دوا ملے مجھ کو تمہارے نقش قدم جا بجا ملے ہر چیز کا مزا جو ملے تو جبر ملے میرا قیل جب مرے دشمن سے جا ملے</p>
---	---



بیتا بیان ٹپکنے لگیں عورت عورت سے  
دشمن ہی میرے ساتھ ہو دریا عیشی تین  
پونچھون خود اپنی آنکھ کہ بھاؤن اونکو میں  
آئے جو مشہور وقت پہ ہونہ سے نہ بولنا  
روز ازل جو دیکھ لیا بھکو پڑھیب  
تم دل چرا چکے ہو ذرا گود میں تو آؤ  
کچھ آن بان رکستے ہرین گونا گونا زمین

۳۔ کوئی نکا۔ رُکے۔ کوئی جبک کر ملا۔ ملے  
ماں خدایہ پوچھ رہا ہے جواب دے  
دنیا میں کیا ملے تجھے عجبے میں کیا ملے

۱۷

۲۳۱

گورسا بدن بچپن وہ شکل کمر کی  
مشرقی چھپی شکل کسی رشک قمر کی  
چہرے پہ عرق لب پہ غناں۔ آنکھ میں آنسو  
دل لیکے کٹا ہر کوئی۔ آنکھیں تو اٹھاؤ  
جو ہاتھ رکھے اس پہ ہو جگر پر بیضا  
میرا وہ اشارہ کہ تو ہے چاند کا ٹکڑا  
یہ کسکی عبادت کو کیا میں نے تیم  
میرا یہ لہو اور وہ ہلا دکا دامن  
امین میں اسی خوف سے موسیٰ کو بخش آیا  
در پردہ تو دل دے چکے سب اہل محلہ  
اے جان کہوں کس سے نہ یوسف نہ زلیخا  
مقتل کی ہوا ہے کہ پرستان کی ہوا ہے

۲۳۲

قصہ ہے ایک آئینہ میں میری نظر کی  
مہنہ پر ہے نقاب او سکے فشتو کا نظر کی  
کس دھوم سے آندہ ہو مرے درد جگر کی  
پھینکو تو سر سرش کست اپنی نظر کی  
وہ دہلین ہے گرمی تیری صبت کے اثر کی  
اوسکا وہ کتنا یہ غلطی ہے یہ نظر کی  
چہرے پر مری گردیشی ہے گھر کی  
میرا یہ گلا اور وہ تلوار کمر کی  
اک جائے اسے چوٹ نہ بخش نظر کی  
اب شہر کو لٹوائے گی شہر تیرے گھر کی  
قیمت دو جہان وہ بھی تیری ایک نظر کی  
اؤڑھتی ہے پری بنکے ہنسی زخم جگر کی

آواز نکلتی نہیں مرنے کی مٹی کبھی چھپانی جو تیری راہ گزری پھیلے ہوئے کا جل میں شرارت ہو نظر کی ان سب سے جو چھل ہے تو شوخی ہو نظر کی	ترتر پھیلا تو بڑھی اور شب وصل آنکھوں سے چلا کون۔ ملی ہر منہ پلکین رومال سے پونچھو گے تو جل جائیگا رمال تم شوخ۔ گلا شوخ۔ صدا شوخ۔ ادا شوخ
---	---

۲۲

دل میں کوئی آتا ہے بڑی دھوم مائل  
ہر تار نفس پر مرے آمد ہے خبر کی

۲۳۲

آئینہ کے اندر ہر شب یہ گھر کی  
بیچین ہوا تک ہر مری راہ گزری  
پہر اوپر غضب یہ کد لطف ہو نظر کی  
صورت بھی تری چٹ بھی تری ہو نظر کی  
پہر حشر میں بھی تم نے یہی بات اگر کی  
بازار میں کہتا نہیں باتیں کوئی گھر کی  
مٹی سے بنا ہے وہ تری راہ گزری  
اوس بہار میں پہر بیڑ دو عالم کی نظر کی  
دیوار اٹھی چاروں طرف گرد نظر کی  
وہ کون ہی خاک تری راہ گزری  
لین پختہ مرگان نے بلائیں جو نظر کی  
خود کو ہنساتی ہو ہنسی زخم جگر کی  
آنکھوں سے جو نکلا تو چلا چال نظر کی  
یہ قبر میری یہ مرے دل کی یہ جگر کی  
کرتی ہے شب قدر بڑی قدر سحر کی

تصور بشری میں ہی خلاق بشر کی  
اسد سے شوخی تپش دل کے اثر کی  
حیران مصور ہے نزا کے کمر کی  
یہ آئینہ بینی کہیں چین نہ کر دے  
اس عہد کے اس وعدہ کو اس قول کو صدقے  
میں بزم میں کیا حال کہوں خلوت لکا  
دعویٰ خدائی کرے گو سار کا یہ منہ  
ساتھ اوس کے ہی یک بیڑ اداؤں کی ہر حشر  
عشاق میں بے پردہ جو آئے تو ہو قید  
ہے غارہ زسارہ ہنگامہ محشر  
اے جان یہ مرے دل کو دیکھنے لگی  
مقتل میں جو پہلوئی پہنچے سچ مراد  
وہ مجھے جدا ہو کے جدا ہو نہیں سکتا  
ہٹ ہٹکے پڑ ہو فاتحہ ہر ہر کی حسد پر  
جو ترتر اگر دن کو تری چوم رہا ہے



<p>سیری نظر آئی نہ عارض کے ہوئی پار          حور و کجا ہو کیا حسن پہ اُس حسن کی کیا اصل          دیوانہ ہوں لڑتا ہوں میں اپنی ہی نظر سے          بوسہ تو ملیگا وہ سزا دے تو مر گیا          وہ ڈھونڈتا ہوں گنج شہیدِ نغمین سیری قبر          طراز اور ادا اور چپک اور بہار اور</p>	<p>دلدادہ ہر جا کے خبر لائی اور ہر کی          چمانی ہوئی مٹی تو سہری راگداز کی          کہتا ہوں اوس دیکھ کے کیونکہ دلوں خبر کی          مہوئے کون چڑھنے ننگی ہے تلوار کمر کی          ایک ہاتھ میں پول ایکس میں جی ہر گھر کی          رفتاری۔ گفتار کی۔ رخسار کی۔ سر کی</p>
<p>۲۲۳</p>	<p>۲۰</p>
<p>یہ چکیاں اُٹھ رہی ہوئی ہیں کسی نظر کی          آجائے لگا ہوں میں جو تصور بر کمر کی          ہر گام میں دور و دور ہوا دیو حرمت سے          شرم کے اٹھی اٹھو سیری جبک گئی ہر کمر          تم دل سے نہ نکلو گے۔ یہ ہو ہوں ہلیاں          لڑکوں کی طرح کھیل رہا ہوں فلک پر          بڑے بڑے کے اڑاتی ہو نگہ تیری نشانے          کعبہ میں نہ مومن ہو۔ کلیسا میں نہ کافر          ساکن کو جو دیکھوں متحرک نظر آئے          کیونکہ جلے عشق کی سبزش سے مراد          لیتا ہوں جیسے یہ کہہ کے بلائیں          لٹکا نہ کہیں ڈھالے کہ یہ گھر کا پیسہ سی          تصور تیری حشر کے دن لال ہو جائے</p>	<p>جب تھک دیا کیا یہی حالت تھی بلکہ کی          بجائے دو آنکھوں میں جگہ تین نظر کی          یہ راہ کہہ کی نہ ادھر کی نہ او دھر کی          عشاق کو جمع میں یہ حالت ہو نظر کی          پیچیدہ بہت راہ ہوا اللہ کے گھر کی          دو ہاتھ میں دو سپر کیاں ہیں سن قبر کی          پست پست کے بتاتی ہیں گین میری جگہ کی          گھر کہا لگی کتنے ابھی شہرت تیری گھر کی          پہرتی ہے لگا ہوں میں لچک تیری کمر کی          اس ٹھیکرے میں آگ ہوا اللہ کے گھر کی          یہ سر کی۔ یہ چوٹی کی۔ یہ چبکی۔ یہ کی          نالہ میں جو شوخی تری صحبت کے اثر کی          ہو سب کی لگا ہو پسے چری سیری نظر کی</p>

خالی ہے جو ہے بند کھلتو تو ہر سب اس میں  
مضطرب وہ مری آہ سے میں انکی نظر سے  
خصیت کا ادھر ذوق ہے وحشت کا مجھ شوق  
اندھے انداز۔ اس انداز کے قربان  
انگڑائی جو لینے کو اٹھو یا ہتھ کسی کے  
اندھے کے حسن کی گرمی کو سا امت

یہ دل ہے کڑی شہی ہو کسی شہیدہ گر کی  
یک چوٹ ادھر کی ہو تو یک چوٹ ادھر کی  
میں نے یہ ہوا دھیمان دامان سحر کی  
شرائے ہوئے بیٹھے ہیں شہی ہو نظر کی  
انکھوں میں ہرین ڈالیاں امین کے شجر کی  
سیکنگے اس کی گسیں چوٹ جگر کی

۲۳۳

ماٹل ہے دم نزع اودھر حور اودھر سیار  
اب تو لے دو دنوں کو ترازو میں نظر سکر کی

۲۳۴

پس نہ جائیں مرے ارمان برآئیو اے  
ڈھونڈتا ہے تو کسے قبر پر آئیو اے  
دیکھ اس ڈھیکو کو دم بہ نظر عبرت سے  
ہم تو خاموش ہیں اور تیری زبان چلتی ہے  
محبکہ وہ جانکے پہچان کے پہرکتے ہیں  
حسن کی آگ لگے اور وہ چلن چلیاے  
تیرے گیسو کو مبارک یہ درازی یہ طول  
چپے چپے ہے نگہبان ترا۔ دشمن میرا  
دیکھتے ہی جو کہا مجھ کو اودھر لاؤ اودھر  
بند بوم کے سین یا وہ دوپٹا اور میں  
کو چہ غیر میں گھوڑے پہ چڑھے ہوتے ہیں  
راگ کا ہے یہ اثر یا کہ تری محفل کا  
اس میں کتنی ہے پچھان وصل کی شب محبکہ کو کہا

۲۳۵

دل کو پا مال نہ کر اودا ہر کر آئیو اے  
ہم نہیں تاب قیامت نظر آئیو اے  
ہو گئے خاک سب ارمان آئیو اے  
ہاتھ اٹھانا فستقہ پڑے اودا ہر آئیو اے  
کون ہو تم مرے دروازے پر آئیو اے  
موبخہ اگر مجھے چھپا لین نظر آئیو اے  
بڑھ گئے قد سے ترے تاکر آئیو اے  
کچھ خبر ہے تجھے اوبے خبر آئیو اے  
ہاتھ میں لائے ہیں کیا دل جگر آئیو اے  
نہ چھپے ہیں نہ چھپینگے نظر آئیو اے  
آنکھ کی راہ سے دل میں آئیو اے  
بے خبر ہو گئے سب باخبر آئیو اے  
میرے بھی ہاتھ میں گرد کر آئیو اے



شرم کیا لٹ گئی رستے میں اشارہ نہ کرے  
 موندہ سے میساختہ رستے میں جو نالہ نکلا  
 چاہے ہے۔ پان سہ حقے سے نہ کرنا انکار  
 مجھے کیا پوچھ رہے ہو کہ تیری ساتھ ہیں کون  
 کہول کر موندہ یہ جھیلوں سے لہجہ کہتی ہے  
 آپ کس کس کو چھپا ینگے پنہار کپڑے  
 بیکیسی نہ یہ کہاجھے وہاں میں جو چلا  
 حور چلائی ہوا دفن چھپ کر جو کہن  
 ڈھونڈتے پھرتے ہیں کچھ راہ میں شعل لیک  
 خوف صیاد سے کب تک میں مہنی ضبط کروں

تنگ آتے ہیں جو نیوڑا کے سر آئیوا لے  
 تنگے مچوڑ کے پردا نظر آئیوا لے  
 ہو لکراہ غریبوں کے گھر آئیوا لے  
 دل کے ارمان شب و صبح برآئیوا لے  
 جمع کیوں کرتے ہیں زر چوڑ کر آئیوا لے  
 دودغا باز ہیں کچھ کچھ نظر آئیوا لے  
 ساتھ لے لے مجھو دل ہو لکرا آئیوا لے  
 موندہ سے پردا تو اٹھا اودا ہر آئیوا لے  
 نعل یار میں دل ہو لکرا آئیوا لے  
 گدگداتے ہیں جہت بال و پرا آئیوا لے

۲۹

تیرا مال ہے سیراہ کوئی اور خیرین  
 موندہ سے گونگٹ تو اڈٹھا اودا ہر آئیوا لے

۲۳۵

مبھکو ہر ہر میں تیری شکل نظر آتی ہے  
 سر جو ہوتا ہے جدا جان ہوا کہاتی ہے  
 کون کہتا ہے نظر یار کی شرماتی ہے  
 گات وہ گات جو محرم میں تنی جاتی ہے  
 کیا صبا اوس گل عارض کی ملاقاتی ہے  
 لبے بالوں کا پڑا بود جو تر نازک رہے  
 میں نہ کہتا تھا کہ دل سے متوجہ نہیں تم  
 کس سے دریافت کیا حال مرا بگڑی کیوں  
 اس قدر جو رٹ نے پائی ہر جہان میں رونق

تو ہی ملتا ہر جان تک کہ نگہ جاتی ہے  
 کاک کے ساتھ ہی می شیشہ سڑ جاتی ہے  
 دھیر ہی حلین بھی جو چھٹکے نکل آتی ہے  
 زلف وہ زلف جو کاندھ پہ ہوا کہاتی ہے  
 سانس ایسا ہوں جو میں پہ لگی ہو آتی ہے  
 زلف کہلانی ہی کرانگی لچاک جاتی ہے  
 دیکھو دیکھو یہ نگاہ اور طرف جاتی ہے  
 میل دشمن ہے تمہارا جو ملاقاتی ہے  
 سچے وعدے پہ بھی یاروں کو نہ سنی آتی ہے

ہنکے بولے جو کما تیرے لئے جان چلی  
 تیری گردش کا فلاطون بھی قسائل نہوا  
 ایک فرنگن کی ہے تصویر ہمارے دل میں  
 مردہ وہ مردہ ہے جو زندہ ہو پاؤں تیرے  
 بھیس بدلے ہوئے تربت میں تمہیں آتے ہو  
 میں نے خلوت میں بلایا تو کہا جوڑ کے ہاتھ  
 نا اگس دل کا گیا عرش معلّا کے ادھر  
 وہ طبیعت ہے طبیعت کہ جو خلوت میں ہوشو  
 اوسکو ہے وصل سے انکار مجھے ہے اصرار  
 لوح دل پاؤں تو گنجینہ مخفی ہاتھ آئے  
 جا کے جنت میں نہ پائیں کہی جنت لے  
 حال فرقت جو لکھا خط میں تو آیا یہ جواب  
 چو تم جنگلے کا کل کی پریشانی سے  
 ڈانٹ کر حسن یہ کہتا ہے کہ چل چھپے پھٹ  
 زندگی اور ہے کیا شے فقط آنا جانا  
 خواہش وصل تباں پر نہیں رہتی باقی  
 دل میں آتا ہے مرے غیر کے مرنیکا خیال  
 جوڑے وعدہ سے دیا تھا مجھے دھوکا کیدن  
 یوں مرانا پر سوز ہوا زیرِ فلک

قید سے چوڑی ہو جان کہاں جاتی ہے  
 اسے زمین ساتھ تیرے عقل ہی چلاتی ہے  
 سیم یہ بیٹیکے بگی میں ہوا کہاتی ہے  
 لاش وہ لاش ہو کر جو تری کہاتی ہے  
 نہ فرشتہ کوئی آتا ہے نہ حور آتی ہے  
 دل دھڑکتا ہے طبیعت میری گہرائی ہے  
 لامکان سے مجھے نوبت کی صدا آتی ہے  
 آنکھ وہ آنکھ ہے مجمع میں جو شرماتی ہے  
 فائدہ کچھ بھی نہیں چھڑ چلی جاتی ہے  
 خود طلسمات ہوں دنیا بھی طلسماتی ہے  
 عالم ہر میں طبیعت وہ مزا پاتی ہے  
 اپنا میں حال لکھوں کیا مجھے شرم آتی ہے  
 جب یہ اڑھتی ہے تو اک دل بھی اڑھلاتی ہے  
 اوسکے موندہ تک جو کہی میری نظر جاتی ہے  
 غور کر سانس پہ اک آتی ہوا کہ جاتی ہے  
 تم سولتے ہی طبیعت وہ مزا پاتی ہے  
 طبعی آئینہ میں لاش گڑی جاتی ہے  
 موندہ میرا دیکھتے ہی ان کو ہنسی آتی ہے  
 چست میں جس طرح سے قندیل لٹک جاتی ہے

دور بیٹھے ہی تو مائل نہ چہی بوسے شراب  
 بات کرتے ہیں جو ہم موندہ سے بھبک آتی ہے



۳۴

جان وہ جان ہے جو تیرے لئے جاتی ہے  
 وعدہ تو کرتے ہیں پر آنکھ جکی جاتی ہے  
 سیر کرنے کے لئے دل پہ نظر آتی ہے  
 چھٹکے گونگٹ ترے تیری نظر آتی ہے  
 جو تجلی ہے تری۔ دل میں چلی آتی ہے  
 کون کہتا ہو ظلمت میں نہیں ادسکانو۔  
 بن آنکھیں نہیں میری جو انا حق نہ کھوں  
 میرا وہ شوق سے کہنا میری ایک بات سنو  
 جاؤں راتوں کو اسی طرح کسی کے در پر  
 کشتہ دید کی تربت میں تجسلی دیکھو  
 میں نے مانا کہ مزیدار ہیں تیری باتیں  
 دل پہ میں جبر کر دوں۔ رنج سہوں صبر کر دوں  
 جو ٹپے وعدہ کا تو ملتا ہے بھی کو بدلا  
 چرخ کا پسے مرے نالہ سے تو ٹھنڈی ہونو  
 دل لگا کر جو سننے کوئی تو یہ بھید کملے  
 دل مکتا ہے جو ہوتا ہوں مراقب شب کو  
 کیوں نہ ہر شکل کو پوچھوں کہ تو ہی سب ہیں  
 مونہہ سبھا لو۔ یہ کسے کہتے ہو کیا کہتے ہو  
 اس طرح دیکھتے ہیں دل کو مرے گونگٹ سے  
 کس خوشامد سے وہ کہتے ہیں کرد و روایات  
 جو تپ چر و دونوں اس انداز بیان کو صدقے

چیز وہ چیز ہے جو وقت پہ کام آتی ہے  
 چھٹکے قطر و نین پسینے کے حیا آتی ہے  
 یہ پری تخت سلیمان پر ہو اگلاتی ہے  
 پاک دل لینے کو یہ پاک ہوئی جاتی ہے  
 دھوپ پھیلی ہوئی ذرے میں سما جاتی ہے  
 روشنی شمع کے بجتے ہی کمان جاتی ہے  
 ہون وہ منصور مجھے در پہ نیند آتی ہے  
 اٹکا وہ شرم سے کہنا مجھے نیند آتی ہے  
 جس طرح باب اجابت پہ دعا جاتی ہے  
 مشعل طور لئے حور چلی آتی ہے  
 بات یہ ہے کہ مری بات ہی جاتی ہے  
 ادھر کس کا یہ کلیجا ہے مری چساتی ہے  
 میری ہی جیسے ہرے مونہ میں نہ لپاتی ہے  
 حرکت دیتی ہی پنکھے کو ہوا آتی ہے  
 آج بھی کانہیں آواز اُٹست آتی ہے  
 یہ چنبیلی کی کلی رات کو کوسل جاتی ہے  
 کیوں جہر سچیل کو سونگھوں تری بو آتی ہے  
 تم سمجھتے ہی نہیں بات کدھر جاتی ہے  
 جس طرح لفظ پر عینک سے نظر جاتی ہے  
 چوڑ دوا تھہ طبیعت مری گہرا آتی ہے  
 وعدہ تم کرتے ہو اور مجھ کو ہنسی آتی ہے

میری ہونو نہیں زبان تیری ہوئی کیوں ساکن  
راستے میں جو ملوں میں نہ کرو منہ کے سلام  
بات کرنے میں تو پٹے یہ بہت کماتی ہے  
لوگ سمجھنے کے مائل بھی ملاقاتی ہے

۳۵

ہم تو بس سفت ہی بدنام ہوئی مائل  
وہی اچھا ہے جو خلوت کا ملاقاتی ہے

۲۳۷

نبی کی آنکھ کا تارا محی الدین جیلانی  
گنہ میں کر کے جب آیا سزا میں بھی مزا پایا  
نصرت تیرا جب آیا مجھے یوں دل سے تڑپایا  
پکارے اولیا سارے جو دیکھی شان محبوبی  
کوئی عالم جو دے مجھ کو خدا کی دید کا مشردہ  
لا لطف بقا باندہ جمارنگ فنا فی اللہ  
یہ تیرا حکم پہنچا ہوتا ہے پھر کسارے عالم میں  
لگین چوب نفس سے نفی و اثبات کی فہمیں  
وہ گرمی عشق کی ہو ہر بن موب سے عرق نکلتے  
کیا ہے نور محبوبی سے روشن آسمانوں کو  
گنہ کے بوجھ سے چلتا ہوں جبکہ کر عبد پریم  
فقط موندہ دیکھنے کا ایک چوٹا سا ہے آئینہ  
عیان تہی شان رحمانی تیری چہرے طفلی میں  
بلالے رو برو اپنے بٹھالے رو برو اپنے  
نہ ٹھہر کوئی مضطر میرے دل کے رو برو ہم  
پکاروں میں تجھے کس نام سے شکل کشائی کو  
تمہاری آتش الفت میں جلتا ہی دل مضطر

مرے اللہ کا پیارا محی الدین جیلانی  
ٹھکا ہوں نے تیری مارا محی الدین جیلانی  
رگوں میں بہا دیا پارا محی الدین جیلانی  
اواؤں نے تیری مارا محی الدین جیلانی  
کروں تیرا ہی نظار محی الدین جیلانی  
توجہ نے تیری مارا محی الدین جیلانی  
فلک ہے تیرا ہر کارا محی الدین جیلانی  
بجا یوں دل کا نفقار محی الدین جیلانی  
بنے ہر عضو فارا محی الدین جیلانی  
نہ پر ثابت نہ سیار محی الدین جیلانی  
اگر جاے یہ پشتا را محی الدین جیلانی  
ترے آگے جہان سارا محی الدین جیلانی  
بناتا عرشش گہوارا محی الدین جیلانی  
پہر دن میں کب تک آوارا محی الدین جیلانی  
دنی جہلی اوڑا پارا محی الدین جیلانی  
تیرا ہر نام ہے پیارا محی الدین جیلانی  
اگر ہے آگ میں پارا محی الدین جیلانی



جو میرا نام تو نے لکھ لیا اپنے غلاموں میں  
 بہارِ باغِ کثر ہے گل گلزارِ وحدت ہے  
 سب سے بڑا اور سب سے ادب میں خیر و ہون بھیر میں  
 ولایت با نشتا ہی و دون آنکھوں کے اشارے  
 جدائی میں تری اتنی مجھے کیوں بھیرا رہی  
 لگا دی آگ تیرے عشق کی گرمی نے پلوں میں  
 مزارِ رگ رگ میں دوڑا مگو تھکیا اُنکو تو کا  
 اٹھا کر میری تربت سے مجھے بغداد لپکا گیا  
 دکھاتا ہے دکھاتا ہے مجھ کو مسد کو  
 کیا مرد و نکو زندہ اور جس لایا دین احمد کو  
 جو دو عالم کے پیارے ہیں وہ اللہ اور محمد ہیں  
 ازل سے تا اب کی سیر تو نے عبد طفلی میں  
 تجلی طور کی موسیٰ کے پیچھے چپ گئی جا کر  
 جو ہم مرتے ہیں تو مرتے ہیں کس پر تجھ پر مرتے ہیں  
 خدائی گرا رہا ہے ہاتھ میں لیکر خدا کا دل  
 اٹھا دے سارے پردے اپنی پیاری پیاری باتوں  
 جہنم سے رہائی دینے گر چاہی تو کیا چاہی

ہوا و درخ سے چٹکارا محی الدین جیلانی  
 ترا ہر ایک رخسار محی الدین جیلانی  
 خودی کا ہے یہ کفار محی الدین جیلانی  
 رسول اللہ کا پیارا محی الدین جیلانی  
 نہ میں حبلی نہ میں پارا محی الدین جیلانی  
 دہرا ہے دل پہ انگارا محی الدین جیلانی  
 جو تو نے پیار سے مارا محی الدین جیلانی  
 فرشتے ملکے دل پہ بارا محی الدین جیلانی  
 ترے چہرے کا نظار محی الدین جیلانی  
 کسی کو تو نے کب مارا محی الدین جیلانی  
 تو ان پیاروں کا پیارا محی الدین جیلانی  
 ہلا جب تیرا گھوڑا محی الدین جیلانی  
 جو چپکا تیرا رخسار محی الدین جیلانی  
 یہ جینے کا ہے کفار محی الدین جیلانی  
 تراشن جہان آرا محی الدین جیلانی  
 کروں تا خود کا نظار محی الدین جیلانی  
 نقد سے ہو چٹکارا محی الدین جیلانی

۱۵	صدائے اہل کی سن کر تو جو پہرا سجان ہو جا کر	۲۳۸
یہی ناکہ یکدن خدائی کر نیگے	کمان جا گئے وہ بھارا محی الدین جیلانی	بتان حسین کیا بڑائی کریں گے اداکر کے وہ کج ادائی کریں گے

یہ مٹی کے پتلے خدائی کرینگے  
 بسملے آدمی مانتا پائی کرینگے  
 کہ یہ وقت پر بیوفائی کرینگے  
 یہ نا آشنا آشنا کرینگے  
 خدا کے ہی آگے بڑائی کرینگے  
 ہزار دن گھر و نکی صفائی کرینگے  
 اس انداز سے دلربائی کرینگے  
 تری ہی گلی میں گدائی کرینگے  
 فقیری میں ہم پادشائی کرینگے  
 یہ نمبر چڑھ کر خدائی کرینگے  
 جو چپ چپکے وہ خود خدائی کرینگے  
 وہ فرعون بن کر خدائی کرینگے

جو دش بیس کی دلربائی کرینگے  
 جھکتے ہو کیوں کیا یہ تلو تین ہے  
 بتوں کو نہ دل دو نہ زرد و نہ گہر دو  
 جو انجان پر تے ہین وہ جان لینگے  
 جو توڑی سی قدرت ملان تو نکو  
 وہی ہاتھ جسے کہ یک دو لٹے ہین  
 نہ جانیں گے وہ خود کہہ نہ کیا کیا  
 کبھی تو کیگا یہ لو شاہ صاحب  
 جو بلجائے الفقر فخری کی دولت  
 قدم لیجئے حضرت واعظ آئے  
 لگا لینگے ہم سات پر دو نکی عینک  
 حکومت اک آفت پر اپنی کبسر

۱۹

پسند آئے بے پردگی جن کو مائل  
 وہ کیا دعویٰ پارسانی کرینگے

۲۳۹

تجھے آگے بس خدا کا نام ہے  
 زندہ کرنا تو خدا کا کام ہے  
 جائے آرام ہے آرام ہے  
 مر کا چپا گر دش ایام ہے  
 عاشقی میں کفر چھیک سلام ہے  
 کون جانے صبح ہے یا شام ہے  
 حشر تو یک جلوہ گاہِ عام ہے

۴۵

تو عجب گل و عجب گلغام ہے  
 اپنی شوکر کا بت کیا نام ہے  
 جاتے جاتے پوچتے ہو کیا مزاج  
 ضعف کیا آیا زمانہ پر گریا  
 کچھ سمجھ کر بت کو کہتے ہین خدا  
 سر سے ہرزدیک پیسری آچکی  
 کیا ہے الہی کا وان دیدارِ خاص



اضطرابِ دل مرا آرام ہے  
عاشقی کیا کوئی چوٹا کام ہے  
صاف کدے کا جو پیغام ہے  
ہے وہ زندہ جسکا باقی نام ہے  
آپ ہنسر پوچھے کیا کام ہے  
یہ نہیں معلوم کیا پیغام ہے  
آپ ہی کہئے یہ کس کا کام ہے  
کیا زبانی بھی کوئی پیغام ہے  
جو کفن ہے جامہ احرام ہے  
مجھے اتنی رات کو کیا کام ہے  
خواب میں بھی بند میرا کام ہے

خوگرِ میتانی ہجران ہوں میں  
اسین ہوتی مین بڑی بدنامیاں  
پلٹے اے قاصد زبان کمانی کچھ  
یوں تو کوئی موسے بچتا نہیں  
بورے لیکر مین بستا ہوں ابھی  
کچھ نہنگا ہوں نے اشار نہیں کہا  
دل میں لاکھوں چٹکیاں لہیں ہر گ  
خط تو قاصد مین نے پورا پڑہ لیا  
لامکان جائینگے جگہ کو ہم  
پوچھتے ہیں کیا ہی ہوئے بیکہ وہ  
وصل کو کیا کیا ترستا ہی دل

ہچکچاتے کیوں ہو دل دیدارِ دھنیں  
جاؤ مائل کیا بڑا ایسہ کام ہے

۱۱

۲۴۰

ادھر دیکھو ادھر خواجہ معین الدین اجیری  
تری ترجی نظر خواجہ معین الدین اجیری  
مرا علم ہنر خواجہ معین الدین اجیری  
بنے شمس و قمر خواجہ معین الدین اجیری  
کچھ ایسے ہیں بشر خواجہ معین الدین اجیری  
ادھر لا کچھ ادھر خواجہ معین الدین اجیری  
ہو جسکا راہر خواجہ معین الدین اجیری  
وہ دل میں ہوا اثر خواجہ معین الدین اجیری

کرد مجہ نظر خواجہ معین الدین اجیری  
بڑی کامل بڑی مشاق فن دلربائی مین  
توجہ ہو جو تیری کام آئے دین و دنیا مین  
اڑے تا آسمان جب تیری گردہ کو دور  
خدا کی اونکی مٹھی مین خدا ہر انکی رگ مین  
ازل سے کج تک لاکھ نکو تو نے نعمتیں بخشیں  
وہ پہلے ہی قدم مین سیر دیکھے عالم ہو کی  
ادھر تڑپوں ادھر تڑپوں ادھر لوٹوں ادھر لوٹوں

ترے صدقے جسے دیکھا اُسے دھوکا کیا اُجلا  
مزا کرنے کا پاؤں جب گرائیں تیرے قدم پیر  
ادھر بھی ایک نظر خواجہ معین الدین اجیری  
تڑپ کر دل جگر خواجہ معین الدین اجیری

۲۴۱

اکثر اسے ہاتھ میں دل لیکو مائل نذر دینے کو

۲۱

ادھر دیکھو ادھر خواجہ معین الدین اجیری

کیا دن جواب مجھے کھو کر حسین کوئی  
نکلی ہے آنکھ سے نگہِ نازنین کوئی  
یہ کیا کہا۔ ہو آنکھ کے اندر حسین کوئی  
کیا شوخی قدم نے مزا اوس میں بڑیا  
قربان جاؤں کیا نکل دو گے خطامعات  
میرے دل جگر میں ہیں کچھ نیل شیلے داغ  
یار با سے خرید لے تو ہی رکھا کے موند  
جنش ہے اوکھ لب میں ہنسی ہو رہی ضبط  
غصہ جو مجھ کو آئے تو چلینگے بجلیاں  
ہم اور ادھر ادھر سے بلائیں خدا کی شان  
مسی پر خوش نصیب کہ کیک کا ہو خوش نصیب  
تھے فسانے لیلی و شیریں کے ہیں بہت  
جنت اگرچہ آٹھ ہیں اک اور بھی رہی  
مجسا ہی تو نہیں ہی جہان خراب میں  
آئے ادھر سے دلیں گئے ہی ادھر سے وہ  
میں کہہ رہا ہوں حشر میں مجھے گلے ملو  
ناحشر اوسکو چین نہ آئیگا میرے بعد

تو مجھ کو بوج دیر و دم میں نہیں کوئی  
ٹھٹھے سے باہر آئی ہی پر دہشیں کوئی  
تیرے سوا ہی میری نظر میں نہیں کوئی  
تیری گلی میں چوم رہا ہے زمین کوئی  
رکھ دے اگر ہمارے قدم پر چین کوئی  
یوں چٹکیاں نہ لے نگہ شرمگین کوئی  
دنیا میں قدر دان مری دکا نہیں کوئی  
حسرت دیکھتا ہوں دم واپسین کوئی  
ہنس کر مٹائیے گا مری چین حسین کوئی  
کیوں آتے آتے پیچھے پٹے پان نہیں کوئی  
سو نہ کوئی چومتا ہے تہا ہی چین کوئی  
لائے تو میرے سامنے تجسا حسین کوئی  
لیجائے آسمان پہ وہانکی زمین کوئی  
مانا کہ ساری شہر میں تجسا نہیں کوئی  
آنکھوں میں پر نشان قدم کا نہیں کوئی  
کہتا ہے اپنا ہاتھ ہلا کر نہیں کوئی  
دل میں جو ڈال لے نگہ واپسین کوئی



کشتون سے تیرے کیوں نہ ریشل چون ساری بسا میں پتی جودون پر بکلی آنکھ یار بجلادے مجھ کو تو یک رات کے لئے	شکر صدائی صورت بھی اٹھتا نہیں کوئی مجھ سے حسن و مت نہ تجھ سے حسین کوئی آجائے میری قبر میں گر حور عین کوئی
۲۴۲	ماہل تنہا رہی آنکھ سے ظاہر ہے دل کا حال تم پاکباز ہو یہ کر کے گالیقین کوئی
۱۹	
مزا دل لگی کا وہی جانتا ہے تجھے جو کہ رشک پری جانتا ہے خدا کو وہی آدمی جانتا ہے تجھے جبکہ فرصت ہو مجھ کو بلائے عدو سے نہ کی بات بھی تم نے کیا خوب بہلا ہے وہی مینا دسی کا ہون قائل اگر جانکر تو نہ جانے نہ جانے خدا کو نہ عالم ہی جانے نہ فاضل خدا کون ہے اہل باطن سے پوچھو مزا واصل کا موضع سے کیونکر بیان ہو بیا جان من جب کہا ہنسکے بولے خدا کی قسم عقل اسکی ہے چوٹی زمانہ تو دیکھو نہ سن ہو نہ دن مین خبر کیا نہیں کسکو کہتے ہیں بوسہ بجز واصل کچھ بھی نہ آیا نہ آیا توجہ اگر ہو تو اردو ہے کیا چسیند	جو ہر کام کو دل لگی جانتا ہے حقیقت وہی حسن کی جانتا ہے جو حال خود بخود ہی جانتا ہے مرا اگر ترا آدمی جانتا ہے یہ بندہ تو کچھ اور ہی جانتا ہے بڑی بات کو جو بڑی جانتا ہے ستگر تجھے میرا جی جانتا ہے جو پہنچا ہوا ہے وہی جانتا ہے یہ باتیں کہاں فلسفی جانتا ہے اسے تو فقط میرا جی جانتا ہے یہ ہندی بھی کچھ فارسی جانتا ہے جو دنیا کو دولت بڑی جانتا ہے ابھی سے وہ باتیں سہی جانتا ہے ترا دل تو کچھ اور بھی جانتا ہے یہ جاہل یہ کاہل یہی جانتا ہے کہ راز خدا آدمی جانتا ہے

جو انجان ہے بس وہی جانتا ہے  
خدا کو فقط آدمی جانتا ہے

نہیں جانتے گہرے ہیں جو مجھ کو  
زمین ہر زمان ہو فلک ہیں ملک ہیں

۲۱

سمجھنا کٹھن کو کئے معنی ہی مائل  
اگر موت کو زندگی جانتا ہے

۲۲۳

چال میں تیری قیامت کبھی ایسی تو نہ تھی  
تیری سیرت تری صورت کبھی ایسی تو نہ تھی  
آج جیسی ہے ندامت کبھی ایسی تو نہ تھی  
دل و دیدہ میں عداوت کبھی ایسی تو نہ تھی  
جیسی اب ہر تیری شہرت کبھی ایسی تو نہ تھی  
لب نازک پہ شکایت کبھی ایسی تو نہ تھی  
آپ کی بزم میں کثرت کبھی ایسی تو نہ تھی  
کیا کروں میں مری نیت کبھی ایسی تو نہ تھی  
چل ہرک بہت تری عادت کبھی ایسی تو نہ تھی  
باتوں باتوں میں شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی  
جیسی اب ہے تری صورت کبھی ایسی تو نہ تھی  
ناچ میں تیرے قیامت کبھی ایسی تو نہ تھی  
آج جیسی ہے ضرورت کبھی ایسی تو نہ تھی  
تیری آنکھوں میں مردت کبھی ایسی تو نہ تھی  
دو حسینوں میں عداوت کبھی ایسی تو نہ تھی  
پردہ پردے میں محبت کبھی ایسی تو نہ تھی  
آ- ادھر آ- میری نیت کبھی ایسی تو نہ تھی

آنکھ میں تیری شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی  
کیون لڑا غیر سے کیون لال ہو موند غصہ سے  
حشر میں نام اعمال مرا کھلتا ہے  
جب سے دیکھا ہے تجھ کو ایک کاہر ایک قیام  
چپکے اخبار میں بٹنے لگی تیری تصویر  
چوڑا ہون میں ابھی پہ تو کہو بس مجھے چوڑ  
آج کیا ہے کہ جگہ مجھ کو ملی مشکل سے  
کیا کہوں میں کا اشارے سے کہا کیا اودنے  
دست گستاخ بڑے تو یہ ملا مجھ کو جواب  
آنکھوں آنکھوں میں اشارے تو ہوا کرتے تھے  
کونسی چیز جوانی نے ملا دی اس میں  
باتھدا اٹھا- پانو بڑھا- سینہ تنہا- آنکھ پری  
نہیں آتی نہیں تم آؤ تو پاؤں آرام  
کسی آنکھوں میں رہا تو یہ اثر کسا ہے  
کیون میری دل سے تری عارض روشن کو ہر لاگ  
بات کرنے کو چلے آتے ہیں وہ چلن تک  
پاک بازی کو مری تو نے کیا ہے غارت



<p>آج کیا بات ہے ہنستے ہوئے کرتے ہیں سلام تم سلامت رہو اے پھول چڑھانے والو دیکھتا کیوں ہے کنگھریوں سے وہ جاتے جاتے</p>	<p>بارہا آئے تھے۔ عادت کبھی ایسی تو نہ تھی کہ دھننگی تربت کبھی ایسی تو نہ تھی بے مروت میں مروت کبھی ایسی تو نہ تھی</p>
<p>۲۴۴</p>	<p>میں کسی بات سے روٹھا تو وہ ہنس کر بولے ہم یہ مائل کی عنایت کبھی ایسی تو نہ تھی</p>
<p>کس طرح نیتوں کی رقم کو خبر ہے تو ہی جو روزِ حشر بھی پیش نظر ہے پہ چائے میری آنکھ اودھر تو جدھر ہے شرمندہ کر رہا ہے کسی کا یہ پوچھنا گہر بٹیکو بھی کم ہو چوری سے دیکھنا باتوں کا اعتقاد نہ وعدہ کا اعتبار آنکھوں میں اشکِ دلیں جلن لب پہا ہے بہرِ طواف چڑھ کے جہازوں پہ جائیں کیوں مخض میں لفظ لفظ پہ ایمان لائیں سب جہانکے جو تو لگاؤں کیلئے سو میں تجھے غش آئے وقت دید کہ نیند آئے بعدِ صل دیکھوں بجائے آئندہ وہ گورا گورا جسم اوس دلکا نام دل ہو جو تلو پسند آئے</p>	<p>ہر ایک دل پہ جیکہ تمہاری نظر ہے خود کی خبر ہے نہ خدا کی خبر ہے الہما ہوا نقاب میں تارِ نظر ہے گزری مریں میں رات کمانِ تم کدھر ہے پردہ لے دو رتی ہوئی تیری نظر ہے باز آؤ جھوٹے تو زبانیں اثر ہے جب تک تیری گلی میں رہی نو حوگر ہے کعبہ ہر دل دہی ترا جس دلیں گھر ہے اسی جان بات بات میں تیری اثر ہے پرو کیلچ میں مرا چاک جگر ہے جب آنکھ بند ہو تیرے زانو پہ سر ہے مثل نگاہ آنکھ میں پتلی مگر ہے وہ مال مال جس پہ تمہاری نظر ہے</p>
<p>۲۴۵</p>	<p>مائل مزے اوڑھینگے ہم اور چند سال یہ دن اگر ہمیں یہ جوانی اگر رہے</p>
<p>شاہِ عرفان نورایمان عبدالقادر جیلانی</p>	<p>تیرے صدقے تیرے قربان عبدالقادر جیلانی</p>

گرم جو ہو غور شد قیامت پڑنے لگی جب ہو پکری  
 ہجر میں تیری کیون نہ مردن جب تو نہ ملے سطح جیون  
 نہ نکو شکوہ دور سے تیری قرب پر صدقے ہوتے ہیں  
 زاہد ہیکش ملا صوفی ابر رحمت جسے کہیں  
 روحون کی زمیل جو چھینی ڈر کر ہباگے عمر کیل  
 سیرت میں مثال مجید صورت میں تصویر علی  
 ہند میں بین بغداد میں تو پہ کیونکر مجھ کو چین پر  
 کیون نہ ہو روشن راہ طریقت ہیں تیرے دونوں نقش  
 شیطان ایمان چھین لے تو آکے مدد کر بالین پر  
 رہتہ میں ڈر چور و کاہی راہ گھن ہی منزل دور  
 چور کو بخشی تو نے ولایت قطب بنایا کافر کو  
 ترجی نظر سے جسکو دیکھا جیسے جی وہ مہی گیا  
 برین جامہ معشوقی ہے سر پر تاج محسوبی  
 حشر سے جب میں خلد میں جاؤں سچو تجھ تیری چلون  
 آنکہ جو ڈالی میں تجھ پر شکل خدا کی آئی نظر  
 غوطہ پر غوطہ دے تو مجھ کو اپنے آب رحمت میں  
 سر سے قدم تک نور محمد اللہ صل علی

مجھ پر اوڑھا دے اپنا دامان عبدالقادر جیلانی  
 تو ہی مراد دل تو ہی مری جان عبدالقادر جیلانی  
 مہر نور ماہ تابان عبد القادر جیلانی  
 ہے وہ تمہارا سایہ دامان عبدالقادر جیلانی  
 مرد میدان شاہ مردان عبدالقادر جیلانی  
 کیون نہ خدائی تجھ پر قربان عبدالقادر جیلانی  
 پاس بلے اس شہ خوبان عبدالقادر جیلانی  
 ماہ منور مستتابان عبدالقادر جیلانی  
 مرنے لگے جب کوئی مسلمان عبدالقادر جیلانی  
 ہر وہ بھلے بنکے نگہبان عبدالقادر جیلانی  
 مجھ کو بنادے کمال انسان عبدالقادر جیلانی  
 ہے تیری جتوں فتنہ دوران عبدالقادر جیلانی  
 میرا بانگ شاہ خوبان عبدالقادر جیلانی  
 ہاتھ ہوں میرے تیرا دامان عبدالقادر جیلانی  
 میں ترے صدقہ میں تیری قربان عبدالقادر جیلانی  
 دہو دی میری فرد عصیان عبدالقادر جیلانی  
 قبلہ عرفان کعبہ ایمان عبدالقادر جیلانی

گن گنکار ایک اٹھادی میرے دلکرا توں حجاب  
 مائل کی ہو شکل آسان عبدالقادر جیلانی

۱۵

۲۴۶

جو بھلا ہے سو تمہارا توڑا کسا ہے  
 بت ہیں معشوق ہمارے تو خدا کسا ہے

ہر سہ

یہ بتا دو کہ مقدر کا لکھا کسا ہے  
 چاہیے کوئی تو اسکو بھی محبت والا



اسپہ ہونٹوں کے نشان اسپہین بوسونک نشان  
جان خوش ہوتی ہو جس سے ادھی کیا کتے ہیں  
حسن پر ناز تجھے عشق پہ ہے ناز مجھے  
میرے نالے تجھے سید ہا ہی کرین رہ تو سہی  
جام می بنکے ہوا مغل ساقی میں بلسند  
تکڑیاں پاک نگاہوں کی ہیں مصروف طواف  
یہی گھر گھر ہے فغان ہجر کا مونسفہ کالا ہو  
میرا دل ہو کہ وہ دشمن کا جگر دیکھوں تو  
سیر ہو حشر میں مجھ کو تیرے آگے لا کر  
موند نہ تک اگر طن دل ہی پہری دلی بات  
دیکھ کر قبر میری پوچھتے ہیں غریبوں سے  
حسن بے پردہ ہوا آپ ہی اپنا پردا

میرے کو چے مین نقش کف پاکس کا ہے  
سب مزینین جو ہوا چادہ مزاکس کا ہے  
نہیں معلوم طرہ رخسار کس کا ہے  
اے فلک تجھ مین یہ انداز جفا کس کا ہے  
نہیں معلوم کہ یہ دست دعا کس کا ہے  
دوسرا کعبہ نقش کف پاکس کا ہے  
شہر مین آج یہ ہاتھی جو چٹا کس کا ہے  
مال بڑا ستہ مین تھو ملا کس کا ہے  
پوچھے داور کہ یہ دیوانہ بتا کس کا ہے  
میرے مطلب مین یہ انداز حیا کس کا ہے  
اس محلہ مین نیا گھر جو بنا کس کا ہے  
تیرے قربان یہ انداز حیا کس کا ہے

ایک اک لفظ مین معنی کے ہیں دود و پہلو  
تم نے مائل جوابی شعر پڑھا کس کا ہے

۱۱

۲۲۷

چراغ لامکان خواجہ معین الدین اجمیری  
جہان دیکھو وہاں خواجہ معین الدین اجمیری  
میرا وحدت نشان خواجہ معین الدین اجمیری  
فروغ نور جان خواجہ معین الدین اجمیری  
ہوا ستہ مہربان خواجہ معین الدین اجمیری  
کہہ جی جان جہان خواجہ معین الدین اجمیری  
چلے جب تک زبان خواجہ معین الدین اجمیری

مع

نشان بے نشان خواجہ معین الدین اجمیری  
عیان خواجہ نہان خواجہ معین الدین اجمیری  
بنا ہو دو جہان مین ہندیوں کا قافہ سالار  
اوس کی ذات ہے جو قدر ہے روشنی دل مین  
بشنہ گرا آسمان دشمن تو کیا نقصان بار و کسا  
دلوں مین کیوں نہ آئے گھر بنائے کیوں بے نیوز  
تجھے مین یوں پکاروں مسکا کر پہر کے دیکھے تو

جہ ہر جاؤں نظر آئیں اود ہر انوار چشتی کے  
کچھ ایسی دلیں دسعت ہو کہ یک گوشہ میں چائیز  
اگر تو تم کہے تو ساری دنیا میں قیامت ہو  
جان بندہ وہاں خواجہ معین الدین اجیری  
یہ سا توں آسمان خواجہ معین الدین اجیری  
پڑے مرد و نہیں جان خواجہ معین الدین اجیری

۱۳

مرے آقا ہین امی مائل مری مالک ہین امی مائل

۲۳۸

شہ ہندوستان خواجہ معین الدین اجیری

پر را او ٹھانظر کے مقابل نظر ہوئی  
کتے ہین اپنی عکس سے آئینہ دیکھ کر  
وہ تیر تیر ہے جو تیرے ہاتھ سے چلا  
کتے ہین وہ کمالد و حور و نکو خلد سے  
زلفوں نے بڑھ کے تمام لپٹا لپٹا کر نہ جائے  
خیم کہا کے زلف نیند میں آئی ہر کان پر  
ہاں ہاں کسی سحر میں ملتی سجاد رست  
کیا لطف زندگی جو نہ ہوسا تہ کوئی دوست  
وہ بھی تڑپ کے شوخیوں سے شکوہ تک گئے  
دن بہر ہو گئے سست جو سوو گئے دیر تک  
جو شہ شباب نے او سے نازک بنا دیا  
رو مال وہ جنگ کے چلے ہاتھ جھاڑتے

اتنی خبر ہے پر نہ مجھے کچھ خبر ہوئی  
کیون بونا نہیں تجھ کو کی نظر ہوئی  
وہ تیغ تیغ ہے کہ جو زیب کمر ہوئی  
اؤ کی نظر لگی مجھے اؤ کی نظر ہوئی  
جب سستہ لچکنی کو پستلی کمر ہوئی  
خود شامل دے کہتی ہو اٹھو سحر ہوئی  
مشہور سارے شہر میں جوٹی خبر ہوئی  
اسے خضر بہ بتا تری کیونکر میر ہوئی  
حلقہ میں ہاتھ کے جو مقید کمر ہوئی  
منظور تندرستی ہوا ڈھوسا ہوئی  
جو بن لگے اچھرنے تو پستلی کمر ہوئی  
مفضل میں دل گیا کوئی چوری اگر ہوئی

۱۲

مائل دلون میں عاشق و معشوق کہ ہے تار

۲۳۹

نیت مری بدلتے ہی اوں کو خبر ہوئی

کیون حشر میں تھاری نگہ بے اثر ہوئی  
کافر کے حسن میں برکت اور دے خدا  
کچھ پڑھ کے دم کرو کہ نظر کو نظر ہوئی  
لیجے ہوئے جو بال تو پستلی کمر ہوئی



یکیانہ بات چیت نہ شوخی نہ دل لگی  
 میں نے چسپا کو دل ہی میں رکھا تھا عشق کو  
 انکے قریب بیشک میں تلملا گیا  
 کس کو خبر کہ آگے ہو کیا کیا نصیب میں  
 ہر بات میں بگڑ نیکو نازک بنا مزاج  
 لے دل مرا جلا دے انگلیشی میں ڈالکر  
 بہتر ہے جاگنے سے ہمارا نہ جاگنا  
 دعوت میں جا کے آئندہ سے پہلے ہی آئے  
 گردن میں ہاتھ ڈال کھجے میں ہاتھ ڈال

بیٹھے ہو سست کیون تمہیں کسکی نظر ہوئی  
 مجھ کو خبر نہیں کہ او سے کب خبر ہوئی  
 سید ہی گری جگہ جو ترچی نظر ہوئی  
 جتنی بسر ہوئی میری اچھی بسر ہوئی  
 ہر گام پر پھلنے کو پستلی کمر ہوئی  
 صدقہ آتا تیرے سرے نظر کو نظر ہوئی  
 سونہرے کیمے سونہرے کپڑے میں اٹھو کھو ہوئی  
 ہم مر ہی جائیں گے اگر ایکے سحر ہوئی  
 کیا لطف وہ رہی سے ملاقات اگر ہوئی

۲۹

ماثل کے شعر سنکے وہ کہتے ہیں پیارے  
 تم مر ہی جاؤ گے اگر اس لیے یکے نظر ہوئی

۲۵۰

ہو میں تنی ہین ٹپکتا ہے خون جانوں سے  
 قسم خدا کی جو کچھ بھی سنا ہو کانون سے  
 فرشتے روزِ شبِ آخر میں تو لطف کیا یا رب  
 دل و جگر نہ پسند آئے ان نگاہوں کو  
 اٹھا جو کوئی بگڑ لا تو ہم سے ہی بگڑے  
 وہ آئین اور حینون کو لے کے اپنے ساتھ  
 پاک ہٹی تو نگاہیں دل و جگر سے ہٹیں  
 لگا کے دل جو گردن نالہ عرش پہلجائے  
 دکھائے شوقِ جبین سائی سیرِ استقبال  
 جھکے ضعیف جو ہو کر وہ ہو گئے بیکار

۴۲۷  
 شکار کیلئے پھرتے ہیں دو کمانوں سے  
 وہ کہہ رہے ہیں اشار و نہیں رازدانون سے  
 کہیں تو جو آواز آئے آسمانوں سے  
 یہ میزبان ہو شہرِ مندہ یہ مانون سے  
 زمین جاتی ہے لڑنے کو آسمانوں سے  
 ہزار ہے مرا اگر ایسے میہانوں سے  
 پروندہ تو دل کے تیرا ڈھنگے نشانوں سے  
 میں وہ نہیں ہوں جو دب جاؤں کانون سے  
 جو پتھر اٹھکے چلے آئین آستانوں سے  
 لگے تیرے نشانوں پہ ان کمانوں سے

قفس میں جبر سے لائے ہیں خوشنواؤں کو  
 نقاب اٹھا کے خدایوں کے قیامت میں  
 وہ آسمان ہوں جس سے زمین دہتی ہے  
 دم آست بھی چو کے نہ یہ بتاں حسین  
 کبھی شہاب کبھی برق ہم پہ گرتی ہے  
 فقیر شہر خوشانین بھیک کیا مانگے  
 یہ کیا خبر کہ نگاہیں بری ہیں کس کس کی  
 نماز پڑھنے لگا شوق جیب سائی میں  
 سوار ہو کے جنازہ نہیں آئے قبروں تک  
 نگاہیں لائی ہیں اونکی یہ پیار کا پیغام  
 پس نیکی کا صورت اٹھینگے تمام اہل قبور  
 بیویں تنہیں تو نگاہیں دل و جگر میں چسپیں  
 یہ بت سنا تے ہیں کیا کیا مجھے طاق پڑاں  
 ملا کے آنکھ میں ہم آنکھ کیا کر دعوئے  
 بچے ہیں گنج شہیدانین کیا گل فروش  
 وہ دیکھ لیتے ہیں دل میں نظر کو در و ڈاکر  
 وہ کہتے ہیں تری آنکھوں میں کیا نہیں کچھ نہ  
 فرشتہ بھی جو بنوں میں تو اعتبار نہ ہو

شجر پہ چڑھ کے اُتار ہے آشیانوں سے  
 وہ دیکھ آنکھ سے جو کچھ سنا تھا کانوں سے  
 زمین وہ ہوں نہیں دیتی جو آسمانوں سے  
 خدا سے وعدہ کیا تو دبی زبانوں سے  
 یہ کون بھینکتا ہے آگ آسمانوں سے  
 صد اکسی کی نکلتی نہیں مکانوں سے  
 بچاؤ اُپکوا اپنے ننگا ہبانوں سے  
 خدا ملا تو بتوں ہی کے آستانوں سے  
 غرض ہر خانہ بدوش کو بھی مکانوں سے  
 بڑا اور ربط ہمارے نگا ہبانوں سے  
 کھڑے کھڑے وہ کلہاڑیوں کے مکانوں سے  
 وہ تیر تیر چوٹے کڑھی مکانوں سے  
 منے لئے ہی تو شوخی مہری زبانوں سے  
 نگاہیں جھپتی ہیں انکے راز دانوں سے  
 کہ باس آتی ہے پہولوں کی ان مکانوں سے  
 چپا ہانہ کوئی راز بد گمانوں سے  
 نگاہیں چسپیں لے میرے نگا ہبانوں سے  
 بچوں خدا ہی بچائے تو بد گمانوں سے



نکلے کہتی ہرین چنگاریاں فغانوں سے  
 آئی یہ تری دنیا ہمیں سے ہے آباد  
 جواب گردش ارضی کا فلسفی کو یہ دو  
 کہا گلون نے یہ ہنسکر جو بلبلیں چمکین  
 اٹھا نقاب۔ دکھا موند۔ تو مجھے باتیں کر  
 بھیجے ہوئے مرے نالے شہابِ ثاقب ہرین  
 سمجھکے دورا سے۔ پاس غیر کو نہ بٹھائیں  
 یہ صوفیانہ حکیمانہ عاشقانہ شعر  
 جو دل ہر صفت نظر پاک پر حجاب کمان  
 ضرور جائے مردان حق کی قبرسوں پر  
 پرے ہرین عشق کی راہو نہیں چھے چھے پر  
 سنا دیا مجھے کیا کیا بتوں نے غصے میں  
 قلم و رات لئے ساتھ ہرین فرشتے دو  
 ہر نوختوں سے لبالب فقیر کی جھولی  
 وہ بندہ ہو کہ خدا کچھ سنا ہی دیتے ہیں  
 چراغ گل میں جلے شب کو بتسیاں بنکر  
 دلو نہیں دونوں کے ارمان تھوڑے شریلے  
 کہی کہی تو ضعیفوں کو جوش آجائے  
 یہ جی میں ہے کہ اگر کمال لون آنکھیں  
 کچھیں تینیں تو کہا حسن نے یہ درپردہ  
 وہ وعدہ وعدہ حسینو نکاح میں رنگ حجاب

یہ کیا کہ پاؤں پہلے ہرین زرد بانوں سے  
 چمک پہل ہے ترے گہر میں میہمانوں سے  
 زمین بہا گئی پرتی ہے آسمانوں سے  
 کوئی کپڑا کے نہ لیجائے آشیانوں سے  
 آئی آنکھوں سے سحر و رمہون نہ کانوں سے  
 کہ تو آگ میں برسا دون آسمانوں سے  
 خدا ہے ساتھ ہمارے انہیں گمانوں سے  
 کوئی سننے تو سنے ہے خوش ہر بانوں سے  
 خدا نے پردہ کیا بھی تو بد گمانوں سے  
 ملیگی بھیک فقیروں کو ان مکانوں سے  
 بلا کے راستے پیوائے ناتوانوں سے  
 جو زخم کہاے تو چلتی ہوئی زبانوں سے  
 دڑوں خدا سے کہ میں ان لگا ہر بانوں سے  
 جو ایک ایک نوالے ملے مکانوں سے  
 کوئی سچا نہیں مخلوق کی زبانوں سے  
 گرے تھے باغیں تنکے جو آشیانوں سے  
 زبان پر آئے کے پہلے چلے زبانوں سے  
 کہی کہی تو چلے تیراں کسانوں سے  
 مقابلہ ہے تمہارے لگا ہر بانوں سے  
 ملا ہے ہاتھ کوئی ایسے نو جوانوں سے  
 وہ بات بات جو نکلے دبی زبانوں سے

آہی نیند میں کس کس نے ادکا منہ چوما  
سخن شناس کرین یہ میرے دیوان کی  
ہوا سوار جو رزف پہ خاک کا پتلا  
خفا خفا ہیں وہ اپنے مزاج انون سے  
مقابلہ ہے اکھاڑے کے پہلوانوں سے  
زمین بلند ہوئی ساتون آسمانوں سے

۱۹

دکن میں واصل و ماکل ہیں دونوں مخمور کن  
یہی سنا ہے سر بزم خوش بایانوں سے

۲۵۲

موندہ آئے میں دیکھ کے مضطرب ہوا کرے  
مفتار ہو جفا نہ کرے یا جفا کرے  
مکمل نہیں کردوست وہ کچھ گلا کرے  
تجساح میں کے بغل میں جو لٹ جائے  
میں تم کو دیکھ کر جو کہوں یہ مجھے ملیں  
مہ جائے غیور وہ روتے ہوئے طہیں  
کتنی ہرین تخلیہ میں جوانیکی شوخیان  
گولی سے پٹ سکے نہ یہ خیر کے کٹ سکے  
بت بھی مرا جیل خدا ہی مرا جیل  
یوسف کا ذکر کیوں یہ زلیخا کا ذکر کیوں  
سانسین اُبی اُبی ہرین نگاہیں جھکی جھکی  
گرمی سے حُسن کی ہی نہ آئے تجھے بخار  
فتنہ ہے فتنہ ہے یہ رخاست فتنہ زار  
دشمن ادسی کا نام جو دلیں چپاے رنج  
ہو کر جو ان لینے کو آئے مری ہی جان  
کیا خوب میرے سامنے تعریف غیر کی

اپنی ہی چوٹ آپ وہ کمانی خدا کرے  
لیکن یہ میری دیدھ دل میں رہا کرے  
دشمن سے ہاتھ جوڑ کے جو التجا کرے  
میرے عوض پلنگ پہ تو ہو تو کیا کرے  
آہستہ موندہ ہی موندہ میں کو تو خدا کرے  
نکل یونہیں مرا ہی جنازا خدا کرے  
اسکا نہ ہاتھ چوڑیہ جب تک حیا کرے  
جس دل سے دل ملو کوئی کیونکر خدا کرے  
دونوں میں نوک جو کہ برابر ہو کرے  
تو خواب میں کسی کے نہ جای خدا کرے  
رگ رگ میں جسکی شرم ہو شوخی وہ کیا کرے  
کوئی حکیم بغض نہ دیکھے خدا کرے  
تو بیٹھ کر اوٹے تو قیامت بپا کرے  
وہ دوست ہے جو دوست اگر گلا کرے  
کس دن کہا تھا میں نے کہ یہ دن خدا کرے  
گستاخ سے سمجھ وہ اگر کچھ وفا کرے



<p>ہاں ہاں وہ کس طرح تجھ غارت خدا کرے آجائے جسکو نیند وہ بوسے دیا کرے</p>	<p>آلودہ کو سنا تراہو لون نہ عین صبر دو نون یہ شرط باندہ کر لیٹے پلنگ پر</p>
<p>۲۷</p>	<p>۲۵۳ ماٹل سے تو نہ مل کہ وہ عاشق مزاج ہے کس ہونہ سے مین کہوں تجھ دیکھے تو کیا کرے</p>
<p>دل پارہ پارہ ہے تو جگر پاش پاش ہے پہر جسکو دیکھے اُسے تیری تلاش ہے کبخت سر سے تا بقدم پاش پاش ہے بندہ وہی ہے جسکو خدا کی تلاش ہے یک میری لاش ایک میری دلکی لاش ہے پانی کا یہ گلاس یہ چمچہ آیش ہے جو آم کی ہے پھانک میری دلکی تلاش ہے میرے لئے اب اونکی دعا شاد باش ہے ہر ہر سے پوچھتا ہوں کمان بود باش ہے سو نہ کسول کرتو دیکھے یہ کسکی لاش ہے آوازِ صورتِ زمزمہ زندہ باش ہے وہ ہے قلم تراش تو یہ جان تراش ہے آوارہ ہے جھٹتا ہوا ہے بد معاش ہے تم جھیکر چھپاتے ہو کیون راز فاش ہے آنکھ میں ہیں بند اور کسی کی تلاش ہے خدا مہن مکان ہے نہ رہی قماش ہے دیدہ ہو یا کہ دل ہو جو خواہتا ش ہے</p>	<p>وہ چلبلی نگاہ ہی کیا جان خراش ہے ہر ہر کے دل میں گرچہ تری بود باش ہے کتے ہیں روند کر مجھے یہ کسکی لاش ہے ہے لاسکان دور تو دل ہی مین ڈھونڈئے چوٹا بڑا مزار بتانا جبراجدا سمجھا کے تو مریض کو اپنے کسلا پلا ہے انکی میوہ خوری مین عاشق کشی کا رنگ تو رخصتی سلام تولے اے غم فراق وہ میرے دل میں رہتے ہیں مجھکو خبر نہیں کیون وقت دفن آئے ہو گونگت بکال کے کچھ کم نہیں ہے صبح قیامت کی دھوم دبا چاقو سے کیون ڈراتے ہو چتون سے کام لو دیکھا جو پیار سے تو مجھے یہ ملے خطاب کبہرے ہیں بال پہول ہی ہیں کچھ پلو دے جانے لگا خیال ہمارا کسان کمان یاں جز خدا نہیں ہے مگر منعونکے پاس دیدار کا مزا مرے ہر عضو کو ملا</p>

کتنا تمہارا خرچ ہے کتنی معاش ہے  
 چوٹا سا ایک جنازہ ہو چوٹی سی لاش ہے  
 شطرنج یہ ہے۔ گنجنہ یہ ہے۔ یہ تاش ہے  
 برسوں کا راز ایک اشارے میں فلش ہے  
 اوسکے بڑے نصیب ہیں جسکی لاش ہے  
 خلوت کا راز جہتی نظردن سرفاش ہے  
 مین جسکو دیکھتا ہوں مرا خواجہ تاش ہے  
 ٹھوکر کی مستحق تو ہماری ہی لاش ہے  
 اور دلیں گھسکے دیکھئے تو زندہ باش ہے

کسے تو کیا ارادہ ہے۔ کیوں بوجھتے ہیں یہ  
 میت ہمارے دلکی اوٹھی دھوم دھام سے  
 بوسونکی شہر باندھے کچھ کیل کیلے  
 اس پیار کی نگاہ کے قربان جائے  
 وہ قبر میں اُتارتے ہیں اپنے ہاتھ سے  
 یاروں سے چپ سکی نہ فری سیسی تری  
 ڈوبے ہوئے ہیں رنگ تعین میں سب کے سب  
 مرنے کے بعد ناچ نہ ہو کیوں مزار پر  
 ہنگام وصل پہ ہے مرجائے تو کیسین

۳۴

ماہل جو قدردان سفارش ملا تو کیا  
 بھکو تو قدردان سخن کی تلاش ہے

۲۵۴

کیا نظر کو تری نظر نہ ہوئی  
 لال کدن تری نظر نہ ہوئی  
 دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوئی  
 اتنی پستلی کوئی کمر نہ ہوئی  
 جاگتے جاگتے سحر نہ ہوئی  
 ایک کی ایک کو خبر نہ ہوئی  
 بولتے چالتے بسر نہ ہوئی  
 حُسن کی اگر کمر نہ ہوئی  
 مرغ بولا مگر سحر نہ ہوئی  
 پہر نگاہ کیوں پیا مبر نہ ہوئی

کسی محفل میں بے اثر نہ ہوئی  
 خون فشان کب رگ جگر نہ ہوئی  
 یوں دیا ہم نے دل بڑا کراہتہ  
 بال۔ تارنگاہ۔ جھوٹ غلط  
 وصل کی رات ہاے جی نہ بہا  
 سب کے سب گو تمہاری عاشق ہیں  
 قبر میں حشر تک رہی چپ چاپ  
 شکل کیسی اگر دہن نہ ہوا  
 وصل کی شب عدو نے کی فریاد  
 سب اشارے تو وہ سمجھتے ہیں



سر چٹکتے پیرے محبت میں  
 بیٹیکریرے سوگوار دن میں  
 نیند وہ بھی شب فراق کی نیند  
 خور ضبط ہرین قفسِ بنگاہ  
 دانِ عدو اور نکلے دل میں آہی گیا  
 نگہ بین عاشقوں کی دوڑی تہین  
 دل سے دلو تو راہ ہوتی ہے  
 ساتھ تیرے وہیں ہوا کہاتے  
 کہنے جانا خدا کا پورا حال  
 پہر رہا ہوں اوسے کو ساتھ لئے  
 کیا کہوں حال نزع کا اُف اُف  
 دور سے اس طرح ملاپ ہوا  
 کبھی کچھ نہ کرے کبھی کچھ فکر  
 شبِ فراق کا طول کیا ناہین  
 اپنی ٹھوکر پہ ناز ہے تھک  
 یاد تیری جدھر سے آتی ہے  
 آپکی بات راہ کیا کہنا  
 آنکھ نہ کر دیا مجھے بدنام  
 کیا اچوتے نکل ہی جاؤ گے  
 محب کو ادسکی گلی گلی ہی نہیں  
 دور سے یوں دیا مجھے بوسہ

کسکی دیوار ہے جو در نہ ہوئی  
 یوں وہ روئے کہ آنکھ تر نہ ہوئی  
 آئی اگر گئی سحر نہ ہوئی  
 سر کسٹا لیکن آنکھ تر نہ ہوئی  
 یان فسرشتوں کو بھی خبر نہ ہوئی  
 کیا لڑائی نفتاب پر نہ ہوئی  
 اطلاع آپ کو مل نہ ہوئی  
 ہاں سے جنت زمین پر نہ ہوئی  
 کچھ نہ ہوئی اور کچھ خبر نہ ہوئی  
 گو ملاقات طور پر نہ ہوئی  
 ایسی تکلیف عمر بھر نہ ہوئی  
 کو نظر سے جدا نظر نہ ہوئی  
 چین سے زندگی بسر نہ ہوئی  
 کہ قیامت میں بھی سحر نہ ہوئی  
 لاش زندہ مری اگر نہ ہوئی  
 کبھی ظاہر وہ رہ گزر نہ ہوئی  
 موندنے سے کھلی توبے اثر نہ ہوئی  
 پاک دل کی طرح نظر نہ ہوئی  
 آج پوری یہ ضد اگر نہ ہوئی  
 رہ گزر ہو کے رہ گزر نہ ہوئی  
 ہونٹہ کی ہونٹہ کو خبر نہ ہوئی

کچھ کسی کو تو کچھ کسی کو پسند  
ساری دنیا کی یک نظر نہ ہوئی  
کے مومنہ میں ہوتی رہی مومنہ کی بات  
مختر ہوئے کے محقق نہ ہوئی

۱۵

اسکے گھر سے جو ہم چلے مائل  
دل کسان گر پڑا خبر نہ ہوئی

۲۵۵

ابو العلامین خدا کی صورت خدا میں صورت ابو العلامین ع  
آئی دن رات میری دل میں ہے محبت ابو العلامی  
گیا جو محشر میں پیش داو رکھ لی حقیقت ابو العلامی  
چلو نین یوں جو ہم کر خدایا کہ بطرح کوئی پسینہ والا  
امیر میرا فقیر بن کر گیا جو خواجہ کے آستان پر  
کبھی تو زندہ ہو تو قلب مردہ کبھی تو جا لگ کر بخت خفتہ  
جو کوئی مشکل کا وقت آیا پکار رہی بندہ وہی ابو العلامی  
دیا جو آب وضو کا چھینٹا نہی ہو مینا چکر کر انسان  
تمام شرک خفی مٹایا مرے خدا کو مجھے دکھایا  
صدا اوس کی سنائی ہی دی جو کوئی حد کا نہ سیکھے  
گنہ سزا کا لا تھا مومنہ ہمارا کسی عمل کا نہ تھا سہارا  
ہمارا معبود ہمارا توبہ ہمارے مسجد ہمارا کعبہ  
یہ جو حقیقت میں عشق مولا اسی کا ہوا نام نور ایمان  
یہ کیسی قسمت ہو یا آئی نہ جائیں تو یک ہمیں بنائیں

۱۸

مری نظر میں ہیں ایک دونوں کی گشتاؤں کی گشتاؤں  
فلک پر عرش علا ہے مائل زمین پر تربت ابو العلامی

۲۵۶

مسجد پر تنگدہ ہو دل ہے رگ گلو ہے  
ع ۳۲ کس گھر میں تھکے ڈھونڈن ہر گھر میں تو ہی تو ہی



ظاہر ہی رنگ تیرا باطن ہی تیری بو ہے  
 کیا میں ہوں تیرے آگے کیا میری آگے تو ہوں  
 مستی کی خواہشیں ہیں مستوں کی کوششیں ہیں  
 ہر شخص و عکس اک ذات جو بنی نہیں ہر بات  
 نان خودی تو کما ئے آب بقا تو پی لے  
 اے بیشال تنہا کس سے مثال دولین  
 ناقوس کی فغانیں آوازہ اذان میں  
 ہم جام بادہ در دست ہم بادہ خوار ہم ست  
 ہر وصل گل میں گل کا دریا میں موج دریا  
 یہ کون گھر سے نکلا ہے پر رگی ہے پردا  
 آباد بادہ خانہ چمک چمک کوئی چنگے  
 میرے ابوالعلانی اچھی بیس می پلائی  
 میں کون نقش معدوم میں کون شکل موہم  
 پہچانار کوربے عقدہ کملاعربے  
 ظاہر میں فصل پیدا باطن میں وصل پیدا  
 پیارے عرب کو مانگے کھڑا ذرا دکھادے

ہر ہر میں تو ہی تو ہو میری جستجو ہے  
 بیجا یہ گفتگو ہے اس میں دہلی کی بو ہے  
 مستان لغزشیں ہیں مٹو تپے مای و ہو ہے  
 آئینہ ہاتھ میں ہے خود اپنے رو برد ہے  
 یہ لذت کلو ہے وہ لطف و اشربو ہے  
 صورت یہی ہو تیری سب صورتوں میں تو ہے  
 تیرا ہی تذکرہ ہے تیری ہی گفتگو ہے  
 تراہ کے ہاتھ میں اب خالی فقط کد ہے  
 موجود نہیں قطرہ قطرہ - قطرے میں آبرو ہے  
 شہرہ گلی گلی ہے آوازہ کو کبھو ہے  
 غم ہے صراحیان ہیں بیابان ہو سبو ہے  
 دینا نہیں دکھائی اب میں ہوں بلکہ تو ہے  
 تو کون تنہا کس معلوم میں کیا کہوں جو تو ہے  
 خود اپنا مدعا ہے خود اپنی آرزو ہے  
 دل تجھ میں - تو ہو میں میں تجھ میں مجھ میں تو  
 تیری ہی آرزو ہے تیری ہی جستجو ہے

فراد تم ہوا الحق کہتے ہو کیوں انا الحق

ما نکل زبان سبنا لو کیسی یہ گفتگو ہے

یہ

خوشنکے کے رہنے والے۔ (گردون پر جانے والے)۔ (ادکلی والے)۔ (بائے)  
 جو حقانی مجلسوں میں اگر گائیوے ان فقر و کجی و ہر ایمین علیہ شعل پراستیں ٹیکے لگے۔

# تختیس غزل جناب رضوان ملح شہنشاہ دو جهان رئیس مراد آباد

میں ہے شکل خدا صورت نیکوی محمد	سر جہک گیا پیش خم ابروی محمد
جان ست ہونی سونگتے ہی بوی محمد	اترائیں نگاہیں جو بڑھیں سوی محمد
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روی محمد	
کعبہ ہے شب قدر کا گیسوی محمد	قبلہ کا ہی قبلہ ہوا ابروی محمد
الہ کا موندہ ہے منہ نیکوی محمد	اترائیں نگاہیں جو بڑھیں سوی محمد
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روی محمد	
وہ قد وہ برودش وہ بازدی محمد	وہ ناک وہ آنکھ اور وہ ابروی محمد
وہ حسن وہ رخسار وہ گیسوی محمد	اترائیں نگاہیں جو بڑھیں سوی محمد
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روی محمد	
بے پردہ ہوا جب رخ نیکوی محمد	سر جھکنے لگا جانب ابروی محمد
اٹھائیں تمناؤں سر کوئی محمد	اترائیں نگاہیں جو بڑھیں سوی محمد
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روی محمد	
عینہ کا بنے عطر جو کھینچیں عرق گل	بو مشک کی دینے لگو خنر گربیل
مکا ہی کرے گلشن عالم میں جزد گل	مٹ جائے ہمیشہ کو پریشانی سنبل
پڑ جائے اگر سایہ گیسو سے محمد	
بھینا کی ضیا ہے نہ چمک برق و شر کی	آنکھوں کے چراغوں میں نہ بتی ہر نظر کی
انجم کی ہے کچھو نہ سپیدی ہر سحر کی	خورشید کا جلوہ نہ قبل ہی ہے قمر کی
پھیلی ہوئی ہے روشنی رو سے محمد	
دیکھو تو چمک حسن محمد میں سپہ کیسی	یوسف کے بھی آئینہ رخسار میں چخی



دل میں ہر سے نور نہ چطور پہ بجلی	خوشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی
پہیلی ہوئی ہے روشنی رومی محمدؐ	
کچھ اور ہی جلوہ نظر آئے اسی ہر سو	دل پھینک دے سنقار سی وہ چہرے پہلو
کو کو کے عوض موند سے نکلتے لگے ہو ہو	قمری نہ پہرے باغین کرتی ہوئی کو کو
اگر دیکھ لے سر دتہ دلجو محمدؐ	
ہر ایک تجلی میں ہی السہ کا پیارا	ہے میرا بیان صاف۔ کنایہ نہ اشارا
اچھی ہی بھارت مری۔ اچھا ہی نظارا	کشتا ہوں قبر میں مرنو دیکھ کے تارا
یہ چشم محمدؐ ہے وہ ابروی محمدؐ	
جب روز ازل شوق ہوا شعر و سخن کا	دیوان خدا بن گیا احمد کا سراپا
بندش ہے بہت چٹ ہر اک لفظ ہوا	استاد ازل نے غل حسن میں لکھا
کیا مصرع جربستہ ابرو کے محمدؐ	
شوخی سے نککا ہو نکو پہر اگر جو ادھر لاک	وان طور پہ آنچ آئی تھی یلن نور آنچ آئی
مثل رانی گو وہ سزا پائے مزا پائے	موسنی کی طرح برق تجلی ہی تڑپ جا
بے پردہ اگر ہو رخ نسیکوی محمدؐ	
پچھین ہی ہاتھی جگہ دل کی جلن سے	ہوتی نہ جدا وہ نفس رنج و محن سے
آتی نہ کبھی باغین آگاہ کسی بن سے	بلبل کو محبت کبھی ہوتی نہ چین سے
پہلوں میں نہ بسجاتی اگر بو کے محمدؐ	
عینک ہی لگا کر چڑھے کوئی فرشتا	یک حرف ہی آئے نظر او سکون گنہ کا
کچھ رنگ دکھانے لگو شہادۂ کا جلو	رہ جائے قیامت میں گنہگار و گناہ پڑا
کھل جائے اگر دامن گیسو کے محمدؐ	
جیتک کہ نہ ہو حشر بڑے چین سے سونا	بخایہ گاہ جنت کا چمن قبر کا کونا

فرماتی ہے۔ تم خوفِ جہنم سے نہ رونا	کہتی ہو گنہگاروں سے مایوس نہ ہونا
صدقے ترے احرشہم سفلوی محمدؐ	
اندھے کو گلِ باغِ تجائی نظر آیا	رنگِ چینِ برزخِ کبریٰ نظر آیا
سہ بدر نہ رہی۔ مجھ کو وہ جلو نظر آیا	اس کی قدرت کا تماشا نظر آیا
دیکھا جو کبھی آئینہ روئے محمدؐ	
نہے ماہِ منور عجیب اندازِ کا دلبر	حبِ وقت گشتا کم نہوئے حسنِ کوچہر
جس دم یہ بڑا رنگ کھلا چہرہ چمک کر	ہر ماہ میں گشتِ بڑہ سفلک پر نور
ابر وے محمدؐ ہے کبھی روی محمدؐ	
ہزارات نئی شکل دکھاتا ہے یہ دلبر	گشتِ بڑہ کے ہی ہر دور تسلسلِ میز
ہے اسکا تنزل میں ترقی پر پتھر	ہر ماہ میں گشتِ بڑہ سفلک پر نور
ابر وے محمدؐ ہے کبھی روی محمدؐ	
دل میں ہر سے پوشیدہ ہوا کہ خطِ جنت	ہر سانس میں ہر گشتِ فردوس کی نکست
رنگ اور یہ دکھلا میں مجھے روزِ قیامت	پڑ مرده ہوں یارب نہ گلِ داغِ محبت
ان پہولوں سے آتی ہو مجھے بوی محمدؐ	
گرد و نکلے فرشتے نہ اڑتے میری برابر	ہیں سدرہ وطلوبی دم پر از تیر پر
میں میٹھی چھکا جو کسی شاخِ شجر پر	وہ بلبل خوش لبجو ہوں نغمہ می سنکر
جو مانگے برسوں شجر کو سے محمدؐ	
ہر مو سے نمودار ہو معشوقِ حقیقی	ہو واقف اسرارِ مہاوست نظر بھی
اللہ تعالیٰ ہی بنے آنکھ کی پتلی	جاگے تو لے دولت دیدارِ خدا کی
جو خواب میں دیکھے رخِ نیکو سے محمدؐ	
ناقہ ہے مراد لولہ سیر مدینہ	محل ہے مرا حوصلہ سیر مدینہ



ہو کیوں نہ روان قافلہ سیر مدینہ	زور کشش سلسلہ سیر مدینہ
کینچے لئے جاتا ہے مجھے سوی محمدؐ	
ہو کیوں نہ جوان حوصلہ سیر مدینہ	پیدا ہو نہ کیوں دل ولولہ سیر مدینہ
کینچے لئے جاتا ہے مجھے سوی محمدؐ	
جیتا ہے چچین ہو کیوں دل تہینہ	ایمان حقیقت کا کنارہ سی ہو نہ تہینہ
کیوں کاٹ کر گرواب کو نکلے دھینہ	زور کشش سلسلہ سیر مدینہ
کینچے لئے جاتا ہے مجھے سوی محمدؐ	
مغرب میں نمودار ہوئی رات جو کالی	مشرق میں پیدا رہا شفق کی ہوئی لالی
مغرب ہو کہ مشرق ہو نہیں بات نہ خالی	ڈوبی ہوئی گیارہ ورق خورشید نکالی
دیکھے کوئی ترستی بازوی محمدؐ	
گرد و نکا ہر اک برج ہو گرواب خیالی	میزان کہی خالی تو کہی دلو ہو خالی
ہر برج میں کرتا ہو تصرف کف عالی	ڈوبی ہوئی گیارہ ورق خورشید نکالی
دیکھے کوئی ترستی بازوی محمدؐ	
ڈوبا ہوا سوچ جو لرز کر نکل آیا	چلائے فرشتے کہ قیامت ہوئی ریا
بجئے لگا قطبین پہ اعجاز کا ڈھکا	مغرب سے جو خورشید جانا تاب کو کینچا
چکرایا فلک دیکھے قابو سے محمدؐ	
آجائے نظر مجھ کو دم مرگ وہ نقشا	سوجان سے جس پر ہے ذرا برق تجلی
ماٹل جو جیسے وہ فرما ئیں ادھر آ	رقصوان جو دم نزع ذرا ہی ہو اشارا
اترا تھی ہوئی جان چلے سو سے محمدؐ	

## شہرا

سبارک ہو قدیر نور پر دستا بر سر سہرا  
تصدق باؤن پہر شب گشت کا دیکھو تماشا کون  
زمین و چرخ چار مہین منے کی چوٹ چلتی ہے  
خوش اطالع رہے قسمت جو سہری میں تلک جا  
کرن میں ایسی خوشبو ہے نہ سوچ میں چمکیا لہی  
یہ دل کستا ہوا لکھنوں سے کچھ ایسا کینچھا فوٹو  
اوڑینگے لوٹنے کو آسمان تک قاف کی پران  
ہزاروں بجلیاں ہزار مین ہین دشت ایمن کی  
نمایاں عرش سے ہوا بشار رحمت باری  
یہ ماہ و شستہ ہی مین ای خدا تقسیم اچھی ہے  
انہیں مین جو رکا دل ہوا انہیں مین جلن پر نیکی  
چٹری پہاڑ کی لیکر چوٹی کیلے چاند سوچ سے  
وہ تیر دستہ دعا یعقوب کا یہ تاج یوسف کا  
اگر دیکھوں نہیں دیکھوں تمہاری شکل ہی دیکھوں

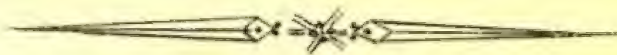
نظر آنکھوں میں غش ہو دیکھو دستا بر سر سہرا  
کرے یون ہی جو بکوبے خبر دستا بر سر سہرا  
اود ہر خط شعاع و شمس - اود ہر دستا بر سر سہرا  
کہنا ہے غنچہ ز دل دیکھ کر دستا بر سر سہرا  
تک چکا رہا ہے دیکھ کر دستا بر سر سہرا  
رہے قائم سر تا سر نظر دستا بر سر سہرا  
جو تو پھینکے ہوا مین کو لکھ کر دستا بر سر سہرا  
دو عالم کو نہ کروے بے خبر دستا بر سر سہرا  
فرشتے کہہ رہے ہین دیکھ کر دستا بر سر سہرا  
اود ہر آرایش و زیور - اود ہر دستا بر سر سہرا  
کو تو کس کو دو گے کو لکھ کر دستا بر سر سہرا  
اگر ہو عکس انگن چرخ پر دستا بر سر سہرا  
بڑے انداز سے ہے جلوہ گرد دستا بر سر سہرا  
ندیکھوں اور کچھ مین دیکھ کر دستا بر سر سہرا

۱۰ اخباروں میں یہ مضمون نظر پڑا اور گھر گھر بے خبر شو، ہولی گرا علی حضرت قدرت درت  
عرش نعمت خلد اللہ ملک کی شادی - عالیجناب فلک رکاب نواب مال الملک سرکار عالی کی دختر  
نیک اختر سے عقد بے ہونے والی ہے - اس نکاح سے بڑے شوق سے سہرا لکھا - خدا جانے کس وجہ سے  
شادی ملتوی ہو گئی - امر صحت خویش خسران دانند - جی تو جا ہتا تھا کہ اس سہرے کو چاک کر کے پھینک دین  
اگر اجاب کے امر سے بے خبر ہو گیا اور اس راہ سے باز کیا فقط سخن شناس رہے تو کئی خاطر سے یہ سہرا داخل دیوان ہوا



<p>             وہ اس میں جلوہ افکن ہو۔ یہ اس میں جلوہ فرما ہے              فرشتے مانگ کر تجھے بنالین عرش کی چتری              یہ مانا چاند تجسا ہو مگر لائے کمان سے وہ              چمک کر پھول ہر اک بیل بدرہ کا دل چھینے              خاک یہ ناز ماہ و مہر کے دو جوڑے موتی پر              لیٹے ہار جیب تو خود فرشتے سو گئے آئین              سینان جہان سینون سہلین۔ ہاتھ تو پکڑ کر              وہ آنکھ نکو کرے خیر یہ آنکھ نکو کرے روشن              زلیخا گر تجھے دیکھے تو یوسف کے لئے مانگو              نماز صبح ہو جائے قصا سوچ کے دھوکہ میں              حباب بھر حدت وہ۔ یہ جو صبح بھر غافل              اٹھا غل گورا گورا ماتہ اک سوچ سے نکلا ہر           </p>	<p>             جو ان بختی نکور و فی کا گھر دستاؤں رہا              جو تو باندہ ہے تو چمکے اس قدر دستاؤں رہا              ترا خنجر ترا بند کر۔ دستاؤں رہا              کرے شاید میں جیب تو زیب سر دستاؤں رہا              خلیے صدقے کو ہی ایسے گھر دستاؤں رہا              وہ گلدستہ بنے بالائی سر دستاؤں رہا              جو مانگے رونمائی دل جاگے دستاؤں رہا              دکھائے نہر سے بہتر اثر دستاؤں رہا              گھر ٹھی۔ انگشتری۔ بند کر دستاؤں رہا              جو زاہد دیکھنے وقت سحر دستاؤں رہا              بڑی چیز میں ہیں قصہ مخمر دستاؤں رہا              کچھ ایسے سن سحر ہے جلوہ گر دستاؤں رہا           </p>
--	--

نکلو اگر ابھی آنکھوں سے اپنی نذر و دن مائل  
 جو کہیں مجھے مرے تار نظر دستاؤں رہا



# قطعات

راز و حدت جلوہ کثر سے جب باہم ہوا  
وہ نہ گنگر بڑھ گیا اور وہ نہ بڑھ کر کم ہوا  
آپ ہی اپنی زمین پہناتھا جمال باحجاب  
آپ ہی اپنے پہ جب ظاہر ہوا آدم ہوا

## قطعه

کیا سمجھ کر تیرے باغِ حسن کا بلسل ہوا  
بجھے ہر حالت میں اچھا تیری محفل کا پر اغ  
کما گیار و ز ازل دہوکا بڑا ہی جل ہوا  
جب جلا تو روشنی دی جب بجھا تو گل ہوا

قطعه تجسنت تخت نشینی فریدون فردا را در بان خاقان ابن  
خاقان نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علی خان بھادر شاہ  
دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ڈھنگ دیکھو تو دختر زر کے  
یا نگ قفل ہے گھنگر دکن کی صدا  
ناچتے ناچتے جو بڑھ کے ہٹی  
ہر قدم پر کر چمکتی ہے  
یہ اگر کوئی شعر گا کے بتائے  
جینش موج می ہو شوخیِ حسن  
کیون اڑائی ہے اسنے طر زایی  
تیری یا نچمین ہی کسل گئیں اتو  
مسکرا کر جو میں نے یہ پوچھا  
کیون ہے تو لنگ گور میں جو یا  
مسند آرا ہوئے ہیں آصف جاہ  
ناچتی ہے کھلکے شیشے سے  
خفتہ رخاک کیون نہ جاگ اٹھے  
نفتے پس پس گئے قیاس کے  
بال میں پند لیون پند زلفون کے  
زندہ مر جائے مردہ جی اڑھے  
کیا پڑکتی ہے چلبے پن سے  
اے لب جام کچھ جواب تو دے  
ناچتا ہے خوشی سے ہنس نکے  
تو قہما مار کر کس مجھے  
حیدر آباد جا کے دیکھ بھی لے  
ماہ و خورشید جٹکے ہیں سکے



جلوہ فرما ہو سے نظام الملک	تخت شاہی کے بخت اب چکے
آج منورند افضل الدولہ	پدر و جد کی جاے پر بیٹے
پاکستان لنگے لذت سلیمانی	دیگی بلیقیں سلطنت بوسی
خاتم عدل زینت کفے	جن پر ہی دیو سب مطیع ہوئے
پدر ہر شہرت اڑہ کے جا پہنچا	قامت میں جا بجا ہوئے چرچے
ابن داؤد کا خیال آیا	سارے عفریت تہ تہ انے لگے
جان و دل سے ہوئے غلام خضو	ہرین پرستان میں حق پرستان
ہم ہی دان جا کے لیک گوشے میں	فکر سال جلد اس میں تہ کٹے

گما پیون نے جہانکرم کما ل

وہ سلیمان اس پر بیٹے

قطعہ تقریب جشن سالگرہ اعلیٰ حضرت قد رقد رت شاہ دکن  
خدا اللہ ملکہ و سلطانہ

ہے سالگرہ شہ کی کیون جشن نہور جا	شہ غیرت خاقان ہوشہ رشک دہ دارا
یان آکے تماشے کو کہتی ہے یہ روح جم	مین نے تو کہی آادیکسا عین جشن ایسا
اے خضر کمان ہے تو آرام کے دن آئے	ہے وقت ضیفی کا جنگل میں پہ گایا
یان عمر کے رشتے میں گہرا پتا بنا کر	کچھ لطف نہیں معلوم کیا گوشہ نشینی کا

سن بات یہ مائل کی نان ہمیں بدل جا رہی

ہے عید سوی سن اس میں اب خضر گرہ نجبا

ایضاً

گرہ کا ان کی ہے جشن ہر جا جو افضل الدولہ کے والدین  
نبی کے پیارے علی کے محبوب زید حضرت سید محمد

لکھی یہ تاریخ ہنسے مائل جیسا کہ رشتہ میں جدوی گانہ

گرہ گرہ میں اید ازل ہیں گرہ گرہ میں ازل اید ہرین  
یہ سن کے ہم سے صلے کے بدلے بگڑ کے کتا ہول ہلا

سکود کہ ہر دہیان ہے تمہارا زیادہ گنتی میں کیوں عسدرین  
سوال معقول ہے یہ اسکا جواب معقول تر ہے جسکا

عدد جوائیس بڑھ گئے ہیں دبے سبب ہیں نہ بنی سند ہیں  
ذرا ٹھہر جا ذرا سہل جا ذرا تو تم جا ذرا تو دم کسا

بتائے دیتا ہوں رشک سے اب جلیں گے جو بانی صد ہیں  
عدد جوائیس بڑھ گئے ہیں بڑا ہے اک بھید اس میں پنہان

بہی تو ہے عمر بادشہ کی جو بل غشا ہی میں ہر وقہ ہیں  
اٹھا ہے غل مر حبا کا ہر سود عا کو اب ہاتھ اوٹھا و مائل  
خضر سے کہد و بلائیں لیلے کہ خط سے سر سبز شہ کے خد ہیں

قطعہ تاریخ نبیلا و فرزند ارجمند شجاعت مآب جناب کپٹن احمد بن عبداللہ  
صاحب برادر عماد نواز جنگ بہادر

کپٹن احمد عبداللہ کو حق نے دیا فرزند رشید	انکے عزیز و نگو ہو مبارک الہی بشارت الہی نید
فرایش تاریخ کی مجھے خالد رکھ کر نام چکی	مائل میں نے لکھ کر بیجا ثانی خالد ابن ولید

قطعہ تاریخ کہ خدائی محمد حمید الدین صاحب حامد طو کسم	ہو اسے آج شادی کی خوشی کو کسمو زوشن
آئی کے آگے روشنی ہو ماند سوچ کی	

کسا مائل نے جب حامد و لہا بکر و کس لایا	
قیامت تک رہے باقی یہ جوڑی چاند سوچ کی	



قطعه تاج انتقال پر لعل سخن بیکانہ استاور زمانہ رشک فردوسی  
والنوری استادی حضرت محمد فرزند علی و صفی ہمشیرہ زادہ حضرت غلام امام شہید کوثر

<p>شعار و نئے لگے ہاتھ کیلے پر دہرے جان گزارا قعد ایسا کہ ہر اک آہ ہرے کل جو حضرت سے ملا تھا کیسی باور نہ کرے کام سرکاری کیا سامنے کاغذ تے دہرے ہلکے سے درونے بی بی بین قدم بردہرے اپنا دکھا دوس سے کہا تا کوئی تدبیر کرے رفع حاجت کو لگے پانوں کٹر اونچے دہرے دفعاً آپ گرے گرتے ہی بنگ ڈرے سارے بیوشی کے آثار تھی حضرت میں جبر ڈاکٹر کو وہ بلالایا کہ تا چارہ کرے ملکے ہاتھوں کو کسا۔ ہاسے یکے سے سرے کیوں نہ ہر خوش و غریب آہ جگر چاک کرے اس قدر ظلم۔ یہ بیداو۔ اسے چرخ اڑے لوگ ہونہ پیٹتے ہیں اسکا سین انگوٹھیں بے</p>	<p>ناگمان ایسی خبر آئی کہ دل چاک ہوا پرالم سانچہ ایسا کہ نور و نئے جہان شور ہے خلد گئے و صفی اعجاز بیان پنجشنبے کو کچھری میں تھی جلوہ افروز جسد کے روزمکان میں رہے اچھے خاصے رہتا ہے تہمتا حکیم ایک وہاں یونانی اوسنے مہمل جو دیا شنبہ کو حضرت نے لیا ہو کے فارغ جو لگے آنے تو لغزش سی ہوئی صحن میں جا کے اٹھالائے عزیز و خدام گہرین کہرام نہا۔ گہرین سے اک شخص گیا اسنے تشخیص جو کی نبض نہ تھی سانس نہ تھی ڈاکٹر سے جو سنایا تو قیامت آئی ہاسے سلطان سخن ملک سخن میں نہ رہا ہاسے استاور زمانہ ہی زمانے میں نہیں</p>
---	--

کہتے ہیں اہل سخن سر کو ٹپاک کر مائل

ہاسے اٹھا چانک جگیت استاور سے

قطعه رابعی بقصلی

گوئی ہو دکن الغنی ہو مدی مرد  
استاد جہان جو بیان و صفی مرد

بے لطف شدہ سخن زمرگ استاور  
مائل جبہ گریند وہمیں می گویند

# قطعه تاریخ انتقال پر ملال حضرت فاطمہ بیگم صاحبہ والدہ ماجدہ مصنف

ماہ غم کی شب جو آنی سولہویں	مرگین امان ہر ساری مشفق
اقتسائیں دین بین ایمان میں	تین بختے ہی ہوا یہ ساخنہ
کام کیا تھا یاد اللہ و رسول	کاملہ تہسین کاملہ تہسین کاملہ
اٹھکے دنیا سے گئیں فردوس کو	عابدہ تہسین زاہدہ تہسین صالحہ
سال رحلت کی ہوئی مائل جو فکر	فاطمہ پہنچی بہن نزد مائلہ
	دل پر غم کا چھا گیا ابر سیہ

حجج اٹھایوں کلیجہا تسم کر

ادہ - ہے - ہے - وادریعنا والدہ

## قطعه تاریخ وفات مصیبت آیات محمد عزیز الدین عرف عزیز میان

### نبی برادر مدرس مدرسہ پر کمال المتخاص بہ عاشق

رہا ہوتا نہیں انسان کوئی موت کو موندے	کڑ وڑوں سیر جنت کرتے ہیں اسکر بند
کوئی پوچھے ذرا کیوں موت آتی ہو جو انوکھو	مٹاتا ہوں فلک کیوں کھینچا اسطرح کے نقشے
یہ ظالم ہے ستم پیشہ ہے قاتل ہے جفا جو ہر	کیسی جان بچنی ہی نہ دینگے تھک نہ ہو سکے
عزیز الدین عاشق کو بھی مارا نوجوانی میں	کہوں کیا آسمان کو اور میں اس سے خدا بچے
ہوا سوال کی چوتھی کو ہے ہے ساخا ایسا	قیامت آئی بدہ کے دن دلوں کو آگ لگا دے
مچا کر ام گہر میں خون آنکھوں سے ہوا بارش	کلیجے توڑتے تھے نالے احباب اقرار کے
سنا اہل عرا سے جبکہ ذکر مغفرت مائل	کہا میں نے عزیز الدین کو بھی الدین بخشے

## قطعه تاریخ انتقال پر ملال حضرت مولوی محمد تقی حسین صاحب فخر

### مرحوم و مخفور والد ماجد جناب رافت و جناب اہل

مائل سنی یہ ہنسنے خبر کیسی دردناک	نکلی بدن سے جان محمد تقی حسین
-----------------------------------	-------------------------------



یارِ پاکِ رافت و واصل کو صبر دے	و دونوں یہ ہیں نشان محمد تقی حسین
حضرت کے زیرِ پستی رہ زہد و اتقا	تھا اور ہی جان محمد تقی حسین
زادہ تھے مولوی تھے سخندان تو خوش بیان	ہے خلقِ تربہ دان محمد تقی حسین
کس کس طرح سے ذکر خدا کے مزی لے	جب تک چلی زبان محمد تقی حسین
دنیا میں تھے تو اور ہی کچھ او کی شان تھی	اب بڑھ گئی ہے شان محمد تقی حسین
دنیا کا گھر چھٹا تو یہ حاصل ہوا عروج	ہے عرشِ سائبان محمد تقی حسین
خدا برین کی اونکو مبارک ہوئے تین	حورین ہیں یہ زبان محمد تقی حسین

کی منکر سال مرگ تو ہاتھ نے دی صدا  
جنت ہوی مکان محمد تقی حسین

قطعہ تالیف طبع تحفہ دکن من تصنیف خاکپائی سخنوران فاضل  
احمد حسین مائل فاروقی ابوالعلائی آغا فی مصنف تحفہ

ہے مرے دیوان کا ہر ایک شعر	نورِ نظر نورِ لب و نورِ عین
اسکے مضامین کی ہیں شوخیان	دل کا مراد لگی خوشی دل کا چین
جان ہے عاشق کی بیوقوفی کی وجہ	اسکو نہ کہیں تو کوہِ مین و دونوں بین
رنگ جو رہنا نہ ہے کیا شوخ ہے	رشک بہار شفق مشرقین
بندش پاکیزہ عجب چیز ہے	شاہِ معنی کے لئے ذریعہ زمین
باعثِ تحسین لب احباب پر	حق میں عدو کے سببِ شور و شین

مین نے یہ فصلی مین لکھا سال طبع

نظم پسندیدہ احمد حسین

# رباعیات

رباعی

ہر ہر میں اُسی کی ذات کا ہے جلو  
وہ تجھے ملا ہوا ہے پر تجھے جدا  
آئینہ کو دیکھہ شخص کو عکس کو دیکھ  
باہر بھی خدا ہی دل کو اندر ہی خدا

رباعی

ہے آس محمد کی ہر دساتیرا  
پر کیوں نہ ہو مطمئن یہ بند تیرا  
دوزخ سے ڈرایا بھی تو جنت دینے  
کیا کیا احسان ہے خدا یا تیرا

رباعی

یہ مجھے نہ پوچھ تو نے کیا کیا دیکھا  
یا رب جو کچھ نظر نے دیکھا دیکھا  
خود ہی کو ٹھٹھلنے کی نوبت آئی  
اچھا میں نے ترا تماشا دیکھا

رباعی

میں سر پہ گناہوں کا لے بار آیا  
میں حشر میں پکیست و شر آیا  
دیکھا جو مجھے جو متے اور آگ لگی  
دوزخ یہ پکارا وہ گنہگار آیا

رباعی

میں اپنے کفن کا سینے والا نکلا  
ہر سانس میں مر کے جینے والا نکلا  
مائل کیا ہوش کی یہی باتیں ہیں  
صوفی سمجھا تو چمپے والا نکلا

رباعی

یارب مرے دلمیں ہر اجالا تیرا  
مائل کیوں آپ موہ نہ دیکھے اپنا  
آئینہ کی ہے بغل میں جلو تیرا  
یاں ہی تو چمک رہا ہے چہرا تیرا



## رباعی

مین حشر مین بے یار و مددگار آیا	خود سر پہ گناہوں کا لئے بار آیا
دیکھا جو مجھے دور سے یکے ہو مچی	رحمت یہ پکاری وہ گنہگار آیا

## رباعی

رستے ہی مین خاتمہ شو مائل کا	بن ٹھنکے یہ چلنا ہر غضب قاتل کا
دل زلف مین ہر ہو اس بیتی ہر	اسد نگہبان ہمارے دل کا

## رباعی

کچھ اور مزادقت تماشا آیا	جب دور سے نظر دکا بلا و آیا
سڑپا پہلو مین دل تڑپ کر یہ کہا	ٹھہر ٹھہر و حضور آیا آیا

## رباعی

گر شوق ہو کشاکش سے چہٹ جانیکا	کر عزم تو صامت دل کے گہرائیکا
پڑ جاتا ہے جو بال کہ آئین مین	کہا تا نہیں جو تکا وہ کبھی شانے کا

## رباعی

رستے مین جو وہ میرے مقابل آیا	خندہ او سے گریہ مجھے مائل آیا
غم مجھ کو کہ اسے دل گیا پہلو سے	ادس کو یہ خوشی زلف مین یکدل آیا

## رباعی

کیا جو تیشہ نوئی جد و کد سے ہوگا	کیا اختر ہا سی نیک و بد سے ہوگا
یارب یہ کیا دین اور کیا انکی بدد	جو کچھ ہوگا تیری مدد سے ہوگا

## رباعی

آفت کی وہ شب وہ بند و بست احمد	بستر پر وہ یار حق پرست احمد
پڑہ آئے ماریت قہر آن لیکر	مائل دست خدا ہے دست احمد

## رباعی

گرد فافانوس شمع قبر حیدر  
ایک رات میں حاصل یہ شرف ہوتا ہے  
گر پڑتے ہیں نوٹنگ جو پروانوں کے پر  
اڑھ جاتے ہیں صبح کو فرشتے نکر

## رباعی

شرائے دیون جو بڑی ہر فرد بشر  
مائل جب معینز نوشتہ ٹھہرا  
افسوس زبان سے ہے کاغذ بہتر  
کس کام کی پیر زبانِ تفت ہوا پیر

## رباعی

دنیا میں ہیں کیسے کیسے عالمِ فاضل  
دعویٰ سخن ہے شاعرانہ یک بات  
ان کے مقابلہ میں ہونہیں جاہل  
میں پیچ ہوں میں سجدان ہوں مائل

## رباعی

زار جو غم شاہ کیا کرتے ہیں  
انکی حرکت امام کے دتک ہے  
پہرہ سند سے عزم کربلا کرتے ہیں  
تبیح کے دانے ہیں پرا کرتے ہیں

## رباعی

اشک آئے غم شے سے جو چشمِ زمین  
مائل یہ ماجرا نہ دیکھا سنا  
دل جلنے لگا تپ تڑپ تڑپ کر زمین  
پانی سے لگی لگ خدا کے گہر میں

## رباعی

کچھ لطف سخن وقت ملاقات نہیں  
ایک واہ کرے تو دوسرا واہ کرے  
لب پر تعریف دل پہ گہرات نہیں  
جسمینِ ماثر ہو وہ مری بات نہیں

## رباعی

کہتے ہیں کہ رونقِ جمالی ہوں میں  
جو نام پسند آئے پکار و مجھ کو  
شہرہ ہے کہ جلوہ جلالی ہوں میں  
کچھ سہی سنیں تصویر خیالی ہوں میں



## رباعی

کس بات میں مگر کس میں تیز و نرمین  
پہر میری زبان قابلِ تعذیر نہیں  
دل میں جیسی تھی موندی ویسی نکلی  
دل ہی بدھو زبان کی تقصیر نہیں

## رباعی

اسدیہ مہل کوئی تقریر نہیں  
جان ہو کہ بدن قابلِ تعذیر نہیں  
جیسی تقدیر تھی کئے ویسے کام  
قسمت بدھو ہماری تقصیر نہیں

## رباعی

دل ہر اوصاف اور ہر پاک نگاہ  
اپنا سنا کینہ باز سمجھ بدخواہ  
کینہ اور اداس کا گھر ہوا سینہ  
لا حول ولا قوت الا باللہ

## رباعی

رونق فراہمی محفلِ ارض و سما علیؑ  
مانند روحِ قلب میں جلوہ نما علیؑ  
اعجاز ہو خلیل کا گل ہو تمام آگ  
دوزخ میں ہی جو کود پڑوں کہکشا علیؑ

## رباعی

مشکل کشائی خلقِ خدا کا ولی علیؑ  
لوحِ طلسمِ راز خفی و جلی علیؑ  
مائل نے کی جو آمد و رفتِ نفسِ پوچھو  
آواز صاف صاف یہ آئی علیؑ

## رباعی

حلال مشکلاتِ خدا کا ولی علیؑ  
پردہ کشای سرخفی و جلی علیؑ  
مائل اجل جو آئے تو ہو خاتمہِ سخن  
دل میں خدا خدا ہو زبان پر علیؑ

## رباعی

خورشید و قمر میں یہ تجلی کیسی  
کیا چیز ہے روشنیِ یحییٰ کی  
لو نورِ شان ہو مختلف شکاونین  
ایک داغ تو لاجی حسین ابن علیؑ

## رباعی

ماکل جو غم شاہ مین ترا نکلہ چھی  
کیونکر نہ پڑھے درود ہر مرد جم شہم  
عارض پہ چکلنے لگی اشکو کی ٹہری  
تسبیح محرم مین ملی موتی کی

## رباعی

غفلت کے تجھ بونے والے اٹھے  
چمکا جو ترانہ نور تو آنکھ سین کہو لین  
اوقات عزیز کہو نیوالے اٹھے  
سوچ نکلا تو سونے والے اٹھے

## رباعی

ہر قول برا فعل برامیرا ہے  
بخشے کہ نہ بخشے تری مرضی مولا  
دنیا سے عمل نامہ جدا میرا ہے  
بندہ ترا مین ہوں تو خدا میرا ہے

## رباعی

ثابت ہو تن مین بادشاہی دل کی  
زاہد یہ غرور داغ پیشانی پر  
پر کی تری نخوت نے تباہی دل کی  
سوندہ پر نکل آئی ہو سیاہی دل کی

## رباعی

مانا واعظ بڑا ہی علامہ ہے  
کیونکر نہ ملے نجات سب کو ماکل  
محشر کا زبان پہ اوسکی ہنگامہ ہو  
قسمت کے مطابق تو عمل نامہ ہے

## رباعی

امستاع زندگانی ملجائے  
تھی آس بڑا پے مین تری ملنے کی  
پہر عہد شباب کی نشانی ملجائے  
جب تو نہ ملا تو پہر جوانی ملجائے

## رباعی

ماکل تر کیا حال ہو کیا عالم ہے  
تو اور مراقبہ خدا کا لے نام  
کس دہیان مین بند دیدہ پر خم ہے  
بار عصیان سے تیری گردن خم ہے



## رباعی

اسلام کی عزت کو ڈبو تے ہی رہے  
جو علم و ہنر تھا اسے کہوتے ہی رہے  
اکفار تو جاگ کر زمین مصروف بکار  
ہم ایسے مسلمان زمین سوتے ہی رہے

## رباعی

افزون جو شباب و سببم ہوتا کر  
گشتی ہے عمر کیا ستم ہوتا ہے  
ہے شل چراغ زندگانی مائل  
بتی جلتی ہے تیل کم ہوتا ہے

## رباعی

مشکل ہر چچی نہ نصفی شکل ہے  
حکمت شکل نہ شاعری شکل ہے  
مائل ہر کام سہل ہے دنیا کا  
مشکل پہ کیا ہے دوستی شکل ہے

## رباعی

ہمراہ عدم سے اضطراب آیا ہے  
میرے لئے دنیا میں عذاب آیا کر  
طفلی میں ٹپسی تھی دونوں ہاتھ بڑا  
اب دل کی ہو باری کہ شباب آیا کر

## رباعی

زنداد سے نکلتے شادمانی دیکھی  
یوسف نے ہمارے زندگانی دیکھی  
تھی آنکھ بھی کیا آنکھ مد کنعان کی  
دوبارہ زلیخا کی جوانی دیکھی

## رباعی

مشہور کسی کی عاشقی ہوتی ہو  
جو بات کہ ہوتی ہو وہی ہوتی ہے  
مائل یہ مانعت وہاں جانے کی  
سنے قبل لگی بڑی ہوتی ہے

## رباعی

پیری میں شباب کی نشانی نہ ملی  
جو کچھ کہو یا تھا ڈھونڈ کر پہ پایا  
افسوس متاع زندگانی نہ ملی  
ہر چیز ملی مگر جوانی نہ ملی

## رباعی

ہے عرش بھی یک فرش قدم کا تیرے  
تقدیر نوشتہ ہو قلم کا تیرے  
رحمت کے بقیہ سے بنا ہو دوزخ  
اللہ کے شعبہ کرم کا تیرے

## رباعی

پیدل نہ مجھے روز شمار آنے دے  
مکرب پہ لگے گنہ کا بار آنے دے  
مین گھر سے لحد تک بھی گیا ہو کوسار  
محشر میں بھی تو مجھ کو سوار آنے دی

## رباعی

اقرار تو نکر گو گدائی کا ہے  
دعویٰ افلاس و بینوائی کا ہے  
ہر بات میں ہو فروتنی کا اظہار  
یہ بھی انداز خود ستائی کا ہے

## رباعی

نقشہ لیل و نہار کا کینچا ہے  
سورج نقطہ زمین کی گردش پکار  
یہ دائرہ فلسفی نے کیا کینچا ہے  
سوسم کا خط جہاں کینچا ہے

## رباعی

ہو سوئی فلک نظر تماشا کیا ہے  
انصاف کرو و دنوین کون چہا ہے  
آنگن میں نکلے چاند کیا دیکھتے ہو  
خود چاند تمہیں دیکھنے کو نکلا ہے

## رباعی

توحید کا محور کہیں رکتا ہے  
جو نشہ میں ہے چور کہیں رکتا ہے  
سولی پہنچی آواز رہی مردانہ  
حق بات سے منصور کہیں رکتا ہے

## رباعی

بے نام ہر بے نشان ہر ذات باری  
برزخ سے کئے نور کے دریا جاری  
یک حرف ہو مجموعہ اسماء و صفات  
سیم احمد میں ہے خدائی ساری

## رباعی

بس بس چپ چاپ یہ منتزانی کیا ہے  
کیا کچھ اندھا مجھے بھی تو سمجھا ہے  
کنے والا حجاب تیرے سونہ پر  
خود جوشِ ظہور رہی ترا پر دا ہے



دکما کیں خواب میں صورت ابو تراب مجھے  
 دکما نیوالے ہرین جلو ابو تراب مجھے  
 کما زمین نے گھوڑیے جب حسین گرے  
 پو پو سے کہنے لگے چاند دیکھ کر اگر  
 حسین گاؤں میں سے زمین سنبھل سکے  
 فلک کو موند پہرین انجم تو میری موند پر اشک  
 کما یہ خر نے جو بھینچا حسین کے نزدیک  
 یہ نو حکر غم شب ہرین۔ وہ چاک جگر  
 علی جو کعبہ میں پیدا ہوئے نبی نے کما  
 وہ روئے اہل قیامت سنا جو حال حسین  
 بلا فلک کو جو سوچ تو چختن مجھ کو  
 نظر میں کیوں نہ رہے صفحہ رخ شبیر  
 مخاطرات کرے دھوپ مہر مشر کی  
 جو روئے اہل عدا۔ دی صدایہ دوزخ نے  
 ہوئے سیاہی رخ سے سفید بال سیاہ  
 غم حسین میں تڑپوں تو پائے دل آرام  
 کما یہ اسپد امد نے سر میں درد نہ ہو  
 غم حسین سے محشر کے دن بھی غش میں ہوں

اندھیری رات میں لمبا لے آفتاب مجھے  
 بنا نیوالے ہرین دوسری آفتاب مجھے  
 ملا ہر دھوپ میں فردوس کا گلاب مجھے  
 ہلال میں نظر آتا ہے آفتاب مجھے  
 تیری جدائی میں اتنا ہوا اضطراب مجھے  
 ملے ستاروں سے گوہر خوش آب مجھے  
 عذاب بے محل آیا ملا لٹا اب مجھے  
 عزیز کیوں نہ ہو بلبل مجھے گلاب مجھے  
 ملے خدا ہی کے گہ میں ابو تراب مجھے  
 دکمائی دینے لگا عرش بھی حباب مجھے  
 مرے خدا نے دئے پانچ آفتاب مجھے  
 ملی نہ آج تک ایسی کوئی کتاب مجھے  
 چھپاؤ ان تری حمت کا یوں حباب مجھے  
 بھمارہا ہے بڑے زور سے یہ آب مجھے  
 کیا گنت تو ملا نسخہ مفضا اب مجھے  
 بنا سے صورت گھوارہ اضطراب مجھے  
 جو سر پہ لیکے پہرین بحر میں حباب مجھے  
 چرک چرک کے اٹھائیں اگر گلاب مجھے

ہیان تو نام ہے احمد حسین اسے مائل  
 وہاں پکار غلام ابو تراب مجھے

تجلیوں میں ملے سیکڑوں حجاب مجھے  
 کرے گنت کی ندامت جو آب آب مجھے  
 جو عشق آل نبی میں مٹوں تو پس نہ ملوں  
 کہا حسین نے زخموں سے جبکہ چور ہو گئے  
 کہاں جبین محمد کسان یہ سیارا  
 بنو نہیں اپنے بچوں نے پشت کو قبلہ بنا  
 فروغ ریز ہے کثرت میں جلوہ وحدت  
 عدو کے دل میں خلش ہے تو میری دل میں  
 یہ پیری کرتی ہے اب کیا سلوک دیکھوں  
 بڑا مزا ہو فرشتہ جو قبر میں جسدِ رُخ  
 خدا کے نور سے اصحاب کا ہو موہنِ روشن  
 وہ خوش خواہوں ملک کرمزار میں چمکوں  
 گردن حسین کوستانہ سیکڑوں سجدہ  
 جلاد سے آتش عشق نبی میں اٹھ کر گردن  
 پڑا جو تیغ پہ گالوں کا عکس شہ نے کہا  
 جو سراوٹھا سے تکبر سے ہو نظر میں سبک  
 علیؑ سے کہیہ کہتا ہے تیرا مولد ہوں  
 نبیؑ نے لٹک لٹکی کہا ہے یا حیدر  
 غش آگے بھی تو سنہل جاؤں یا علیؑ لٹک  
 مری نگاہ پڑے جیسے وہ ولی ہو جائے  
 قدم صراط پر رکھتے ہی گم ہوا مال

دکھا دو جلوہ ذاتی ابو تراب مجھے  
 بزرگ شبنم اڑا ہالے خود آفتاب مجھے  
 چراغ لیکے کہی ڈھونڈ ہے جو آفتاب مجھے  
 خدا نے سر سے قدم تک کیا گلاب مجھے  
 دکھائے داغ تو سجدے کا آفتاب مجھے  
 غم حسین وہ تڑپائے وقتِ خواب مجھے  
 دکھائی دیتا ہے ذر و زمین آفتاب مجھے  
 ملا ہے باغ سے کاٹھا ادھر گلاب مجھے  
 گناہ گار بن کر گیا شباب مجھے  
 تمہیں سوال بتایا کہ میں جواب مجھے  
 نبیؑ کے بعد ملے چار آفتاب مجھے  
 نکیر اٹھائیں چہرے کر اگر گلاب مجھے  
 خدا بلائے کچھ اس رنگ کی شراب مجھے  
 پہا اس آگ پہ تو صورت کباب مجھے  
 ہلال میں نظر آئے دو آفتاب مجھے  
 یہی تو نکتہ بتاتا ہے ہر حجاب مجھے  
 خدا کا گم نہ سمجھنا ابو تراب مجھے  
 دکھا جمال اوٹھا کر ذرا نقاب مجھے  
 دکھائے طور کی بجلی جو آب و تاب مجھے  
 علیؑ پڑ پائیں مرے دل کی گر کتاب مجھے  
 اٹھائے لیگیا دست ابو تراب مجھے



عروج نظر و کما د و بلسد بینون کو  
 گئی جو آنکھ تو سجدہ کیا حسینوں کو  
 پنجڑ رو کے محرم میں آستینوں کو  
 بنے ہین تار شحالی کفن شہید و نکلے  
 سبق علی ث سے پڑھیں آدمی فرشتے جن  
 پڑھار و دانسین و سیکتے ہی الہ پر  
 سینا لیں ارض سماح ملان ارض و سما  
 خدا کا گھر تو کیعبہ وہ لامکان ٹھہرا  
 گدا کو ویکمکے وہ ترشہ و بنیل ہوا  
 غم حسین میں عالم کے جل رہے ہیں دل  
 خودی کو چوڑے کے جب ہو گئے خدا میں فنا  
 ابھی نہ جا میری مجلس سے اسے غم عاشور  
 ہوئے شہید او سے سجدہ کر کے سب غامی  
 نگہ سے لیتے ہیں اکبر سلام جو رو نکا  
 وہ ہاتھ ہاتھ جو آنکھوں پہ آستین بکھلو  
 سلام شہید سننے کو آ رہے ہیں ملک  
 وہی تو حرم ہوئے دشمن جو دلیں چپے  
 رنگ دانہ تبیع دل ہین یاروں کے  
 کمان ہین ام ملک الموت تیرا لاکھون تھا  
 زما دل بھی اب آنکھوں کی طرح روتا ہے  
 ابو تراب جہنم کو خاک سے بہرین

ہم آسمان بنا تے ہیں ان زمینوں کو  
 وہی دکھائی دیا سب میں پاک بینوں کو  
 ڈبو دے بھر میں افلاک کے سفینوں کو  
 ملی ہو رہی شنی مہر - مجب بینوں کو  
 صلا می عام ہے خرمن کو خوشہ چینوں کو  
 خدا جہان میں سلامت رکھے حسینوں کو  
 چڑھا رہے ہیں یہ اند آستینوں کو  
 قریب کا نہیں کیا علم و ور بینوں کو  
 بنا لیا خط قسمت جبین کی چینوں کو  
 بلا کی آگ لگی ہے ان آب گینوں کو  
 مکان کی طرح ملا - لامکان - مکینوں کو  
 ابھی تو روکے بھگوانے دے آستینوں کو  
 تڑپ تڑپ کے رکھا خاک پر چینوں کو  
 عجیب دماغ عجب دل ملا حسینوں کو  
 وہ آنکھ آنکھ کر سے تر جو آستینوں کو  
 اتارتا ہوں زمین پر فلک نشینوں کو  
 نمود نام نے زخمی کیا لگینوں کو  
 ملایا رشتہ الفت نے ہمنشینوں کو  
 سقر میں پھینکا جو چن چکے سب عینوں کو  
 کیا ہے ماہ محرم نے ایک تینوں کو  
 انگوٹھا رکھکے اگر اب دین زمینوں کو

کٹنگے تیغ قلم سے گلے غریبوں کے  
جو آہ کی دم گریہ دل و جگر نکلے  
وہاں مسیح اگر ہرین یہاں ہرین احمد پاک  
بٹی علی کی ہے تعریف اور حسد کا مٹو

خدا کہیں بھی حکومت نہ کے کہیوں کو  
یہ کر بلا کی ہوا اے چلی سفیدوں کو  
سلام جبک کے کرین آسمان زمینوں کو  
بڑا ہے کیسی انگڑھی پہ کن نگینوں کو

وہین مزار بنین دوستوں کے اسمی مائل  
لگا کے آنکھ سے فردوس جن زمینوں کو

سخن کا نور دکھا دین جو پاک مینوں کو  
جو دیکھتے ہرین یہ ہنستے ہوئے حسینوں کو  
اگر چڑھالین ید اللہ آستینوں کو  
لباس میں بھی علامت غم حسین کی ہے  
دو شمعین عرش کی آئین نظر مع فانوس  
کسی کی حد سے زیادہ نہ کیجئے تعریف  
خلافت وضع نہ پسوں کا آخری پوشاک  
بصورت کھن قدرت علی ہوئے پیدا  
زمین پہ کیوں بخت و کر بلا ہرین یارب  
وہ کیسے ہاتھ تھے اسی چرخ جسے قتل کیا  
جلالین سات جنم جو باری باری سے  
اٹھ پلٹ ہو جہان غصہ گر علی کو آئے  
خدا کی راہ میں جب چال بیخودانہ چلے  
خدا دلونین چپا آگنوں میں تصویرین  
سفید بال جو دو چار بھی نکل آئے

ایک آفتاب بنا دین میں ان زمینوں کو  
تجلیاں نظر آتی ہرین پاک مینوں کو  
اٹھا کے پھینک دین افلاک پر زمینوں کو  
ہمارے دل کا ملا چاک آستینوں کو  
جو ہاتھ کٹکے گرے لیکے آستینوں کو  
بڑھانہ دیجئے ہاتھوں سے آستینوں کو  
لگا دو میرے کفن میں دو آستینوں کو  
جو ذوالجلال نے اٹھایا آستینوں کو  
نکال لے تو انگڑھی سے ان نگینوں کو  
یہاں درون کو حسینوں کو مجھینوں کو  
کہو گنگا پہر بھی سزا کم ملی عینوں کو  
بنا دین چتر مرآہ آسمان زمینوں کو  
قدم نے چوم لیا لامکانکی زمینوں کو  
یہ اپنا پردہ سمجھتے ہرین آگ مینوں کو  
بڑا ہی داغ لگا اور تہ نشیوں کو



ہٹھایا شور جو عباس کو جلال آیا وہ دل کہان میں کہ جسے فلک کی پیر کرین مرینہ ہو کہ خجست کر بلا ہو یا بند را غضب تو یہ ہے کہ آنکھوں سے چل نہیں سکتے کسی کا طور پہ غوغا کسی کی عرش پہ دھوم ستارے تھے شہد آسمان وحدت کے چترے جو بحث تو غصہ دلون سے دور رہے ہمارے دانت گرانے کو آئی ہے پیری ابو تراب علی دین علی ادب سے جسکین	بنار سے ہرن یہ چریان جبین کی صفین کو نکاڑوں ٹھونڈتی ہرن ایسی دور بینوں کو کھین نہ پانویہ دو نام پاک سینوں کو فلک پہ جائیں ملک ایکے ان زمینوں کو کہان کہان وہ بلاتا ہو پاک سینوں کو زمین کہا گئی کیسے فلک نشینوں کو بچاؤ آگ کے شعلوں سے آگینوں کو جد اگرے گی یہ برسوں کے ہمنشینوں کو کہو کہ جسدہ کرین آسمان زمینوں کو
---	--

دلوں کو صاف کر دو دستوں کو اے مائل  
تم اپنے ہاتھ سے پونچھ دیج ان آگینوں کو

درمیان عبد و رب کیا رہ گیا تشنہ احمد کا نوا سا رہ گیا بارک اللہ قرب معراج نبی اقرار با حباب گہرا سباب زر اسقدر روئے غم عباس میں سب بلائیں کر بلا کی سٹ گئیں ریح دنیا لطف صحبت خون مرگ شہ نے اٹھی آستین جیب پیش فوج احمد مرسل احد سے یون ملے مٹی عداوت شاہ کی دعوت نہ تھی	ایک ہی غفلت کا پروا رہ گیا بچہ بچہ جسکا پیسا سا رہ گیا پیش اسلاف فرق ادنیٰ رہ گیا ایک دم نکلا تو کیا کیا رہ گیا سانے چشموں کے دریا رہ گیا ایک شور و اٹھینار رہ گیا کیا ملا کیا گم ہوا کیا رہ گیا ہو کے عالم زیر و بالا رہ گیا میرم کا دونوں میں پروا رہ گیا ہائے ہر مہمان پیسا سا رہ گیا
---	---

ہلتے ہلتے کس کا جہولار گیا  
لاکھ مین شبیر اکیلا رہ گیا  
لامکان مین چپ کے سایا رہ گیا  
جب شبیر بیکس اکیلا رہ گیا  
بعد مردن بھی بکیر سٹار گیا  
نور سے کچھ دور سایا رہ گیا  
جب امام اپنا اکیلا رہ گیا  
شہ کے ساتھ انکا بھی چچا رہ گیا

روتے روتے کون سویا خاک پر  
دیکھئے کثرت مین وحدت دیکھئے  
کسکو مین احمد کون کسکو احد  
کیسی بیرجی سے تلوار مین چلین  
قل کے ڈھیلے پوریا تنہے کفن  
رعب شہ سے ابن سعد آیا نہ پاس  
چھا گیا رگ رگ پر راز لا شریک  
تشہ کامی - بینوالی بیکیسی

روز بخشش پوچھ لیں یا حسین  
کس جگہ مائل ہمارا رہ گیا

کفن پہنکے جو ہم رو برو خدا کے چلے  
خودی کو حرف غلط کی طرح مٹا کر چلے  
حسین راہ خدا مین تو سر کٹا کے چلے  
وہ بوئے گل کی طرح دوش پر ہوا کر چلے  
نئے حجاب سے وہ سامنے خدا کو چلے  
حسین کپتے تنگ آستین چڑھا کر چلے  
دوبند کو لکے ہم غصہ قبا کو چلے  
تیرے فقیہ ہی یک صدا سننا کو چلے  
چمدا ہوا جو کلیجہا مجھ دکھا کر چلے  
جو دو قدم ہی چلے اپنا سر کٹا کر چلے  
جو زیر سایہ ترے دامن قبا کو چلے

کنہ پکارے یہ خجالت سے مونہ چپا کے چلے  
جو لیکے درس فنا سامنے خدا کے چلے  
عجب نہیں کہ ہو گردن سے گفت گو پیدا  
کئے جو ہمنے شہید و نکلے غم مین کو پٹا کر  
لیا ہے کام کفن کا لو کی چادر سے  
بچاؤ اپنے پر و نکو چلو ہٹو جب سیر  
کٹے جو ہاتھ تو عباس نے یہ سنرایا  
جو دے ہوا دسکا بھلا جندی ہوا دکھا بھلا  
کہا حسین نے اکبر سے پٹ گیا مراد  
رہ خدا مین شہید و نکی دیکھئے رفتاد  
نجات او نہیں کو ملی یا حسین جھڑپ مین



بچے غور سے جھنگے ہر کو اوج ہوا  
 ہوا می رعب یدالسد ہوا میں گر ملجائے  
 تمہارے سر پہ ہوا می درد و غم حسین کا ہاتھ  
 وہ باب علم نے عالم میں مدرسہ کھولا  
 ہوا پسند آئی جو باغ عالم کی  
 حرم میں چشمہ پاشا حسین کو اطراف  
 دہی صدا ہے جو دست کرم کو جنبش ہے  
 سبک روان عدم کیون گراں ہوا تھے  
 حسین کے رفقا سب ہیں نور کے پتلے  
 عدو تو کیا ملک الموت کی بھی پٹر کے لاش  
 حسین ہی کا لعاب دہن ملا اون کو  
 ولی دہی ہے علی غم سے ہے واسطہ حکو  
 اوب نے روک دیا کچھ بھی عرض کر سکا  
 فلک کی سیر دکھائی ہے خاک ساری نے  
 علی کا زور جو دیکھا فلک نے وجد کیا  
 بنا دیا مرے مولائے تا ابد مجنوب  
 گلے پہ لوٹ ہے اصغر کے طرز مہمانی  
 قدم قدم پر رہ کر بلا میں تڑپایا  
 غرور زلیست پہ کیون یہ نمود ہے بے بود  
 غم حسین میں یون آہ کر کہ دل اڑ جائے  
 وہ زخم زخم ہے جو تیغ سے علی کی لگے

وہ ماہ نو کی طرح اپنا سر جبکا کے چلے  
 تو سانس خلق کے سینوں میں اڑا کر چلے  
 جزا تہین ہی ملے تمہیں رلا کر چلے  
 کہ جبریل ہی اگر سبق سنا کر چلے  
 کھلی کی طرح سے اصغر بھی ٹکرا کر چلے  
 گلے سے اپنے سکینہ کو جب لگا کر چلے  
 وہی گدا ہے جو دکھ درد کو پسنا کر چلے  
 کہ چار آدمی بوجہ ایک کا اٹھا کر چلے  
 خدا کی شان فرشتے زمین پر آ کر چلے  
 جو ذوالفقار یدالسد سر جبکا کے چلے  
 خضر خیال میں جب چشمہ بقا کر چلے  
 ہے راہرو وہی پیچھے جو رہنا کے چلے  
 حضور زل کے پر ارمان لب تکا کر چلے  
 غبار بنکے اڑے ہوش پر ہوا کر چلے  
 جو ایک ہاتھ سے خیر کا درٹا کر چلے  
 ازل کے دن جو نظر سے نظر ملا کر چلے  
 جو تین دن کے تیو پیاسے وقیر کھلا کر چلے  
 بغل میں گو دل مضطر کو ہم دبا کے چلے  
 مٹے حباب کی صورت جو سر اٹھا کر چلے  
 ابھی مکان خدا دوش پر ہوا کے چلے  
 وہ تیغ تیغ ہے جو ہاتھ سے خدا کر چلے

وہ آئے جنگے قیامت میں خون بہا حسین	جو کوہ طور پہ موسیٰ کے ہوش اڑا کر چلے
اوشکا کے ہاتھ پکارا خدا کو بندہ دنے	نہا زختم ہوئی قساقلے دعا کو چلے
اذان ہو کعبہ کی یادیر کا وہ باج	غم حسین کی دونوں صدا سننا کو چلے
خدا کی دید کا ہر محبوب کو شوق ہی نہ رہا	حسین خواب میں آکر جو مونہ دکھا کر چلے

بن آئی جان پہ مائل ہمار سی آہوں سے  
بجھا چراغ یہ جو نکلے اگر ہوا کے چلے

علیؑ تیغ آتش نشان کینچھے ہین	سپر مونہ پہ ہفت آسمان کینچھے ہین
دل حرشہ انس و جان کینچھے ہین	مسلمان کو سو سے جنان کینچھے ہین
نرو کے غم شہ میں چالیس دن بھی	یہ چاہے شاہج کمان کینچھے ہین
وہی ہاتھ ہین سکی بیست کے قابل	جو دست خدا کی کمان کینچھے ہین
آٹھین بار زنجیر سے پانو کیونکر	قدم عابد نا تو ان کینچھے ہین
جو تھریر کرتے ہین رشہ کا سراپا	قلم لیکے تصویر جان کینچھے ہین
نہ سیر چمن کی نیک پھول توڑا	مجھے کسلے باغبان کینچھے ہین
فلک تہا نہ یہ کام عابد کے قابل	ارے ادٹ کو سارا بن کینچھے ہین
سرشہ نہ یحیٰ بن زلفین کپڑا کر	یہ کیون عرش کی ڈوریاں کینچھے ہین
کھاڑے شبیر نے آگلے بل	تجھے ہاتھ اے میہان کینچھے ہین
فرشتہ سنبھالو اب ادھ دسا کو	کہ آہن امام زمان کینچھے ہین
عجب جانگر آہن محرم کے دن بھی	مرے گوشے استخوان کینچھے ہین
ہو ادو دل آسمانوں سے اونچا	سر عرش یہ سائبان کینچھے ہین
بڑے ہاتھ شہ کے جکا قدم پر	یہ دو تیر چلک کمان کینچھے ہین
کشاکش میں ہوں آسمان زمین کی	دو در آزار سمان کینچھے ہین



چڑھی جسے تکررِ جزّہ شہ کے آگے  
 وہ بانگِ صلوٰۃ اور وہ صبحِ عاشو  
 سر شاہِ نیزے سی یارب اٹھائے  
 فلک ہی بڑھ کر لگاتی مرن چو مین  
 جو ہو بے عمل کیوں کہیں اس کو عالم  
 شغالو نہیں وہ گھر گئے بہو کو سیاسے  
 چلے تیرا عداپہ تو س قزح سے  
 وہی جوابی ہم پر ڈالین گے مٹی  
 و مرن آئے پھر دن پر کے شبیر  
 نکلی جائیں کس طرح یہ کر بلا سے  
 جو کہتے ہیں رو کر شہید دن کا کھرا  
 یہاں گھر بناتے ہیں اک اور مائل

نکیر ہیں اس کی زبان کھینچتے ہیں  
 سو قبلہ دیکر اذان کھینچتے ہیں  
 سیاح کو سولی پر پان کھینچتے ہیں  
 جو آمین کہ پیر و جوان کھینچتے ہیں  
 گدھے ہی تو بارگران کھینچتے ہیں  
 جو شیر و نلکے موند نہ زبان کھینچتے ہیں  
 فرشتے فلک پر کمان کھینچتے ہیں  
 جنازے پر کیوں سائبان کھینچتے ہیں  
 اذیت بڑی خستہ جان کھینچتے ہیں  
 زمین کی طناب آسمان کھینچتے ہیں  
 وہ تصویر درود نہان کھینچتے ہیں  
 زمین سخن پر نشان کھینچتے ہیں  
 فرشتہ نکی رگ رگ سی جان کھینچتے ہیں  
 تو کا نو نکو ایذا رسان کھینچتے ہیں  
 شہید و نپہ ہم سائبان کھینچتے ہیں  
 مجھے باغ سے باغبان کھینچتے ہیں  
 پہاڑ و دلی یہ چوٹیاں کھینچتے ہیں  
 مجھے تو زمین آسمان کھینچتے ہیں  
 مری زلف کیوں مری جان کھینچتے ہیں  
 یہ کیوں نہیں ہم عنان کھینچتے ہیں  
 مابلوجہ و دل کار روان کھینچتے ہیں

ید اللہ جسدِ م کمان کھینچتے ہیں  
 سکینہ کی جب بالیاں کھینچتے ہیں  
 دہوان دل سے اٹھا تو عابدیہ بول  
 یہ پہل میں نے پایا ہو کچھ پھول چکر  
 وہ قاسم نے ازرق کے بیٹو کو پھکا  
 ادھر جائیگا تن او دھر جائیگی روح  
 نواسے سے احمد نے ہنس کر جو پوچھا  
 کہا اکب دوش پاک بنی نے  
 لئے پہرتے ہیں یہ جو اس آدمی کو

غم شہ میں جبک جنگ گویا العین تک  
 علی بنے سنو سنی قاب قوسین  
 شہر و برکے جو غم میں ہیں گریبان  
 بسے دل جو اشکو نہیں۔ دامن ہو دکھا  
 پئے جنگ عابد اٹھے شہ نے روکا  
 ہوئے جانے والے عدم کو روانہ  
 قیامت میں اصغر کے ہوئے اشارے  
 کبھی ذکر دنیا کبھی منکر عقبے  
 جو ڈوبا تھا سو بچ وہ یہ کلمے نکلا  
 سکینہ بھی پیاسی ہوا صغر بھی پیاسا  
 تڑپتے ہیں اکبر تو رور و کے سرور  
 وہ اعدا کی دہکی کراؤ ٹھون کو کینچھو  
 خدائی نہکتی ہے خوشبو سے جنگی  
 دلوں میں اڑا ہالائے ہیں لاسکان سے  
 دہین کسے ہند کے رستموں سے  
 وہی شہسوار اس زمین پر ہیں مائل

قطعہ  
 ۱۰۱

یہ چل چڑھا کر کسان کینچھے ہیں  
 ید اللہ دونوں کسان کینچھے ہیں  
 وہ نالے بھی آتش نشان کینچھے ہیں  
 جہاز و نہ یوں باد بان کینچھے ہیں  
 خضر دست عمر روان کینچھے ہیں  
 ہم آہیں پس کاروان کینچھے ہیں  
 یہ دلہا سے پیرو جوان کینچھے ہیں  
 شگفتے میں دونوں جہان کینچھے ہیں  
 ید اللہ کمان کو کمان کینچھے ہیں  
 یہ بچے بڑی سختیاں کینچھے ہیں  
 کلیجے سے نوک بنان کینچھے ہیں  
 وہ عابد کا کہنا کہ ہان کینچھے ہیں  
 وہی پھول بار خزان کینچھے ہیں  
 خدا کو کمان سے کمان کینچھے ہیں  
 کہ سرخ کی ہم کمان کینچھے ہیں  
 جو گردوں پر جا کر عثان کینچھے ہیں

### نعتیہ

محمد کو راز نہ سان کینچھے ہیں  
 بٹھادو دہین ساتھی حوض کوثر  
 صد شین تری گہر بناتی ہیں دل میں  
 نبی نے کہا وقت شق القمر یوں  
 مکان سے سولا مکان کینچھے ہیں  
 شراب محبت جہان کینچھے ہیں  
 ترے لفظ رگ رگ سی جان کینچھے ہیں  
 ہم اسے چاند تجہر نشان کینچھے ہیں



وہ آتا ہی گرفت پہنتے ہیں مرکب  
محبت کا اقرار جو ٹا جو نکلے  
محمد تری ہی شفاعت کے غم سے  
سرا پای حضرت کی ہوتی ہو تعریف  
یہ شاعر بھی ہیں کیسے اپنے مصور  
خدا سے جدا کر دیا ہے خودی نے  
وہ زندہ ہو نہیں خواب میں آکر مرے  
اوسے کا تو ہے نام بھیٹی خدا کی  
اشاروں سے مارا ہو میسے پہلے  
نشین ہے گو نخل میں پیسرا  
عجب چیز ہیں یا محمد کے غم سے  
مٹاتے ہیں تصویر موہوم اپنی  
محمد کے عاشق بلال موزن  
مقر ہیں وہ درد پر وہ شق القمر کے  
محمد کے مونہ کا پسینہ تو سونگہیں  
سلامت رہیں تیری الفت کو جذبے  
وہاں جلوہ فرما ہیں جب سے محمد  
مڑے تیری الفت کے اوکلی والے  
ظہور حنائی حجاب نظر د  
کے جو نبی کو خدا سے جدا ہے  
گڑا ہند میں تو مدینے میں پہنچا  
نظر میں ہے مائل خستہ کا حلیہ

ق  
نہ

براق جنان کی عنان کھینچتے ہیں  
زبان کاٹ لو ہم زبان کھینچتے ہیں  
جہنم سے سوے جنان کھینچتے ہیں  
شببہ شد دو جہان کھینچتے ہیں  
کہ باتوں میں تصویر جان کھینچتے ہیں  
یہ دیوار ہم درمیان کھینچتے ہیں  
مجھے کمکے جنت مکان کھینچتے ہیں  
میں عشق احمد جہان کھینچتے ہیں  
نگاہوں سے عاشق کی جان کھینچتے ہیں  
زمین پر مجھے باغبان کھینچتے ہیں  
یہ دل کھینچتے ہیں یہ جان کھینچتے ہیں  
یہ نقشہ سر لاکان کھینچتے ہیں  
سہراک دل کو دیکر اذان کھینچتے ہیں  
جو ہند و جبین پر نشان کھینچتے ہیں  
جو عطر گل بوستان کھینچتے ہیں  
یہ پہلو سے دل - دلے جان کھینچتے ہیں  
مدینے کو سات آسمان کھینچتے ہیں  
دل و جان و تاب و توان کھینچتے ہیں  
بہی پرواہ درمیان کھینچتے ہیں  
قیامت میں اوسکی زبان کھینچتے ہیں  
وہ مجھ کو کہاں سے کہاں کھینچتے ہیں  
ہم آنکھوں میں تصویر جان کھینچتے ہیں



۵۱	قرطاس جبریل کا ہوصفہ شعور چاک قلم بین بنگے سیاہی بہا ہونور	ہو کھلک دست رشک وہ پای شمع طور رشک پری ہو لفظ معانی ہون رشک حور
----	---	--

نظارہ کردن تجلی رب کریم کو  
تصویر وہ دکنائون غش آئے کلیم کو

۵۲	ہم شکل مصطفیٰ تھے علی اکبر جوان قربان حسن ثانی پیغمبر زبان	مادر کا دل ہو پوچی کا کلیہا پدر کی جان دونوں ہرین ایک فرق رسالت ہو زبان
----	---	--

ب تار جا بھین بنگے کہ یہ کس کا نمود ہے  
قد خسل طور سر شتر خسل طور ہے

۵۳	دیکھی جو ہر دم نے جبین شہ زبان دونوں میں بحث بڑ لگئی جگڑا ہوا عیان	یہ بولا میری جان ہی وہ بولا میری جان آئینہ آیا فیصلہ کرنے کو در بیان
----	---	---

آتے ہی داغ سجدہ کا بنکر چپٹ گیا  
لو چود ہو میں کے چاند سے تارا لپٹ گیا



۵۳ مینی جو عین ہے تو ابرو داد ہر او دہر  
آتا ہے یاد پڑتی ہے شاعر کی جب نظر  
شہباز حسن کو لک بیٹھا ہے اپنے پر  
افسانہ امین و بن عمران کا مختصر

پائے ہیں دور بینی سے مضمون دور کے  
موسیقی کے ہاتھ نکلے ہیں شعلہ سے طور کے

۵۵ ہے چشم دم دم کے عیان قدرت عیسیٰ  
یعقوب کی صدا ہر کو یہ صفت، یہ جمیل  
مردم یہ کہہ رہے ہیں کہ عین میں عین تحلیل  
ہارون کی ندا ہے یہ موسیقی میں بادلیل

آنکھوں کا نور جلوہ رب کریم ہے  
سار نظر عصا ہے تو پستلی کلیم ہے

۵۶ آنکھوں کا سایہ دشت کو بنکر ہر گیا  
چہرے کا عکس جانب چرخ کن گیا  
پر تو مژدہ کا مہر کی ہو کر کرن گیا  
جاتے ہی آسمان پر خورشید نگیا

ارض و سما پہ عارضوں کی ضو کا عکس ہے  
یہ دھوپ کیا ہے چہرہ کو یہ تو کا عکس ہے

۵۷ لیے فکر و شکاف دورنگی ہے یہ سوال  
روشن مراد ماغ ہے باریک ہوشیال  
کیون مجھے پوچھتی ہے تو شام و صبح کا حال  
رخسار و لعل ہی ہیں بڑے صاحب کمال

خورشید ایک مین ہے نہان بدر ایک مین  
ظلمات ایک مین ہے شب قدر ایک مین

۵۸ غش ہیں دہر کے وصف میں اہل سخن تمام  
ہم بات کیوں بنائیں ہمیں اس کی ہر کام  
یہ بات ہم عجیب سخن کا نہیں مقام  
بیشک زبان کلیم ہے اس میں نہیں کلام

گو یا یہ حسن و عشق کا ناز و نیاز ہے  
کچھ لسنرانی و آرنی کا یہ راز ہے

۵۹ دندان کا پر تو اجوبہ اختر فلک  
انگشت در دہان ہوئے حیرت کل ملک

سچ ہے کہ دانت ایسے نہیں دیکھو آج تک	ان موتیوں میں تو یہ بیضا کی ہے چمک
وہ ان دل کے معجزہ میں تازہ ڈھنگ ہے	عینے کے پیٹھ پر کھٹ موسیٰ کا رنگ ہے
قوت جو دونوں بازوؤں میں مصطفیٰ کی ہے	طاقت کلائیوں میں شد لا فتا کی ہے
پنچے میں شوکت حسن محبت کی ہے	اگلی نہیں ہے برجی یہ دست خدا کی ہے
کب اسکو نیزہ بازی میں حاجت ہزد کی	کہو لیگی بند بہت گرہ پور پور کی
گردن ڈھلی ہے سا پنچے میں سینہ کشادہ ہے	سینے میں عکس جلوہ وحدت فتادہ ہے
رستہ ہوا مکان کا جو دلمیں جادہ ہے	اس میں وہ ہے جو سن میں بے زیادہ ہے
شک ہو اگر حلول کا شاعر کہیں مجھے	یہ زاهدان خشک نہ کافر کہیں مجھے
ہے گورا گورا سادہ شکم گوری گوری نان	مونہ ہر فرشتہ کا نظر آتا ہے میں صاف
وہ جزو تن ہے آئینہ میم و لام و کات	شہرہ ہے او سکھ حسن کا از قاف تا بقاف
یہ کیوں کہوں کہ نات میں ہر شکل نون کی	ہے میم پر شکم کی علامت سکون کی
تازہ گاہ چشم مصور ہے وہ کم	سوچ کھائے گر گ گل کی لگے نظر
معدوم ہو کے لائی ہے موجود کی خبر	صانع نہان ہوا خط موہوم کھنچ کر
شہرہ میان و نات کا ہر شہرہ میں ہے	دور تیسیم موے کم کی گرہ میں ہے
رائیں وہ زور مند جو شوخی کرے سمند	اس طرح دابین ٹوٹ کر گرجائیں جوڑ بند
خورشید نور کا شہ زانو سے بہرہ مند	ساقین وہ شمع طور بھی جنکو کرے پسند



ثابت ہوا کہ جنگ میں ثابت قدم ہیں گو پاؤں زمین پر دست خدا کے علم ہیں	
ایسا حسین مرثیہ کو جاتا ہے ہائے ہائے رہزن سافرون کو ستاتا ہے ہائے ہائے	۱۵ کیا رنج آسمان دکھاتا ہے ہائے ہائے فرزند کو پدر سے چھڑاتا ہے ہائے ہائے
روتے ہیں سب جوانی پر اوس نور عین کی لٹتی ہے کربلا میں بضاعت حسین کی	
اکبر نے کی امام دو عالم سے التماس بہر رسول دیجئے حکم اے خدا شناس	۱۶ جز شوق مرگ اور نہیں کوئی دل میں آس حضرت دور ہو کے رہو نگا خدا کے پاس
آپ امت نبی کو دعا کر کے آئین گے ویرا تہی ہے نازا داکر کے آئین گے	
بیٹے نے انگلی باپ سے جب خستے غما استی تو بات کی کہ مر سی جان کیا کما	۱۷ ایک تیر دہلیں چپکے جب گھر سے نکل پڑا سینہ میں ایک ٹیسل وٹھی غش سا لگیا
حال حسین حالت ہوشی سے کم نہیں اکبر کا عزم جنگ تجلی سے کم نہیں	
لب خشک رنگ زرد نفس بند و لہر زرد کچھ دیا س کچھ ایمہ کچھ اندیشہ نبرد	۱۸ آنکھیں ہیں کچھ کھٹلی ہوئی اور ہاتھ پانوں پر بیٹے کے غم میں آپ کے باہر یہ شیر مرد
کانٹے پڑے ہیں پیاسے سوکھی زبانیں ہا لب کیا ہوں ترلعاب نہیں جودمانیں ہا	
ریش مبارک آہکی اشکوں سے تر ہوئی سمجھے حرم کہ عرد دور و زہ بسر ہوئی	۱۹ اشکوں کے ساتھ آمد خون جگر ہوئی زینب کا قلب پھٹ گیا جب خبر ہوئی
سر سے طیور اوڑھ گئے ہوش و حواس کے	

نالونکے ساتھ حرف لبو پڑتے یاس کے	
۵۲۰ آتوا دبل پڑے وہ ہوا خون و لکھ جوش احسان ہو میری پیاس پہ ہو جائیں گے خوش	یہ شور کانہیں جو بڑا کچھ کچھ آئے ہوش دستی ہوئی صدا سے کہا کیوں ہی یہ خروش
طاقت نہیں ہے جھمکن کاس غل کا بوجھاوٹھے کس طرح گل سے نالہ بلبلس کا بوجھاوٹھے	
۵۲۱ چہر کا گلاب آئسٹون سے موند پشادہ کے صدتے ہوئے شبیر رسالت پناہ کو	نعرے دو چار مار کے اکبر نے آہ کے شیر اوٹھے خیال میں نور نگاہ کے
حداد کو شاہ کی پیش نظر کرکھا بیٹے نے جلد باپ کے قدموں پہ سر کرکھا	
۵۲۲ اوس لعل کو خزینہ سے اپنے لگا لیا اوس نوح کو سفینہ سے اپنے لگا لیا	سر کو اوٹھا کے سینہ سے اپنے لگا لیا اوس نام کو تلیگنہ سے اپنے لگا لیا
ٹھنڈک پڑی وہ دل میں کہ درد و الم گیا راہِ خدا میں اشکو کا طوفان تہم گیا	
۵۲۳ جا کر پہو پی سے لیجئے گارخصت و غنا رخصت جو دونوں دین تو نگہبان ہو خدا	صابر تھے آہ تک یہی نہ کی بیٹے سے کہا مادر سے اپنی حال کہو عزم جنگ کا
تم پہلے جاؤ خلد میں ہم بعد آتے ہیں تم کو بھی اور مہ کو بھی نانا بلا تے ہیں	
۵۲۴ ایک دل سے آہ کی نہ رہی جان جان میں ہو نچال ساعیان ہوا سارے جہان میں	جس وقت یہ صدا گئی زینب کے کان میں کچھ زلزلہ سا آگیا ہر آسمان میں
ایک آہ سیدہ نے جہان کو ہلا دیا طلعت کو ہر زمین کے فلک سے ملا دیا	



اشکون کے ساتھ نعرہ بکلاتا آہ کا	۵۲۵	سوز و رونا سے جسم چلتا آہ کا
جو نہکا ہوا کی طرح سے چلتا آہ کا		زینب کا صبر بھیس بدلتا آہ کا
صبر ایسا حال سنکے بہلا کیا کرے کوئی		
معلوم ہو جو اتنے سے اتنا کرے کوئی		
اکبر بڑا ہے جو مانگنے کو رخصت و غا	۵۲۶	دل تہام کر پہاڑی نے ہتیجے یہ کہا
تم اپنی والدین سے لو حکم جنگ کا		مین کون ہوں جو کہتے ہو یوں دلا دعا
مان باپ اذن دین تو و غا کرنے جاؤ تم		
مین وہ نہیں کہ تم سے کون مرنے جاؤ تم		
یہ سنکے پانو پر گرے ہاتھوں کو جوڑ کر	۵۲۷	زینب نے دیکھا بانو کو مونہ پنا سوڑ کر
وہ روہی تھیں پہلے سے دم توڑ توڑ کر		آواز دسی یہ جاتے ہیں اب ہم کو چوڑ کر
یہ کہتے ہیں کہ رخصت انہیں دون تو خوب ہے		
مین انے پہلے زہر جو کمالوں تو خوب ہے		
مین اہل صبر مین نہیں داخل کسی کے پاس	۵۲۸	زینب نہیں ہو چینے کے قابل کسی کے پاس
کیون بی بیو ہے زہر ہلا اہل کسی کے پاس		تھوڑا سادو جو ہر قسم قاتل کسی کے پاس
یہ کیا کہا کہ خیمہ مین آنت بپا ہوئی		
زینب کی گفتگو سے قیامت بپا ہوئی		
آئی ندایہ غیب سے ای زینب حزین	۵۲۹	دکھڑا سن چکی تری مان دور کوچہ نہیں
کیون روکتی ہے جاتا ہے گرا اکبر حسین		اکھول آنکھ پڑھ کے دیکھا اسکا خط جبین
تقدیر مین ہے اسکی مصیبت لکھی ہوئی		
اٹھارہ مین برس ہے شہادت لکھی ہوئی		
سکر صلیب مضر ہو مین خموش	۵۳۰	بے ساختہ فرد ہوا بانو کے دلا جوش

صبر و شکیب کرنے لگے سینہ میں خروش	آنسو تہمتے گئے ہوئے پہر آنی کے ہوش
اکبر کا دہیان تہا تو اصغر کا دہیان تہا سب کو رضای خالق اکبر کا دہیان تہا	
لیکر بلائیں کہد یا بس آپ جائے سینہ میں رن کے مثل نفس آپ جائے	۵۳۱ اٹھارہواں پہلی ہے برس آپ جائے مرئی کی آپ کو ہے ہوس آپ جائے
اکبر ہنسے یہ سنکے کلی مونہ کی کوسل گئی رخصت تو کیا ملی اونہیں اک حور مل گئی	
خیمہ سے اسطرح نکل آیا وہ خوش صفات لو قدر کی الگ رمضان سے ہوئی ہجرات	۵۳۲ جسطرح نکلے مونہ سے کیسی خوشی کی بات شعبان کے ہینے سے نکلی شبِ برات
ماہی کے مونہ سے یونس فریضہ نکل گئے غل تھا کہ چاہ سے مہ کنعان نکل گئے	
برجِ حمل سے مہرِ خشان نکل گیا گہر سے خلیل پاک کے مہمان نکل گیا	۵۳۳ منزل کو چوڑ کر مہ تابان نکل گیا مسجد سے ایک مردِ مسلمان نکل گیا
پستلی کنچ آئی چشمِ شہِ مشرقین کی غل تھا کہ جان نکل گئی جسمِ حسین کی	
پیشِ امام آ کے یہ بولا وہ ذمی شعور فرمایا شاہ نے کہ اجل بھی نہیں ہے دور	۵۳۴ مان سے پہو پہی سے ملگئی رخصت مجھ کو اکی التماس موت میں پردہ کیا ضرور
جی میں یہ ہے کہ نیزہ یکلجے کے پار ہو دل تمام کر یہ کہد یا اچھا سوار ہو	
ہم صورتِ رسول چلا ہو کے جب سوار میدانِ حشر بنگیا میدانِ کارزار	۵۳۵ بہارِ طبری سوارِ دینِ پیدل ہو فرار سمجھے یہ سب کہ آتا ہوا بقیہ کردگار



بولے سوار گر کے یہ زود جیتول ہے پیدل پکار اٹھے یہ خدا کا رسول ہے	
۵۳۶ یا ہر نکل کے شہر نے پوچھا یہ غل ہے کیا بولی سپاہ شام ذرا تو ٹھہر تو جا	پیدا ہوئی ہے چھاؤنی میں کیا کہیں دبا آتی ہے کوئی دم میں سے سر پہ بھی قضا
افسر جو نیکیا ہے ڈراتا ہے فوج کو پستی میں پھینک دے گا یہ سب سے اوج کو	
۵۳۷ سبھا جہنی کہ مقدرا لٹ گیا دو کام دیکھنے کو بڑا بڑا کھٹ گیا	سپہ لاپسلا درخت حیات آج کٹ گیا کھنکھارنے کے جگر میرا پٹ گیا
ہو کا ہے تین دن کا یہ جینے سے یہ ہے شیر خدا کے شیر کا بچہ ہے شیر ہے	
۵۳۸ یان نیزہ بازو آگے بڑھو نیزہ دن کو لاؤ تین تین نکالو ڈھالیں سب بنا لو علم اٹھاؤ	باندھو صفین بڑا ہاؤ رسالے پر سے جماؤ انعام خوب دوں گا اسے مار کر تو لاؤ
ہے اسکے ساتھ موت شمشیر قہر کی یہ ماہر و توجان ہے جسم حسین کی	
۵۳۹ لشکر میں بوق پھلنی لگی اور بگنن جبا بولی اجل یہ سازنا سے بد عمل جبا	تاکید با جے والے کو یہ تھی کہ چل جبا میں بھی بغل بجاتی ہوں تو بھی بغل جبا
با جبا جبا لے گا تو مزامین چکاؤنگی تیرے گلے میں آج صدا بنے آؤنگی	
۵۴۰ ارض و سما پہ غل یہ ہے برپا ہٹو ہٹو لگیا کئے قد سید نکو نہ چرکا ہٹو ہٹو	اکبر کے ہاتھ میں ہے وہ تیغا ہٹو ہٹو یہ جنگ ہے نہیں ہو تا شاہ ہٹو ہٹو
ڈر ہے یہی کہ ران کی ہوا عرش تک نکلے	

کاشانہ فلک کو کہیں آج لگ جائے	
الہ دے بہت پسر ابن بوترا ب	۵۴۱ تہرار ہا ہے عرش رزتا ہے آفتاب
ہے زلزل نمود زمین کو ہے اضطراب	قطبین کا پتے ہیں غضب کا ہوا انقلاب
مریخ کھلے گرتا ہے گردون کے کاغذ سے	جبریل ڈر کے لپٹے ہیں سدرہ کی شاخ سے
مولا کے اسلحے میں بھی عالم ہے نور کا	۵۴۲ چار آئینے میں حسن ہے رشار حور کا
کیا بھید کہولہ دن میں خدا کے ظہور کا	سر پر نہیں ہے خود یہ شعلہ ہے طور کا
در پردہ لسترانی جو یہ ماہوش کرے	موسیقی کی روح بھی ارنی کے غش کرے
کہہ یان نہیں زردہ میں یہ آنکھیں پر جو رکی	۵۴۳ عین علی نے انہ تو جہنم دور کی
ہے یک نشانی مہر سلیمان حضور کی	انگشتی بنی جو کڑی کوئی دور کی
شاہی عطا کرین یہ فیری پہ وار کے	پریان بنا کے چوڑ دین صدقہ اوتار کے
گوری کلائی اور وہ دستاں نور کا	۵۴۴ لپٹا ہے شمع طور سے یہ ہاتھ حور کا
باہم اگر ملیں تو منونہ ہو صور کا	پوچھیں حساب خاک کے اہل قبور کا
بہتان ہے کہ ہیں یہ حفاظت کے واسطے	پکڑے ہوئے ہیں ہاتھ کو بیعت کی واسطے
کاند ہے پہ جنگ میں متحرک نہیں سپر	۵۴۵ لود جگر رہی ہے شب قدر عرش پر
کیون حسن بڑھ نہ جائے کہ افشان پہ جلوہ گر	ہے اک چاند چار ستارے ادھر ادھر
دلون بنی ہوئی ہے مراد میں حصول ہیں	دامن پہ کچھ گرے ہوئے سہر کی پھول ہیں



رو باہ کی طرح سے جواہل جھاڑ ہے	۵۴۷	لکار کر نیرہ شیر خدا بڑ ہے
پچھو گریز دلت کے عدد جب ذرا ہے		آئی جو شرم کیا دٹے بے انتہا بڑ ہے
کب چشم شیر بہندی جنگ پر نہ تھی		ہٹنے کو بڑ بہن سمجھے تھے اتنی خبر نہ تھی
لڑنے کا امر سنتے ہی مرنے لگے حمود	۵۴۸	مسنی میں غمی کے چپی ہر اک کی ہست و بود
مالک کے پانوں پر گرمی فوج سقہ درود		مختار خلد نے کیا نعرہ کمہ یا دود
دہشت کے مارے ہوش اڑے ہے لیک لیک کے		گاہ وزمین لرزتی تھی گھٹنوں کو ٹھیک کے
رہوار کو دبا کے جولی ہاتھ میں عثمان	۵۴۹	سپر کیا تھا اڑ چلا فرس اکبر جوان
اسد سے اوج ثانی پنیبہ زمان		غل تما کہ کوہ طور پہ موسیٰ ہوئے عیان
قبضہ سام کا یہ بیضا ہے ہاتھ میں		تلوار کیا ہے برق تجلی ہے ہاتھ میں
اوس نازنین کی کپشتی ہے تھال بٹھال	۵۵۰	جو بن سے جسکے ہوتا تھا اوس پائال
بجلی کی جست شیر کے تیور پری کی چال		دیکھو گے۔ ہان۔ نظر نہ لگانا ہر خیال
آریگان نقشہ آنکھ میں کب آپ شاہ کا		ہے مرد مک کے ہاتھ میں کوڑا نگاہ کا
پارہ ٹپکے آگیا باد صبا چلی	۵۵۱	کافر یہ سمجھے۔ جانب لشکر قضا چلی
شاعر لگے پکارنے فکر سا چلی		گھوڑا ہوا ہوا جو ذرا بھی ہوا چلی
مانت رصاعقہ وہ ہوا میں روانہ تھا		موج ہوا کا سایہ اسے تازیاں تھا
مچھ چٹک کے کتے تھے باد صبا چلی	۵۵۲	پریان پتھر کے کتے تھیں تیغ ادا چلی

حور و ن نے دی صد انگہ فتنہ زرا چسلی	چلا دٹھے خضر مری عمر سا چسلی
مثل دعا قلک کی طرف وہ روانہ تھا	اوسکے لئے دعا کا الف تازیانہ تھا
تا چرخ جا کے وہ فرس آیا جو وقت جت	۵۵۲ سمجھے شقی اسی کا ہر اک جاہی بند و بست
سجدے کو جبک گئے می غفلت تھوڑے	بہوئے خدا کو جیسے کوئی سامری پرست
گمراہی کام کرنے لگی مکر و سحر کا	گموڑا سبھو نکی آنکھ میں گو سالہ بنگیا
راکب سے کہہ رہا تھا کہ ہر جاؤں کیا کروں	۵۵۳ جی میں ہو غرب و شرق کے باہر ہر اکرون
سیر زمین تو ہو چکی سیر سما کروں	وان ہی جو تنگ آؤں تو محشر بپا کروں
دوسرے تہنگ ایسے چلاد کی کیڑے	دونوں جہان بس نہیں کاوی کیڑے
وہ غم سے وہ اشارے وہ چالاکي سمند	۵۵۴ ناز و ادا میں حور و پری سہی تہا و چند
اعضا و دست صاف بدن چیت جڑ بند	نازک میان کشادہ بغل شوخ سر بلند
زینت و و چند کیون ننو ساز و براق کی	دل دل کی چال ڈھال ہے صورت براق کی
وہ دم و ہسم وہ تھو تھنی وہ گردن چین	۵۵۵ وہ پیش و پس بہر اہوا وہ چاندھی چین
دونوں کشتیاں ہیں دو انگشت حور چین	بر صورت آفرین و چین صورت آفرین
قطرے چمک رہے ہیں عرق کے لیا ل میں	موتی پر دئے حور نے زلفون کو بال میں
گموڑا ہے وہ پری کہ غذا چپہ حور ہے	مول اسکو لین تو قیمت یوسف ضرور ہے
کیا کوئی مشتری بھی زلیخا شعور ہے	بان ہو بھی تو وہ فہم و فراست کو دور ہے



اکبر سا خوشحال خسریا چاہیے اسکے لئے تو حسن کا بازار چاہیے	
جھوٹے نہ کیوں یہ ست شرابہ بلور ہے ۵۵ فر فر نہیں ہے قفل مینا ضرور ہے	آنکھیں مین لال نشے سے دلیں سرور ہے قلقل کے دلیں معنی رقم کا نور ہے
سنکڑے شورائے اجل آئین نہ ہوش میں ارکھ دے کفن کو پہاڑ کے مردونکے گوش میں	
رستم تھا اشب پر شیر کبریا ۵۵ رن میں جان جہان کہ پہرا غار پڑ گیا	اسفند یار کے لئے اک ناوکِ قضا یون دگیگی کہ دم کل آیا ہے خاک کا
لاش گدا زمین کا خاک کو عیتیں ہوا گاؤ زمین کا دیدہ مزار زمین ہوا	
وہ تیز رو کہ پاسے اے باد کیا مجال ۵۹ اسکی تو گرد تک بھی پہنچتا نہیں خیال	لکھون اگر ہرن کوئی سٹا ضین نہ نکال ہے نیم جست حد جنوبی سے تاشمال
غصے سے مرکب آگ ہے راکب میں نور ہے گھوڑا وہ برق ہے جو تہ شمع طور ہے	
پیش ہر اہل شہر تہن خیر بنگیا ۶۰ دو پر کا بکے جو ملے طیر بنگیا	ضرب خلیل یہ وہ بیت ویر بنگیا اوٹ کر جو چل دیا تو فلک سیر بنگیا
ذرے کی طرح مہر بھی سم کے نشان میں تھا اٹھار میں سے پانو تو سر لا مکان میں تھا	
کیا ہو بیان جو شہر شیر آبدار ۶۱ جبریل سے کہو کہ نہ روکین پر زہر	ہم روی ذوالفقار ہے مخومی ذوالفقار یہ خوف ہے کہ پر نہ کٹیں اور تین چار
ایسا می حسام کا وقت سقیز ہے	

موند پر مرے نہ آؤ زبان میری تیز ہے	
ہون ایک میل راہ پر سونز لونین ہون ۵۶۲ روفق ہو ہر جگہ مری سب محفلون میں ہون پہلو میں دل ہون اور محبت دونین ہون ایلی ہون ایک اور کئی محفلون میں ہون	
طہ اگر ہون سر پہ تو گردنیں ہار ہون دشمن بھی مجھ پر تے ہن وہ گلزار ہون	
پیاسی ہون اور آب کا قطرہ گلون میں ہون ۵۶۳ ہون ٹونپہ بات لطف بیان گفتگو میں ہون مین وہ ہار ہون کہ ہر اک رنگ و بو میں ہون رگسای تن میں خون ہون سرخی لبون میں ہون	
نشر یا نین دوڑتی ہون کلیجوں کے پار ہون سب اک زبان ہن میں غضب و الفضا ہون	
مانند حضور بہر راہ عدم ہون میں ۵۶۴ جو ہر سے سبز پوش ہون کیا انوس کی ہون میں گہ شوخی نگاہ غزال حرم ہون میں چنبہ ہون شہر کا گہی اژدر کا دم ہون میں	
یک جست اگر کروں تو پکڑاؤں برق کو موند کہو لدن تو نگھون ابھی غرب شرق کو	
ادترا جو شیر حسن کی شمشیر کا غلام ۵۶۵ سر کینچر دیک گئے دیوان کوہ قامت کیا چار جو ہر اسکو ملے تے دم مصاف موند لال رنگ سبز نظر تیز ہاتھ مصاف	
آگ آب خاک باد پہ قبضہ اوسی کا تھا لو چار عنصرون پہ بھی کیا اوسی کا تھا	
جسم بنام شاہ سے تلوار اگل پڑی ۵۶۶ کاٹین کلاسیان جو عدو کی توکل پڑی سر سے اوتر کے سینہ سے باہر نکل پڑی قبضہ میں دل جو اگیا شمشیر اچھل پڑی	
اکبر کی تیغ قلب شقی لے کے آؤ گئی شیشہ کو اپنے ساتھ پر ہی لیکے آؤ گئی	



ملنے کو تیغ آئی عناصر ہوئے جدا	۵۶۷	اگ آب سے الگ ہوئی اور خاک سے ہوا
گہرا کے تن میں روح پکڑی یہ کیا ہوا		تلوار بولی دیکھ کے کستی ہوں دم توکب سا
سر پر گری چمک کے تو قلبا یعین میں تھی		چمکی نہ تھی پلک کہ نگاہ دور بین میں تھی
خونخوار قلعه گیر - عدو کش - قضا نا	۵۶۸	جان باز - سر تراش - تن آزار - دلربا
پر آب - برق تاب - سبک رو - پرہی قفا		موندہ لال - ہاتھ صاف - نظر تیز کج ادا
آنچل عدو کی ڈال کا چہرے پہ ڈال کے		مثل عروس چلتی ہے گہو نگٹ نکال کے
تیغ و دم کے لب پہ لہو کی تہی کچھ تری	۵۶۹	معتوق پان خوردہ تھی سیف شہجری
موندہ سرخ رنگ - سبز و رنگی تھی یہ پری		سورنگ ہوں دہنگ میں توکب ہو براری
وان شہید کے دکھانا ہر رنگ آفتاب کا		کرتا ہے کام نور یہ سان بوترا ب کا
پابند اہل شر نوے کا رخیر کے	۵۷۰	نالے جو وقت مرگ تھے باجمہ تھے دیر کے
کھلی حسام خون کے دریا کو پیر کے		دکھلاے لالہ زار میں انداز سیر کے
تلوار ہاتھ میں تھی چمک چشم ہر میں		چلتا تھا یہ جہاز محیط پہر میں
برپا تھا حشر غلغلہ دار و گیسر تھا	۵۷۱	تیغ شرفشان سے جلا جو شر ہر تھا
جو کوئی تھا جو ان وہ دہشت کے پیر تھا		جو پیر تھا وہ دام اجل میں اسیر تھا
طاقت گریز کی تھی نہ یار انفسار کا		جنگل میں جیسے حال ہو بے دم شکار کا
شانے سپر کے ساتھ کٹے - زہ کمان کرتا	۵۷۲	چہرے جہلم کے ساتھ کٹے - لب زبا کلمات

سینے جگر کے ساتھ کٹی جسم جانکر ساتھ	گھوڑ دنگی گردن اگڑی دست و عناکو ساتھ
رن کی زمین لال تھی اکبر کے سامنے	پہلی شفیق یہ مہر منور کے سامنے
بے پیر بہا گئے لگے ڈر کر ادھر ادھر	چلے یہاں کمان وہاں جھد ہر ادھر ادھر
دریا سے خون میں پیر تھے تھے سر ادھر ادھر	لاشے تڑپ رہے تھے برابر ادھر ادھر
سر تہا کہیں تو پاؤں کہیں دل جگر کہیں	مغز کہیں تہا تیغ کہیں تھی سپر کہیں
ڈالی تھی وہ بت کہ نہ آئی نظر کہیں	اس بستہ کی رن میں نہ پائی خبر کہیں
لیتی نہیں یہ دم کہیں کیا تیز چال ہے	روز ازل سے تا بہ ابد ایک حال ہے
جنگ جھک کے قتل عام کا بیڑا اٹھالیا	اٹھ اٹھکے دشمنوں کو بغل میں دھالیا
چکنی ڈلی کی طرح سے مغز کو کھالیا	ہر ڈھال کو سمجھکے گلور سی چسپالیا
کہا یا تہا پان تیغ نے لب لال تہا	دہہ نہیں تہا خون کا مٹھہ میں اوگال تہا
کیا اوسکی آب و تاب تھی اور کیا چمک دک	دل میں لپک - کمر میں لچک چہرہ میں چمک
گا ہے سوز میں تھی گہے جانب فلک	بجلی کا ایک تار سما سے تہا تاسمک
	کچھ لہر نور کی سی نظر آئی تار پر
	غل جگیا فلک سے خبر آئی تار پر
چن چٹکے تار ہاے رگ جان نکالے ہرن	مثل ستار سینہ اعدا پہ ڈالے ہرن
نظر میں اجل کی - چوب - دل او نکو پیالے ہرن	یہ اک سجا نیوالی - وہ سب گانیوالے ہرن



زہرہ ہے سب گرد و پیش دنگ ہے شورِ شکستِ دل ہے کہ یہ جلتہ رنگ ہے	
لشکرِ مین مہمان جو وہ کچ ادا گئی فولاد نے صدا دی کہاں سے یہ آگئی	۵۴۵ سو نہ کی کڑی تھی ایسی زرہ کو چیا گئی اسکی بھگاہ تو مرے جوہر کو کہا گئی
مہمان نے کہا نا کہا یا تو غائب رسالہ تھا گھوڑا سوار اسلحہ سب اک نوالہ تھا	
جب افسر و نکو مار سوار ول رول کے سب مر رہے تھے بہوک لگی بول بول کے	۵۴۹ شکر پہ آئے تیغ دو دم تول تول کے پہل کہا ہے تھے تیغ کا سو نہ قبول کو لگو
دو دن کے بہو کے پیاسے نے کہا نا کھلا دیا شکر کو سارے تیغ کا پانی پلا دیا	
بر سار سرد کا سینہ تو ہوے دل سہو کو سرد سج سے کہیں خشک تھی جو اور تھی تھی رنگی	۵۵۰ شل ہاتھ پانو ہو گئے سب کے دم نہ برد سردی سے ہو رہا تھا فلک کے بھی سر نہ برد
گا بنی زمین او کہ گئے فوج لعین کے پانو مفلوج ہو کے گر گئے گا و زمین کے پانو	
پیدل ہزاروں مارے گئے سیکڑوں سوار لشکرِ مین الحفیظ کی تھی چار سو پکار	۵۵۱ تھا لال لال صفحہ میدان کا زار چلایا ابن سعد یہ جنت و نابکار
آکیوں ہاتھ دھو کے بیٹھ گئے اپنی جان سے افسوس لا کون ڈر گئے اس اک جوان سے	
وہ لوگ ہیں کہاں جو ہیں جانبا ز و نہ بازا نکلے ہزاروں فوج سے مکار حیلہ ساز	۵۵۲ آئین ادھر ذرا مجھ کو بنا ہے دکا راز ناگن کی طرح ہاتھ تو نہیں نیزے زبان راز
بولایو وہ شقی	راکب بر امار لو

کا و دن سے گہیر لو اسے نیز و ک مار لو	
انعام اپنے پاس سے دو گامین نقد ۵۸۳ ہرہر کی سونے چاندی سی بہر جا بیگی بہر غالب جو ہو گئی طمع مال و سیم و زر باندہ ہی کمر لیتوں نے اکبر کے قتل پر	
نیز بے چھپے بڑے شبیہ رسول مین زنبور کے تھے سیکڑوں نیش ایک پھول مین	
اکبر کا سینہ پھول تھا نیز تھے مثل خار ۵۸۴ یون بر چہیون مین تھا جگر شاہ نادار اس گلیہن کے جسم مین کاٹے چھو چار اغیار کی نگاہوں مین جس طرح روی یار	
آمد تھی موند سے خون کی صدر وہ جان پتا لخت جگر ہر ایک کی نوک سنان پہ تھا	
جانے نہ پائے فوج مین تھی چار سو پکار ۵۸۵ نیز بے ہلا ہلا کے چلے آگے نیزہ دار باگین اوٹھا کے گھوڑے دبا کو بڑھو سوار ڈھالوں مین موند چپائے ہوئی تھے سیاہ گار	
چار دن طرف ہمارے وہ انبوه زار تھا ظلمت تھی گرد و چہین اک شب چار غ تھا	
قربان جرات پر ابن مرتضیٰ ۵۸۶ تلوار کی زبان سے سر کر دیا جدا زخمی کیا تھا جسے اوسی پر چبٹ پڑا حیدر نے دی صدا کہ مرے شیر مر جیا	
آنے لگا جو غش تو پکارا حسین کو یا بابا سنبھالو آ کے اب اس نور عین کو	
اتنے مین ایک گرز لگا سر پہیہ تم ۵۸۷ خنجر سے مشق کی تو ہو مین پسلیان قلم پہلو پر شیش کی چلی شمشیر تیز دم ٹھیکے گا باسے اب کوئی دم مین ٹرپے دم	
ہم صورت نبی جو گرا را ہوار سے نکلے سنبھالنے کو ید اللہ بزار سے	



کفار کو خوشی ہوئی نقارے گونگے ۵۸۸  
 باجون سے آرہی تھی صدا ہلکے ہانڈاؤں  
 سکر یہ شور حضرت بشیر تہترائے ۵۸۹  
 خم آگیا کمر میں تو آنکھوں میں اشک آئے

عالم سیاہ ہو گیا نظرون میں شاہ کی  
 مٹنے کو ہے شبیر رسالت پناہ کی

کس مونہ سے اب بیان کروں حالتیں ۵۸۹  
 رونادہ اہل بیت کا وہ رقتِ حسین  
 مثل کمان خمیدہ ہوا قامتِ حسین  
 دوڑے جگر پکڑ کے زہرِ ہمتِ حسین

بے طاقتی پٹنے لگی گرد کی طرح  
 اوٹنہ اوٹنہ کے بیٹہ بیٹہ گئے درو کی طرح

سید ہے ہوئے سنبل کے تو گلاب گر پڑے ۵۹۰  
 رکھا کہیں دم تو کہیں جا کر گر پڑے  
 اوٹھے جو ہاتھ ٹیک کے تہر کے گر پڑے  
 یوں ہی قریب نعلش سپر کے گر پڑے

اکبر جو محو غلغلہ العطش ہوئے  
 مونہ رکھ کے مونہ پہ واو لہ کی ککوش ہوئے

آئی صدا بکاسی محمد کی ناگمان ۵۹۱  
 کیا دیکھتے ہیں چوٹا کے شبیرِ خیرِ جان  
 آغوشِ جدِ پاک میں فرزند ہر تہرپان  
 سینے میں کچھ ٹٹول رہی ہیں شہزبان

پوچھایہ سکے دردِ نمان کی تلاش ہے  
 رو کر کہا جگر میں سنان کی تلاش ہے

تسے چو چو رس سے قدم تک تین پرچیان ۵۹۲  
 دم توڑتے تھے موت کی آتی تھیں چکیان  
 ساقط ہوئی جو نبض پہرین دونوں چلیان  
 پہونچے جنان میں خاک پہ گر پڑیں جواہریان

تصویر ہاشمی دانی طالبی مٹی  
 آغوش میں نبی کی شبیرِ نبی مٹی

رونے کا ہے مقام نہ کیوں آنکھ ڈھڑبائے ۵۹۳  
 مومن یہ سنکے ماجرا آنسو نہ کیوں بہاے

ہوتا ہے صدرہ روح پہ کیونکر نہ دل بہر آ  
کافر بی دل کو تمام کے کستی ہین ہائی ہائی

گو خلق یہ کہے کہ بڑا متقی ہے وہ  
صدر نہ جبکہ دل پہ ہو اس سی شقی ہے وہ

آنکھوں سے اب نکال یاد لگی جوش کو ۵۹۴  
ہاں ضبط کرے سینہ کو جوش و خروش کو  
سُن سنکے رونا بہرہ ملا چشم و گوش کو  
بس بس خموش تاب نہیں اہل ہوش کو

شبیر کے تو لعل کا مدحت سرا ہے آج  
مومنہ تیرا موتیوں سے بہرین تو بجا ہے آج

ہاں اشبِ قلم کی بیان باگ تہا مے ۵۹۵  
ماٹل درود پڑھے علی کا تو نام لے  
جز مدح اہل بیت زبان سے نہ کام لے  
اسکا صلہ بہشت میں روزِ قیام لے

دل ہے غنی سخاوتِ زوجِ بتول سے  
سب کچھ مجھے دلائین گے کہ کمرِ بتول سے







۵۱	<p>۱۔ محکمہ کے مضمون کا ہر چہ نہیں پر ابر و ہومری بیت رخ و شش برنہ</p>
	<p>یہ شور و سنا جن دہری نے ہی ازل میں بلقیس سخن آئیگی مائل کی بغل میں</p>
۵۲	<p>۱۔ دبدبہ شکر جوان زور و کما دے ۱۔ غلفہ شعر و سخن رنگ جمادے</p>
	<p>۱۔ طنطنہ بطبع رساد ہوم مجا دے ۱۔ ہہمہ شہیر قلم بکو ہلا دے</p>
۵۳	<p>۱۔ تھے تو قیامت سے ہر پاپ بند و دکن میں ۱۔ مردے شعر کے نہ لرز جائیں کفن میں</p>
	<p>۱۔ زور یہ دعویٰ یہ اُمتا گین یہ طبیعت ۱۔ وہ کون جگر گوشہ سلطان رسالت</p>
	<p>۱۔ باتہ آئی ہے فرزندِ اللہ کی بدولت ۱۔ قرآن بسین - وحی خدا - آیہ رحمت</p>
	<p>۱۔ ضربت ہی صفائی ہی ہو قبضے میں او سکو ۱۔ یہ ساری خدائی ہی ہے قبضے میں او سکو</p>

لمحائے اگر حکم ابھی خاک ہو گردون ۵۴ گردون ابھی بنجائے زمین ہر طرف قارون  
صحر اکو جو ایما ہو تو ہو جائے وہ چھون جیہون کو اشارہ ہو تو بنجائے وہ ہامون

پتہ ہون صدف - بھر میں موتی ہی بد بچائیں  
پانی میں ٹٹولیں تو ابھی لعل نکل آئیں

یک قدرت قادر ہو درختوں ہر نمایان ۵۵ پتا کوئی ٹوٹے تو بنے تخت سلیمان  
ہون جلوہ فرا او سپہ جوانان گلستان محکوم نباتات رہیں جلد بنی حسان

غنی کوئی چٹکے تو صدا سوے با جائے  
بلیقہس کو وہ رنگ کے مانند آواز الائے

گردیو کوئی حکم کے حلقے سے نکلیجائے ۵۶ تیکادوہین موسیٰ کا عصا بنکے نکل جائے  
وہ تازہ لب موج ہوا پڑے کے عمل جائے شیشہ ہو کلی ہو لکے جن اُترے تو چلیجائے

اُٹھے جو دھوان ابر بنے سارے چمن پر  
مستی نظر آنے لگے سوسن کے دھن پر

پتے کو جو ایما ہو تو بنجائے ابھی گل ۵۷ گل کو جو اشارہ ہو تو ہو جائے وہ بلبل  
جن آدمی خجائیں - نہیں جامی تامل انسان کا نسب نامہ ہو پریو نکا تسلسل

جو کام سلیمان سے نہو کر کے دکھا دیں  
پریو نکو جو چسائیں تو ابھی حور بنادیں

پروانہ بنے خلد جو پروانہ ہو تر قس ۵۸ ہو شمع - ہر طور ہر اک موجب اتینیم  
یون از - نو سارے زانیکی ہو تریم کچھ خیر سے امید نہو شر سے نہ ہو بیم

کاتب ابھی ٹچائیں علمائے ہی بہت چاہیں  
یہ دونوں جہان صورت اوراق الٹ جائیں

قوت کا ہے یہ حال مگر یہ سے بیزار ۵۹ پہلو میں نہ اکبر ہیں نہ بازو پہ علمدار



ہو کے بھی مین پیاسے بھی مین الس کو طلبگار	مختاری مین مجبور مین مجبوری مین مختار
سب کچھ کھٹ قدرت مین ہو کیا پائین سکتے	لیکن غم امس کے سوا کما نہیں سکتے
ملکہ دے ہے دل زار غم سخت جگر مین	اشکو تکی جگہ خون ہے ہر دیدہ ترین
کچھ زور ہے بازو مین کچھ نور نظر مین	بار غم اکبر سے خم آیا ہے کمر مین
جاتے ہوئے خیمے مین جو مولاکو غش آیا	سایہ نے وہین تنہا نے کو ہاتھ بڑایا
سب بی بیان چلا لیکن کہ خوشی رآلی	قادر ہے تو قدر سے تری ناتناہی
ایسا نہ ہویش ہر نموشان کو ہون راہی	غربت مین نہ آجائے غریب نہ تپاہی
لٹ جائے نہ گہر باشمی و مطلبی کا	باقی یہی ایک جز ہے رسول عربی کا
رو کر یہ سکینہ نے کہا شاہ زمان سے	شب بہر مجھے نیند آئی نہیں پوچھو مان سے
پنچاد و دہان لائے ہو بیٹی کو جہان سے	اچھے مرے بابا مجھے لچلے یہاں سے
فاقون سے مین کا نٹا ہون ذرا تو لگو دیکھو	اینٹھی ہے زبان پیاس سے مونہ لگو دیکھو
فاقون کا نہیں غم کہ یہ میرا شہ ہوا با	ہاں پیاس کی گرمی سے مراد دل ہو چکلتا
کیا اور کروں عرض کہ طاقت نہیں اصلا	تم ہاتھ سے دیکھو تو اچھلتا ہے کلیجا
قربان مین جاؤں جو تم گہ مین دہنگی	اگر یہ کرتی ہوں کہی ضد نہ کرونگی
یہ کوہ یہ صحرا یہ بلا مین یہ مصیبت	راتو نکو درندوں کی صدا دن کو نمازت
فاقون کی وہ کثر سے ہو پانی کی یقلت	کسطح نیچے جان کہ جیب ایسی ہو حالت

<p>مجھ زار کو مٹی میں سلاؤ گے یہیں کیا          تنہی سی مری قبر بساؤ گے یہیں کیا</p>	<p>یہ سنتے ہی بے ساختہ دل شکا بہ آیا ۵۱۵          ایک آہ بہری تمام کے ہاتھوں نے کلیجا          غم غم پہ تو غش غش پہ ہوا سکتے پکاتا          رنگ رخ گل شکے اڑا ہوش سراپا</p>
<p>آنکھیں جو کھلیں شکے ذرا پاس کروئے          ادس تنہی سی حسرت پہ پڑی پاس کروئے</p>	<p>بیٹی نے کہا اے مرے بابا مرے سرور ۵۱۶          نزدیک سے میرے نہ ہٹو ہو کے مکدر          مقبول پدر کیا نہیں معروضہ و خیر          معلوم ہوا کی ہے خطا میں نے مقرر</p>
<p>کر دیجئے گا عفو کہ پر کچھ نہ کہوں گی          اگر پیاس تھیں صد مٹھ ہو بساری تو سوئگی</p>	<p>شہ نے کہا اے جان سکی نہ لگا جی ۵۱۷          ہم عفو کریں کیا یہی اب چاہتا ہو جی          کی عرض کہ بان۔ بولے یہ کتنے خطا کی          آزر دہ کسی با سے بابا نہیں بی بی</p>
<p>ہاں غم ہے پانی تھیں لا کر نہ پلایا          شب کو بھی کلبے سے لگا کر نہ ملایا</p>	<p>موندہ۔ موندے ملا کر مجھے زلفیں تو سنگھاؤ ۵۱۸          اس طرح نہ خون جگر آنکھوں سے بہاؤ          پانی کے لئے جاتا ہوں آؤ ادھر آؤ          میں شکوندہ آؤں تو پہونچی کو نہ ستاؤ</p>
<p>منزل ہے بہت دور جہاں آجے بی بی          اس دشت میں یک بوند بھی نایا ہے بی بی</p>	<p>اوس دن کی جو گرمی کا بیان آج تر ہو ۵۱۹          خشکی سے بدلجائے سیاہی میں جو نرم ہو          کا غذا جگر جلنے لگے شعلہ قلم ہو          بجائے دھواں حرفے گر حرف بہم ہو</p>
<p>چنگاریاں اوڑھنے لگیں کاتب کے بدن سے</p>	



پڑھ لے جو کوئی آگ نکل آئے دہن سے	
وہ دھوپ کڑی اور وہ جلتی ہوئی ریتی جلجاتے ہیں ہتھیرا کو چوتے تہی چٹکتی	۵۲۰ کیا کوئی چلے پانویں رکھنے نہیں دیتی جس طرح کہ ہواک سیہ برق سو کھیتی
کہو دین جو زمین شکل عناصر کی بد بجائے پانی کی طرح خاک میں سے آگ نکل آئے	
بن بنکے بنجارا طرہ بنے لگانہ کا پانی دریا میں تلاطم ہے نہ گٹ پڑے نہ روانی	۵۲۱ یہ ماجرا مشہور ہے موجوں کی زبانی ہے جامی مدوجز فقط شعاع نشانی
بین جڑتی ہے آتش پر ماہی کی زرد سے کرہ بیان گرہن جس طرح سپاہی کی زرد سے	
کم پیاس نہ ہو موند سے اگر شک لگا دین سردی نہ ہو محسوس جو کافور کہلا دین	۵۲۲ ٹھنڈک نہ ہو برت آب گہر و نی جو پلا دین تسکین نہ ہو دریا میں جو اپنے کو گرا دین
غصے سے کسی نے جو پئے گھونٹ لہو کے غٹ غٹ کی صدا جل گئی پردے میں گلو کے	
گر سبز شجر ہو نہیں ممکن کہ وہ پھل جائے طار جو کوئی شاخ پہ بیٹھا ہو تو جل جائے	۵۲۳ بن بنکے شر نشو و نما اس سے نکل جائے خپنے کی ہی مٹائی میں جو زرد ہو تو چل جائے
چلتے ہی ہوا برگ ہر اک شعاع نشان ہو سب کو شجر الاخضر نار کا گمان ہو	
بہ پھول کی سونگے تو وہین رنگ ہو کالا یک ماہی بے آب بنے سونگے والا	۵۲۴ سوزش ہو کچھ ایسی کہ پڑے مغز میں چالا دے اسکو دکھائی نہ اندھیرا نہ اُجالا
سایہ پگھلاں ہو کہ یہ ہے مہر منور سونہ کہل دے وہ دھوپ کو برف آب بچکے	

گرمی ہے بلا چیل نہ کیوں چوڑی اٹھا ۵۲۵ اگر کر جو وہ ٹوٹے ہو عیب ایک تماشا  
زردی و سفیدی سے ہو خود آبلہ پیدا وہ آبلہ ہو ٹوٹے تو نمودار ہو شحلا

ادس شعلہ کے پرتو سے ہوا خاک ہو جلاکر  
وہ خاک وہین کھولت پانی ہو چلاکر

اس گرمی میں آمادہ ہین لڑائیکے لڑشاہ ۵۲۶ کیا ہمت شبیر ہے الغلط للشد  
اب سوت کی بن آئے اگر جنگ ہو دلخواہ جزاہ جھنم دے ملے ہاگنے کوراہ

گو بہو کے ہین پیاسے ہین ضعیفی کو بی ن ہین  
قوت میں مقابلہ ملک ہین نہ تو جن ہین

مٹھے سے برآمد ہوئے سلطان امانت ۵۲۷ مہرے کو جبکی فتح و ظفر شوکت و نصرت  
پابوس کو ختم ہونے لگی چرخ کی رفعت ہاتھوں نگو لگی چوسنے آآ کے شجاعت

دلبد اسد اللہ کے جب اسپ پر آئے  
یک شیر پہ بیٹھے ہوئے حیدر نظر آئے

میدان میں جو آمد ہوئی سلطان نہیں کی ۵۲۸ دہشت وہ سامانی کر زمین ہلگئی رن کی  
نقارہ پہ سو بج کے پڑی چوب کرن کی شننائی صدا دیئے لگی صور کمن کی

ڈنکا ہوا بالائے فلک اوج تو دیکھو  
پیچھے ہین ملائک کے پرے فوج تو دیکھو

نامہ دون میں ابن شہ مردان کی ہے آمد ۵۲۹ چنگار یونین مہر درخشان کی ہے آمد  
فرعون یون میں موسیٰ عمران کی ہے آمد دیو و نکے اکھاڑے میں سیلانی کی ہے آمد

فرش سرور دیدہ ہر جن و پری ہے  
غور شید فلک سر پہ نہیں چتر زری ہے

بالائے زمین عرش کے اختر کی ہے آمد ۵۳۰ روشن ہوارن - ماہ منور کی ہے آمد



ذرونگے سر و پیر شہ خاور کی ہے آمد	ظلمات میں نور رخ داور کی ہے آمد
سورج کی کرن بن گئی سورج ہوا کی جنگل بھی چمکتا ہے تجلی سے خدا کی	
۵۳۱ اقبال و ظفر دونوں رکابین ہرن فرس کی یوں ٹوٹیں صفین تیلیاں جطیح قفس کی	۵۳۱ ہے تیغ دو دم آمد و شد او سکھ نفس کی یوں بہا گے عصین جیسے کراؤاں جس کی
گھوڑے کی ڈپٹ سے تہ سم بکھر رہتے شکر تھانہ افسر تھا صفین تہیں نہ پر رہتے	
۵۳۲ کاوا جو لگائے تو پسے ٹاپو نہیں بہرت ناگ جو سبک خیر ہی پہ آجائے طبیعت	۵۳۲ ہون دونوں جہان نقطہ پر کار کی صورت پہلوں کی رگوں میں پہرے السدری نہرت
ڈالی سے جدا گل نہ ہوا اور گل سے نہ زہر بوہد کے یہ اوڑ جائے ہوا کو نہ خبر نہر	
۵۳۳ گردون نے کہا جہکے ہوا سے وہ جنگ وہ بولی سر دوش نہیں بوجہ کا کچھ نہ جنگ	۵۳۳ رے تجھ کو مبارک ہو سیلا کا پڑ اورنگ یہ بولا سبک رو ہو بہت مرکب خوش رنگ
تو یہ نہ سمجھ دوش پہ رہو ارنہیں ہے کاند ہے پہ فرشتہ ہی مگر بار نہیں ہے	
۵۳۴ قربان - نبی جان تھے - ادسکی تھی ادا وہ ہتا شور کھجائے گا بالا سے سدا وہ	۵۳۴ صدقہ جو اتارا تو پرسی بن کے اوڑا وہ دیوؤں نے کہا کون تو جنوں نے کہا وہ
آنکھوں میں جو آیا تو چلا تارنگہ پر اوڑ ہنے کا کیا قصد تو مڑگان بنے شہر	
۵۳۵ رہو اربن شیر خدا ہی تما عجب چیز راکب کے خیا لوں کو سمجھتا تھا نہیں	۵۳۵ سم بہن کھل گول پری چہرہ سبک خیر انسانوں کو دیکھ تو حیوان کی تیسر

گردن کو اٹھائے ہوئے چلتا تھا فلک پر دم لوٹتی تھی اوسکی پر و بال ملک پر	
چمکا دیا گھوڑے نے فلک کا بھی مقدر ہر برج ہوا زین کے پر تو سے منور	۵۳۶ قطرے جو پیدہ کے گرے بنگے اختر ہے دم کی تجلی کا گمان کا کاشان پر
گردن پر نہ نو ہے گمان بدر گمان ہے ایک نعل کی تصویر ہے اک سم کا نشان ہے	
بجلی کی تڑپ اس میں خیا لوں کی روانی مہر پر یہ کھلا بھید شعا عون کی زبانی	۵۳۷ نقشہ جو اوتارے تو ہر روشن کعبہ مانی دنیا کا اوجالا یہ اوسکی ہے نشانی
دو نور کے ٹکڑے جو سر چرخ برین میں پر تو این رکابوں کے - مد و مہر نہیں زمین	
یوں جو مٹتا تھا اسپ کہ ج طرح کوئی نہ یہ عرش کا غل تھا مری کرسی جو بہت پست	۵۳۸ کرتا تھا سر چرخ برین شوخو منجست رکھ دے تو اگر پانو تو پس جاؤں سروست
اک نقش ہے مہر - اسپ فلک میر کو کم کا یہ تار جو برقی ہے سواک بال ہے دم کا	
اس صفت میں دیا کہی اوس صفت میں لیا گا ہے نہ کہائی دیا گا ہے نظر آیا	۵۳۹ اس غول میں جیٹا کہی اوس غول میں لیا ایک برق کا پتلا ادھر آیا ادھر آیا
تو م جانے میں تھا قطب تو گردش میں نہ کل تھا کشتی تھا جو طوفان میں کشتی میں وہیل تھا	
ایک دیو سیہ آگے بڑھا شکر شر سے آگاہ تھا بے سفر لڑائی کے ہنر سے	۵۴۰ باند ہے ہوئے زنجیر کئی من کی کر سے بو کہی کی سفیر کی طرح لپٹی تھی سر سے
تھی ڈھال پس پشت تھا نیز اکعتیل میں	



کاند ہے پر گران گزرتا شمشیر بغل میں	
طینت میں برائی تو برائی پر طبیعت دیکھے جو کبھی شکل زحل کو بھی ہو دہشت	۵۴۱ خلطو نہیں بغاوت تو عناصر میں شقاوت سر چڑھا۔ بڑی ڈاڑھی۔ حماقت کی علامت
تعلیق کچھ ایسی ہے کہ سنتے ہی مہنی آئے پر خواب میں دیکھے جو کوئی دم ہی نکلیا	
قد تار سا۔ موٹہ خرس کا۔ رنگت میں سیل کانو تلو جو دیکھو تو ادھر چیل ادھر چیل	۵۴۲ بینی پر نظر کیجئے تو زراغ کی تشیل نقطہ یہ اوسی کا ہے کہ ڈوبا جوتہ نیل
فرعون میں جو کبر تھا اسمین بھی برا ہے جنگل میں مرے گا یہ وہ دریا میں مرا ہے	۱۲ ۶۱۱
گوڑے کو کہ اگر یہ پکارا ادھر آؤ ہاں جلد دم اپنے رکا بونچہ جباؤ	۵۴۳ فرزند ید اللہ تو ہو زور و کماؤ لوسیان سے تلوار کوئی ضرب لگاؤ
بچپن سے اسی جنگ کا شائق ہو نہیں ہی ابلیس سے سیکھا ہر ہر طاق ہو نہیں ہی	
فرزند ید اللہ نے کی ہنکے پقتیر تو نیزہ ہلا۔ گزادٹھا۔ کھینچے شمشیر	۵۴۴ سبقت مرا شیوہ نہیں او ظالم بے پیر دی میں نے اجازت نہ کہ اب جنگ میں تاخیر
مچھکو یہ ہوس ہے تری حسرت بھی نکلیا شاگردی ابلیس کی خفت بھی نکلیا	
یہ دیکھ کہ میں مری شمشیر دو دم ہے تا کید خدای دو جہان کیا مجھے کم ہے	۵۴۵ اب اسپہ بھی میں ہاتھ نہ ڈالو گا قسم ہے توت مری ہمت مری ادسکا ہی کرم ہے
بے جنبش تیغ آج مٹاؤن تراخا کا شاگرد تو شیطان کا۔ میں شیر خدا کا	

یہ سنتے ہی مرد و نہ نے نیزے کو بٹھالا	۵۴۶	کا دے پہ ہنر و نہ نے ادھر اپ کو ڈالا
مارا دل شبیر پہ جب تاک کے بہالا		خالی گیا حربا جو ہوئے کج۔ شہر والا
برچے کو دہن چہین لیا ہاتھ بڑھا کر		دشکر کی طرف پھینک دیا اوس کو دکھا کر
تہرانے لگا غلط سے کھٹ موہ نہ مین بکرا	۵۴۷	جور و نگہا تھا جسم پر نشتر نظر آیا
ہمیت سے تر تپا ہوا موہ نہ تک جگا آیا		محبوب ہوا ہاتھ دہن گرز پر آیا
سید ہا ہوا رانوسین وہ گھوڑے کو دبا کر		استادہ ہوا پانور کا بو نہ چہا کے
جب وار کیا اوسنے عمو دا پنا اوٹھا کر	۵۴۸	قربان ہوا فرق مبارک پہ وہ آکر
شبیر بڑ ہے آستین اپنی جو چڑھا کر		کی گز نہ یہ عرض دہن سر کو جگا کر
اے بندہ نواز آپے اسید کرم ہے		مار و نہ طمانچہ مرے گلے مین درم ہے
تقریر یہ سنکر تبسم ہوئے مولا	۵۴۹	دروا گلیو نے ہاتھ کو ظالم کے دبا یا
کیا زور تھا ہر عضو مین پیدا ہوا رعشا		پہنچے سے جدا ہونے لگا گرز کا قبضا
چٹکی سے اوٹھا کر کیا پیوند زمین کا		بچون کا کہلونا تھا فقط گرز لعین کا
نجل سے پسینہ مین نہانے لگا ظالم	۵۵۰	دانتونین لبخس دبانے لگا ظالم
شبیر سے موہ نہ اپنا چپانے لگا ظالم		قبضے کی طٹ ہاتھ بڑھانے لگا ظالم
تھی مسکریہ تلوار بھی جاسیگی جو خالی		بھاگوں گا بھی تو موت نہیں چوڑنیوالی
منگوا کے پیا۔ آب لیا دم بھی گھڑی ہر	۵۵۱	شبیر کو بھی تیز کیا سنگ چٹا کر



مہلت جو ملی بیٹھ گیا جگے فرس پر	آواز یہ دی اب یہ مری تیغ ہو وہ سر
کہتا ہوں یہ سو بار کہ ہر شیا خبر درار بحسبلی یہ جلا دے گی خبر وار خبر درار	
تلوار چمک کر جو سر شاہ پر آئی ۵۵۲ اندھا ہوا ظالم - دیا کچھ بھی دکھائی	رہوار نے کی جیت جگہ پہلو میں پائی ہرنے پہ لگانے کے سر ہونہ کی دھکائی
ہیبت سے لرزے لگا ہر بند شقی کا سوالنے لیا جلد کمر بند شقی کا	
جھٹکا جو دیا - اوسنے فرس کو نہیں چوڑا ۵۵۳ دونوں کو اٹھایا ہے - یہ کیا زور ہر توڑا	اوپنجا جو کیا اوسکو ٹٹکنے لگا گھوڑا شہباز کے چنگل میں ہو کوشک کا جوڑا
چٹکا جو اٹھاکر تولے خاک میں دونوں پہنچے ملک الو کے فر - اک میں دونوں	
چلایا بن سعد قیامت کی گھڑی ہے ۵۵۴ گر جانیگی لشکر کی جو دیوار گھڑی ہے	اس شیر کی رو باہو نہ پاب آنگہ پڑی ہے دل چوٹا ہوا جاتا ہی گو فوج بڑی ہے
حملہ یہ اگر کھینچے تلوار کرے گا ایک ہاتھ میں دو نظالموں کو چار کرے گا	
ہاں دور ہی سے ملے بہم تیر چلاؤ ۵۵۵ زخمی جو وہ ہو جاے تو پیر نیزے لگاؤ	چھایا ہی اگر خوف تو نزدیک دجاؤ گھوڑے سے جو گر جائی تو سر کاٹکے لاؤ
یہ سستے ہی پینہ تیر دکھا برسانے لگو سب حملہ جو کیا شیر نے تہرانے لگو سب	
غصہ سے دم جنگ اوگل پڑتی تھی تلوار ۵۵۶ پیر میانین گھس جاتی تھی خود ہی وہ دغاوار	لیکن نہ ملاتا اوسے حکم شہ ابرار چپ چپ کے یونین سر کو نکالاتا کی بار

شمشیر نے جو ہر عجب انداز سے دکھائے جس طرح کوئی پردہ نشین جہانکے ہٹجائے	
ظاہر ہوا اسپنہام لب روح الامین سے نکلا ہے براق نبوی خلد برین سے	۵۵۵ باہر ہوئی تلوار نیسا مشہ دین سے پیدا ہے چمک چہرہ معشوق حسین سے
قدر کے مضامین سے تعلیٰ نکل آئی ایمن کے بیابان سے تجسلیٰ نکل آئی	
نکلی ہے نظر آنکھ سے اک آفت جہانکی ہے چال میں چل بل کسی معشوق جو کج	۵۵۶ بالاسپہ ہوا زلف اوڑھ رہی حور جہانکی قبضے میں ادائیں ہین حسینان جہانکی
مار گئی ہزار دہکدہ تہ کنتی نظر اسکی پیسے گی کرٹوڑوں کو لچکتی کمر اسکی	
سایہ جو پڑا سپر نے لگا جن نظر و نہیں سورخ کئے نوکے اپنی جگر و نہیں	۵۵۹ جب حکم ہوا مثل پسی آئی پڑ نہیں پنی پیکے لہو لال ہوئی بد گم و نہیں
رشتہ نہ رہا زیست کا کاٹا سروتن کو باقی نہ رہا تار رگ جان بھی کفن کو	
دم مار و نہ ہرگز کہ میں آئی کوئی دم میں سر کاٹکے خون چاٹکے پھینکوں گی عدم میں	۵۶۰ اعدا نے سنی تھی یہ صدا تج دو دم میں تم دم مجھے دد گے تو نہ آؤنگی میں دم میں
میں حلق میں آتی ہوں نہ سمجھو کہ اجل ہے تم شوق سے کہا کہ یہ جاننا بازی کا پہل ہے	
سایہ کی چمک دیکھ کے نارسی ہوئی الناز وہ آگ لگائی تھی کہ جنگل تباہ ہوا نہا	۵۶۱ کوندی صفت برق جو تیغ شاہ ابرار جھلنے لگے اشعار پگھلنے لگے کھسار
جبریل نے جیب کی نظر اس کے شر و نہر	



دم کرنے لگے ناد علی پڑھ کے پروں پر	
کیا غلط تھا کیا قہر تھا کیا رعب کیا داب	کیا دہار تھی کیا باز تھی کیا آب تھی کیا سنا ۵۶۲
سرگز جب کاتے تھے بجالانے کو آداب	زہرے علم و تیغ و سنان کی بھی ہو آب
غصہ سے تضالال تھی اون بد گہروں پر	یہ کس کرم بھیرتی تھی سب کے سروں پر
تلوار نہ تھی آئینہ خانہ میں پر ہی تھی	چار آئینہ میں او سکی عجب جلوہ گری تھی ۵۶۳
کچھ نوج جو باقی تھی چراغ سحری تھی	سو نہ لال تھا لاکھوں کے لہو میں جو بہری تھی
گل دیکھے جو ڈھالوں کے وہ سپولی نہ سانی	اون سپو لو نہیں پہل اپنا لگا کر کھل آئی
شہنشاہ بیٹھ رہی تھیں سپہن بیٹھ کر چھپے	میں کی لہو ہو کے بھی چشم زرہ سے ۵۶۴
اب کھو کے سو فارمان مانگ رہے تھے	قربان کمان ہوتی تھی چلا تے تھے چلے
سر کھو لے روتے تھے علم فوج لعین میں	کٹ کٹکے نشان گرہ تھے خلیج زمین میں
ہر دم تھا انا سیف ید اللہ زبان پر	گر تھی چمک کر کہی اونٹنی تھی لچک کر ۵۶۵
ہر دم تھا انا سیف ید اللہ زبان پر	کچھ راز تھا پر کہہ نہیں سکتی تھی کہ تھا ڈر
تلوار کو صوفی کی طرح و جد جو آیا	دستانہ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا
دم بہر نیلے آتے نہ تھے قرنا کو قرینے	دم بھی نہ دیا مارنے شمشیر علی نے
نقارہ نکی ہیبت سے پٹے جاتے تھے سینے	خاموش ہے کیون اتنا ہی پوچھا نہ کسی نے
تھی بات یہی چوب پہ گوچوب پڑی تھی	آواز نہ نکلی کراہل سر پہ کھڑی تھی

دم لے نہ کے خوف سے بوق و دہل کوں	۵۶۷	جانوں کی خبر لانے لگا موت کا جاسوس
الٹی جو چلی چال الٹ کر گئے غوس		مرکب جو ہوئے سیدھے تو رکب ہوئے مسکوس
پانواؤ ٹھکے سراونکے جو سٹی مین گڑھی تھے		تلوار کی تعظیم کو وہ سر سے کھڑے تھے
ترجی جو پڑھی دم نہ لیا خود سپرین	۵۶۸	سید ہی جو چلی سر سے اوڑائی جگر مین
آرٹھی جو ہوئی تہا ہر تیغ دوسرین		یون آئی کہ جیسے لچک آتی ہے کمر مین
جانبا زدن کو اس چال کی مطلق نہ خبر تھی		وہ کیلکے نکلی تو نہ سہر تہا نہ کمر تھی
کاند ہے پوچھو آئی صفت کاتب اعمال	۵۶۹	کاغذ کی طرح کٹ گیا۔ لحم سخوان اور کمال
ایک دست قلم ہو گئے اعضائے بدافعال		دستی تھی لبو۔ جامی مرکب رگ قیفال
کاتب کا لقب کیوں نہ ہو غارتگر ہستی		اس زور سے لکھا کہ پٹھا دفستہ ہستی
یون راست ہوئی تیغ شہنشاہ چارکی	۵۷۰	استادہ ہو جوطح مصلہ پنہازی
چلنے کے لئے جب ہوا حکم شہ غادی		سر پھینکتی تھی لیکے برنگ گل بازی
اوڑھتے تھے جو گردون پر زمین چوڑ کر نکلی		سوج پادو خبین ہونتی تھی سچ کر نکلی
کشتے جو ہزار دن ہوئے لاکھوں پہل	۵۷۱	جو پچھلے مشہور تھے تب ہو گئی بزدل
پہیلانے لگے دست امان آکر مقابل		جوطح سے ہاتھوں کو بڑا دیتے مین ساکل
دریوزہ گری کرنے لگے فوج کے افسر		کشکول گدائی کے بنے خود اسٹ کر
کا سے جو کٹے سر کے تو چیدا جگر دن کو	۵۷۲	چیدا جگر دن کو تو ترشاکر دن کو



آگے جوڑ ہی مار کے ان کینہ ورنکو	جبریل چھپانے لگے سدرہ مین پر ورنکو
شمسیر چلی ہو گیا گرشتہ زمانا	موقوف زمین پر تھا فرشتہ نکلا ہی آنا
گہرا کے کیا بن دریا چون کو فلک کے	۵۷۳ پر یونکی طرح ہوشا در ہے جن دما کے
تہرانے لگے دیو پھاڑ و نین و بابک کے	جلتے مستزلزل سے سما اور سما کے
اور آگے بڑھی تیغ جو میدان ہوا خالی	تہراتے تھے قطیفین جنوبی و شمالی
مشرق نے کہا کانپ کے کس طرح بچ جان	۵۷۴ دعوت ہو دی مغرب تو ابھی مین بنون زمان
مغرب نے کہا چاند سے کیوں پرتا ہوا	بنتی ہوں کلف مین میرا ہو جاتا نگہبان
خورشید سے رمنے کیا بیان جاکھا ڈھری	تو پاس بلائے مجھے منزل مین خطر ہے
خورشید گر یزان ہوا دستار پٹک کر	۵۷۵ ماہی سے کہا گاونے دے جائی تو پر
بولی یہ زمین کھینچ لے اے گنبد اخضر	اگر دون نے کہا جھک جو بچا لے مرے داور
آنکھو مین اجل کی بھی پری شکل منت کی	کیا کوئی بچے تیغ تھی یہ دست خدا کی
اسلام کے پائون پر گرا کھنڈر لرز کر	۵۷۶ دجال لگا کا پننے عیسے کا ہوا ڈر
تہراتے تھے یا جوج پس سدکندر	اوند ہاگرا ابلیس مع طوق زمین پر
جو جو تھے بلا و نہ بلا آگے پڑی تھی	باندھے ہوئے ہاتھوں کو قیامت بھی کڑی تھی
کہتا تھا قالم لوح کو چماتی سے لگا کر	۵۷۷ محفوظ رہن تیغ کے کس طرح یہ ہے ڈر
وہ کہتی تھی تجا یہ لگا جو نقش ہودل پر	یہ کہتا تھا بان میرا بھی کٹ جائیگا اب سر

لو لوج و قلم کو بھی حفاظت کی پڑی تھی تلوار کی دیکھو تو کسان آنکھ لڑی تھی	
سیارے گرے پڑتے تھے ثابت تھی تباہی ۵۷۸ باقی رہی کچھت رزقنا کی نہت رکی تقدیر کے مانند ہر اک چیز خود اولٹی کرسی پہ کبھی عرش کبھی عرش پہ کرسی	
ہر شے کو اٹھاتے ہوئے پرتے تھے ملائک وہ فرش پہ تھی عرش پہ گرتے تھے ملائک	
جبریل یہ بولے مرے پر سے نہ لپٹ جائے ۵۷۹ میکال پکارے کہ نہ رزق اگر سٹی جائے چلاے سرافیل کہیں صور نہ کٹ جائے غل تھا ملک الموت کا بھینڈا اُلٹ جائے	
مرغان بولی اجنہ گہراٹے ہوئے تھے گہراٹے کی جاتی کہ وہ کچھ پائے ہوئے تھے	
تمہارے تہا ستر کوئی کوئی غلہ سینہا لے ۵۸۰ رضوان نے کیا حوروں کو اسد کو حوالے شمشیر نے چلنے کو ادھر پانوں کا لے ہر شے نے کہا جان مری نہ رہی آ لے	
گوش ملک الموت میں کچھ بولکے جھپٹی تھی قہر خدا غیظا سے مومنہ کہو لکے جھپٹی	
اژدر کو کیا چاک تو شیر و تلوں کا ۵۸۱ چوڑا نہ کسی کو اسے مارا اسے گاڑا دنیا سے ہوا ہو گیا پر یون کا اکھاڑا جن اوڑھکے جو بہا گئے تو وہین اوٹکے پڑا	
دیوؤں کو اٹھا لیتی تھی سینگ اوٹکے پڑا کر سرمد انہیں کرتی تھی پسار و نہر رگڑا کر	
موت آگئی اک ہاتھ جو ٹخنے پہ لگایا ۵۸۲ دجال کو اعجاز سیما نظر آیا یا جوج پہ بھی سدر کندر کو گرایا شیطان کو بھی موت کے پنجے نہ دیا یا	
ابلیس چلایا نہ اسب جان مری لے	



تو چوڑمین آدم کو ابھی کرتا ہوں سجدے	
۵۸۳ موت آئی جو سر پر تو حسد دل سے ہوا دور سجدہ ترا اس وقت خدا کو نہیں منظور	ہنس کر کہا ادرے ترا مکر ترازور میں جانتی ہوں خوب تو ملعون ہے مغرور
خود طوق نے لعنت کے گلا اوسکا دبا یا گندم کے کہلانے کا مزا آج چکھ سایا	
۵۸۴ کام آنکے تار شاعی ہی رفو میں نہلا کے چلی مغرب و مشرق کو لہو میں	سوچا کہ تھے قلب فلک عہدہ جو میں زخمونکے پڑے ہار ستاروں کو گلو میں
وہ ضرب لگائی کہ مٹا گاڑ کا نقشا کہ تھا فلوس پر ماہی یہ اسی کا	
۵۸۵ گزری جو فلک سے تو گری کنگر تارے اوپنچی جو ہوئی اور کئے عرش پہ حملے	نکلی جو زمین سے تو نہ بچے تیز زمین کے معدوم ہوئے جنت و دوزخ کرتاشے
جب بیٹھ کے کرسی پر اوٹھی خونین بہی تھی مانند قلم لوح کی چسپاتی یہ دہری تھی	
۵۸۶ میکال بھی جبریل بھی مہم کے گڑی تھے مرد کے کی طرح سے ملک الموت پڑی تھے	چوڑے نہ فرشتے بھی جو تری میں بڑھتے تھا صور ہی سالم نہ سرافیل کہڑے تھے
یہ کاٹ چکی تو نہ زمین تھی نہ زمان تھا جو ذرات خدا کوئی ملکین ہتھانہ مکان تھا	
۵۸۷ ظاہر میں تو کچھ اور نظر آتے ہیں آثار بتا ہے لہو پڑتی ہے تلوار پہ تلوار	یہ قوت باطن کی حقیقت کا ہے اظہار ایک جان پہ ٹوٹے ہیں کئی لاکھ شہکار
سر ضعف سے تازین فرس گرچہ چمکا ہے لب شکر خدا کرتے ہیں دل موحدا ہے	

۵۸۸ ایک گرز لگا پر اسی جگہ تھے سر پر  
خون بنے لگا۔ سانس رکی۔ آگیا چکر  
دوڑا جو گلا کاٹنے کو شمشیر تگر

ایک غفلت برپا ہے قیامت کا جہانم  
ایک زلزلہ پیدا ہے زمین اور زمان میں

۵۸۹ گھوڑے سے امام دو جہان خاک پر آئے  
جلتی ہوئی ریتی پر محمد نظر آئے  
قبروں سے رسولانِ سلف دوڑ کر آئے  
گردن سے فرشتے بھی تڑپ کر اتر آئے

ہولے تھے وہ سب بیچ فقط ذہن تھی بکاکی  
شبیر کا غم ہی تو عبادت کے خدا کی

۵۹۰ ہے وہ لگانیزہ شقی ازلی کا  
نوارہ اوڑھا خون حسین ابن علی کا  
سینہ نہ بچا تیغ سے الد کو دلی کا  
دروازہ کھلا سرخنی راز جلی کا

بتا ہے لمبوغف سے تن کا نپ رہا ہے  
سر کٹکے بچھڑتا ہے بدن کا نپ رہا ہے

۵۹۱ گراے کئی دے دیکے تھرکا شمر کا خنجر  
ایک خطنہ پڑا سبط پیمبر کے گلے پر  
تہا بوسہ گہرہ مصطفوی خلقِ مظهر  
کس طرح او سے کاٹتا ملعون شمر

خنجر جو بہت تیز تھا بھولا ہنرا پنا  
اعجاز محمد نے دکھایا اثر اپنا

۵۹۲ جب خود نہ چلا خنجر فولا وادب سے  
یہ پیکے دانتوں کو ہوا لگ غضب سے  
جہنم کے لگا کہنے شہنشاہِ عرب سے  
فرمایئے تو سیکھا ہے یہ شعبہ کب سے

ملعون یہ قلب کب اس راز کو سمجھا  
بیدین نے یک شعبہ اعجاز کو سمجھا

۵۹۳ ضرر سے یہ نہ پایا کہ سے شمر بظہار  
شبیر میں کیا شعبہ باز دنگے میں آثار



نا فہم پہ گہلتے نہیں اند کے اسرار	ساحر ہی کہا کرتے تھے نا نا کو بھی کفار
گر شعبہ گرج کو بنایا تو عجب کیا	صابر کو تری با سے ہو رنج و تعب کیا
میرا یہ گلابو گہ مصطفویٰ ہے ۹۹۴	اس پر نہ تری تیغ چلیگی نہ چلی ہے
پٹا کے لٹا مجھ کو اگر تری خوشی ہے	طاقت نہیں جنبش کی اری پیاس ٹھی
خیر اڑھتا ہوں بجدے کیلئے تیغ علم کر	گردن کی طرف سے تو مرے سر کو تسلیم کر
کس موند سے بیان ہو کہ کیا شمر نے کیا کیا ۹۹۵	گردن کو پکڑ کر دہین پٹا کے لٹایا
سید پہ نبی زادہ پہ کچھ رحم نہ آیا	خنجر کو بڑے زور سے ظالم نے پرایا
سر کٹکے جدا ہو گیا فرزند علی کا	امت ہی کے ہاتھوں سے بہا خون نبی کا
سر کا ٹکے گہ لوٹنے کی منکر پڑی ہے ۹۹۶	آفت کی مصیبت کی قیامت کی گڑھی ہے
سیدانیوں کی روح کو مکلیفت بڑی ہے	ملکڑے سے جگر قلب میں برجی ہی گڑھی ہے
سید کا نبی زادہ کا گہ لوٹ رہے ہیں	فردوس کو یہ اہل سقر لوٹ رہے ہیں
سیدانیوں کی چادرین چنتی ہیں سر دئے ۹۹۷	بالونین چپاتے ہیں وہ چہرہ نظر دئے
ہین کان سکینہ کے بھی خالی گہ دئے	اس طفل پہ بھی ظلم ہوا کینہ و ر دئے
رونی جو سکینہ تو ملا نچے پڑے موند پہ	نیلا سا درم آگیا اس چاند سے موند پہ
جو چیزیں کہ خیمہ میں تھیں جبک جبک ۹۹۸	کل قیدیوں کے واسطے زنجیریں منگائیں
طرزین تم و ظلم کی جتنی تھیں دکسائیں	عابد کے لئے ہتھکڑیاں بیڑیاں آئیں

مصرف فرشتے ہی ہوئے آہ و بکا میں ہے سب کا امام ابن امام آج بلا میں	
کیسی وہ بلا جس سے ہر دل پاش جگ پاش بہائی کا جگر قطع ہوا جیسے کٹے قاش	۹۹۹ بچو نکو کئی دن سے نہ اک چھپے ملی آتش نیز سے پہرے ہر باپ کا بے گور و کفن لاش
مان ہنوں کے نزدیک نہ برقع نہ ردا ہے زینب کا بھی مونہ سر ہی کو بالوں سے چپا ہے	
یہ مار کے پانو و نہیں پڑیں بیڑیاں بہاری جو درد کر دلیں ہے وہ رگ رگ میں ہر ساری	۱۰۰۰ لب خشک ہیں مونہ زرد ہر خون آنکھوں جاری یک سانس ہی لیتے نہیں دگر یہ دزاری
جلتا ہے جگر مونہ پہ کچھ گرم دھواں ہے پہر صبر ہے۔ پھر شکر خدای دو جہاں ہے	
ایوب کا جو صبر ہے شہ روزمانہ یہ نخل ہے۔ وہ شاخ۔ یہ خوشہ ہے۔ وہ دانہ	۱۰۱۰ ممکن نہیں اس صبر سے ہوشانہ بشانہ یہ لفظ ہے۔ وہ حرف۔ یہ قرآن۔ وہ فسانہ
اس سے ہو مقابل یہ کمان مونہ ہو کسی کا یہ صبر ہے فرزند حسین ابن علی کا	
میرا یہ بیان در دفتزار وح گزرا ہے اس بزم کے ہر گوشہ میں روشنی صفا ہے	۱۰۲۰ جو سننے کو آیا ہے وہ مصرف بکا ہے کیون غم سے نہ بخود ہوں یہ غم سے جدا ہے
اس مرثیہ گوئی کا صلا مجھ کو ملے گا فردوس ہے کیا چیز حلا مجھ کو ملے گا	
ماکل مرا گو مرثیہ گوئی نہیں پیشہ میدان غول ہی نہیں اس شیر کا پیشہ	۱۰۳۰ پر نخل قلم رکھتا ہے ہر رنگ کا ریشہ رندا نہ سخن ہی نہ لکھا میں نے ہمیشہ
ہیں کیا ریاں سبز گلستان سخن کی	بلیل کو ہوا کمانے دو ہر ایک چمن کی